بسم اللہ الرحمن الرحیم

سپاس بےقیاس قدسی اساس منعم حقیقی کو لائق و سزا ہے کہ جسنے اپنے الطاف

خاص و امتنان با اختصاص سے شیعت فرقہ ناجیہ اثنا عشریہ کو سا

مارمعین محبت ذریت طیبہ رسول رب متعال کے مخمر اور آبای صلالی روا

آل طہ و یسین کو ساتھ انعکاس اشعہ انوار ولاء اہلبیت کے منور کیا و

وصلوۃ نامحدود و شائستہ ذات جناب احمد مختار سرور انبیا سے کبار

جسنے متمسکین عروۃ الوثقاء امامت و متشبثین حبل المتین ولایت کو

حدیث ثقلین مقبول الطرفین سے وعدہ نجات دوام و ثبات مقام خلد بریں

و شرب مارمعین کا فرمایا اور تحف تحیہ و سلام پیشکش حضرات ہداۃ الانام عنی ائمہ

اثنی عشر علیہم الصلوۃ والسلام کہ جنکی پیروی اور فرمانبرداری عین ایمان و اسلام اور باعث

خوشنودی ملک علام ہے اللہم احشرنا تحت لوائہم مع اولیائہم اما بعد مخفی نہ رہے

زعما اصحاب فرمانبرداری حضرت باری و تعمیل احکام رب انام و اطاعت

رضاء خداوند ذی الجلال و تقرب خالق بیمثال معرفت احوال آئمہ اطہار و ذکر مناقب
مفاخر آل اطہار و دریافت طریقہ حمیدہ رہنمایان وادی یقین و ادراک احوال
پسندیدہ طریق نیک دین متین ہے خصوص ذکر مناقب مفاخر جناب مستطاب اسد اللہ الغالب
علی ابن ابی طالب علیہ السلام بمضمون خبر صدق مشحون و حدیث مخبر صادق صلوٰۃ اللہ
علیہ و آلہ وسلم ان اللہ تعالیٰ جعل لاخی علی ابن ابی طالب فضائل لا تحصی عددھا غیرہ
فمن ذکر فضیلۃ من فضائلہ مقرا بہا غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر ولو اوافی
القیامۃ بذنوب الثقلین ومن کتب فضیلۃ من فضائلہ لم تزل الملائکۃ تستغفر لہ ما بقی
لتلک الکتابۃ رسم ومن استمع الی فضیلۃ من فضائلہ غفر اللہ الذنوب التی اکتسبہا
بالاستماع ومن نظر الی کتابۃ من فضائلہ غفر اللہ الذنوب التی اکتسبہا بالنظر ثم
قال رسول اللہ ان النظر الی علی ابن ابی طالب عبادۃ و ذکرہ عبادۃ لا یقبل اللہ
ایمان عبد الا بولایتہ والبراۃ من اعدائہ یعنے بدرستیکہ خدا تعالیٰ نے کیے ہیں
میرے بھائی علی ابن ابی طالب کے اسقدر فضائل کہ نہیں حصر کر سکتا انکا کوئی بغیر
خدا تعالیٰ کے پس جو شخص کہ بیان کرے ایک فضیلت کو اسکے فضائل سے
از روی یقین کے بخشے اللہ گناہ اسکے گذرے ہوے بھی اور آیندہ کے بھی اور اگرچہ آئے
وہ قیامت میں ساتھ گناہ ثقلین کے اور جو شخص کہ لکھے کسی فضیلت کو اسکے فضائل سے
تو ہمیشہ ملائکہ استغفار کریں اسکے واسطے جبتک اُس کتابت کا اثر باقی ہے اور جو شخص کہ سنے
کسی فضیلت کو اسکے فضائل سے بخشے اللہ واسطے اسکے وہ گناہ کہ جو کسب
کیے ہوں از راہ گوش کے اور جو شخص کہ نظر کرے اسکی فضیلت لکھی ہوئی پر بخشے اللہ
اسکے وہ گناہ کہ جو حاصل کیے ہوں نظر سے پھر فرمایا رسول مقبول نے کہ نظر کرنا

مطلوب ہر طالب صلاۃ علیہ وعلی اخیہ وزوجتہ واولادہ الابرار سلام اللہ الملک الجبار روز جمعہ
تیرہویں ماہ رجب تیسویں برس بعد عام الفیل کے کعبہ معظمہ میں متولد ہوئے اور عالم کو نور وجود
فائض الجود سے اپنے روشن اور منور کیا اور یہ بھی قول مشہور ہے اگرچہ بعض روایت سے
روز یکشنبہ ساتویں ماہ شعبان کی بھی معلوم ہوتی ہی اور جسوقت کہ آپ متولد ہوئے
سن مبارک جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ کا اٹھائیس برس کا تھا بارہ برس اور
بقولے دس برس پہلے بعثت جناب رسالت مآب سے پدر بزرگوار آپکے ابوطالب پسر عبدالمطلب
تھے ابوطالب اور حضرت عبداللہ والد ماجد جناب رسول خدا برادران اعیانی یعنی ایک
ماں باپ سے تھے والدہ آپکی فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف تھیں اور
وہ جناب اور بھائی آپکے ہاشمی تھے اور والد بزرگوار اور مادر خوش کردار آپکی دونوں
ہاشمی تھے فصل دوسری بیچ بیان کیفیت ولادت اور جائے ولادت جناب امیر کے
واضح ہو کہ ابن بابویہ اور شیخ طوسی اور علامہ حلی وغیرہ علمائے اعلام اور مورخین عظیم الشان
نے بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام و یزید بن قعنب اور عباس و عائشہ اس طرح
بیان ہے کہ ایک روز عباس بن عبدالمطلب اور یزید ابن قعنب اور ایک گروہ بنی ہاشم
کا اور ایک جماعت قبیلہ عبدالعزی سے برابر خانہ کعبہ کے بیٹھے تھے کہ ناگاہ فاطمہ بنت
اسد مسجد میں تشریف لائیں [illegible] ماہ نہم حمل جناب امیر کا تھا اور درد زہ عارض تھا پس وہ
جناب آنکر برابر خانہ کعبہ کے کھڑی ہوئیں اور جانب آسمان دیکھا عرض کی
کہ خداوندا میں ایمان لائی ہوں تجھ پر اور تیرے سب پیغمبروں اور
رسولوں پر کہ جن کو تو نے بھیجا ہے اور تیری سب کتابوں پر کہ جو تو نے
نازل کی ہیں اور تصدیق کی ہے میں نے سب احکامات اور اقوال اپنے جد ابراہیم کے

جد ابراہیم کے کہ یہ خانہ معظمہ اُنکا بنایا ہوا ہے سوال کرتی ہو ... تجھسے بحق اُس شخص کے
کہ جسنے یہ خانہ محترم بنایا ہے اور بحق اُس فرزند کے کہ ... ہے شکم مین ہے اور میرے
ساتھ باتین کرتا ہے اور میرا مونس تنہائی ہے اور میرا ... ن کرتی ہون کہ یہ فرزند
ایک آیت اور نشانی ہے تیری عظمت اور جلالت ... مان کر تو مجھپر ولادت
اس فرزند کی عباس اور یزید بن قعب کہتے ہین کہ ہم و ... ہے تھے کہ جب وہ جناب اس
وعا سے فارغ ہوئین تو دفعتہً دیوار خانہ کعبہ کی شق ہو ... فاطمہ رخنہ دیوار سے داخل خانہ کعبہ
ہوئین پھر آنکھون سے ہمارے غائب ہوگئین اور فوراً ارا ... یہ کی ملکی ہمنے اُس وقت ارادہ
کیا کہ دروازے کو کعبہ کے کھولکر اندر جائین ہر چند ... با دروازہ نہ کھلا ہمنے جانا
کہ یہ امر جانب خدا سے ہے پس فاطمہ تین شبانہ روز ا ... انہ کعبہ کے رہین اور
اہل مکہ بازارون اور کوچون مین اس قصہ کو بیان کا ... تھے اور عورتین گھرون مین
اس حکایت کو نقل کرتی تھین اور سب کو ایک تعجب ... غرض روز چہارم پھر اُسی جگہ
سے دیوار خانہ کعبہ کی شق ہوئی اور فاطمہ بنت اسد ا ... مد الغالب علی ابن ابی طالب
کو آغوش مین لیے اسی رخنہ دیوار سے باہر تشریف ... ین اور فرمایا کہ ایہا الناس
خدا یتعالیٰ نے مجھے اپنی تمام مخلوقات سے برگزیدہ ک ... ا اور سب پر فضیلت دی ہے
خصوص زنان برگزیدہ سابقہ پر اسواسطے کہ خدا یتعالیٰ ... ے برگزیدہ کیا آسیہ دختر مزاحم کو
اور اُسنے عبادت کی پروردگار کی اُس مقام مین کہ جسمین ... وت اُسکے سزاوار نہ تھی مگر
بضرورت یعنی خانہ فرعون مین اور مریم دختر عمران کو خدا ... لی نے برگزیدہ کیا اور ولادت
حضرت عیسیٰ کی اُسپر آسان کی اور بیابان مین درخت خشک ... ے رطب تازہ اُنکے لیے
گرائے اور خدا یتعالیٰ نے مجھے اُن سے اور سب زنا ... بقہ سے افضل کیا اسواسطے

گہرمین تین روز ... رہی اور اُسی خانۂ برگزیدہ مین میرے فرزند
متولد ہوا اور بہشت ... سے کہائے اور جب مینے ارادہ باہر آنیکا کیا اُس
حال مین کہ یہ فرزند ... ہون پر تھا تو ہاتف کی آواز آئی کہ اے فاطمہ نام اِس
فرزند برگزیدہ کا علیؑ رکھہ مین کہ خداوند علی الاعلےٰ ہون مین نے یہ نام اسکا اپنے نام سے
مشتق کیا ہے اور اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہے اور اپنی عدالت سے بہرہ کامل اوس
اپنی عزت اور جلالت سے حظ وافر بخشا ہے اور علوم نہانی اور اسرار پنہانی سے
کماہی آگاہی عطا کی ہے کہ اپنے خانۂ معظم و محترم مین پیدا کیا ہے پس یہ شخص وہ
ہے کہ پہلے سب سے سطح خانۂ کعبہ پر اذان دیگا اور اُسپر سے بتون کو توڑ کر نیچے
پھینکے گا اور مجھکو ساتھ عظمت اور جلالت کے یاد کرے گا اور ہوگا یہی امام اور
پیشوا اُمت کا بعد میرے برگزیدہ کے پس محمد رسول میرا ہے اور یہ وصی
اُسکا ہے خوشا حال اُس شخص کہ جو اُسکو دوست رکھے اور یاری اسکی کرے
اور بدحال اُسکا کہ جو اُسکا ... فرمان نہو اور حکم کو اُسکے نہ مانے اور یاری اُسکی
نہ کرے اور حق کا اسکے انکار کرے غرض جبکہ ابوطالب نے اپنے فرزند ارجمند کو
دیکھا تو نہایت خورسند و خوشنود ہوئے جناب امیرؑ بہی اپنے پدر بزرگوار کو دیکھکر
متبسم ہوئے اور باین عنوان سلام کیا کہ السلام علیک یا ابت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور جب
ابوطالب اپنے فرزند گرامی کو گہر مین لائے تو جناب رسول خداؐ نے اُنکو اپنی گود مین لیلیا
پہر جناب امیرؑ نے روے انور جناب ختمی مآب کو دیکھکر ہنس دیا اور بکمال بشاشت کہا
السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور زبان معجز بیان سے تلاوت سورۂ مومنون
کی شروع کی جب آیہ قد افلح المومنون الذین ہم فی صلوتہم خاشعون پر پہنچے تو

جناب رسالت مآب نے فرمایا کہ تحقیق رستگاری پائی مومنین نے اور جب ا[illegible] لم ہم الوارثون الفردوس ہم فیہا خالدون پر پہنچے تو فرمایا کہ بخدا تو امیر اور بادشاہ انکا ہی انکو دانش اپنے علم اور حکمت سکھایگا اور تو ہی راہ نما انکا ہی تیرے ہی ساتھ یہ سب ہدایت پاوینگے پھر فاطمہ سے فرمایا کہ اس فرزند کو عم بزرگوار حمزہ کو اسکی ولادت کی خوشخبری جا کر دو فاطمہ نے کہا کہ اگر میں گئی تو اسکو دودہ کون پلایگا فرمایا کہ میں اسکو سیراب کرونگا جب فاطمہ گئیں تو اُس جناب نے اپنی زبان معجز نشان جناب امیر کے دہن اقدس میں دی پس آپکی زبان مبارک سے بارہ[۱۲] چشمے شیر کے جاری ہوئے کہ وہ جناب خوب سیر ہوئے جب فاطمہ پھر کر آئیں تو دیکھا کہ جناب امیر کے روئے منور سے جانب آسمان ایک نور ایسا ساطع ہے کہ آسمان کو روشن کر دیا ہے من بعد فاطمہ نے موافق عادات اور اطفال کے جناب امیر کو بھی ایک پارچہ میں لپیٹا اُس معجز نما نے بقوت خداداد اُس پارچہ کو پھاڑ کر ہاتہ اپنے باہر نکال دیے پھر ثانیاً اور پارچہ میں لپیٹا اسکو بھی پھاڑ ڈالا آخر دو پارچوں میں پھر تین پارچوں میں لپیٹا اور ہر بار اُنکو پھاڑ کر پھینکدیا لاچار ہوکر جامہ دیبا مضبوط میں لپیٹ کر اُسپر پوست لپیٹا پھر بھی اُس قوت بازوئے رسول مختار نے اُسکو بھی پھاڑ پھینکا اور قدرت خدا سے گویا ہوئے کہ اے والدہ ماجدہ میرے ہاتہوں کو نہ باندہو میں چاہتا ہوں کہ اپنے ہاتہوں کو درگاہ خدا تعالیٰ میں واسطے دعا کے بلند کروں ابوطالب نے یہ حال دیکھکر کہا کہ تم ہاتہ فرزند سے اُٹھالو کہ امر اسکا ایک عجیب و غریب ہے اور لڑکوں کا سا حال اسکا نہیں ہے دوسرے روز رسولخدا پھر تشریف لائے تو پھر جناب امیر نے آپ پر سلام کیا اور دیکھکر خوش ہوئے اور اشارہ سے عرض کیا کہ وہ چیز جو کل آپنے مجھے دی تہی آج بھی عنایت ہو غرض تیسرے روز ابوطالب نے بنا بر دعوت اہل مکہ تین سو شتر اور ہزار گوسفند اور بہت سی گائیں ذبح کیں اور اُنکا کھانا پکوا کر سب اہل مکہ سے

کہلا بھیجا کہ تم سب اول سات شوط گرد خانہ کعبہ کے پھر کر میرے گھر میں آؤ اور اس فرزند کو
آنکر سلام کرو اور پھر طعام ولیمہ تناول فرماؤ اسواسطے کہ خدا تعالی نے اس میرے فرزند
کو شریف اور بزرگ پیدا کیا ہے منقول ہے کہ جناب رسولخدا اس درجہ جناب امیر سے
محبت رکھتے تھے کہ گہوارے کو انکے اپنی خوابگاہ کے قریب کھڑا کرایا تھا اور آپ
ہی انکی تربیت کرتے تھے اور خود ہی نہلاتے دھلاتے تھے اور آپ ہی دودھ پلاتے
تھے جب سوتے تھے تو گہوارہ جنبانی کرتے تھے جب بیدار ہوتے تھے تو انسے باتیں کرتے
تھے اور اپنے سینہ سے لگا کر فرماتے تھے کہ یہ ہے بھائی میرا اور ظہیر و پشت و پناہ میرا اور
وصی و جانشین میرا اور شوہر میری دختر نیک اختر کا امین میرے وصایا اور علوم کا اور ہمیشہ
وہ جناب اس حضرت کو صحرا اور جبال میں لیجاتے تھے اور علوم غیر متناہی اور اسرار
الہی تعلیم کرتے تھے ۔ اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایکروز فاطمہ بنت
اسد نے جناب رسولخدا کو رطب بہشت کے تناول کرتے دیکھا کہ مشک و عنبر سے
خوشبو تر اور عدم مشابہ باشیاء دنیا تھے فاطمہ نے بھی ایک دانہ انمیں سے طلب کیا
آپنے انکو بعد تلقین شہادتین ایک دانہ عطا کیا فاطمہ نے اس دانہ کو کہا کر ایک
اور دانہ ابو طالب کے واسطے بھی مانگا آپنے دوسرا دانہ انکو دیکر فرمایا کہ جبتک ابو طالب
اقرار وحدانیت خدا اور رسالت رسالت پناہ کا نہ کریں یہ دانہ انکو نہ دینا وقتیکہ ابو طالب
فاطمہ کے پاس تشریف لائے اور خوشبو اس دانہ کی آپکی مشام جان میں پہنچی تو متعجب
ہو کر فاطمہ سے پوچھا کہ آج تمہارے پاس سے ایسی خوشبو آتی ہے کہ کبھی
ایسی خوشبو نہ آئی تھی فاطمہ نے وہ دانہ رطب کا نکالکر دکھایا اور کہا کہ یہ اسکی
خوشبو ہے ابو طالب کو اسکی طرف رغبت ہوئی فاطمہ نے کہا کہ جب تک تم

اقرار شہادتین کا نہ کرلوگے اس دانہ کا کھانا تمپر حرام ہے غرض ابوطالب نے
بعد اقرار شہادتین اُس دانہ کو لیکر تناول کیا قدرت خدا سے وہ رطب منتقل طرف
نطفہ کے ہوا اور اُسی شب فاطمہ بنت اسد کو جناب امیر کا حمل رہا اور حسن جمال
انکا ببرکت وجود فایض الجود اُس ماہ فلک امامت و خلافت کے دوبالا ہوگیا
پس ہمیشہ وہ جناب شکم مبارک مین اپنی والدہ ماجدہ سے باتین کیا کرتے
تھے اور اُن کے مونس تنہائی تھے ایک روز فاطمہ بنت اسد جعفر طیار کے ساتھ قریب
کعبہ کے آئین کہ ناگاہ جناب امیرؑ نے جعفر طیار سے شکم مین کچھ کہا اور باتین کرنے
لگے جعفر طیار کو اس حال غریب سے غش آگیا اور جب فاطمہ قریب خانہ کعبہ پہنچین تو
جتنے بت اُسمین تھے سب منہ کے بھل زمین پر گر پڑے فاطمہ نے اپنے شکم مبارک پر
ہاتھ پھیر کر کہا کہ اے فرزند گرامی تو ہنوز شکم سے باہر نہین آیا کہ بت تجھے سجدہ کرتے ہین
جب تو باہر آئیگا تو معلوم نہین کہ رتبہ تیرا کیا ہوگا اور اس حال کو ابوطالب سے بیان کیا اُنھون نے
کہا کہ یہ دلیل اُس چیز کی ہے کہ جسکی شیر نے مجھے راہ طائف مین خبر دی تھی اور قصہ شیر کا اسطرح
ہے کہ ہمیشہ درندہ جب ابوطالب کو دیکھتے تھے تو بھاگ جاتے تھے ایک روز ابوطالب مکہ معظمہ
کو جاتے تھے کہ ناگاہ ایک شیر برابر سے پیدا ہوا اور اُنکو دیکھکر تذلل و انکسار کرنے لگا
ابوطالب نے جو شیر سے اس تذلل کا باعث پوچھا تو اُسنے کہا کہ بخدا تو ہی ہے باپ شیر خدا کا
اور یاور رسول ہدی کا۔ پس اُس روز سے ابوطالب کو محبت جناب رسولخدا کی زیادہ تر
ہوئی اور ایمان لائے پس اس روایت سے بھی اور اَور بہت سی روایات طرفین سے ایمان
اور اسلام ابوطالب کا ثابت ہے جیسا کہ کلینی نے کافی مین جناب امام جعفر صادقؑ
سے روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا کہ مثل ابوطالب کی مثل اصحاب کہف کے ہے

کہ اسروا الایمان واظہروا الشرک فاتاہم اللہ اجرہم مرتین یعنے مخفی کیا ایمان کو اپنے اور
ظاہر کیا شرک کو پس کرامت کیا خدا تعالی نے انکو اجر دو بار یعنے دوچند۔ فاضل
کاشانی نے صافی مین کہا ہے کہ سبب ابوطالب کے اخفائے ایمان و اظہار شرک کا
یہ تہا کہ تا اس پردے مین نصرت اور یاری پر رسولخدا کے قادر تر ہون جیسا کہ اکثر
روایات سے مستفاد ہوتا ہے اور یہی امام جعفر صادق علیہ السلام سے رد مین ان
لوگون کے کہ جو ابوطالب کے ایمان کے قایل نہ تہے منقول ہی کہ آپنے جواب مین اس شخص کے
کہ جسنے کہا کہ ایک گروہ گمان کرتی ہے کہ ابوطالب کافر تہے فرمایا کہ جہوٹ کہتے ہین وہ لوگ
ابوطالب کیونکر کافر ہوئے حالانکہ وہ کہتے ہین۔ الم تعلموا انا وجدنا محمدا نبیا کموسی خط
فی اول الکتب۔ آیا نہین جانا تمنے کہ ہمنے پایا محمد کو نبی مثل موسی کے لکہا گیا بیچ
کتب سابقہ کے پس یہ قول انکا اول دلیل ہے انکے اسلام کی۔ جیسا کہ مواہب
مین حافظ ابوالفضل بن حجر سے نقل کی ہے اور اسنے ابن اسحاق سے کہ انشا
کرنے کو ابوطالب کے ان اشعار کا اور معرفت کو ان کے ساتہ نبوت کے کہ جو بیچ اخبار کثیرہ
کے وارد ہے شیعون نے دلیل گردانا ہے انکے اسلام پر۔ اور یہی مواہب مین ہے کہ
علی بن حمزہ بصری نے ایک جزو تالیف کیا ہے کہ اسمین اشعار ابوطالب کے جمع کیے
ہین اور گمان کیا ہے کہ وہ مسلمان تہے اور اسلام ہی پر وفات پائی اور سواے
اسکے حمایت کرنا جناب رسولخدا کا اور اہتمام اور حراست اور حفاظت ان کی عین
دلیل ہے ابوطالب کے ایمان کی جیسا کہ جناب صادق ع سے منقول ہے کہ جب
ابوطالب نے وفات پائی تو جبرئیل پیغمبر جلیل پر نازل ہوئے اور کہا کہ پروردگار نے تمکو
سلام ارشاد کیا ہے اور فرمایا ہے کہ تم بالفعل مکہ سے کوہ حجون کیطرف جاؤ

کہ آپ یہاں کوئی تمہارا کفیل اور ناصر باقی نہیں رہا پس اس سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ ابوطالب ایمان لائے تھے والا پیغمبر کی نصرت اور کفالت کیونکر کرتے کہ یہ بات تو خلاف کفر ہے۔ اور یہی جناب صادقؑ نے فرمایا ہے کہ جبرئیل نے کہا کہ ای محمد اللہ تعالی آپ کو سلام فرماتا ہے اور ارشاد کرتا ہے کہ ہمنے حرام کیا ہے آگ کو اس صلب پر کہ جسنے تجھے نازل کیا اور اس بطن پر کہ جسنے تجھے اپنے میں رکھا اور اس بر اور دوش پر کہ جسنے تیری کفالت کی پس صلب تو صلب تمہارے پدر عالیقدر عبداللہ کا ہے اور بطن کہ جسنے تمہیں اٹھایا وہ آمنہ بنت وہب کا ہے اور وہ بغل کہ جسنے تمہاری کفالت کی وہ بغل ابوطالب کی ہے پس جبکہ ایمان انکا ثابت ہوا تو جو لوگ انکے کفر کے قایل ہیں اور کہتے ہیں کہ ابوطالب ایمان نہ لائے تھے اور اسلام کو قبول نکیا تھا اور حال کفر ہی میں دنیا سے گئے ہیں وہ خود کافر ہیں اور عدو ہیں خاندان رسول کے **فصل تیسری** بیچ بیان اسامی جناب امیر المومنینؑ کے۔ واضح ہو کہ نام نامی اور اسم گرامی آپ کے بہت ہیں از انجملہ ایک نام آپ کا علیؑ ہے اور یہ اول نام آپکا ہے جابر سے منقول ہے کہ قبل اسکے کہ آپکا نام مبارک علیؑ ہو کوئی شخص اس نام کے ساتھ مسمّی نہ ہوا تھا الا گاہے بسبیل توصیف مقام مدح میں اس لفظ کا استعمال کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہذا ولدی علی یہ فرزند میرا بلند مرتبہ ہے پس جب وہ جناب اس نام کے ساتھ مسمی ہوئے تو اوروں نے بھی اپنی اولاد کا نام علیؑ رکھنا شروع کیا مگر مورخین نے وجہ میں اس تسمیہ کے بہت اقوال بیان کیے ہیں بعض نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ چونکہ معرکہ قتال میں جو شخص آپ کے مقابل آتا تھا تو آپ اسپر غالب آتے تھے اس سبب آپ کا نام علیؑ ہوا اور بعض نے یہ کہا ہے کہ چونکہ بہشت میں

کسی نبی اور وصی کا گھر اور منزل آپ کے گھر سے بلند نہیں ہے اس سبب سے آپ کا نام
علیؑ ہوا۔ اور بعض نے یہ وجہ لکھی ہے کہ از بسکہ آپ نے دوش مبارک رسول
رب متعال پر سوار ہو کر بام خانہ کعبہ سے بتوں کو نیچے گرایا بایں سبب اس نام سے
مسمے ہوئے اور بعض کے نزدیک یہ ہے کہ چونکہ عقد آپ کا جناب معصومہ سے
ملا اعلے میں ہوا بایں وجہ یہ نام آپ کا ہوا اور بعض نے یہ سبب اسکا بیان کیا ہے
کہ چونکہ بعد رسول مختار اُس جناب کا مرتبہ سب سے عالی و سب سے بلند تھا بایں وجہ علیؑ
آپ کا نام ہوا اور اور بہی وجوہ اسمیں ہوسکتی تھیں مگر یہ رسالہ سب کے لکھنے کی وسعت
نہیں رکھتا۔ اور ایک نام آپ کا ابو تراب تھا شیخ صدوقؒ نے علل الشرایع میں
ابن عمر سے وجہ اس تسمیہ کی یہ لکھی ہے کہ ایک روز جناب ختمی مآبؐ امیر عرب
افضل الاوصیا علیؑ ابن ابی طالب کو تلاش کرتے ہوئے نخلستان مدینہ میں تشریف
لیگئے دیکھا کہ ایک باغ میں وہ جناب درستی جداول و روش اور اصلاح اراضی
میں مشغول ہیں اور گرد و غبار سے روے انور اور بدن اطہر آلودہ ہو رہا ہے یہ
دیکھکر جناب سرور انبیا نے ارشاد فرمایا کہ میں ملامت نہیں کرتا کسی کو اس باب
میں کہ نام تیرا ابو تراب رکھے مگر جناب امیر کو یہ نام پسند نہیں آیا رنگ روے منور
سُرخ ہوگیا جناب رسولخدا نے تغیر چہرہ اقدس سے ناخوشی کو معلوم کیا فرمایا کہ اے علی
چاہتے ہو کہ میں تمہیں خوش کروں عرض کی بہتر اے رسولخدا فرمایا کہ تو بھائی میرا
اور وزیر میرا اور جانشین میرا ہے بعد میرے اور تو ادا کرنے والا ہے میرے
قرض کا جو کوئی تجھے دوست رکھیگا میری زندگی میں اُسکو خدا ے رحمان
بہشت میں داخل کرے گا اور جو کوئی تجھے دوست رکھیگا بعد میرے مرنے کے

اُسکو خدائے تعالیٰ دنیا سے با ایمان لیجائے گا اور کچھ خوف نہوگا اُسکو عذاب روز قیامت
سے اور جو تجھے دشمن رکھیگا وہ کافر مرے گا اور ہمیشہ جہنم مین بعذاب الیم گرفتار رہیگا
۔ اور ایک نام گرامی آپ کا الانزع البطین ہے (انزع کے معنی لغت مین بری
ہونا شرک سے) اور بطین کے معنی شکم بزرگ کے ہین پس چونکہ آپ شرک سے بری اور
کفر سے پاک اور پاکیزہ تھے اس سبب آپکو انزع کہتے تھے اور شکم مبارک بزرگ تھا اس
جہت بطین کہلاتے تھے ۔ ایک شخص نے جناب امیرؑ سے کہا کہ مین آپ کی تین
چیز سے سوال کرتا ہون آپ اُسکا جواب ارشاد کرین ایک تو آپ کی کوتاہی قد
سے دوسرے بزرگی شکم سے تیسرے صلع سر یعنی پیشانی پر بال نہونے سے
آپنے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے میرے قد کو معتدل اور میری خلقت کو مستوی بنایا ہے
کہ نہ بلند ہے اور نہ بہت کوتاہ تا کہ مین دو ٹکڑے کرون کوتاہ قدون کو طول مین اور
بلند قدون کو عرض مین اور چونکہ رسولخدا نے مجھے علم کے ہزار باب تعلیم کیے اور ہر باب سے
ہزار ہزار باب اور مجھپر منکشف ہوئے اور وہ سب جمع ہوئے میرے بطن مین اور
اُسنے تنگی کی اُن بابون سے پس بلند ہوے پہلو میرے اور از بسکہ ہموارہ کلاہ سر پر رکھکر
کفار سے جہاد کرتا ہون باین سبب بال میری پیشانی کے اُڑ گئے ہین ۔ آخوند
صاحب بحار مین فرماتے ہین کہ بزرگی شکم کی کثرت علم سے ممکن ہے اسواسطے کہ بسبب
کثرت علم کے فرح و سرور حاصل ہوتا ہے اور یہ امر باعث ہوتا ہے بزرگی شکم کا اور
اگر یہ امر آپکے شکم کی بزرگی کا باعث نہو تو پھر اور کوئی وجہ ہو نہین سکتی اسواسطے
کہ وہ جناب ہمیشہ ریاضات اور مجاہدات اور کمی خوراک اور قلت خواب مین
رہتے تھے اور جو کچھ کہ آلام جسمانی اور صدمات روحانی دشمنون کے پہنچی تھی

وہ علاوہ اس سے تھی اور ظاہر ہے کہ یہ امور علت زبول و صغر بطن کے ہوتے ہین
نہ بزرگی اور ضخامت شکم کے پس معلوم ہوا کہ سرور اور شادمانی ہی باعث
بزرگی شکم مبارک کی تھی کہ اُس جناب پر ہموارہ فیوضات قدسی اور معارف ربانی
سے طاری ہوتے رہتے تھے اور یہ بھی ممکن ہے کہ کثرت علوم اور وفور اسرار ربانی کہ جنکا
اظہار ممکن نہو بالخاصیت سبب بزرگی بطن کا ہوا ور تجربہ بھی شاہد اسکا ہی اور ایک نام
آپکا یعسوب بھی تھا یعنی امیر اور سردار قوم لغت مین معنی یعسوب کے امیر نحل اور سردار قوم کے
آئے ہین جناب امام رضاؑ سے بیچ تفسیر آیہ واوحی ربک الی النحل کے منقول ہے
کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ امیر نحل علی ابن ابی طالب ہے اور وجہ اسکی یہ
بیان کی گئی ہے کہ ایک بار رسول مختار نے لشکر اسلام کو جانب قلعہ بنی نفل روانہ
فرمایا تھا پس جب اہل قلعہ لشکر فیروزی اثر سے مغلوب آئے تو خانہائے زنبور کو
کھول دیا اور زنبورون نے آنکر لشکر کو نیشہائے زہر آلودہ سے تہ و بالا کر دیا یہ حال
پر اختلال لشکر کا جو جناب امیرؑ نے دیکھا تو خود بنفس نفیس لشکر مین تشریف لائے
فوراً باعجاز جناب معجز نما سب زنبور جمع ہوکر خدمت بابرکت جناب مظہر العجائب
مین حاضر ہوئے اور سر انقیاد و تذلل پائے مبارک پر ملنے لگے اور عجز و انکسار ظاہر
کرنے لگے یہ حال فیروزی مآل اُس جناب افضل الاوصیاء کا دیکھکر رسول خدا نے
فرمایا کہ ہذا امیر النحل یعنے یہ سردار نحل ہے - اور دوسری روایت مین یہ وارد
ہے کہ ایک گھر مین کسی کے زنبورون نے اپنا گھر کیا تھا اور کسی کو طاقت
اُسمین سے شہد نکالنے کی نہ تھی جناب امیرؑ نے جاکر اُسمین سے شہد نکال لیا
جناب رسول خدا نے اُسوقت آپ کا نام امیر نحل اور یعسوب رکھا - اور

ایک نام آپکا مرتضےٰ تھا اسواسطے کہ آپ ہر امر میں رضائے خدا اور خوشنودی رسول خدا کو منظور خاطر رکھتے تھے جیسا کہ ابن عباس سے منقول ہے کہ بسبب متابعت رضائے خدا و رسول کے آپ کا نام مرتضےٰ رکھا گیا۔ اور بعض نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ایک روز جبرئیل امین جانب رب جلیل سے یہ پیغام لائے کہ اے حبیب ہمارے ہمنے پسند کیا ہے علیؑ کو واسطے فاطمہ زہرا کے اور فاطمہ کو واسطے علیؑ کے لہذا آپ اس نام سے مسمّےٰ ہوئے۔ اور ایک نام آپکا حیدر تھا جابر جعفی کہتا ہے کہ حیدر کے معنی جازم اور ضابطہ اور اختیار کنندۂ اشیاء نیک و نظر کنندۂ باریکی امور کے ہیں اور چونکہ جناب امیر ان امور کے ساتھ متصف تھے تو اس سبب آپ کا یہ لقب ہوا اور یہی بعض نے لکھا ہے کہ حیدر کے معنی شیر درندہ کے ہیں اور آپ بھی شجاعت اور جرات میں مثل شیر کے تھے اس سبب آپ کا نام حیدر ہوا جیسا کہ خود آپنے فرمایا کہ میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے اور یہ بھی لکھی ہے کہ جب اہل اسلام جنگ طلحہ عبدری سے کہ ایک شجاعان عرب سے تھا بھاگ گئے تو جناب مستطاب اسد اللہ الغالب اس وقت وہاں کے روبرو تشریف لائے اُسنے پوچھا کہ تم کون ہو آپنے نقاب دوئے انور سے اُٹھا کر فرمایا کہ میں ہوں شیر خدا اور برہم کنندۂ لشکر اعدا فرزند ابوطالب اور یہیں سبب آپ کو مفرق الکتائب بھی کہتے ہیں۔ اور آپکا لقب مظہر العجائب اور مظہر الغرائب بھی ہے کیونکہ ہمیشہ معجزات اور غرائبات آپ سے ظہور میں آتے رہتے تھے

باب دوسرا بیچ بیان فضائل جناب امیر کے اور اسمیں بھی کئی فصلیں ہیں فصل اول بیچ بیان اس امر کے کہ قرآن مجید میں اکثر

آیات بینات میں جناب علیؑ ابن ابی طالب کے نام کی تصریح ہتی مخالفین و معاندین
نے اُن آیات میں تغیر دیا جیسا کہ ابن شہر آشوب نے لکھا ہے کہ میں نے ابن مسعود کے
قرآن میں آٹھہ جگہہ نام نامی اور اسم گرامی جناب علیؑ ابن ابی طالب کا صراحتہً
لکھا ہوا دیکھا تھا اور کتاب کلینی میں بھی بہت سی آیات قرآنی میں آپ کے
نام کی تصریح دیکھی تھی اور پھر اُنمیں تغیر پایا ابو بصیر نے جناب صادقؑ سے روایت
کی ہے کہ یہ آیہ کریمہ اسطرح پر نازل ہوا ہے کہ ومن یطع اللہ ورسولہ فی ولایۃ علی والائمۃ
من بعدہ فقد فاز فوزاً عظیما یعنی جو کوئی کہ فرمانبرداری کریگا خدا کی اور اُسکے پیغمبر کی
بیچ ولایت علیؑ کے اور آئمہ کے کہ بعد اُسکے ہیں پس رستگاری پائیگا رستگاری عظیم۔
اور بھی آپ نے فرمایا کہ یہ آیہ اسطرح پر نازل ہوا ہے۔ فستعلمون من ہو فی
ضلال مبین یا معشر المکذبین حیث اتاکم رسالۃ ربی فی علی والائمۃ من بعدہ
یعنے پس قریب ہے کہ جانوگے تم کہ کون شخص ہے بیچ گمراہی ظاہر کے اے تکذیب کرنیوالو
جسوقت کہ آئے تمہارے پاس رسالت رب میرے کی بیچ ولایت علیؑ اور ائمہ کے
کہ بعد اسکے ہیں۔ اور بھی فرمایا آپ نے کہ یہ آیہ اسطرح پر نازل ہوا تہا کہ سال سائل بعذاب
واقع للکافرین بولایۃ علی لیس لہ دافع۔ یعنی سوال کیا سوال کرنیوالے نے ساتھ عذاب
واقع ہونے والے کے واسطے کافروں کے یعنی انکار کرنیوالوں کے ساتھ ولایت علیؑ
کے کہ نہیں واسطے اُس عذاب کے کوئی دفع کرنے والا۔ اور بھی عمار یاسر نے اُس
جناب سے روایت کی ہے کہ یہ آیہ جبرئیل اس نحو پر لائے تھے۔ یا ایہا الذین
اوتوا الکتاب آمنوا بما انزلنا علی عبدنا فی علی۔ یعنے اے وہ لوگ کہ دئیے گئے ہو
کتاب ایمان لاؤ تم ساتھ اُس چیز کے کہ نازل کی ہمنے اوپر بندے اپنے کے

بیچ حق علیؑ کے۔ اور جابر نے اُس جناب سے روایت کی ہے کہ جبرئیل نازل ہوتے اور
رسولخدا پر اس آیہ کو اسطرح پڑہا۔ انکنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فی علی ابن
ابی طالب فاتوا بسورۃ من مثلہ۔ یعنی اگر ہو تم بیچ شک کے اُسچیز سے کہ نازل کیا
ہمنے بیچ علیؑ ابن ابی طالب کے پس لاؤ تم ایک سورہ مثل اُسکے اور بہی ابوحمزہ ثمالی نے
جناب ابوجعفر محمد بن علی الباقرؑ سے روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا کہ یہ آیہ اسطرح پر نازل
ہوا ہے۔ ولو انہم فعلوا ما یوعظون بہ فی علی لکان خیرا لہم۔ یعنی اور اگر بتحقیق کیا
اُن لوگون نے اُس چیز کو کہ نصیحت کیئے گئے ہین ساتہ اُسچیز کے بیچ حق علیؑ کے
ہوگا واسطے اُنکے بہتر۔ اور بہی آپنے فرمایا کہ یہ آیہ اسطرح پر نازل ہوا ہے۔ وقل
الحق من ربکم فی ولایۃ علی فمن تشاء فلیؤمن ومن تشاء فلیکفر انا اعتدنا للظالمین آل
محمد نارا۔ یعنی اور کہہ اے محمدؐ یعنے بیان کر حق کو اپنے رب کی جانب سے بیچ ولایت علیؑ
کے پس جو شخص چاہے ایمان لائے اسپر اور چاہے کفر کرے یعنی نہ ایمان لائے
اسپر بتحقیق کہ ہمنے آمادہ اور مہیا کیا ہے واسطے اُن لوگون کے کہ جو ظلم کرنیوالے ہین
آل محمد پر آتش جہنم کو۔ اور بہی یہ آیہ اسطرح پر نازل ہوا ہے۔ ان الذین کفروا و
ظلموا آل محمد حقہم لم یکن اللہ لیغفر لہم ولا لیہدیہم طریقا الا طریق جہنم خالدین فیہا ابدا
وکان ذالک علی اللہ یسیرا۔ یعنے بتحقیق کہ جو لوگ کہ کافر ہوئے اور ظلم کیا اُنھون نے آل
محمد پر بیچ حق اُنکے یعنی اُنکے حق کو غصب کیا نہین ہے خدا کہ بخشش
کرے واسطے اُن کے اور نہ یہ کہ رہنمائی کرے اُن کو طرف راہ حق کے کہ
وہ راہ بہشت کی ہے مگر راہ دوزخ کی کہ ہمیشہ رہنے والے ہین وہ بیچ اُس
دوزخ کے ہمیشہ اور ہے یہ یعنے ہمیشہ اُن کو دوزخ مین رکہنا اوپر خدا کے

آسمان - اور اس آیہ کو اسطرح پڑہا - یا ایہا الناس قد جاءکم الرسول بالحق من ربکم فی ولایۃ علی فامنوا خیرا لکم فان تکفروا بولایۃ علی فان للہ ما فی السموات والارض - یعنی اے آدمیو تحقیق آیا ہے تمہارے پاس پیغمبر کہ وہ محمد ہے بہیجا ہوا خدا کا ساتہ حق کے تمہارے پروردگار کے پاس سے بیچ ولایت علیؑ کے پس ایمان لاؤ تم اسپر بہتر ہے واسطے تمہارے ہے اسواسطے کہ اسمین تمہاری دنیا و آخرت کی بہلائی ہے اور اگر کفر کروگے بیچ ولایت علیؑ کے یعنی اگر انکار کروگے اُسکی ولایت کا تو خدا تعالے کو اسکی کچہ پروا نہین ہے پس تحقیق واسطے خدا کے ہے جو کچہ کہ بیچ آسمانون کے ہے اور زمین کے ہے وبئس ما شتروا بہ انفسہم ان یکفروا بما انزل اللہ فی علی الایہ والذین کفروا بولایۃ علی ابن ابی طالب اولیائہم الطاغوت - یعنی بری ہے وہ چیز کہ بیچا ہے انہون نے ساتہ اُسکے نفسون اپنے کو یہ کہ کفر کرین ساتہ اُس چیز کے کہ نازل کی ہے خدا نے بیچ حق علیؑ کے تا آخر آیہ اور جن لوگون نے کفر کیا بیچ ولایت علیؑ ابن ابی طالب کے اولیا اُنکے شیاطین ہین - اور بہی فرمایا کہ یہ آیہ اسطرح نازل ہوا ہے کہ - ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات فی علیؑ ابن ابی طالب یعنی تحقیق وہ لوگ کہ پوشیدہ کرتے ہین اُسچیز کو کہ نازل کیا ہمنے آیات بینات سے بیچ حق علیؑ ابن ابی طالب کے اور بہی عیسے بن عبداللہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ نازل ہوا یہ آیہ اسطرح پر - کہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک فی علیؑ یعنی اے رسول پہنچا تو اُس چیز کو کہ نازل کی گئی ہے طرف تیرے بیچ حق علیؑ کے - پس ان آیتون مین نام جناب امیرؑ کا تہا دشمنون نے آپ کے نامون کو نکال ڈالا - اور کتاب تہذیب اور مصباح مین بیچ دعائے

غدیر خم کے یہ مضمون تھا کہ شہادت دیتے ہیں ہم اس امر کی کہ ہدایت کرنیوالے راہ راست
کے جناب علیؑ ہیں کیونکہ تونے قرآن میں فرمایا ہے کہ وانہ فی الکتاب لدینا لعلی حکیم
اور یہی منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے اپنے پدر بزرگوار اور جد نامدار سے
روایت کی ہے کہ ایکدن خلیفہ ثانی عمر ابن الخطاب نے کہا کہ تم کہتے ہو کہ
علی مجھسے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے حالانکہ خدا تعالیٰ نے ہارون کا تو
قرآن میں ذکر کیا ہے اور علیؑ کا کہیں ذکر نہیں کیا آپنے فرمایا کہ ای نادان آیا نہیں سنا
تونے کہ خدا تعالیٰ نے کہا ہے کہ ہذا صراط علی مستقیم - اور یہی جناب موسیٰ کاظمؑ نے اپنے
پدر بزرگوار اور جد عالی تبار سے اس آیہ کو اسیطرح پر بیان کیا ہے - اور یہی کتاب
مذکور میں قتادہ سے نقل ہے کہ اسنے کہا کہ مینے حسن بصری سے سنا کہ وہ اس آیہ کو
اسیطرح پڑہتا تہا کہ ہذا صراط علی مستقیم - پہر وہ کہتا ہے کہ مینے حسن سے پوچھا کہ
کہ اس آیہ کے کیا معنی ہیں کہا کہ یہ راہ علی کی ہے اور یہ دین اُسکا ہے اس
راہ کی متابعت کرو اور اُسکے ساتہ متمسک ہو کہ یہ راہ راست ہے کجی اور
اعوجاج کسی طرح کا اسمیں نہیں ہے - اور یہی جناب مستطاب باقر علوم اولین و
آخرین سے بیچ آیہ کریمہ ان الینا ایابہم کے مروی ہے کہ یہ آیہ اسطرح پر نازل ہوا ہے
کہ ان الینا ایاب ہذا الخلق وعلیا حسابہم - پس بنابرین علیا کا عطف ہوگا
ایاب پر اور خبر ایاب کی الینا ہوگی اور خبر علیا کی حسابہم ہوگی اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ
ان علیا حسابہم - یعنے بدرستیکہ علیؑ حساب اُنکا ہے یا تقدیر مضاف کی ہے
یعنے علیؑ صاحب حساب اُنکا یا مبالغۃً حمل کیا جائے جیسا کہ اکثر جا یہ دونوں وجہ جاری ہیں
اور چونکہ مدار حساب اور مفاد میان وسہ جناب ہیں تو پس گویا حساب بہی وہی جناب ہیں

واللہ اعلم۔ اور بھی جناب صادقؑ سے مروی ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے بیچ درگاہ رب جلیل کے دعا کی کہ واجعل لی لسان صدق فی الآخرین۔ تو جواب میں خطاب رب الارباب اسطرح پر صادر ہوا کہ۔ ووھبنا لہ اسحاق ویعقوب کلا جعلنا نبیا ووھبنا لھم من رحمتنا وجعلنا لھم لسان صدق علیا کہ جناب علیؑ مرتضے مراد ہیں اور بیچ مصحف ابن مسعود میں یہ آیہ اسطرح پر تہا کہ حقیق علی علی ان لا یقول الا الحق **فصل دوسری** بیچ بیان فضائل جناب امیر کے موافق حروف تہجی کے منقول ہے کہ ایک روز متوکل ملعون نے یزید بن حارثہ سے کہا کہ تو علیؑ کے فضائل ور اوصاف بیان کر اسنے کہا کہ اُنکے فضائل مجہسے کیا بیان ہو سکتے ہیں مگرچہ فضائل اُنکے موافق حروف تہجی کے بیان کرتا ہوں سُن **الف** یعنے وہ جناب اُمرا سے حاکم تہے کہ حکم کرتے تہے جانب خدا سے ساتہ عدل اور احسان کے **ب** اشارہ ہے کہ وہ جناب باقر تہے یعنی شگافندہ علوم جملہ ادیان **ت** یعنے ساتھ تانئے اور آہستگی کے قرآن پڑہتے تھے۔ **ث** یعنی ثاقب تھے یعنی سوراخ کرنے والے حجابوں شیطان کے۔ **ج** یعنے جامع تھے قرآن کے اور احکامات قرآن کے۔ **ح** حاکم تہے مابین انس و جان کے **خ** خالی تہے ہرزہ اور بہتان سے **د** دلیل اور رہنما تہے سب کے۔ **ذ** ذاکر تہے معبود حق کے آشکارا اور پنہاں **ر** راہب اور ترسندہ تہے اپنے خدا سے شب ہاے تاریک میں **ز** زہد اور تقوی میں فایق تہے سب **س** ساتر اور عیوب پوش تہے سب کے **ش** شاکر اور شکر کنندہ تہے اوپر عبادت خداے یگانہ کے **ص** صابر تہے ضرب شمشیر اور سنان پہ **ض** ضارب ذوالفقار تہے سر کفار پر **ط** طالب خدا تہے بلا غرض

ظ ظاہر یعنی غالب تھے کفار پر ع عالیقدر بلند مرتبہ تھے اہل زمان پر غ غالب تھے شجاعان دہر پر ف فاریق اور فارق تھے وہ جناب یعنی تفریق کر نیوالے ما بین سر و گردن کفار کے اے جدا کرنیوالے اُنکے ق قوی دل تھے اور سخت ارکان ک کامل تھے تمامی کمالات مین ل لازم پکڑنے والے تھے اوامر آلہی کے م مزوج یعنی جفت اور زوج تھے بہترین زنان عالم کے ن یعنی نامی انکا مذکور ہے قرآن مین و ولی اور امام تھے سب مومنون کے ہ ہادی تھے طریق حق کے ی یعنی پیدا تھے **فصل تیسری** بیچ بیان نسب اُس جناب کے اوپر طریقہ مذہب اہل سنت کے ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغت مین نسب آپ کا اسطرح بیان کیا ہے کہ ابو الحسن علی ابن ابی طالب کہ مسمی تھے بعبد مناف ابن عبد المطلب مسمی بہ شیبہ ابن ہاشم مسمے بہ عمر ابن عبد مناف ابن قطیعی اور کنیت جناب امیر کی ابو الحسن و ابو الحسین ہے اور جناب رسولخدا نے آپ کا نام ابو تراب رکھا تھا اور وجہ اسکی یہ ہے کہ ایک روز رسول خدا نے جناب امیر کو خاک آلودہ مسجد مین سوتا ہوا دیکھا پس آپکے سر کے پاس بیٹھ گئے اور بیدار کرتے تھے اور پشت سے آپ کی خاک کو پاک کرتے تھے اور فرماتے تھے اٹھ بیٹھ اے ابو تراب اور یہ کنیت آپ کے نزدیک سب کنیتون سے خوشتر تھی اور آپ کی والدہ نے آپکا نام حیدر رکھا تھا اور آپکے والد نے آپکا نام علی رکھا تھا اور شیعون کا اعتقاد یہ ہے کہ جناب رسولخدا کی حیات مین اُس جناب کو سب امیر المومنین کا خطاب کرتے تھے خواہ مہاجر اور خواہ انصار اور یہ امر ثابت نہین لیکن محدثین نے جو کچھ اس باب مین روایت کی ہے مثل یعسوب الدین

اور یعسوب المومنینؑ اور قائد الغر المحجلین اور بعد وفات رسولخدا آپ کو وصی رسولخدا کہتے تھے اس اعتبار سے کہ جناب رسول خدا نے اُنکو وصیت کی تہی اور یہ بات کا ہمارے اصحاب بہی انکار نہین کرتے مگر یہ کہتے ہین کہ آپنے وصیت خلافت کے لیے نہ کی تہی تمام ہوا کلام شارح نہج البلاغت کا **فصل چوتھی** بیچ اُن آیات کے ہے جو آپ کی فضیلت اور امامت پر دلالت کرتی ہین بموافق روایات طرفین کے

آیہ اول انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین یقیمون الصلوۃ ویوتون الزکوۃ وہم راکعون ہے کہ مضمون اس آیہ کا یہ ہے کہ نہین ہے صاحب اور اولے الامر تمہارے کامون مین مگر خدا اور رسول اُسکا اور وہ کہ ایمان لائے ہین اور برپا رکہتے ہین نماز کو اور دیتے ہین زکوۃ کو اُس حال مین کہ رکوع مین ہین پس شیخ صدوق نے امالی مین اور ابن شہر آشوب نے مناقب مین جناب امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ یہ آیہ جناب امیرؑ کے حق مین نازل ہوا ہے اُسوقت کہ آپنے مسجد مین سائل کو حال رکوع مین انگشتری عنایت کی تہی یہ روایت تو اوپر طریق اہل تشیع کے ہے۔ اور اوپر طریق اہل تسنن کے صاحب جامع الاصول و صاحب نسائی وغیرہ کُل محدثین و مورخین و مفسرین نے لکہا ہے کہ یہ آیہ جناب امیرؑ ہی کی شان مین نازل ہوا جبکہ حالت رکوع مین سائل کو آپنے انگشتری دی پس اُس جناب کی فضیلت و امامت دونون اس آیہ سے ثابت ہوتی ہین اس سبب کہ خدا تعالی نے اپنی ولایت اور اپنے نبی کی ولایت کے ساتھ آپ کی ولایت کو قرین کیا ہے پس یہ کتنی بڑی فضیلت ہے کہ جسکا ولی خدا اور رسول ہو اُسی کا ولی وہ جناب بہی ہو اور اس وجہ سے بہی کہ یہ آیہ خاص ہے نہ عام کہ سب مومنین کو شامل ہو بدلیل انما کہ کلمہ حصر کا ہے

پس حصر ولایت کا بدلیل مذکور اُسی شخص میں ہوگا کہ جو متصف ہوگا ان چند صفات مذکور فی الایہ کے ساتھ کہ منجملہ اُنکے دینا زکوۃ کا بھی ہے حالت رکوع میں اور اتفاق ہے اسپر کہ سوائے جناب امیر کے اَور کوئی مومن ان اوصاف کے ساتھ خصوص دینے زکوۃ کی ساتھ حالت رکوع میں متصف نہیں ہوا پس وہ ہی جناب اس آیہ کے ساتھ خاص ہونگے نہ غیر آپکے اور یہ معنی اس آیہ کے لینا کہ یہ قایم کہتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوۃ کو اور عادت انکی رکوع کرنا ہے جیسے کہ بعض اہل سنت نے یہ معنی لیے ہیں غیر صحیح ہیں اسواسطے کہ عادت ہونا رکوع کا تو اقامت صلوۃ ہی سے مفہوم ہوتا ہے کوئی تازہ معنی نہیں مگر معنی تازہ وہ ہی ہیں کہ جنکو ہمنے بیان کیا ہے اور معنی تازہ بہتر ہیں تاکید سے کہ بعض اہل سنت نے رکوع کے معنی خضوع کے لیے ہیں اور یہ بھی نہایت بعید ہے۔ دوسرے یہ کہ ولی کے معنی یہاں اولے بہ تصرف کے ہیں اور یہ معنی کلام عرب میں بہت شایع ہیں جیسا کہ کہتے ہیں کہ پدر ولی ہے طفل کا اور شوہر ولی ہے زن کا اور اگر کوئی کہے کہ معنی ولی کے محب اور دوست کے بھی ہیں پس ولی کی تخصیص کی کیا وجہ ہے تو ہم کہینگے کہ یہاں معنی ولی کے دوست اور محب کے نہیں ہوسکتے اسواسطے کہ بالاتفاق کلمہ انّما کا حصر کیواسطے ہے پس بنا بریں ولایت کا حصر ایک ہی شخص پہ ہوگا کہ جو ان صفات کے ساتھ متصف ہوگا اور ہر شخص کو شامل نہیں ہوسکتا والا حصر باقی نرہیگا۔ دوسرے یہ کہ محبت اور دوستی میں ہر مومن کے خدا تعالی فرماتا ہے والمومنون والمومنات بعضہم اولیاء بعض یعنی مومن اور مومنہ دوست اور محب ہے بعض اُنکا بعض کو پس ثابت ہوا کہ وہ شخص کہ جسمیں حصر ولایت کا ہے سوائے خدا اور رسول کے وہ علی ابن ابی طالب ہیں اور اس باب میں اخبار کثیرہ

طرق مخالفین اور موالفین سے حد تواتر کو پہنچی ہیں اور سب مفسرین کا بھی اجماع اسپر ہے ازانجملہ صاحب کشاف اور بیضاوی اور خوارزمی نے باوجود شدت تعصب اور عناد کے اپنی تفاسیر میں تصریح تخصیص جناب امیر کی کی ہے اور صیغہ جمع کا یعنی الذین بنا بر تعظیم کے ہے اور ہمارے نزدیک سب آئمہ ہمارے اسمیں داخل ہیں آیہ دوسرا

انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا ہے علی ابن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں ابوالجارود سے اور اُسنے جناب امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ یہ آیہ شان میں جناب رسولخدا اور علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا اور حسن مجتبےٰ اور حسین شہید دشت کربلا کے نازل ہوا ہے کہ خلاصہ معنی اسکے یہ ہیں - کہ نہیں ارادہ کیا ہے اللہ نے مگر یہ کہ دور کرے تمسے شرک اور گناہ اور شک اور بدی کو اے اہلبیت اور پاک کرے تمکو پاک کرنا اور یہ آیہ ام سلمہ کے گھر میں نازل ہوا - پس رسول مقبول نے ایک گلیم میں ان سب کو لیا اور عرض کی کہ خداوندیہ ہیں اہلبیت میرے پس دور کر توانسے رجس کو ام سلمہ نے چاہا کہ میں بھی اس گلیم میں داخل ہوں آپنے فرمایا کہ اے ام سلمہ تو اوپر خیر کے ہے مگر میرے اہلبیت میں داخل نہیں ہے اور بعد نازل ہونے اس آیہ کے جبتک رسول خدا دنیا سے تشریف لیگئے ہر صبح وقت نماز دروازے پر جناب فاطمۂ اطہر کے تشریف لاتے تھے اور فرماتے تھے - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - سب اہلبیت جواب میں عرض کرتے تھے کہ وعلیک السلام یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - پھر آپ دروازے کو پکڑ کر ارشاد کرتے تھے کہ الصلوٰۃ الصلوٰۃ یرحمکم اللہ - انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا - سبحان اللہ کیا محبت تھی اُس جناب کو اپنے اہلبیت کے ساتھ کہ جنسے دشمنوں نے یہ دشمنی اور بدسلوکی کی

غرض یہ ایک فضیلت اور کرامت ان حضرات کی جانب خدا سے ایسی تہی کہ کوئی
شخص امت رسولخدا سے ہمین انکے ساتہ شریک نہین ہوسکتا سوا اسکے آیہ
اول دلیل ہے آنحضرات کی عصمت کا۔ اور نص صریح ہے کہ یہ حضرات معصوم تھے
اور کبھی ان سے ابتدائے عمر سے انتہائے عمر تک کوئی گناہ اور کوئی خطا صادر
نہین ہوئی اور عند العقلا ظاہر ہے کہ جو معصوم ہوگا خطا سے وہی لیاقت رکھیگا امامت
کی بھی نہ غیر اسکا۔ اور علماء اہل سنت نے بھی لکھا ہے کہ یہ آیہ خاص انہین پانچ حضرات
کی شان مین نازل ہوا ہے جیسا کہ احمد حنبل نے اپنی مسند مین و ثعلبی نے اپنی تفسیر
اور واحدی نے بسیط مین اور اور مفسرین معتمدین محققین اہل سنت نے اپنی اپنی تفاسیر مین ال
کیا ہی تیسری آیہ مباہلہ ہے فرماتا ہے خداتعالی فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک
من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتہل
فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ خلاصہ معنی آیہ وافی ہدایہ کے یہ ہین کہ جو کہ تجہسے مخاصمہ
کرے اور جھگڑے بیچ مقدمہ حضرت عیسےٰ کے بعد اسکے کہ آیا ہے علم سے طرف تیرے
پس کہو اے محمد کہ آؤ تم اے نصرانیو تا بلائین ہم بیٹون اپنون کو اور بیٹون تمہارے کو اور
عورتون اپنیون کو اور عورتون تمہاری کو اور جانون اپنی کو اور جانون تمہاری کو یعنے انکو
کہ جو بمنزلہ ہماری جان کے ہین اور وہ جو بمنزلہ تمہاری جان کے ہین پس مباہلہ کرین یعنے
نفرین کرین پس کرے لعنت خدا کی جھوٹ بولنے والے پر ہم مین سے اور تم مین سے
منقول ہے کہ ایک روز مامون نے جناب امام رضا سے کہا کہ خبر دو مجھکو اس شخص سے
کہ جو بزرگتر ہو از روئے فضیلت کے یعنے جسکی فضیلت از روئے قرآن کے
سب پر زیادہ تر ہو فرمایا آپنے کہ وہ فضیلت کہ جو قرآن سے واسطے امیر المومنین کے

ثابت ہے وہ آیہ مباہلہ مین ہے کہ جب یہ آیہ نازل ہوا تو رسول خدا نے حسنین کو بلایا
پس وہ آپ کے فرزند ہوئے اور پھر طلب کیا فاطمہ زہرا کو پس وہ جناب بمنزلہ
نسا کے ہوئین پھر طلب کیا جناب امیر کو پس وہ جناب بحکم خدا انفس ہوئے جناب
رسول کے اور یہ بات ثابت ہی کہ جناب رسول خدا سب اہل عالم سے افضل ہین تو نفس
آپکا بھی افضل ہوگا سب اہل عالم سے پس یہ فضیلت ازروی قرآن کے آپکے لیے
ایسی ثابت ہے کہ کسی اور کے واسطے ثابت نہین۔ صاحب کشاف نے کہ سنی المذہب
ہین یہ کی تفسیر مین لکھا ہے کہ جب رسول خدا نے نصارائے نجران کو مباہلہ کے لیے طلب
کیا لوگون نے کہا کہ آج ہمکو مہلت دو تا ہم اس امر مین فکر کرین اور کل صبح کو
ہم آپ کی خدمت مین آنکر حاضر ہونگے پس آپ نے انکو مہلت دی الغرض وہ لوگ
گئے اور آپسمیں ... ی اور عاقب نامی سے کہ ان سب مین صاحب راے اور عقلمند تہا
کہا کہ اے عبد المسیح تیری ہمین کیا رائے اور کیا مصلحت ہے اسنے کہا واللہ
اے گروہ نصارا تم خوب جان لو کہ محمد نبی مرسل ہے قسم ہے خدا کی جس گروہ
نے اپنے نبی سے مباہلہ کیا انجام اسکا یہ ہوا کہ کوئی بزرگ انکا زندہ نرہا اور کوئی کوچک
انکا بزرگ نہوا اگر تم بھی انکے ساتھ مباہلہ کروگے تو سب ہلاک ہوجاؤگے اور کوئی نصارا
بروئے زمین پر باقی نرہے گا اگر تم چاہتے ہو کہ انکے ہاتھ سے اپنے دین کو برباد ندو تو
اسکے ساتھ مصالحہ کرکے اپنے شہرون کو پھر جاؤ غرض دوسرے روز آپ کی خدمت
مین وہ سب حاضر ہوئے دیکھا کہ جناب رسول خدا جناب امام حسن کو گود مین
لیے ہین اور امام حسین کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین پکڑے ہین اور جناب فاطمہ
پشت سر اور جناب امیر عقب جناب فاطمہ ہین اور ان سب سے فرماتے ہین

کہ جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا اسقف نجران نے کہا کہ اے گروہ نصاریٰ میں اسوقت ایسی چند صورتیں دیکھتا ہوں کہ اگر یہ چاہیں کہ پہاڑ کو اسکی جگہ سے اکھاڑیں تو اکھاڑ سکتے ہیں پس اگر تم ان کے ساتھ مباہلہ کروگے تو یہ جان لو کہ سب نصاریٰ غارت ہو جائیں گے اور روز قیامت تک قوم نصاریٰ سے کوئی باقی نہ رہیگا انجام کار وہ سب ڈر گئے اور مباہلہ موقوف رکھا غرضکہ یہ آیہ بھی دلیل ہے آپ کی فضیلت اور امامت پر

چوتھی آیہ والنجم اذا ہوی ما ضل صاحبکم وما غوی وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی ہے یعنی قسم ہے ستارے کی جسوقت کہ طلوع کرکے نیچے کو اُترے گمراہ نہیں ہوا ہے صاحب تمہارا کہ رسول خدا ہے بیچ دوستی علیؑ ابن ابی طالب کے اور کچھ خطا نہیں کی اُسنے اور کوئی بات نہیں کہتا اپنی خواہش نفس سے یعنے اپنی طرف سے بیچ شان علیؑ ابن ابی طالب کے اور اور اخبار میں اسطرح پر ہے کہ وہ بیچ خلافت علیؑ ابن ابی طالب کے جھوٹ نہیں کہتا اور جو کچھ کہ کہتا ہے اُسکے حق میں نہیں ہے مگر وحی کہ بھیجی گئی ہے طرف اُسکے شیخ صدوق نے امالی میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اُسنے کہا کہ ایک روز ہمنے نماز عشا رسولخدا کے ساتھ ادا کی آپنے سلام پھیر کر ارشاد کیا کہ آج شب وقت طلوع صبح ستارہ آسمان سے جدا ہوگا پس جسکے گھر میں وہ گرے گا وہ وصی میرا اور جانشین میرا اور خلیفہ میرا اور امام میری اُمت کا ہے بعد میرے غرض نزدیک صبح ہر شخص اپنے گھروں میں منتظر گرنے ستارے کے بیٹھے تھے اور عباس ابن عبدالمطلب سب سے زیادہ اس امر کی طمع رکھتے تھے جب صبح طالع ہوئی تو ستارہ آسمان سے جدا ہوا اور علیؑ ابن ابی طالب کے گھر میں آن کر اُترا جناب رسولخدا نے جناب امیر سے فرمایا کہ یا علیؑ قسم ہے مجھے اُس شخص کی کہ جسنے مجھے پیغمبری پر بھیجا کہ واجب ہے تیرے واسطے

وصیت اور خلافت اور امامت بعد میرے میری امت کی یہ سنکر منافقین مثل عبداللہ
بن ابی بکر اور اسکے اصحاب نے کہا کہ محمد گمراہ ہوا ہے بسبب اپنے چچا کے بیٹے کے
اُس وقت خداتعالی نے یہ آیہ نازل کیا کہ والنجم اذا ھوی الخ اور امالی میں روایت
کی جناب امام بحق ناطق جعفر بن محمد الصادقؑ سے اور اُس جناب نے اپنے
آبا طاہرین سے کہ جب رسولخدا کو وہ عارضہ لاحق ہوا کہ جس سے اُس جناب نے اس
عالم سے بعالم بقا ارتحال کیا تو آپکے اہلبیت اور اصحاب نے عرض کی کہ یا رسول اللہ
صلی اللہ اگر کوئی حادثہ ذات مبارک کو عارض ہو تو بعد آپکے ہم سب کس سے بیعت کریں
اور کسکی امور دین میں متابعت کریں یعنی آپکا جانشین اور خلیفہ کون ہے آپنے کچھ جواب
نہ دیا دوسرے روز پھر سب نے پوچھا پھر آپنے کچھ جواب نہ دیا غرض بعد تین روز کے
آپنے فرمایا کہ آج کی شب جسکے گھر میں آسمان سے ستارہ ٹوٹ کر گریگا وہ میرا وصی اور
جانشین ہے پس اُس شب ایک ستارہ روشن تر آفتاب سے آسمان سے جدا ہوا کہ کوئی
اسکو زہرہ کہتا ہے اور کوئی مشتری اور آپکے گھر میں آنکر گرا پس منافقین نے کہا کہ
واللہ محمد گمراہ ہو گیا ہے اپنے پسر عم کے سبب خداتعالی نے یہ آیہ بھیجا والنجم اذا ھوی
اور اسیطرح مفسرین اہل سنت نے اس آیہ کی تفسیر میں لکھا ہے از انجملہ مناقب میں ابن
مغازلی شافعی نے بچند سند انس اور ابن عباس سے نقل کی ہے اور ابو حامد شافعی
نے کتاب شرف المصطفے میں اور ابن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں بسند ہاے
متعدد اور لوگوں نے بھی یہیں مضمون اسکو لکھا ہے پس بنا بر نقل مخالف اور
موالف ثابت ہوا کہ یہ آیہ شان میں جناب امیرؑ کے نازل ہوا ہے پس جب کہ
رسولخدا نے تصریح کردی کہ جسکے گھر میں ستارہ گرے گا وہی خلیفہ اور

جانشین میرے ہے تو پس خلافت اور امامت اور وصایت غیرون کی باطل ہوئی پانچوین

آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک و ان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ
یعصمک من الناس ہے جسکے حاصل معنی یہ ہین کہ اے رسول ہمارے پہنچا تو اسچیز کو
کہ بھیجی گئی ہے طرف تیرے رب تیرے سے اور اگر نہ کرے گا تو یعنی نہ پہنچایگا تو تو
پس نہ پہنچایا ہوگا تو نے رسالت اسکی کو اور اللہ نگاہ رکھیگا تجکو شر سے آدمیون کے
پس رسولخدا نے فرمایا کہ تہدید ہے بعد وعید کے اور البتہ مین حکم خدا جاری کرونگا اگرچہ
مجھپر تہمت کذب کی کرین مگر یہ آسان تر ہے میرے نزدیک اس سے کہ عقاب و عذاب
کیا جاؤن دنیا و آخرت مین **راوی** کہتا ہے کہ جبرئیل امین علیؑ کی خدمت مین حاضر
ہوئے اور سلام کیا ساتھ بادشاہی مومنین کے یعنی کہا السلام علیک یا امیرالمومنین جناب
امیرالمومنینؑ نے رسولخداؐ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ مین ایک شخص کی آواز سنتا ہون
مگر اس شخص کو نہین دیکھتا کہ وہ کون ہے آپنے فرمایا کہ وہ جبرئیل ہے کہ پروردگار کیجانب
سے میرے پاس آیا ہے واسطے تصدیق اس وعدے کے کہ جسکا وعدہ مجھسے میرے خدا نے
کیا تھا پس رسول مقبول نے سب اصحاب کو حکم کیا کہ علیؑ پر سلام کرین ساتھ بادشاہی
مومنین کے یعنے السلام علیک یا امیرالمومنین کہین پھر بلال کو حکم دیا کہ سب سے کہدے کہ
صبح کو سب غدیر خم پر حاضر ہون اور کوئی شخص باقی نہ رہے جو حاضر نہو پس وقت صبح
رسولؐ خدا جماعت صحابہ کے ساتھ تشریف لائے اور بعد حمد و صلوۃ کے فرمایا کہ
ایہا الناس ایک حکم خدا تعالی نے تمہارے واسطے میرے پاس بھیجا ہے مگر مین نے
اسکو ابھی تم پر ظاہر نہین کیا بخیال اسکے کہ مبادا تم مجھکو جھٹلاؤ اور دروغ کی نسبت
میری طرف دو اب تہدید مجھپر وارد ہوئی لہذا مین اسکو تم سے بیان کرتا ہون

گو تم انہین مجہے دروغ کی نسبت دو کہ مین اسکو آسان تر جانتا ہون عقوبت خدا سے
ایہا الناس جبکہ خدا یتعالی نے مجہے آسمان پر بلایا اور مین اُسکے حضور مین حاضر ہوا
تو مجہسے ارشاد کیا کہ اے محمد مین ہون محمود اور تو ہے محمد تیرا نام متعالی مین نے
اپنے نام سے مشتق کیا ہے پس جو تجہسے وصل کریگا مین اُس سے وصل کرونگا
اور جو تجہ سے قطع کریگا مین اُس سے قطع کرونگا تو جا میرے بندون کیطرف
اور اُنکو خبر دے اُس کرامت کی کہ جو مین نے انسے تیرے کرامت کی ہے
آگاہ ہو کہ مین نے کسی نبی کو مبعوث نہین کیا مگر یہ کہ واسطے اُسکے ایک وزیر مقرر کیا
پس تو پیغمبر میرا ہے اور علی وزیر تیرا ہے یہ فرماکر جناب رسولخدا نے دونون ہاتہ جناب
امیر کے اپنے دونون ہاتہون مین اس قدر بلند کیے کہ سفیدی زیر بغل کی سب نے دیکہی
اور پہلے اس سے کبہی کسی نے نہ دیکہی تہی اور فرمایا کہ ایہا الناس من کنت مولاہ
فعلی مولاہ یعنے جسکا مین مولا اور اولے بہ تصرف ہون اُسکا علی بہی مولے
اور اولے بہ تصرف ہے یہ سنکر جو لوگ کہ منافق تہے اور جنکے دلون مین شک و شبہ تہا
اور جو لوگ کہ حریص تہے اور حق سے پہرے ہوئے تہے اُنہون نے کہا کہ ہم بیزار ہین
جانب خدا محمد کے قول سے اور ماننا اُسکے قول کا ہمپر واجب نہین ہم راضی نہین
علی کی وزارت سے سلمان اور مقداد اور ابوذر اور عمار یاسر نے کہا کہ بخدا ہنوز ہم اپنی
جگہہ سے نہ گئے تہے کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم
الاسلام دینا ۔ نازل ہوا یعنے آج کے دن کامل کیا مین نے واسطے تمہارے
دین تمہارا اور تمام کی مینے تمپر نعمت اپنی اور پسند کیا واسطے تمہارے
اسلام کو دین ۔ پس فرمایا جناب رسولخدا نے کہ حمد و سپاس کرتا ہون مین

اُس خدا کو کہ جسنے کامل کیا دین کو اور تمام کیا نعمت اپنی کو اور راضی اور خوشنود ہوا میری رسالت اور علیؑ کی ولایت پر۔ اور صاحب کتاب طرائف نے لکھا ہے کہ لوگوں کو حسد جناب امیرؑ کا اس مرتبہ پر پہنچا کہ بعض منافقین نے اپنا مرنا اختیار کیا جیسا کہ حذیفہ بن یمان سے مروی ہے کہ جب جناب رسولخدا نے من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرمایا تو نعمان بن منذر فہری اُٹھا اور کہا کہ اے محمدؐ اسکو تمنے اپنی طرف سے کہا ہے یا خدا کی طرف سے آپنے فرمایا کہ خدا ہی نے مجھے اسکا حکم دیا ہے یہ سُنکر اُسنے کہا کہ خداوندا نازل کر اور بھیج مجھپر پتھر یہ کہکر وہ ملعون چلا ہنوز اپنے شتر تک کہ جسپر سوار ہوکر آیا تھا نہ پہنچا تھا کہ آسمان سے ایک پتھر اُسکے سر پر گرا کہ وہ جہنم واصل ہوا اُسوقت یہ آیہ سال سائل بعذاب واقع نازل ہوا اور ابن ابراہیم نے صعصعہ بن صوہان اور خنف بن قیس سے روایت کی ہے کہ کہتے ہیں کہ ہمنے ابن عباس سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ میں خدمت رسولخدا میں حاضر تھا کہ عمر بن حارث فہری آیا اور جناب رسولخدا سے کہا کہ تونے جو ہمکو حکم کیا نماز کا اور زکوۃ کا آیا یہ تیری طرف سے تھا یا خدا کیطرف سے آپنے فرمایا کہ یہ فریضہ تھا جانب خدا سے اور ادائے رسالت تھی مجھسے اور میں کوئی چیز تمہاری طرف نہیں لایا مگر حکم خدا سے اُس ملعون نے کہا کہ تونے حکم کیا واسطے دوستی علیؑ ابن ابی طالب کے اور گمان کرتا ہے تو کہ علیؑ تجھسے مثل ہارون کے ہے موسی سے اور کہتا ہے کہ شیعہ علیؑ کے سوار ہونگے محملوں میں ناقوں پر اور بلائے جائینگے عرصہ قیامت میں تا اینکہ پہنچینگے کوثر پر اور پئینگے پانی اُسکا آیا یہ جانب آسمان سے ہے یا تیری جانب سے آپنے کہا کہ ہاں خدا کی جانب سے بدرستیکہ خدا تعالی نے مجھے پیدا کیا ہے

نور سے زیر عرش پہلے پیدا ہوئے آدم سے پس اُس نور کو بیچ
پشت آدم کے قرار دیا پہر اُس نور کو ایک صلب سے طرف دوسرے صلب کے
نقل کیا پہر اُس نور کو دو ٹکڑے کیا ایک ٹکڑے کو بیچ صلب عبداللہ
بن عبدالمطلب کے قرار دیا اور دوسرے ٹکڑے کو بیچ صلب ابوطالب کے پس مجہکو اور
علی کو اُس نور سے پیدا کیا لیکن بعد میرے پیغمبری نہیں راوی کہتا ہے کہ عمر بن حارث
فہری مع بارہ نفر کفار کے کہڑا ہوا اور کہا کہ بارخدایا اگر محمد سچ کہتا ہے تو بلا کر تو
عمر بن حارث اور اُسکے سب اصحاب کو ساتہ شعلۂ آتش کے راوی کہتا ہے کہ اُسی وقت
آسمان سے ایک شعلہ نازل ہوا اور اُسکو اور اُسکے اصحاب کو جلا دیا پس آیہ سال
سائل بعذاب واقع نازل ہوا یعنی سوال کیا سوال کرنیوالے لنے واسطے عذاب واقع
ہونیوالے کے اور سید نے بیچ طرائف کے اور شیخ شرف الدین نے کنز میں
سفیان بن عتبہ سے اور اُسنے جناب صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے
کہ یہ آیہ اسطرح پر نازل ہوا ہے کہ سال سائل بعذاب واقع للکافرین بولایۃ علی لیس لہ
دافع اور یہ روایت سب کتب مخالفین اور صحاح میں بہی انکی موجود ہے جو چاہے
دیکہ لے جیسا کہ فخر رازی نے تفسیر کبیر میں لکہا ہے کہ جو انکا امام ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ
الخ فضائل میں جناب امیر کے نازل ہوا ہے اور جب یہ آیہ نازل ہوا تو رسولخدا نے
ہاتہ علی علیہ السلام کا پکڑا اور فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ
وعاد من عاداہ پس عمر ابن خطاب نے ملاقات کی اور مبارکباد دی اور کہا کہ گوارا
ہووے پسر ابوطالب ہوا تو مولا ہر مومن اور مومنہ کا پس ثابت ہوئی اس آیہ اور اس حدیث
سے فضیلت اور امامت جناب امیر کی اسواسطے کہ مولی کے معنی یہاں اولے بہ تصرف کے ہیں

اور یہ ہی معنی امامت کے ہین اور مولے کے معنی اولے کے بحسب لغت اور موافق
قول شعرا ثابت ہین جیسا کہ ابو عبیدہ نے کہ لغت مین مدار اُسکے سخن پر ہے تفسیر اس قول
حق تعالی کی کہ ماوا یکم النار ہی مولیکم۔ اسطرح پر کی ہے کہ آتش جہنم اولے ہے ساتہ
تمہارے پس مولے کے معنی اولے کے کہے ہین ور ایسے ہی بیضاوی اور زمخشری
اور سائر مفسرین نے اس آیہ مذکور مین یہ ہی معنی کہے ہین اور یہی سب مفسرین نے
اتفاق کیا ہے کہ آیہ شریفہ ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان والاقربون
مین مراد یہ ہے کہ یہ اولے ہین ساتہ میراث کے اور فرا اور سب اہل عربیت نے تصریح
کی ہے کہ مولے اور اولے ایک معنی مین مستعمل ہین پس اب کوئی نہین کہ سکتا کہ مولے
کے معنی اولے کے نہین آئے رہا یہ امر کہ یہان مولے کے معنی اولی بہ تصرف ہی کے
ہیں جو کہ معنی امامت کے ہے نہ غیر اُسکے گو اُسکے معنی محب اور ناصر وغیرہ کے بھی
آئے ہون سو یہ امر بدلائل متعددہ اور بقرائن شتی ظاہر اور باہر ہے اول تو
یہ امر نزدیک عقل سلیم سب عقلائے فہیم کے بدیہی اور ضروری ہے کہ مثلاً اگر
ایک بادشاہ اپنی وقت رحلت اور نزدیک وفات سب لشکر اور حشم اور خدم
اور یگانہ اور بیگانہ کو جمع کرے اور ایک اپنے عزیز ترین عزیز کا ہاتہ پکڑکے سب کو
دکھلا کر کہے کہ جسکا مین مولے ہون اُسکا یہ شخص بہی مولے ہے اور پھر اُسکے
یاوریوں کے لیے دعا اور اُسکے دشمنون اور خاذلون کے لیے بددعا کرے اور اُن پہ
لعنت کرے تو پس رعایا اُس شخص کی یقین کریگی کہ بیشک مراد اُسکی خلافت اور
جانشینی اپنی ہے اور اسکو اسنے اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر کیا ہے اور اگر مثلاً
ایک بادشاہ ذوی الحکم عظیم الشان ایک مرد ضعیف بے معین معاون

کے واسطے کہے کہ جسکا مین یاور و معین و مددگار ہون اُسکا یہ شخص بہی یاور و معین و معاون ہے پس یہ امر نزد عقلا قبیح ہوگا اسواسطے کہ بادشاہ سے تو یاری اور امداد سب شخص کی بوجہ اتم ہو سکتی ہے مگر ایسے شخص ضعیف سے مدد کا ہونا بسبب قلیل ہے پس بنابراین اور موافق عرف و عادت کے چاہیے کہ وہ شخص کہ جسکے حق مین رسول خدا ایسی بات ارشاد کرین مرتبہ اُسکا بحسب دین و دنیا برابر ہو اُس جناب کے مرتبہ کے اور لا اقل مرتبہ ولایت اور نفاذ احکامات مین تو برابر ہو پس بہر تقدیر یہ عبارت امامت اور وصایت پر دلالت کرتی ہے نہ محبت اور نصرت پر اور سوائے اسکے اور بہت سی دلیلین اس پر کتب مبسوطہ مین لکھی ہوئی ہین جسکو تحقیق اس سے زیادہ منظور ہو اُن مین دیکھ لے یہ رسالہ مختصر زیادہ اس سے لکھنے کی گنجایش نہین رکہتا **فصل پانچوین** بیچ ذکر اُن احادیث کے کہ جو فضیلت اور امامت جناب امیر المومنین پر دلالت کرتی ہیں۔ شیخ صدوق نے امالی مین جناب صادق سے اور اُس جناب نے اپنے آبا رطاہرین سے روایت کی ہے کہ جناب رسولخدا نے علی مرتضی سے فرمایا کہ ای علی تو مجہسے بمنزلہ اسحق کے ہے ابراہیم سے اور بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے اور بمنزلہ شمعون کے ہے عیسےٰ سے مگر یہ کہ پیغمبری بعد میرے نہیں ہے اے علی تو وصی میرا ہے اور خلیفہ میرا ہے جو شخص کہ تیری امامت اور وصایت کا انکار کریگا وہ مجھسے نہین ہے اور نہ مین اس سے ہون اور روز قیامت اُسکا دشمن ہون گا اے علی تجھکو میری ساری امت پر فضیلت ہے اسواسطے کہ تو سب سے پہلے اسلام و ایمان خدا و رسول پر لایا ہے اور دانش اور دانائی اور عقل اور علم تیرا سب سے زیادہ ہے اور سب پر تو شجاعت اور بہادری مین غالب ہے اے علی تو امام اور امیر

سب کا ہے اور وزیر اور جانشین میرا ہے بعد میرے نہیں ہے نظیر اور مثل تیرا اے علی
تو قسمت کرنیوالا ہے بہشت کا اور دوزخ کا اور بسبب تیری دوستی کے پہچانے
جاتے ہیں نیکوکار اور ساتھ دشمنی تیری کے پہچانے جاتے ہیں بدکردار اور تمیز پاتے
ہیں اچھے برو سے اور مومن کافر و سے اور عیون میں امام رضا سے مروی ہے کہ جناب
امیر نے فرمایا کہ رسول خدا نے ام سلمہ سے ارشاد کیا کہ علی مجھسے ہے اور میں علی سے
ہوں گوشت اسکا گوشت میرا ہے اور خون اسکا خون میرا اور وہ مجھسے بمنزلہ ہارون
کے ہے موسی سے ہے اور کشف الیقین میں انس سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں جناب
رسول خدا کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپنے مجھسے ارشاد کیا کہ اسوقت وہ شخص آتا ہے
جو کہ سید ہے مسلمانوں کا اور امیر ہے مومنوں کا اور بہتر ہے اوصیای پیغمبران سابق کا
پس علی ابن ابی طالب تشریف لائے اور پھر فرمایا آپنے کہ علی امیر مومنوں کا ہے
اور صندوق میرے علم کا ہے اور وصی میرا ہے اور اہلبیت میرے سے ہے اور بھائی
میرا ہے دنیا میں اور ساتھ میرے ہے درجۂ علی میں عقبی میں اور خرایج میں منقول ہے
کہ ایک یہودی اولاد بادشاہان فارس سے فصیح نہایت خوش کلام رسول خدا
کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں آپسے ایک سوال کرتا ہوں اگر اسکا جواب
باصواب پاؤنگا تو مسلمان ہوجاؤنگا اول آپ ارشاد کریں کہ خدا کہاں ہے
آپنے فرمایا کہ خدا ہر مکان میں ہے اور کسی جگہ نہیں ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ
رہیگا بدون مکان کے یہودی نے کہا کہ اے محمد صلعم تمنے اپنے پروردگار
کی صفت عظیم اور وصف فخیم تو بیان کیا مگر یہ ہم کیونکر جانیں کہ تم
اسی کے بھیجے ہوئے آئے ہو جناب امیر فرماتے ہیں کہ اسنے جب یہ کہا

تو سلمان نے کہ کوئی سنگ و کلوخ ہمارے نزدیک تھا کہ جسنے وحدانیت خدا
اور رسالت محمد مصطفے صلعم کی گواہی ندی اور مینے بہی گواہی دی پس وہ
یہودی مسلمان ہوا آپنے اُسکا نام عبداللہ رکہا اُسنے عرض کی کہ یا حضرت
یہ شخص کون ہے اور اشارہ کیا طرف جناب امیر کے آپنے فرمایا کہ یہ بہترین
اہل میرے سے ہے اور سب سے زیادہ نزدیکتر ہے ساتہ میرے اور یہی ہے
وزیر میرا میری حیات میں اور خلیفہ میرا ہے بعد میرے ممات کے اور تو بہی
سُن رکہ یہ اوپر حق کے ہے تجہے بہی لازم ہے اسکی اطاعت اور تبعیت اور
اسکے قول کی تصدیق کرنی غرض بہت سی روایات میں وارد ہے کہ جناب رسولخدا
صلعم نے فرمایا کہ اگر پیغمبری بعد میرے ہوتی تو علی ہی پیغمبر ہوتا جیسا کہ اس مضمون
کو خطیب نے اپنی تاریخ میں اور عبدالملک بکری نے فضائل میں اور ابو بکر بن الملک
اور ابن فلاح اور علی ابن جبل نے اپنی احادیث میں اور ابن فیاض نے شرح اخبار میں
عمار بن مالک سے اور اُسنے سعید سے اور اُسنے اپنے باپ سے روایت کی ہے اور مسندرک میں
بچند طریق اور عمدہ میں جبل سے اور صحیح مسلم اور بخاری اور ترمذی اور ابوداود اور
مسند حنبل وغیرہ کتب اہل خلاف میں بہی یہ حدیث موجود ہے اور بہی ابن عباس سے روایت
ہے کہ کہتے ہیں کہ مینے دیکہا حسان کو منا میں کہ خدمت میں رسول خدا کے کہڑا تہا
کہ آپنے فرمایا اے گروہ مسلمین یہ ہے علی ابن ابیطالب علیہ السلام سید عرب وصی
اکبر کہ مرتبہ اسکا مجہسے مرتبہ ہارون کا ہے موسے سے مگر یہ کہ بعد میرے
نبوت نہیں اگر ہوتی تو وہ ہی نبی ہوتا اور توبہ کسی کی قبول نہیں ہوتی مگر ساتہ
اسکی دوستی اور محبت کے کہو اے حسان آپ کی شان میں کچہ شعر اُسنے

یہ شعر انشا کیے ـــہ لا یقبل التوبۃ من تائب ٭ الا بحب ابن ابی طالب ٭ اخو

رسول اللہ بل صہرہ ٭ والصہر لا یعدلہ بالصاحب ٭ ومن یکن مثل علی وقد ٭ ردت لہ

الشمس من المغرب ٭ ردت علیہ الشمس فی ضوءہ ٭ بیضا کان الشمس لم تغرب ٭ یعنی نہین قبول

ہوتی توبہ توبہ کرنیوالے کی مگر ساتہہ دوستی و محبت علی ابن ابی طالب کے کہ وہ بھائی رسول اللہ

کا ہے بل داماد اسکا ہے اور نہین جدائی ہے داماد کے ساتہہ صاحب کی اور

کون شخص ہے مثل علیؑ کے حالانکہ رجعت کے واسطے اُسکے آفتاب نے مغرب سے پہرا

شمس اُسکے واسطے بیچ جلنے طلوع اپنے کے سفید گویا کہ شمس غائب ہی نہ ہوا تھا۔

اور امالی مین جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ اُس جناب نے فرمایا

کہ ہم اہلبیت اول ہین سب سے خدا تعالی نے بلند کیا ہے ہمارے نامون کو

اور جب خلق کیا خدا نے آسمانون کو اور زمین کو تو حکم کیا منادی کو کہ اُسنے ندا کی تین دفعہ

اشہد ان لا الہ الا اللہ اور تین مرتبہ محمد رسول اللہ اور تین مرتبہ اشہد ان

امیر المومنین حقا اور کتاب کشف الیقین مین ابن عباس سے روایت کی ہے

کہ رسولخدا صحن خانہ میں تشریف رکھتے تھے اور سر انور آپ کا دامن دحیہ کلبی مین

تھا کہ جناب امیر تشریف لائے اور دحیہ سے کہا کہ کسطرح صبح کی رسولخدا نے

دحیہ نے کہا کہ بیچ خیر و خوبی کے پہر دحیہ نے کہا کہ اے علیؑ مین دوست رکھتا ہون اور

مدحتیکہ تیرے واسطے مدح اور ثنا ہے خوش خبری دیتا ہون کہ توہی ہے امیر مومنون کا

اور کھینچنے والا ہاتہہ اور پاؤن پیشانی سفیدون کا اور توہی ہے سید فرزندان آدم کا

بعد پیغمبرون اور رسولوں کے لواے حمد قیامت کے روز تیرے ہی ہاتہہ مین ہوگا

خراماں خراماں جائیں گے ہمراہ تیرے اور ہمراہ محمدؐ کے شیعہ اور توابعین

تمہارے طرف جنت کے بہ تحقیق کہ رستگار ہے وہ شخص کہ جو تجھے دوست رکھے گا
اور دوستدار محمد کے دوستدار تیرے ہین اور دشمن رسول خدا کے دشمن تیرے
ہین اور تیرے دشمنون کو شفاعت رسولخدا کی نصیب نہوگی آنزدیک میرے
اے برگزیدہ خدا و رسول اور سر مبارک جناب رسول خدا کا آپکے دہن مین دیا
اور چلا گیا رسولخدا نے بیدار ہوکر پوچھا کہ اے علیؑ یہ آواز کیسی تہی جناب امیر نے
سارا قصہ عرض کیا آپ نے فرمایا کہ اے علیؑ وہ دحیہ کلبی نہ تھا بلکہ جبرئیل تہا
کہ تیرا نام اس نام کے ساتھ لیا کہ جس نام سے خدا تعالی نے تجھے مسمی کیا ہے
اور یہ وہ شخص ہے کہ جو تیری محبت مومنین کے سینہ مین ڈالتا ہے اور سطوت
اور دبدبہ تیرا کافرون کے دل مین داخل کرتا ہے - **اور کشف الغمہ**
مین روایت ہے آزاد کردہ جناب امیرالمومنین سے کہ جناب امیر ایک
زمین مین زراعت کر رہے تھے اور مین بہی آپ کی خدمتمین حاضر تہا کہ ابوبکر اور
عمر آئے اور کہا کہ السلام علیک یا امیرالمومنینؑ و رحمۃ اللہ و برکاتہ ایک شخص نے
پوچھا کہ تم حال حیات جناب رسولخدا مین بہی یہی کہا کرتے تھے انہون نے کہا
کہ ہاں جناب رسولخدا نے ہمکو یہی حکم دیا تہا کہ تم سب علیؑ پر امیرالمومنین کہکر سلام
کیا کرو اور شیخ صدوق نے امالی مین بدو سند زید بن علی سے اور اُسنے جناب امام
رضا علیہ السلام سے اور اُس جناب نے اپنے آبا و طاہرین سے روایت کی ہے اور رسولخدا
نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی نے خلق کیا ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبرون کو
اور مین اُن سب مین گرامی تر ہون نزدیک خدا کے اور فخر نہین کرتا
اور خلق کیا خدا نے ایک لاکھ چوبیس ہزار وصی کو اور علی فاضل ترین

اور گرامی ترین اُن سبکا سے دیگر صاحب کتاب روضہ نے سلمان اور ابوذر اور مقداد
سے روایت کی ہے کہ ایک شخص اہل کوفہ سے زمانہ خلافت عمر بن الخطاب میں ان
بزرگواروں کے پاس آیا یعنی سلمان وغیرہ کے اور کہا کہ مجھے ہدایت کرو انہوں نے کہا کہ
تجھے لازم ہے پیروی کرنا کتاب خدا کا اور پیروی کرنا علی مرتضیٰ کا کہ وہ ساتہ کتاب
خدا کے ہے اور کبھی وہ کتاب خدا سے جدا نہوگا بہ تحقیق کہ ہم گواہی دیتے ہیں اور ہمنے
بگوش خود سنا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا حق ساتہ علیؑ کے ہے اور علی ساتہ حق کے ہے
اور حق پھرتا ہے علی کیطرف جہاں وہ جاتا ہے بدرستیکہ علی اول اُس شخص کا ہے کہ
جو ایمان لایا ہے ساتہ خدا کے اور اول اُس شخص کا ہے کہ مصافحہ کریگا ساتہ میرے
بروز جزا اور وہ صدیق اکبر ہے اور جدا کرنیوالا ہے حق کو باطل سے اور جانشین
میرا ہے میری اُمت میں بعد میرے اور وہ جہاد کرنیوالا ہے اوپر طریق میرے کے اور ہے
کتاب شرف النبی میں بروایت معتبر منقول ہے کہ ایک روز رسول رب متعال خاتم الرسل
منبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا کہ کہاں ہے علی ابن ابیطالب سنکر امیر عرب کھڑے
ہوئے اور عرض کی حاضر ہوں یا رسول خدا فرمایا میرے پاس آؤ جب آپکے پاس آئے
تو آپنے سینہ صفا گنجینہ اپنے سے انکو لگایا اور مابین عینین بوسہ دیا راوی کہتا ہے
کہ مینے دیکھا کہ اشک خونین چشمہائے حق بین سے سینہ حقایق خزینہ پر جاری ہوئے اور
باواز بلند وصوت اعلیٰ فرمایا کہ ای معشر المسلمین یہ ہے علی ابن ابیطالب اور یہ ہے شیخ و
بزرگ مہاجرین وانصار کا اور یہ ہے بھائی میرا اور ابن عم میرا اور خون و لحم
اور شعر میرا اور یہ ہے پدر سبطین یعنی حسنؑ وحسینؑ سیدی شباب اہل الجنت اور
یہ ہے کہ دور کرتا ہے کرب حزن کو مجھسے اور یہ ہے اسد اللہ اسکی زمین میں اور

سیف خدا اسکے اعدا پر لپرائی ہے کہ متعصب اور عدو پر لعنت ہے اللہ کی اور لعنت لعنت کرنیوالوں کی اور اللہ جل جلالہ بری اور بیزار ہے اس سے پس جو شخص چاہے کہ خدا و رسول اُس شخص سے بیزار ہوں تو وہ شخص علی سے بیزار ہو پس چاہیے کہ پہنچائیں حاضرین اسکو طرف غائبین کے اور بھی کشف الغمہ سے مخدوم جہانیاں نے اپنی کتاب مسمی بہ ملفوظات میں نقل کی ہے کہ ایک دن ابوبکر اور عمر اور علی ابن ابی طالب کہیں جاتے تھے اور جناب امیر بیچ میں اُن دونوں صدلجیوں کے تھے مگر چونکہ آپ کا قد قصیر تھا اور شیخین کا قد طویل تو بطور مزاح شیخین نے کہا کہ یا علی انت بیننا کالنون فی لنا۔ یعنی اے علی تم ہم دونوں کے بیچ میں ایسے ہو جیسے نون بیچ میں لنا کے۔ آپنے اُنکے جواب میں برجستہ ارشاد کیا کہ لولا انا بینکما لکنتما لا۔ یعنی اگر میں نہ ہوں تمہارے بیچ میں تو تم دونوں لا ہو جاؤ یعنی نیست و نابود اور کچھ حقیقت تمہاری نہ رہے۔ اور بھی اُسی کتاب میں ہے کہ ایک روز دو شخص کہ جنکے دلوں میں جناب امیر کی طرف سے نفاق تھا حضرت کی خدمت میں آئے اور بر سبیل امتحان پوچھا کہ یا امیر اس شخص نے میری نہایت اہانت کی اور مجھے نہایت ذلت دی اور کمال ذلیل کیا کہتا ہے کہ شبکو تیری ماں سے خواب میں صحبت کی اور محتلم ہوا شرع میں اسکی تعذیر کیا ہے آپنے فرمایا کہ اسکو دہوپ میں کھڑا کرو اور اُسکے سایہ پر درّے مارو اور بھی ابو متوکل باجی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ جب قیامت قایم ہوگی تو خطاب رب الارباب سے یہ پہنچیگا کہ اے محمد اور اے علی ڈالو تم جہنم میں اپنے دشمنوں کو اور دخل کرو جنت میں

اپنے دوستوں کو پس بھائی میرا علیؑ آئیگا اور پر کنارہ جہنم کے اور کہیگا کہ ہذا لک و ہذا لی یعنے اے جہنم یہ شخص تیرے واسطے ہے اور یہ میرے واسطے ہے اور یہی معنی ہیں قول اللہ تعالی کے والقیا فی جہنم کل کفار عنید یعنی ڈالو اے محمدؐ اور اے علیؑ جہنم میں ہر کافر نبوت اور ہر منکر ولایت کو اور بھی او پر طریق شیعہ کے ابو جعفر محمد ابن بابویہ قمیؒ نے کتاب اعتقادات میں جناب صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے کہ اُس جناب نے فرمایا کہ نہیں ہے کوئی آیہ قرآن میں کہ جسکا شروع یا ایہا الذین آمنوا ہو مگر یہ کہ علیؑ ابن ابی طالب میر اُسکا اور قائد اُسکا اور شریف اُسکا اور اول اُسکا ہے اور نہیں ہے کوئی آیہ قرآن میں کہ جو سائق اے کھینچنے والا ہے طرف جنت کے مگر یہ کہ وہ آیہ حق میں نبی اور آئمہ اور پیروان آئمہ کے نازل ہے اور نہیں کوئی آیہ کہ کھینچتا ہے طرف آتش جہنم کے مگر یہ کہ وہ آیہ نازل ہے حق میں مخالفین اور اعداء نبیؐ اور ہم ائمہ کے اور جن آیات میں ذکر ہے اولین کا یعنی پہلے لوگوں کا اور وہ آیات خیر میں وارد ہیں تو پس وہ واسطے اہل خیر کے ہیں اور جو آیات شر میں وارد ہیں تو پس وہ واسطے اہل شر کے ہیں اور نہیں ہے اہل خیر میں کوئی صاحب خیر و خوبی کہ بہتر ہو نبیؐ سے اور نہیں ہے کوئی وصی اوصیای انبیاے ماضیہ سے کہ افضل ہو اوصیاء ختم الرسل سے اور نہ کوئی اُمت امم سابقہ سے افضل ہے اہل امت سے اور وہ درحقیقت شیعیان اہلبیتؑ نبیؐ ہیں اور نہ کوئی زیادہ شریر ہے اعدائے اہلبیتؑ سے غرض اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کلام الٰہی میں جو اسم کہ حسن اور نیک اور پسندیدہ ہیں اور محبوب خدا ہیں اُسمیں کنایہ ہے اہلبیتؑ کے ساتھ اور جو اسم بُرے اور زشت اور قبیح ہیں اور مبغوض ہیں عند اللہ اُن سے کنایہ ہے سارے دشمنان

اہلبیت کے ساتھ **اور بھی** فضل بن شاذان سے مروی ہے کہ ابی عبداللہ نے فرمایا کہ ہم ہیں اصل ہر خیر کے اور سب خیر فرع ہیں ہمارے خیر کی اور جملہ خیرات سے توحید ہے اور صلوٰۃ او صیام اور کظم غیظ اور عفو گناہ اور ترحم بر فقیر اور مدارات ہمسایہ اور اقرار فضیلت فضلا اور ہمارا دشمن اصل اور بیخ ہے ہر شر اور برائی کی اور سب شر فرع ہیں انکی کہ جملہ اُسکے سے کذب اور نمیمہ یعنی بدگوئی اور بخل اور قطع رحم اور اکل مال یتیم بغیر حق اور تجاوز حدود خدا سے اور ارتکاب با فواحش ظاہرہ و باطنہ اور سرقہ اور زنا وغیرہ ہے اور کاذب ہے ایسا شخص جو کہے کہ ہم اہلبیت کے ساتھ ہیں اور حالانکہ وہ دوستی رکھتے ہیں اور متعلق ہیں ہمارے دشمنوں کے ساتھ **اور بھی** مسند احمد حنبل میں ابن عباس سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا اُن کانوں سے کہ امیرالمومنین نے ارشاد کیا انا عبد اللہ واخو رسولہ وانا صدیق الاکبر لایقولہا غیری الا کاذب مفتر۔ یعنے میں بندہ خدا کا ہوں اور بھائی اُسکے رسول کا اور میں صدیق اکبر ہوں نہ کہیگا اس کلمہ کو کوئی سوائے میرے مگر جھوٹا مفتری یعنی جو کوئی اپنا لقب صدیق کریگا وہ جھوٹا ہے سوائے میرے اور کوئی صدیق نہیں **اور بھی** فرمایا رسولخدا نے کہ اے علیؑ تو اور شیعہ تیرے آئیں گے قیامت کے روز اس حال میں کہ وہ راضی ہونگے خدا سے اور خدا راضی ہوگا اُن سے اور آئیں گے دشمن تیرے اُس حال میں کہ خدا اُنپر غضبناک ہوگا **اور بھی** صواعق محرقہ میں ابن عباس سے مروی ہے کہ جب آیہ ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اولئکھم خیر البریہ۔ نازل ہوا تو رسولؐ خدا نے یہ فرمایا

کہ علی خیر البشر بعدی من ابی فقد کفر - یعنی علیؑ بہتر ہے سب آدمیوں سے بعد میرے جسنے انکار کیا اُسنے کفر کیا۔ صواعق محرقہ اور مودات میں ابن عباس سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ علیؑ باب حطہ ہے جو شخص داخل ہوا اسمیں ہوا وہ مومن اور جو شخص خارج ہوا اُس سے ہوا وہ کافر اور بھی مناقب اخطب میں براء ابن عازب سے اور فردوس الاخبار میں اور مودات میں اور صواعق میں ابن عباس سے منقول ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ علیؑ بمنزلۃ راس من بدنی - یعنی علی بمنزلہ سر کے ہے بدن میرے سے اور بھی مناقب اخطب میں ہے کہ ایک حلقہ جنت کا یاقوت سرخ کا ہے اوپر صفحوں طلا کے تعبیہ کیا ہوا جسوقت در بہشت پر اُس حلقہ کو مارتے ہیں تو اُس سے آواز نکلتی ہے علیؑ علیؑ - اور بھی اس کتاب میں عبداللہ ابن مسعود سے مروی ہے کہ رسول خدا نے کہا کہ جبکہ خدا تعالی نے آدم کو پیدا کیا اور روح کو اُن میں پھونکا تو اُنکو چھینک آئی انہوں نے الحمد للہ کہا وحی کی خدا تعالی نے کہ حمد کی میری میرے بندے نے قسم ہے مجھے اپنے عزت وجلال کی کہ اگر مقصود آفرینش سے وہ بندے نہوتے دار دنیا میں تو نہ پیدا کرتا میں تجکو پوچھا حضرت آدمؑ نے کہ آیا وہ دونوں مجھسے ہونگے ارشاد ہوا ہاں اے آدم اوپر نظر کر آدمؑ نے سر اُٹھا کر اوپر دیکھا تو عرش پر لا الہ الا اللہ محمد نبی الرحمۃ و علی مقیم الحجۃ لکھا پایا تفسیر ثعلبی میں ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ لا تجمعوا بین اسمی وکنیتی انا ابو القاسم اللہ یعطی وانا اقسم ثم رخص ذالک لعلی وابنہ - یعنی نہ جمع کریں لوگ میرے نام میں اور کنیت میں یعنی کوئی شخص ابو القاسم اور محمد اپنا نام نہ رکھے پھر فرماتے ہیں کہ میں ابو القاسم ہوں

اللہ مجھے دیتا ہے میں تقسیم کرتا ہوں پھر اُس جناب نے رخصت دی واسطے علیؑ کے
کہ اپنے فرزندوں کے یہ دونوں نام رکھے جیسا کہ مستدرک حاکم میں محمد حنفیہ سے
مروی ہے کہ ایک روز طلحہ میں اور جناب امیرؑ میں جھگڑا ہوا طلحہ نے کہا کہ تمنے
اپنے فرزندوں کا نام محمد رکھا اور ابو القاسم انکی کنیت کی حالانکہ رسولخدا نے جمع کرنیکو
اس نام اور اس کنیت کی اُمت پر حرام کیا ہے آپنے ایک شخص کو حاضرین میں سے
ارشاد کیا کہ فلاں فلاں شخص کو حاضر کر جب حاضر ہوئے تو آپنے اُنسے اس امر میں
استشہاد کیا اُن سب اصحاب رسولخدا نے گواہی دی کہ ہاں رسولخدا نے جناب
امیر کو اس نام اور لقب کے جمع کرنے کے لیے رخصت دی تہی اور باقی سب
اُمت پر حرام کیا تھا اور بہی صواعق وغیرہ میں مروی ہے کہ رسولخدا نے
فرمایا کہ میں اور علیؑ ایک شجرہ سے ہیں اور اور سب آدمی اشجار شتی اور پراگندہ سے
ہیں۔ اور بہی کتاب مذکور میں مروی ہے کہ اُس جناب نے فرمایا کہ خدا تعالی نے
ہر نبی کی ذریت کو اُسکے صلب سے پیدا کیا ہے اور میری ذریت کو صلب علیؑ
ابن ابی طالب سے پیدا کیا ہے اور بہی اُسمیں مذکور ہے کہ آپنے فرمایا کہ عنوان صحیفۃ المومن
حب علیؑ۔ یعنی سر نامہ صحیفہ مومن دوستی علی کی ہے اور عمدہ فضائل اُس جناب سے
ایک یہ فضیلت ہے کہ جسکو خاصہ اور عامہ نے بیان کیا ہے کہ جناب رسولخدا نے
جب مکہ معظمہ کو فتح کیا تو خدا تعالی نے یہ آیہ وافی ہدایہ اُس جناب پر نازل کیا کہ
وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق وجعل لی من لدنک
سلطانا نصیرا۔ اُسوقت جبرئیل امین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ کو
حکم خدا یہ ہوا ہے کہ آپ عصا اپنا اُٹھا کر ان بتوں پر کہ جو خانہ کعبہ میں

رکھے ہیں ماریں اُسپر سے یہ بُت سب گر پڑینگے پس وہ جناب موافق فرمودہ خداوند
عالم نوک عصا ایک ایک بُت کی آنکھ میں مارتے تھے اور فرماتے تھے کہ جاء الحق
وزہق الباطل۔ فوراً وہ بت منہ کے بہل سطح کعبہ سے نیچے گر پڑتا تہا تا اینکہ سب بُت
گر پڑے مگر ایک بُت کہ نام اُسکا ہبل تہا اور بہت بلندی پر رکھا ہوا تہا باقی رہگیا
اور وہ زرد شیشہ کا بنا ہوا تھا آپنے جناب امیر سے فرمایا کہ اے علیؑ تم میرے شانے پر
چڑہکر اس بُت کو گراتے ہو یا میں تمہارے شانے پر چڑہ کر گراؤں جناب امیر نے
بپاس ادب عرض کی کہ آپ میرے شانے پر چڑہیں اور اسکو گرادیں آپنے فرمایا کہ
اے علیؑ تم قادر نہیں ہو کہ میرا بوجہ اُٹھا سکو اور نہ کوئی اہل دنیا سے قدرت رکھتا ہے
کہ ایک عضو کا بہی بوجہ میرے اعضا سے اُٹہا سکے یہ فرماکر آپنے اپنا پاؤں جناب
امیر کے شانے پر رکہدیا فرماتے ہیں جناب امیر کہ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ شانہ
میرا ٹوٹا جاتا ہے مینے فریاد کی کہ الامان اے رسول انس وجان قریب ہے کہ
اعضا میرے متفرق اور جدا ہو جائیں آپنے میرا استغاثہ اور فریاد سُنکر
پاؤں شانے پر سے اُٹہا لیا اور فرمایا کہ اے علیؑ یہ بوجہ نبوت کا ہے کسکی طاقت ہے
کہ کوئی اسکو اُٹھا سکے یہ فرماکر آپ خم ہوئے اور فرمایا کہ اب تم میرے شانے پر سوار ہو کر
اس بُت کو گرا دو پس جناب امیر حضرتؐ کے شانے پر سوار ہوئے اور آپ انکو لیکر کہڑے
ہوگئے طول کعبہ کا چالیس ۴۰ گز کا تہا آپنے فرمایا کہ اے علیؑ تم پہنچے جہانتک چاہتے
تھے پہنچنا عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ قسم ہے مجھے خداوند عالم کی کہ میں اپنے تئیں
ایسا دیکھتا ہوں کہ اگر چاہوں تو آسمان کو ہاتہ سے مس کر لوں اور ایک روایت
میں ہے کہ آپنے پوچھا کہ اے علیؑ تم اپنے تئیں کیسا دیکھتے ہو عرض کی کہ یا حضرت

میں دیکھتا ہوں کہ سارے پردے میری آنکھوں کے سامنے سے اُٹھ گئے ہیں اور گویا میر
میرا ساق عرش تک پہنچا ہے اور جس چیز کی طرف میں ہاتھ بڑھاتا ہوں وہ
چیز میرے ہاتھ میں آ جاتی ہے آپنے فرمایا کہ خوشا وقت تمہارا کہ تم کار حق کرتے ہو
اور خوشا حال میرا کہ میں بار حق اُٹھائے ہوں۔ غرض جناب امیرؑ نے اُس بت کو کہ وہ
قبیلہ بنی خزاعہ کا تھا اُٹھا کر اوپر سے تلے پھینک دیا کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا
اور پھر وہ جناب بسبب ادب کے میزاب کے قریب سے کود پڑے اور
کود کر ہنسنے لگے آپنے پوچھا کہ اے علیؑ تم کیوں ہنسے عرض کی کہ میں اسواسطے
ہنسا کہ اتنی دور سے میں نے اپنے تئیں گرا دیا اور کسیطرح کا الم مجھے نہ پہنچا
آپنے فرمایا کہ اے علیؑ کیونکر تمہیں الم پہنچتا کہ محمدؐ تمہیں اُٹھائے ہوئے تھا اور جبریل
تمہارا اُتارنیوالا تھا اور ابن عباس سے منقول ہے کہ روز فتح مکہ گرد خانہ کعبہ
تین سو ساٹھ بت قبائل عرب کے رکھے تھے اور وہ سب قبائل انکی طرف حج
کرنے کو آتے تھے اور شتروں کو نحر کرتے تھے اور بتوں کا طواف کرتے تھے ایک
روز خانہ کعبہ نے خداوند حقیقی سے شکایت کی کہ اے خدای برحق کب تک یہ اصنام
میرے گرد عبادت کیے جائیں گے اور تیری عبادت موقوف رہیگی۔ وحی کی
خداوند عالم نے اسکی طرف جسکا حاصل یہ ہے۔ قریب ہے کہ ہم بدلیں گے اس حالت کو
واسطے تیرے طرف دوسری حالت کے کہ لوگ آئیں گے تیری طرف اور
تیرا طواف کریں گے اور گرد تیرے آواز تلبیہ کی بلند کرینگے۔ پس جب روز
فتح آیہ مذکور نازل ہوا تو آپنے اپنے عصا سے سب بتوں کو گرا دیا حالانکہ
اُن کو سیسہ اور لوہے سے کمال مستحکم اور مضبوط کر رکھا تھا اس سے

سب لوگوں کو تعجب معلوم ہوا اور کفار اور منافقین نے کہا کہ محمد بڑا جادوگر ہے کہ سحر میں
مثل اپنا نہیں رکھتا۔ الغرض جناب امیر کیواسطے یہ فضیلت رفیع اور منزلت منیع اور
درجہ عظیم ایسا ثابت ہے کہ اور کسیکے لیئے ثابت نہیں ہوا۔ اور کتاب زین الفتی میں
میمون بن مہران سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ میں عبداللہ بن عباس کے ساتھ طواف
خانہ کعبہ میں مشغول تھا کہ دیکھا ہمنے کہ ایک جوان دامن جامہ کعبہ کا پکڑے کہہ رہا ہے
اللھم انی ابرا الیک من علیؑ ابن ابی طالب و مما احدث فی الاسلام یعنی اے بار خدایا
میں بیزار ہوں طرف تیرے علیؑ ابن ابی طالب سے اور اس چیز سے کہ حادث کیا اسکو
اسلام میں۔ ابن عباس نے یہ سنکر کہا کہ اس شخص کو میرے پاس بلا لاؤ میں اسکو بلا
لایا وہ آنکر جانب یمین ابن عباس بیٹھا ابن عباس نے اس سے کہا کہ تو کون ہے
اور کیا تیرا نام ہے اسنے کہا کہ میں زمعۃ بن الخارجہ خارجی ہوں ابن عباس نے
کہا کہ یا زمعۃ علیؑ نے اسلام میں کیا احداث کیا ہے اسنے کہا کہ اسنے قتل کیا
مسلمانوں کو روز جمل و صفین ابن عباس نے کہا کہ اے شخص تو نہایت غبی
اور خفیف العقل ہے علیؑ ابن ابی طالب نے تلوار نہیں کھینچی مگر اس شخص پر کہ
جسنے خروج کیا امت پر اور مقاتلہ کیا ان سے۔ اور علیؑ ابن ابی طالب کے
واسطے چار فضیلتیں اور چار خصلتیں ایسی ہیں کہ اگر وہ تمام عالم کے لوگوں پر تقسیم
کیجائیں تو سب کے واسطے وسعت رکھ سکتی ہیں اسنے کہا کہ وہ کیا خصلتیں ہیں انکو
بیان کرو تا میں انکو سنکر توبہ کروں۔ ابن عباس نے کہا کہ اول خصلت و فضیلت
یہ ہے کہ وہ سب سے اول اسلام لائے اور کبھی بت کی عبادت نہیں کی اور کبھی
شراب نہیں پی۔ دوسری فضیلت یہ ہے کہ جب جبرئیل حی جناب رب جلیل سے

لیکر نازل ہوتے تھے تو وہ اُنکے پروں کی آواز محسوس کرتے تھے اور ہم میں سے
اور کسی کو محسوس نہوتی تھی۔ تیسرے یہ کہ جب ارادہ کیا خداوند عالم نے
کہ جناب فاطمہؑ کی علیؑ سے تزویج کرے تو حورالعین کو حکم کیا کہ سب زینت
کرکے ایک جگہ جمع ہوں اور طوبے کو حکم کیا کہ دُر و یاقوت کو نثار کرے
پس اُسنے جواہرات اس قدر نثار کیے کہ مثل جبال و تلال کے انبار ہوگئے
اور ان جواہرات کو سب حوروں نے لوٹا اور ایک دوسری کو آپس میں ہدیہ بھیجتی
ہیں اور یہ کہتی ہیں کہ یہ ہدیہ ہے علیؑ اور فاطمہؑ کا۔ اور چوتھے یہ کہ جب جناب رسولخدا
نے مکہ کو فتح کیا تو حضرت علیؑ کو اپنے دوش مبارک پر سوار کیا اور بُت کو تڑوایا
جب اُس شخص نے یہ فضائل آپکے سُنے تو اُسنے اپنے اس فعل سے توبہ کی اور
دوست ہوا جناب امیر کا غرض جو لوگ کہ دشمن ہیں جناب امیر کے وہ اتنی بڑی
فضیلت کو اُس جناب کی مٹاتے ہیں اور اسکی تاویل میں کہتے ہیں کہ اگر رسولخدا نے
جناب امیر کو اپنے دوش پر چڑھایا تو کیا اُنکے واسطے بزرگی اور مکرمت حاصل
ہوئی اسواسطے کہ ہر شخص اپنے اطفال صغیر اور چھوٹے بچوں کو اپنے کاندھے پر سوار کیا
کرتے ہیں بلکہ فضیلت ہے تو واسطے حضرت ابوبکر کے کہ اُنھوں نے رسولخدا کو اپنی پشت پر
سوار کیا اور اُس جناب کا بوجھ اُٹھایا تو فضیلت اُنکو ہوئی نہ علیؑ کو مگر یہ قول اُنکا
از راہ عداوت و دشمنی کے ہے کہ اگر یہ امر باعث فضیلت اُس جناب کا نہ تھا
تو اجلاء محدثین اور علما اور مفسرین مثل احمد حنبل اور ابی یعلی الموصلی اور
خطیب وغیرہ نے جو اُس جناب کی فضیلت میں لکھا ہے اور اُس جناب
کی فضیلت ثابت کی ہے یا وجود تعصب اور عناد کے کبھی مقام فضیلت میں

نہ لکھتے اور فضیلت ثابت نہ کرتے بلکہ شعرا نے بھی اس فضیلت مین شعر کہے ہین دوسرے یہ کہ دوش مبارک رسول محمد پر سوار ہونا ایک منزلت شریف اور مرتبہ عظیم ہے کہ جسکا مثل نہین اسواسطے کہ دوش نبیؐ اشرف ہے عرش و کرسی سے جیسے کہ نبیؐ اشرف ہین عالم علوی اور سفلی سے پس کیونکر افضل نہو وہ شخص جو سوار ہو اُس کتف پر کہ جو قوائم عرش سے عظیم ہو اور سوا اسکے کتنی فضیلتونکو یہ قصہ متضمن ہے ایک تو شرکت جناب امیرؑ کی جناب رسولؐ خدا کے ساتھ بتون کے توڑنے مین اور بیشک کل افعال جناب رسولؐ متعال کے شریف ہین خصوصؐ فعل کہ سب فعلون سے افضل ہے پس شریک ہونا افضل فعل مین رسولخدا کے ساتھ کسقدر فضیلت رکھتا ہے ۔ دوسرے یہ کہ اس نصرت اور معاونت جناب امیرؑ کی اُس جناب کے ساتھ ثابت ہوتی ہے اور یہ کمال شرف اور مجد و بزرگی کی بات ہے کہ کوئی رسول مقبول کا معین اور مددگار ہو پس وہ جناب کیونکر افضل و اعلے نہ ہوئے اُن لوگون سے کہ جو جناب رسول کو دشمنون مین چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے ۔ تیسری فضیلت یہ ہے کہ وہ جناب سطح کعبہ پر کہ وہ افضل ہے سب جگہ سے چڑہی باذن نبیؐ سے چڑہنا اُس جگہ پر کہ جو سب اماکن سے افضل و اعلی ہے واسطے توڑنے بتون کے کسقدر فضیلت اور بزرگی رکھتا ہے غرض جیسے کہ عروج آسمان پر باعث کمال فضیلت رسولؐ مقبول ہے ویسے ہی یہ امر کمال فضیلت جناب امیرؑ ہے تعجب ہے اُن لوگون سے کہ جو ابو بکر کی فضیلت اتنی بات سے ثابت کرتے ہین کہ وہ جناب رسولخدا کے ساتھ غار مین گئے اور اتنی بڑی فضیلت کو جناب امیرؑ کی مٹاتے ہین پس یہ کمال دشمنی ہے اُن لوگون کی اُس جناب کے ساتھ ۔ چوتھی فضیلت اُس جناب کی یہ ہے کہ بتون کو توڑا پس یہ امر نہایت عظیم اور کار فخیم ہے کہ اسمین اعزاز دین

اور ذلت مشرکین ہے حضرت ابراہیم نے بہی بت توڑے تہے مگر چھپ کر نہ علانیہ اور کہا تہا کہ تمہارے بڑے بت نے یہ امر کیا ہے پوچھو اُس سے اگر بولتا ہو اور جناب رسول مقبول او جناب امیر نے علانیہ کفار اور مشرکین کے روبرو بتون کو توڑا پس یہ فعل افضل ہے فعل خلیل اللہ سے اور یہ قول انکا کہ لڑکون کو سب بزرگ کاندہے پر چڑہاتے ہین اگر جناب رسول خدا نے بہی جناب امیر کو اپنی دوش مبارک پر سوار کیا تو اسمین اُنکو کیا فضیلت حاصل ہوئی تو یہ کہنا انکا ازراہ دشمنی کے ہے اسواسطے کہ جناب امیر اُسوقت مین اکتیس ۳۱ برس کے تہے کیونکہ پیدائش آپ کی سن تیس ۳۰ عام الفیل مین ہوئی ہے اور فتح مکہ سن ۶۱ عام الفیل مین ہوئی ہے اور اکتیس ۳۱ برس کے سن کا آدمی جوان ہوتا ہے نہ صبی اور یہ جو کہا کہ ابوبکر نے جناب رسولخدا کو اُٹہا لیا تہا تو ہم کہتے ہین کہ اسمین اگر حضرت ابوبکر کو فضیلت ہوئی تو برابر فضیلت گہوڑے اور گدہے اور خچر کے ہوئی کہ یہ بہی تو اُس جناب کو اپنی پشتون پر سوار کرکے اُٹہائے پہرتے تہے مگر وقت اٹہانے حضرت ابوبکر کے اُس جناب نے بوجہ نبوت کا نہ دکہایا تہا کہ جو ابوبکر نہ اٹہا سکتے اور اُسوقت تو جناب رسول کو زور نبوت کا دکہانا منظور تہا تا معلوم ہو کہ اسکا ایسا بوجہ ہے کہ اُسکو کوئی نہین اُٹہا سکتا اسواسطے کہ جناب امیر مین اس قدر طاقت اور زور تہا کہ دو اُنگلیون سے در خیبر اکہاڑ کر پہینکدیا جب انہین سے یہ بوجہ نہ اُٹہہ سکا تو پہر اَور کون اُٹہا سکتا تہا

فضیلت آخری احادیث کثیرہ معتبرہ عامہ و خاصہ مین مروی ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ مین اور علی ایک نور سے پیدا ہوئے ہین اور منظور

انظار عنایات خالق کون و مکان تھے پیش از بست و چہار سال از پیدائش حضرت آدم
اور جانب راست عرش الٰہی تسبیح اور تقدیس خدائے لم یزل ولایزال کرتے تھے پس
خدا تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو خلق کیا تو اُس نور مقدس کو دو حصہ کیا اور اُن
دونوں حصوں کو صلب آدم میں رکھا اور جب آدمؑ زمین پر آئے تو ہم اُنکے صلب
میں تھے اور جب حضرت نوحؑ کشتی میں بیٹھے تو ہم اُنکے صلب میں تھے اور جب
حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا تو ہم اُنکے صلب میں تھے اور اسی سبب اُن کو
آگ نے ایذا نہ دی پس ایک جزو سے میں پیدا ہوا اور دوسرے جزو سے علیؑ پیدا ہوا
اور بھی صحیح ترمذی اور مشکوٰۃ اور مصابیح وغیرہ میں ابن عمر سے مروی ہے، وہ
کہتا ہے کہ ایکدن میں اپنی پھوپھی کے ہمراہ عائیشہ کے گھر گیا اور میں نے اُس سے
پوچھا کہ یا ام المومنین من کان احب الناس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یعنے دوست ترین مردم رسُول خدا کے نزدیک کون تھا اور کس کو وہ سب سے
زیادہ دوست رکھتے تھے اُسنے کہا کہ فاطمہ کو فقلت انما اسالک عن الرجال
مینے کہا کہ میں مردوں سے پوچھتا ہوں یہ بتاؤ کہ مردوں میں سے کس مرد کو دوست
تر رکھتے تھے کہا اُسکے شوہر کو یعنی علیؑ کو۔ زمخشری نے کتاب ربیع الابرار
میں لکھا ہے کہ عائیشہ نے بعد اس جواب کے کہا کہ علیؑ کیونکر دوست ترین مردم
نہو کہ ہمیشہ روزہ دار اور شب بیدار رہتے تھے بخدا کہ مینے وقت وفات سرور کائنات
کے دیکھا کہ کف دہن مبارک سے نکلے جناب امیر نے اپنے دہن مبارک میں لیکر
پی لیا راوی کہتا ہے کہ مینے عائیشہ سے کہا کہ جبکہ صورت میں تو علیؑ کے
حق میں ایسا کچھ بیان کرتی ہے اور حقیقتاً علیؑ ایسے ہی تھے تو پھر تو علیؑ سے

کیوں لڑی عایشہ نے یہ سنکر کہا کہ میرے مقدر میں یہی تھا اب گر اہل تسنن صاحب
اپنی مادر مہربان کے اس قول پر نظر کریں تو چاہیے انکو کہ خلافت بلا فصلی جناب
علیؑ ابن ابی طالب کے قایل ہوں اور اپنے خلفائے ثلثہ کی خلافت اجماعیہ کو واسطہ نہ
گردانیں اسواسطے کہ جب جناب امیر نزدیک جناب رسول خدا کے سب سے زیادہ محبوب ہوئے
تو من جمیع الوجوہ سب سے افضل ہونگے کیونکہ دوستی جناب رسول خدا کی اسی شخص سے
ہوتی تھی کہ جو شخص خدا کے نزدیک بھی دوست ہوتا تھا والا اگر دوستی حضرت کی
باعتبار رشتہ کے ہوتی جیسا کہ اوروں کو اپنے بیٹے یا بھائی وغیرہ سے ہوتی ہے
خواہ وہ برا ہو خواہ وہ اچھا ہو تو اول تو یہ الزام حضرت پر عاید ہوتا کہ وہ جناب
بدوں کو بھی دوست رکھتے تھے حالانکہ یہ شان نبوت سے بہت بعید اور بمراحل
دور ہے اور درجہ رسالت کا ارفع ہے اس سے۔ دوسرے یہ کہ اگر ایسا ہی
ہوتا تو چاہیے تھا کہ جو حضرت کے اور رشتہ دار مثل ابوجہل وغیرہ تھے انکو بھی
آپ دوست رکھتے حالانکہ انکے دشمن تھے پس حضرت کی دوستی کا حصر جو
جناب امیر ہی میں ہوا تو معلوم ہوا کہ یہی جناب جمیع فضایل اور محامد میں سب سے
زیادہ تھے اور جب سب سے وہ جناب افضل ہوئے تو قابل خلافت بھی وہی
جناب ہونگے نہ اور کہ تفضیل مفضول کے فاضل پر عقلاً اور عرفاً غیر جایز ہے
سوائے اسکے اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ عائشہ حضرت علیؑ سے
ناحق لڑیں اور خطا پر تھیں کہ خود اپنی اس خطا پر منفعل ہوئیں اور روئیں
اور اقرار کیا اپنی خطا کا پس بنظر انصاف دیکھیں کہ جو شخص محبوب خدا
اور محبوب رسول خدا اور خلیفہ بحق ہو اور حرب کرنا اس سے حرب کرنا

رسولخدا سے بموجب حدیث حربک حربی کے اُس سے حارب کا حال مال کیا
ہوگا اور بھی اگر اہل تسنن دیدہ بصیرت کو کھولکر اور عناد و تعصب سے
جدا ہوکر اس حدیث اور اُس حدیث کو کہ جو انکی اصح کتب مثل مشکوۃ وغیرہ
مین لکھی ہے کہ جناب رسولخدا نے ابو بکر سے کہا کہ لو اتخذت خلیلا لاتخذت
ابا بکر خلیلا یعنے اگر مین کسی کو اپنا خلیل اور دوست لیتا تو البتہ ابو بکر کو خلیل اور
دوست لیتا دیکھین کہ ابو بکر کی دوستی کا تو اُس جنابنے انکار کیا اور جناب امیر کو
سب سے زیادہ دوست رکھا پس جسکو کہ جناب رسول خدا دوست رکھین اُسکا خلیفہ ہونا بہتر
ہے یا جسکو دوست نرکھین اُسکا خلیفہ ہونا بہتر ہے دیکھو کہ مصابیح القلوب مین ابن عباس
سے مروی ہے کہ ایکدن وہ جناب نماز عصر سے فارغ ہو کر اُٹھے اور فرمایا کہ
جو شخص مجھے دوست رکھتا ہے وہ میرے ساتھ چلے یہ سنکر ہم عقب حضرت کے
راہی ہوئے یہان تک کہ دروازہ خانہ زہرا فلک نبوت ماہ سماء رسالت
چراغ شبستان اہلبیت مصطفےٰ فاطمہ زہرا علیہ التحیۃ والثنا پر پہنچے اُس
اثنا مین تاجدار ہل اتے شہسوار میدان لافتے مشرف بہ تشریف انما
مخصوص بغایت قل لا اسئلکم علیہ اجرًا الا المودت فی القربے یعنے امیر المومنین
علی مرتضےٰ ایک کملی اوڑہے ہوئے اور ہاتھہ مین بہرے ہوئے گھر سے
باہر تشریف لائے مہتر اور بہتر عالم نے فرمایا کہ یا اخی بیان کرو ان سب کے
سامنے وہ چیز کہ جسکو تمنے کل دیکھا تھا کہا یا رسول اللہ کل مین چاہتا تھا کہ
طہارت کرکے نماز ظہر ادا کرون پانی نہ تھا حسنین کو پانی کے واسطے بہیجا ایک
ساعت گذری تہی کہ ہاتف نے کہا کہ اے ابوالحسن اپنی جانب راست

نگاہ کرو جب مین نے اُسطرف دیکھا تو ایک ظرف سونے کا پُر از آب کہ پانی اُسکا
سفید تر شہد سے اور خوشبو تر گلاب سے تھا ہوا مین معلق نظر آیا اُس
پانی سے مین نے وضو کیا اور تھوڑا سا اُسمین سے پیا بہی اور ایک قطرہ میرے
سر پر ٹپکا کہ اُسکی خنکی میرے دل مین پہنچی یہ سُنکر جناب ختمی مآبؐ نے فرمایا کہ اے
اخی وہ ظرف آب بہشت سے تہا کہ پانی اُسکا درخت طوبےٰ کے نیچے سے لیا تہا
اور وہ قطرہ کہ تیرے سر پر ٹپکا عرش کے نیچے سے گرا تھا یہ فرماکر حضرت نے جناب
امیرؑ کو گلے سے لگالیا اور ما بین دونون ابرو جناب کے بوسہ دیا اور کہا کہ دوست
میرا وہ شخص ہے کہ جسکا کل کے روز جبرئیل خادم تھا۔ دیکہو مصابیح القلوب
کو کہ کتب معتبرہ اہل تسنن سے ہے اُسمین بہی یہ لکہا ہے کہ جناب امیرؑ
کو حضرت رسول مقبول بہت دوست رکہتے تہے اور ابوبکر کو بفحوائے
حدیث سابق دوست نہ رکہتے تہے۔ اب ہمین صاحبان سنت وجماعت
یہ بتائین کہ کبہی حضرت ابوبکر کے لیے بہی بہشت سے کوئی چیز حضرت جبرئیل
بحکم رب جلیل لائے ہین جیسا کہ ہمیشہ جناب امیرؑ کے لیے بہشت سے چیزین لاتے
تہے پس جو کہ ایسے خدا کے پیارے رسول کے محبوب مخدوم حضرت جبرئیل ہون
البتہ وہ لیاقت خلافت رسول کی رکہین گے نہ اُن سے کمتر اور بہی مصابیح القلوب
مین واقدی سے نقل کی ہے کہ ایک روز ہارون رشید کے پاس مین گیا
شافعی اور محمد یوسف اور اسحاق بہی وہان حاضر تہے ہارون نے
شافعی سے پوچہا کہ کتنی حدیثین فضائل جناب امیرؑ سے تجہے یاد ہین
کہا پانچ سو یوسف سے پوچہا کہ تجہے کتنی یاد ہین اُسنے کہا کہ ہزار تک

یا کچھ اس سے زیادہ اسحاق سے پوچھا کہ تجھے کتنی حدیثیں یاد ہیں اُسنے کہا
کہ مجھے اسقدر احادیث اُنکے فضائل کی یاد ہیں کہ خوف وبیم نہوتا تو تعداد
اُسکا بیان کرتا ہارون نے کہا کہ تو کچھ خوف نکر اور بیان کر اسحاق نے
کہا کہ پندرہ ۱۵۰۰۰ ہزار حدیث مسند اور پندرہ ۱۵۰۰۰ ہزار مرسل ہارون نے کہا کہ
میں تم سے بیان کرتا ہوں اُس حضرت کے وہ فضائل کہ جو میں نے اُنکو
اپنی آنکھ سے دیکھے ہیں اور وہ بہتر ہیں اُن فضائل سے کہ جو تمہیں یاد ہیں
سب نے کہا کہ آپ فرمائیں وہ کیا فضائل ہیں کہا کہ دمشق کے عامل نے ایک روز
مجھے لکھا کہ یہاں ایک خطیب ہے کہ جناب امیر کو دشنام دیتا ہے اور اُنپر سب
کرتا ہے اور ناسزا کہتا ہے میں نے اُس ملعون کو دمشق سے بُلا کر پوچھا کہ او
ملعون تو جناب امیر کو کیوں دشنام دیتا ہے اُسنے جواب دیا کہ اُسنے میرے
باپ دادا کو قتل کیا ہے میں نے کہا کہ اُنہوں نے جسکو قتل کیا ہے حکم
خدا اور رسول سے قتل کیا ہے اُسنے کہا کہ اگرچہ ایسا ہی ہے مگر میں اُسکا دشمن
ہوں میں نے یہ سنکر جلاد کو بُلایا اور کہا کہ اسکو سو تازیانہ مار اور پھر ایک
گھر میں ڈالکر قفل لگا دیا جب وقت شب کا ہوا تو اپنے دلمیں خیال کیا کہ اسکو
کس طرح سے ماروں آیا دریا میں ڈبواؤں یا آگ میں جلوا دوں یا تلوار سے اسکے
ٹکڑے کرواؤں اسی خیال میں میں سو گیا خواب میں دیکھا میں نے کہ دروازے آسمان کے
کھل گئے اور جناب رسولخدا پانچ حُلّے پہنے ہوئے اور جناب امیر ایک حلہ پہنے
ہوئے آسمان سے اُترے اور حضرت کے ہاتھ میں ایک کاسہ پُر از آب
صاف تھا اور اُسوقت میرے گھر میں پچاس ہزار آدمی تھے سب کیطرف

مخاطب ہو کر رسول مقبول نے فرمایا کہ جو کہ شیعہ علی تم میں ہو وہ ان میں سے الگ ہو جائے چالیس آدمی یہ سنکر اٹھ کھڑے ہوئے جناب رسول خدا نے اُن چالیسوں کو پانی پلایا اور کہا کہ اُس دمشقی کو لاؤ جب اسکو لائے تو جناب امیرؑ کی نظر اُس ملعون پر پڑی تو کہا اے ملعون مجھے تو کیوں بُرا کہتا ہے یہ فرما کر کہا کہ خداوندا اسکو تو مسخ کر دے اُسیوقت صورت اُسکی کُتّے کی ہو گئی پھر فرمایا کہ اس کُتّے کو اُسی گھر میں بند کر دو میں یہ خواب دیکھکر چونکا اور آدمیوں سے کہا کہ اُس دمشقی کو لے آؤ جب اسکو لائے تو میں نے دیکھا کہ وہ کُتا تھا اب وہ گھر میں ہے یہ کہکر کہا کہ اُسکو لے آؤ جب اُسے لائے تو دیکھا کہ وہ کُتے کی شکل ہے مگر کان اُسکے مشابہ کان آدمیوں کے ہیں اُس کُتّے سے کہا کہ دیکھا تو نے عذاب خدا کو اُسنے یہ سُنکر سر جھکا لیا اور آنسو اُسکی آنکھوں سے جاری ہوئے شافعی نے کہا کہ اسکو جلد یہاں سے لیجاؤ کہ یہ مسخ ہے اسکے عذاب سے بیخوف ہونا نہ چاہیے جو ہیں اُسکو اُس گھر میں لیگئے برق اُس گھر پر گری کہ اُس کُتّے کو اور جو اُس گھر میں تھے سب کو جلا دیا سچ ہے کہ عذاب خدا سے بیخوف اور نڈر نہونا چاہیے اور عذاب جب کسی پر نازل ہوتا ہے تو جو اُسکے پاس ہوتا ہے وہ بھی گھر جاتا ہے بہرحال یہ روایت بھی فضیلت جناب امیرؑ پر دلالت کرتی ہے کہ یہ حضرت سب سے برتر اور افضل تھے **منقبت** اوسط طبرانی میں اور مستدرک حاکم میں اور صواعق محرقہ میں اُم سلمہ سے منقول ہے کہ

کان رسول اللّٰہ اذا غضب لم یجترء احد یکلمہ الا علی یعنی وقتیکہ رسول مقبول خشمگین اور پر غضب ہوتے تھے تو کسی فرد بشر کو

مجال کلام کی آپ سے نہ رہتی تھی الا جناب اسد اللہ الغالب کو سبحان اللہ کیا محبت تھی حبیب اللہ کو جناب ید اللہ سے کہ اُس جناب کو حالت غیظ و غضب میں بھی کلام کرنا اپنے وصی و جانشین کا ناگوار نہ معلوم ہوتا تھا منقبت مصابیح اور مشکوۃ اور روضۃ الاحباب اور حبیب السیر اور معارج النبوۃ میں جابر انصاری سے مروی ہے کہ زمانہ محاصرہ طایف میں مجاہد فی سبیل اللہ جناب محمد مصطفے نے رازدار خدا و رسول زوج بتول کے ساتھ واسطے انکشاف راز نہانی کے سرگوشی کی اور تا دیر کچھ راز مخفی اپنے وصی اور جانشین سے فرماتے رہے تا اینکہ جب زمانہ راز کو بہت طول ہوا تو بعض منافقین و حاسدین نے زبان طعن کو دراز کیا اور کہا کہ عجب راز دور دراز ہے کہ محمد اپنے پسر عم سے کہہ رہا ہے اُس واقف ضمایر موالف و مخالف نے ازراہ اعجاز اُنکے ضمایر پر مشرف ہو کر فرمایا کہ ما انتجیتہ لاکن اللہ انتجاہ یعنے میں آپ اُس سے راز نہیں کہہ رہا تھا بلکہ خدائے ذوالجلال آپ اُس سے راز فرما رہا تھا حکیم سنائی نے اس مضمون کو نظم میں لکھا ہے ؎

محرم او بود کعبہ جان را ٭ محرم او گشتہ شیر یزدان را ٭ راز داری خدا و پیغمبر ٭ راز دار پیمبرش حیدر ٭ منقبت کنز العباد اور ہدایت السعدا میں مسطور ہے کہ ایک روز سید کائنات علیہ افضل الصلوۃ نے پانچ مرتبہ سجدے بے رکوع کے کیے اصحاب باوفا نے سبب سجدات مکرر بے رکوع کا استفسار کیا کہ اسوقت ان سجدات کا کیا سبب ہے اُس مقبول کبریا نے زبان گہربار کو اس طرح گویا کیا کہ اسوقت جبرئیل امین نے بحکم رب جلیل آنکر مجھے خوشخبری دی کہ اے حبیب آگہ خداوند عالم علی ابن ابی طالب کو

دوست رکھتا ہے یہ سُنکر مین نے بنا بر ادا ے شکر سجدہ کیا جب سر سجدے سے اُٹھایا
تو پھر کہا کہ تمہاری دختر نیک اختر فاطمہ زہرا کو بھی دوست رکھتا ہے پھر مینے
ادائے شکر کے لیے سجدہ کیا پھر جب مین نے سر سجدہ سے اُٹھایا تو پھر
کہا کہ تمہارے حسنین کو بھی دوست رکھتا ہے اسکے ادا ے شکر کے لیے بھی
سجدہ کیا پھر جب سر سجدے سے اُٹھایا تو کہا کہ خدا تعالیٰ دوست رکھتا ہو اُس
شخص کو بھی کہ جو ان کو دوست رکھتا ہے پھر مین نے سجدہ کیا پھر کہا کہ خدا دوست
رکھتا ہے انکے دوستون کے دوستون کو بھی پھر مین نے سجدہ کیا ✦ ✦

منقبت مجلد ثانی حبیب السیر مین اور مناقب ابن مردویہ مین انس
بن مالک سے مروی ہے کہ ایک روز جناب رسُولخدا نے ارشاد کیا کہ بہشت
مشتاق ہے چار شخص کا میری اُمت مین سے مین نے چاہا کہ مین معلوم کرون
کہ وہ چار شخص کون کون ہین ابو بکر کے پاس گیا اور کہا کہ تم رسُولخدا سے پوچھو
کہ آپ نے جو فرمایا ہے کہ بہشت میری اُمت مین سے چار شخص کا مشتاق ہے
وہ چار شخص کونسے ہین ابو بکر نے کہا مجھے یہ خیال آتا ہے کہ اگر اُن چار
شخصون مین سے مین نہوا تو بنی تیم مجھے سرزنش کرین گے پس با ین خیال مین جرات
اسکے پوچھنے مین نہین کرسکتا پھر مین عمر کے پاس گیا اور کہا کہ تم رسُولخدا سے پوچھو
کہ وہ چار شخص کہ جنکے حق مین آپنے فرمایا ہے کہ بہشت اُنکا مشتاق ہے وہ
کونسے ہین اُسنے بھی عذر کیا اور کہا کہ مجھے بھی اس بات کا لحاظ
آتا ہے کہ اگر مین اُنمین سے نہوا تو بنی عدی مجھپر طعن کرین گے پھر
عثمان کے پاس گیا اور اُس سے کہا کہ تم پوچھو عثمان نے بھی عذر کیا

اور کہا کہ اگر میں اُنمیں سے نہوا تو بنی امیہ مجھپر زبان طعن کو دراز کریں گے میں لاچار ہو کر آخرکار امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے عرض کی کہ آپ اُس جناب سے مستفسر ہوں کہ وہ چار شخص کہ جنکے واسطے حضرت نے ارشاد کیا ہے کہ بہشت اُنکا مشتاق ہے وہ کون کون ہیں اُس قاسم نار و جنت نے قبول کیا اور فرمایا کہ اچھا میں پوچھونگا پس اگر میں بھی اُن میں داخل ہوں گا تو حمد خدا بجا لاؤنگا ورنہ خدا سے سوال کرونگا کہ مجھے بھی اُن میں سے کرے یہ فرما کر وہ جناب دولت سرائے رسُول مقبول کیطرف متوجہ ہوئے اور میں بھی اُس جناب کے ہمراہ تھا تا اینکہ دولت سرائے جناب رسُول خدا میں داخل ہوئے دیکھا کہ سر مبارک جناب رسول خدا کا کنار دحیہ کلبی میں ہے اور وہ جناب خواب استراحت میں ہیں دحیّہ کلبی نے جناب امیرؑ پر سلام کیا اور کہا اب تم سر مبارک اپنے ابن عم کا لو کہ تم مجھسے زیادہ سزاوار اور مستحق اس امر کے ہو پس جب رسُول خدا بیدار ہوئے تو سر مبارک اپنا علیؑ کی گود میں دیکھا فرمایا کہ اے اخی نہیں آئے ہو تم اسوقت میرے پاس مگر حاجت کیواسطے عرض کی کہ یا رسول اللہ جسوقت میں آیا تو سر مبارک آپکا دحیہ کلبی کی گود میں دیکھا اور دحیہ نے مجھسے کہا کہ اب تم سر مبارک اپنے ابن عم کا اپنی گود میں لو کہ مجھسے زیادہ تم اس امر کے مستحق ہو آپ نے یہ سنکر فرمایا کہ علیؑ تمنے پہچانا کہ وہ کون تھا عرض کی کہ خدا اور رسُول خدا بہتر جانتے ہیں فرمایا کہ وہ دحیہ کلبی نہ تھا بلکہ جبرئیل تھا غرض جناب امیرؑ نے عرض کی کہ ای رسول ربّ متعال

آپنے جو فرمایا ہے کہ بہشت چار شخص کا مشتاق ہے ارشاد ہو کہ وہ چار شخص کون ہیں
آپ نے ارشاد کیا کہ واللہ تو اول اُن چار شخص کا ہے اور تین دفعہ آپکی طرف
اشارہ کرکے یہی فرمایا کہ واللہ تو اوّل اُنکا ہے اور بھی ابو ذر غفاری سے
مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ بہ تحقیق توت دی خدا تعالی نے اس
دین کو ساتھ علیؑ ابن ابی طالب کے اور میں اُس سے ہوں اور اُسکی شان میں نازل
ہوا ہے آیہ افمن کان الخ اور بھی انس بن مالک سے مروی ہے کہ فرمایا
رسول خدا نے کہ اے انس تو بُلا لا سید عرب کو یعنی علی مرتضیٰؑ کو عائشہ نے
کہا کہ کیا آپ سیّد عرب نہیں ہیں فرمایا کہ میں سیّد ولد آدم ہوں اور کچھ
مجھے فخر نہیں اور علیؑ سید عرب ہے پس جبکہ امیر عرب حاضر ہوئے تو جناب
رسول مقبول نے انصار کو طلب کیا اور فرمایا کہ تم چاہتے ہو کہ ہدایت کروں
تمہیں اُس چیز کی طرف کہ اگر متمسک کرو اُسکے ساتھ تو ہرگز میرے بعد گمراہ
نہو عرض کی سب نے کہ ہاں یا رسول اللہ فرمایا کہ وہ یہ علیؑ ہے کہ دوست رکھو
اسکو بسبب دوستی میری کے اور گرامی رکھو اُسکو بسبب گرامی رکھنے میرے
کے بدرستیکہ جبرئیل نے حکم کیا ہے مجکو میرے پروردگار کی جانب سے اُس چیز کا
کہ جو کچھ میں نے اسوقت تم سے کہا اور بھی امامہ باہلی سے مروی ہے
کہ فرمایا رسول خدا نے کہ آئیں گے آدمی قیامت میں اپنے اعمال کے
ساتھ پس فائدہ نہ دیگا اُنکو کوئی عمل اُنکا مگر وہ شخص کہ جسکے عمل کو میں
اور علیؑ ابن ابی طالب قبول کریں گے اور بھی ابو الموسی ہندی سے
مروی ہے کہ ہم رسول اللہ کے ساتھ تھے بقیع اور ابو بکر اور عثمان

اور چند نفر اصحاب سے بہی ہمراہ تہے پس رسولخدا نے ابو بکر سے فرمایا کہ اے
ابو بکر یہ شخص کہ جسکو تو دیکہتا ہے وزیر میرا ہے آسمان مین اور زمین مین یعنی
علی ابن ابی طالب پس اگر تو چاہے کہ ملاقات کرے خدا سے اُس حال
مین کہ خدا تعالیٰ تجہسے راضی ہو تو راضی رکہ علی کو کہ رضا اُسکی رضا خدا کی
ہے اور غضب اُسکا غضب خدا کا ہے اور بہی ابوذر غفاری سے منقول ہے
کہ فرمایا رسولخدا نے کہ خداوند ذوالجلال مشرف ہوا اور نظر کی طرف زمین کے
اپنے عرش سے پس اختیار کیا مجہے اور سردار اور بزرگ کیا مجہے سب انبیا اور
سب مرسلین کا اولین اور آخرین سے اور عطا کی مجہے وہ شے کہ نہین دی کسی
فرد بشر کو اہل عالم سے اور وہ رکن ہے اور مقام اور حوض کوثر اور مشعر حرام
اور جمرات عظام کہ جانب راست اُسکے صفا ہے اور جانب چپ مروہ
ہے اور دی مجہے وہ چیز کہ نہین دی کسی کو وہ چیز انبیا اور ملائکہ مقربین
سے - مین نے عرض کی کہ کیا ہے وہ چیز اے رسول خدا فرمایا کہ دیا ہے
مجکو علی اور دی علی کو فاطمہ دوشیزہ کہ جس چیز کی عورتون کو ہر مہینے
عادت ہوتی ہے وہ اُس سے منقطع ہے اور ہر شب طرف دوشیزگی
کے رجوع کرتی ہے پس نہین دی کسی پیغمبر کو ایسی زوجہ بغیر اُسکے اور
دیے ہین اُسکو دو فرزند حسن اور حسین کہ نہین دیے کسی پیغمبر کو ایسے
فرزند اور دیا ہے اُسکو خسر مجہسا اور نہین دیا ہے کسی کو نبیون مین سے
مجہسا خسر اور دیا ہے اُسکو حوض کوثر اور قسمت کرنا بہشت اور دوزخ کا
اور یہ مرتبہ کسی فرشتہ کو بہی نہین دیا اور دیا ہے اُسکے شیعون کو

مطیعون اور پیروون کو بہشت اور عطا کیا اُسکو بھائی مجہا اور نہین ہے کسی کا بھائی مثل میرے اے بنی آدم جو شخص چاہے کہ بجہائے آتش غضب الٰہی کو اور یہ کہ قبول کرے خدا اعمال کو مُسکے تو چاہیے اُسکو کہ نظر کرے وہ طرف علیؑ کے بدرستیکہ نظر کرنا اُسکی طرف زیادہ کرتا ہے ایمان کو اور پگلاتا ہے بدی کو جیسے آگ پگلاتی ہے شیشہ کو انتہےٰ اب مترجم کہتا ہے کہ صاحبان عقل سلیم بہ فکر صائب اور بہ نظر درست تعصب و عناد سے خالی ہوکر ان فضائل جناب وصی بلا فصل رسول مقبولؐ علی ابن ابی طالب مین تامل اور غور فرمائین کہ ہرگاہ کوئی نبی اور رسول اور فرشتہ ان فضائل اور محامد مین اُس جناب کی مثل ومانا نہوا اور کوئی مقبولان بارگاہ مین سے اُس جناب کی ہمسری اور برابری نکرسکے تو اَور آدمی کہ جو باضداد فضائل مذکورہ اور برعکس محامد مسطورہ موصوف اور متصف ہون اُس جناب پر کیونکر فضیلت رکہ سکتے ہین اور تقدیم اُن کی ایسی عدیم النظیر و سہیم و عدیل پر عقل کس صاحب طبع مستقیم کی تجویز کرسکتی ہے مگر ہان کج روندگان بادیہ لاشعوری وسفیہان افتادگان بحور لاعلمی کا کچھ علاج نہین بجز ہدایت ملک علام جل جلالہ وسیعلم الذین ظلموا اے منقلب ینقلبون۔

منقبت روضۃ الشہدا مین ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک دن اصحاب نے جناب رسول مقبولؐ سے پوچھا کہ اے شفیع المذنبین وہ کیا کلمات برکت آیات تھے کہ جنکو حضرت آدمؑ نے

زبان حق ترجمان پر جاری کیا تہا اور اُنکی برکت سے خداوند غفار نے توبہ حضرت آدمؑ کی قبول کی تہی فرمایا اُس جناب نے کہ وہ کلمات یہ تہے کہ یارب بحق محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اُنْ تب علیَّ یعنی اے پروردگار میرے بحق محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ میری توبہ قبول کر پس توبہ آدم کی قبول ہوئی + م + مسودات میں کہ معتبرین کتب اہل السنن سے ہے ابی سالم سے مروی ہے کہ میں نے جابر انصاری سے پوچھا کہ جو فضائل علیؑ کے تجہے رسولخدا سے معلوم ہوئے ہوں اُنکو بیان کر جابرؓ نے کہا کہ بموجب نصوص قرآنی اور احادیث محبوب سبحانی علیؑ بعد پیغمبرؐ امیر مومنوں کا اور سید اور سردار مسلمانوں کا ہے میں نے کہا کہ پہر تو اُن لوگوں کے حق میں کیا کہتا ہے کہ جو بغض و عداوت علیؑ کی اپنے دل میں رکہتے ہیں جابرؓ نے کہا کہ بتحقیق وہ کافر ہیں اور اُن کے کفر میں کچہ شک و شبہ نہیں اسواسطے کہ سنا ہے میں نے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ علیؑ کو دشمن نہ رکہیگا مگر کافر ملعون + م + اور بہی اسہی کتاب میں ابن عمر سے منقول ہے کہ میں نے عایشہ سے پوچھا کہ قدر و منزلت علیؑ کی رسولخدا کے آگے کس پایہ اور مرتبہ پر تہی عایشہ نے کہا کہ کان اکرم الرجال علی رسول اللہ یعنے گرامی ترین مردم پیش رسول خدا علیؑ تہا + م + اور بھی اسہی کتاب میں ہے کہ ہاشم بن بریدہ کہتا ہے کہ میں نے رسول خدا سے سنا کہ بہترین اُمت علی ابن ابی طالب ہے + م + اور بھی مودات اور مناقب خطیب اور بحر المناقب میں علقمہ بن قیس اور سود ابن بریدہ سے منقول ہے

کہ ہمنے ابو ایوب انصاری سے پوچھا اُس زمانہ میں کہ جناب امیر معاویہ سے لڑنے تشریف لیجاتے تھے کہ اے ابو ایوب تونے صحبت نبی کی پائی ہے اور آپ کی صحبت سے مشرف ہوا ہے باوجود اسکے تو کلمہ لاالٰہ الا اللہ کہنے والوں پر تلوار کھینچتا ہے اور کلمہ گویوں کے قتل کا ارادہ کرتا ہے ابو ایوب نے کہا کہ اے علقمہ اور اے سود ایکدن میں خدمت میں رسول مقبول کے حاضر تھا اور انس بن مالک روبرو حضرت کے کھڑا تھا کہ کسی نے زنجیر دروازہ کی ہلائی جناب رسولخدا نے مجھے فرمایا کہ دیکھ پس در پر کون ہے ہمنے عرض کی کہ عمار یاسر ہے فرمایا کہ بلالو جب وہ حاضر ہوئے تو فرمایا کہ اے عمار بہت جلد قریب ہے کہ میری اُمت میں فساد عظیم اور قبایح فخیم ظاہر ہونگے ایسے کہ آپسمیں تلواریں کھینچیں اور ایک دوسرے کو قتل کرے پس بعض اُنکا جنت میں جائے اور بعض اُنکا جہنم میں پس تو اس حال کو جب معائنہ کرے تو لازم ہے تجھے کہ اُسوقت تو مرافقت اور موافقت علیؑ کی کرے ہر چند تمام عالم اُسکی مخالفت کرے اسواسطے کہ علیؑ راہ راست اور صراط مستقیم اور طریق مستوی سے نہ پھریگا پس فرمانبرداری اُسکی عین فرمانبرداری میری ہے اور فرمانبرداری میری عین فرمانبرداری خدا کی ہے ۔ اور بھی سہی کتاب میں مذکور ہے بروایت رافع خادم سید المرسلینؐ کہ جو شخص حق علیؑ کا نہ پہچانے تو تین حال سے خالی نہیں یا منافق ہے یا ولد الزنا یا اُسکی ماں حالت حیض میں حاملہ اُسکی ہوئی ہے اور بھی اسہی کتاب میں ابی وایل سے منقول ہے کہ ایک روز عبداللہ ابن عمر نے اصحاب رسول اللہ کو اسطرح گنا ابو بکر عمر عثمان وغیرہ اور امیر المومنین کو نہ گنا ایک شخص نے کہا کہ اے عبداللہ مگر علیؑ اصحاب

کیا ہے نہین ہین کہ تو اُن کو اصحاب مین شمار نہین کرتا اُسنے کہا کہ مرتضی علیؑ
اہلبیت پیغمبر مین سے ہین کوئی صحابہ اُنپر قیاس نہین کیا جاتا اور کوئی اُنکے برابر
نہین ہوسکتا مرتبہ اور عظمت مین اور اس نسبت مین کہ جو رسولخدا کے ساتھ
رکھتے تھے بدرستیکہ خدا تعالی فرماتا ہے الذین آمنوا واتبعتہم ذریتہم الخ یعنے جو لوگ کہ ایمان
لائے ہین ہمراہ کیا ہمنے اُنکے ساتھ اُنکی ذریات کو پس فاطمہؑ ساتھ رسولخدا کے
ہین اور علیؑ مرتضی ساتھ رسول و بتول کے ہین اور بھی زید بن ارقم سے مروی
ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ اے علیؑ خوشا حال تیرا کون ہے مثل و مانند تیرے کہ فرشتے
تیرے مشتاق ہین اور بہشت خاص تیرے واسطے ہے اور بہ تحقیق روز قیامت برپا
کیا جائیگا ایک منبر نور کا میرے لیے اور ایک حضرت ابراہیم کے لیے اور ایک تیرے
لیے پس ہم بیٹھین گے اُن منبرون پر کہ اسمین ندا کریگا منادی کہ خوشا حال اُس
وصی کا کہ بیٹھا ہے مابین حبیب اور خلیل کے پس اُسوقت دینگے مجھے کنجیان بہشت
کی اور دوزخ کی اور مین دونگا اُن کنجیون کو تجھے۔ اور بھی صواعق محرقہ مین
شعبی سے مسطور ہے کہ ایکدن علی مرتضیؑ اُس زمانہ مین کہ ابو بکر اپنے زمانہ خلافت
مین مع ایک جماعت کسی جگہ بیٹھے تھے تشریف لائے ابو بکر نے آپکا استقبال کیا اور فرمایا کہ

من اراد ان ینظر الی اعظم الناس منزلۃ واقربہ نسبا وفضلہ حالا عنا برسول اللہ
فلینظر الی ہذا الطالع یعنے جو شخص کہ ارادہ کرے یہ کہ نظر کرے طرف بزرگترین
مردم کے ازروے مرتبہ کے اور نزدیکترین اُنکے کے ازروے نسب کے اور
فاضلترین اُنکے کے ازروے حالت کے ہمسے ساتھ رسول اللہ کے پس
چاہیے کہ نظر کرے طرف اس طالع کے یعنے علیؑ ابن ابی طالب کے

ف — اختیار دینا جناب امیرؑ کو طلاق دینا ازواج نبیؐ

فائدہ جناب رسولخداؐ نے جناب امیرؑ کو اختیار دیا تھا اپنی ازواج کا کہ جسکو انہین سے چاہین طلاق دیدین خواہ حال حیات رسولخداؐ مین اور خواہ بعد ممات انحضرتؐ جناب کے پیش مرتبہ جناب امیرؑ کا رسولخداؐ کے نزدیک یہانتک تہا کہ آج تک کسی شخص نے ابتدائے دنیا سے اپنی بیبیون کے طلاق کا اختیار غیر کو نہین دیا بجز رسولخداؐ کے اور یہ بات کمال اتحاد اور محبت کی ہی کہ کسیطرح کی غیریت بموجب فرمودہ خدا کے انفسنا و انفسکم کے آپمین نہ تھی چنانچہ تاریخ عاثم کوفی نے دفتر ثانی مین اور روضۃ الاحباب اور مجلد ثانی حبیب السیر مین مسطور ہے کہ بعد واقعہ جنگ جمل جناب ولایت مآب عائشہ کے گہر مین تشریف لائے اور اذن لیکر داخل خانہ ہوئے دیکہا آپنے کہ ام المومنین عائشہ بعض زنان بصرہ کے ساتہ بیٹہی رو رہی ہے جناب امیرؑ اُسکے پس پشت آکر کہڑے ہوئے اور بہ ملامت و نرمی آیہ وافی ہدایہ کو اُسپر پڑہا اور فرمایا کہ خطاب ربانی ازواج پیغمبرؐ کے حق مین وقرن فی بیوتکن کا ہے یعنے تم اپنے گہرون مین بیٹہو اور باہر نہ نکلو اور تو مرتکب ایسے امر کی ہوئی کہ مناسب تیرے حال کے نہ تہا اور باوجود اسکے کہ تو نسبت قربت اور حال میری قرابت کا رسول مقبول کے ساتہ جانتی ہی اور مکرر اُن جناب سے تو نے سنا ہے کہ میرے حق مین من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ فرمایا طریقہ دشمنی کا میرے ساتہ مسلوک رکہا اور میرے دشمنون کے ساتہ مرافقت اور موافقت کی اور چونکہ تو نے مرتبہ ام المومنین کا دین مین پایا تو پہر کیون پردہ عصمت فتاتوہن من وراء الحجاب کو روئے حیا سے دور کیا خیر مضی مامضی اب بہی صواب یہ ہے کہ اپنی خطا و نیز اصرار نکر اور اپنے گہر مین کہ جو تیرے لیے رسولخداؐ نے مقرر کیا ہے اُسمین بیٹہ اور

باہر نہ نکل جب تک کہ تیری اجل پہنچے یہ کہکر حضرت وہاں سے چلے آئے اور اعثم کوفی کہتا ہے کہ پہلے اسکے کہ جناب امیر المومنینؑ سے کلام کریں صفیہ بنت حارث اور تفضیہ زوجہ عبداللہ بن حلف خزاعی نے فریاد اور نوحہ بلند کیا اور اور عورتوں نے بھی اُنکے ساتھ موافقت کی اور کہا کہ یا قاتل الاحباب و یا مفرق الجمع یعنی اے کشندۂ دوستاں اور اے پریشان کنندہ جمعیت اور اور بیہودہ باتیں کہنی شروع کیں اور زوجہ عبداللہ بن حلف نے کہا کہ یتیم کیا تونے فرزندان عبداللہ بن حلف کو خدا تعالیٰ تیرے فرزندونکو بھی یتیم کرے جناب امیرؑ نے اُسکی طرف دیکھکر کہا کہ اے صفیہ میں تجکو ملامت نہیں کرتا اس بات پر کہ تو مجھے دشمن رکھے اسواسطے کہ میںنے تیرے دادا کو روز بدر اور تیرے چچا کو روز احد اور تیرے شوہر کو روز حرب جمل قتل کیا اور اگر میں تمہارے دوستوں کا کشندہ ہوتا جیسا کہ تیرا گمان ہے تو البتہ ہر شخص کو کہ اس گھر میں ہیں قتل کرتا یہ فرماکر عائشہ سے ارشاد کیا کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ اس گھر کے دروازے کو کھولوں اور جو کوئی کہ اس گھر میں ہے سب کو قتل کروں اور اشارہ کیا اُس گھر کی طرف کہ اسمیں عبداللہ بن زبیر اور ایک جماعت بقیۃ السیف حرب جمل سے بخوف جناب امیرؑ چھپے ہوئے تھے مگر میں عافیت اور سلامتی مسلمانوں کی چاہتا ہوں یہ سنکر خوف سے اور ہیبت اس خطاب سے عائشہ نے اور اور عورتوں نے رونا موقوف کیا اور سخت کلامی سے خاموش ہوئیں غرضکہ وہ جناب عائشہ کو سخنان نصیحت و پند فرماکر تشریف لیگئے دوسرے دن غنچہ نبوت و رسالت سرو بوستان جلالت و بسالت شاہزادہ زمینؑ و زمن امام حسنؑ کو عائشہ کے گھر بھیجا اُس جناب نے آنکر ارشاد کیا

کہ جناب امیر فرماتے ہیں کہ قسم ہے مجھے اُس خدا کی کہ جسنے دانہ کو شگافتہ کیا اور
آدم اور اُنکے فرزندوں کو پیدا کیا کہ اگر تو اسوقت مدینہ کو نہ چلی جائیگی اور
سامان سفر کا نکریگی تو تجھے وہ پیغام بھیجوں گا کہ تو اُسکی کیفیت کو خوب جانتی ہے
پس میں تجھے اُسپر آگاہ اور متنبہ کرتا ہوں کہ اب بھی تو باز آ راوی کہتا ہے کہ
عائشہ اُسوقت اپنے سر میں کنگھی کر رہی تھی اور جانب راست بال گوندہ چکی
تھی اور چاہتی تھی کہ جانب چپ کے بال گوندھے کہ پیغام شاہزادے کا سنکر کھڑی
ہو گئی اور اپنے خادم اور حشم اور خواصوں سے کہا کہ میری سواری تیار کرو اور ساز
سفر میں مشغول ہو کہ سوائے جانے مدینہ کے اور کچھ چارہ نہیں رکھتی ہوں اور
کمال اضطرار اُسکے بشرہ سے ظاہر تھا اُسوقت ایک عورت بصرہ نے اُس
سے کہا کہ اے عائشہ یہی پیغام تجھے عبد اللہ ابن عباس نے آنکر دیا تھا اور
تو نے یہ سُنکر اسپر ایسی آواز بلند کی تھی اور اس طرح سے کڑک کر بولی تھی کہ
ہم سب نے تیری آواز سُنی تھی پھر اُس جوان کا باپ خود تیرے پاس آیا اور اسی
قبیل کی باتیں تجھسے کہیں کچھ اعتنا تو نے اُنکی طرف نکیا اور اُنکے کہنے کو خیال
میں نہ لائی اب تجھے کیا ہوا کہ اس جوان کے کہنے سے تو اتنی خائف و ترساں ہوئی
اور سُنتے ہی اُسکے قول کے حکم کو بیچ کا دیا عائشہ نے کہا کہ یہ جوان سبط رسول اللہ
ہے اور فرزند بتول اور نور دیدہ اہل عقول ہے جو شخص چاہے جناب رسولخدا کی چشم مبارک
کو دیکھنا وہ شخص نظر کرے اس جوان کی آنکھوں پر بہ تحقیق کہ میں نے دیکھا
ہے رسولخدا کو کہ اُسکو چومتے تھے اور اپنے سینہ اطہر سے لگاتے تھے
اور اُسکے باپ نے پیغام بھیجا ہے اور ایسے امر پر اطلاع دی ہے

کہ سوائے چلے جانے کے مدینے سے اور کچہ علاج نہین رکہتے اُس عورت نے
کیفیت اُسکی پوچہی اُسنے کہا کہ ایکدن رسولخدا کے پاس کہین سے مال
غنیمت کا آیا تہا اور وہ جناب اپنے ذوی القربی پر اُسکو تقسیم کرتے تہے کہ ہم سب
ازواج نے بہی حضرت سے اپنا حصہ اور نصیبہ طلب کیا اور بہت سا مبالغہ
اور الحاج اُسکے طلب مین کیا علیؑ ابن ابی طالب نے زبان ملامت اور سرزنش
کی ہمپر کہولی اور کہا کہ تمنے بہت مبالغہ کیا اور الحاج کو حد سے گذارا اور اُس
جناب کو ملول اور دلگیر رنجیدہ خاطر کیا غرض ہمین بہت سی توبیخ اور ملامت کی
ہم بہی غصہ اور خشم مین آے اور سخنان خشونت آمیز ہمنے بہی کہنے شروع کیے جب جناب
امیر نے یہ آیہ پڑہا کہ عسے ان ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا منکن ہمنے
یہ سُنکر اور زیادہ خشونت اور درشتی آغاز کی رسُول خدا یہ حال ہمارا دیکہکر
غضب مین آئے اور علیؑ کی طرف دیکہکر فرمایا کہ مین نے انکی طلاق تیرے
قبضہ اختیار مین دی اور تیری طرف اس امر کو مفوض کیا اور تجکو اپنا
وکیل کیا کہ جسکو انمین سے تو چاہے طلاق دیدے کہ نام اُسکا دفتر نساء
نبی مین سے محو ہو جائیگا پس جب اُس جنابؐ امر طلاق ہمارا اُسکے اختیار مین
دیا اور درمیان حیات و ممات کے کچہ فرق نہ کیا تو اب اُسکو ہمارے طلاق دینے کا
اختیار حاصل ہے پس اسوقت اُس بات پر علیؑ نے مجہے متنبہ کیا ہے اب مین
فراق کلی اور طلاق سے اندیشہ کرتی ہون کہ مبادا اُسکی زبان پر جاری ہو جاے
اور پہر تدارک اُسکا کسی طرح ممکن نہو اور مین ڈرتی ہون کہ کہین رسولخدا
سے بائن نہ ہو جاؤن اور جنت مین دولت ملاقات اور سعادت

خدمت سے اُنکی محروم ہون اور بہی اخطب نے مناقب مین نقل کی ہے کہ
جناب امیر نے فرمایا کہ قرآن چار حصہ پر نازل ہوا ہے ایک حصہ ہماری
تعریف مین اور ایک حصہ مذمت مین ہمارے دشمنون کی اور ایک سیر اور
قصص مین اور ایک حصہ احکامات شریعت مین او امر و نواہی سے
اور جو آیات کریمہ ہین وہ ہمارے ہی واسطے خاص ہین اور عبداللہ بن عباس
سے مروی ہے کہ نہین ہے قرآن مین کوئی آیہ کہ شامل ہے خطاب یا ایہا الذین
آمنوا پر مگر یہ کہ علیؑ پیشوا اُس آیہ کا ہے اور بہی ابن عباس سے منقول ہے کہ
خدا تعالی نے سب اصحاب رسولخدا پر عتاب و خطاب غصہ قرآن مین نازل کیا
ہے مگر علیؑ پر کہ سوائے مدح اور خوبی کے کبہی کسی آیہ مین اُس جناب پر عتاب
نازل نہین کیا یعنی اکثر جا آپکی مدح اور تعریف ہی کی ہے بخلاف اور صحابہ
کے کہ اکثر آیات مین اُن کی مذمت فرمائی ہے۔ اور تاریخ اعثم کوفی مین
مسطور ہے کہ ابو بکر کو جب مہم شام کی پیش آئی اور اسکی تسخیر کا ارادہ کیا
تو اصحاب کو جمع کرکے اس باب مین مشورہ کیا کسی نے کہا کہ لشکر کو بہیجنا
چاہیے کسی نے کہا تمکو خود جانا چاہیے غرض اسمین کاشف اسرار خفی وجلی جناب
علیؑ بہی تشریف لائے ابو بکر نے آپسے بہی پوچہا کہ آپکا اسمین کیا حکم ہے فرمایا
کہ اے ابو بکر اگر تو آپ خود جائیگا یا لشکر کو بہیجیگا دونون صورتون مین فتح
اہل اسلام کی ہوگی اسواسطے کہ مین نے سرور کائنات سے سنا ہے کہ دین
اسلام قیامت تک سب دینون پر غالب ہیگا ابو بکر نے کہا کہ اے ابوالحسنؑ
خدا تعالی تمکو ساتہ زیادتی بہشت کے شاد کرے جیسا کہ تمنے مجہے شاد کیا

اور اصحاب کیطرف متوجہ ہوکر کہا کہ ایہا الناس یہ شخص وارث ہے علوم نبی کا
اور وصی ہے رسولخدا کا پس جو شخص اسمیں شک کرے وہ منافق ہے اور انجام کار
موافق فرمودہ وصی احمد مختار لشکر اسلام نے شام کو فتح کیا مترجم کہتا ہے کہ فی الحقیقت
جناب صدیق سنیان اپنے اس قول میں بہت صادق تھے مگر تعجب ہے کہ
باوجود اس تصدیق و علم کے کہ وہی جناب یعنی علیؑ وصی اور جانشین جناب
مصطفےٰ کے ہیں آپ وصایت اور جانشینی جناب رسولخدا کی کیوں اختیار کی اور اس
مسند سے اُنکو کیوں معزول کیا اور بھی بسند معتبر ابو حنیفہ نے عبداللہ سے روایت کی
ہے کہ رسول خدا نے فرمایا اپنے اصحاب سے کہ میرے ساتھ ڈرے تم یعنی میں نے ہی
عذابات الٰہی سے ڈرایا اور علیؑ ابن ابی طالب کے ساتھ تمنے ہدایت پائی اور پھر یہ آیہ
تلاوت فرمایا وانما انا منذر و لکل قوم ہاد یعنی بہ تحقیق کہ میں ڈرانیوالا ہوں اور
واسطے ہر قوم کے ہدایت کرنیوالا ہے پس مراد ہاد سے علیؑ ابن ابی طالب ہیں اور
ساتھ حسن کے پہنچے تم احسان کو اور ساتھ حسین کے نیکبخت ہوئے تم اور ساتھ اسکے
شقی ہوئے تم یعنی جسنے اُس سے محبت کی وہ سعید ہوا اور جسنے اُس سے دشمنی
کی وہ شقی ہوا۔ اور بھی ابو ہریرہ سے منقول ہے وہ کہتا ہے کہ ایکبار
ہمنے رسولخدا کے ساتھ نماز ادا کی پس بعد نماز جنابنے روئے مبارک اصحاب
کیطرف کرکے کچھ کلمات ہدایت شروع کیے تھے کہ ایک مرد انصاری آیا اور
عرض کی کہ اے رسولخدا میں نماز پڑھنے کو یہاں آتا تھا جب فلاں محلے میں فلاں
شخص کے دروازے پر پہنچا تو اُسکے گھر سے ایک کتا نکلا اور مجھپر حملہ کیا اور کپڑے
پھاڑ ڈالے اور ساق پا کو میرے مجروح کیا اور نماز کیواسطے یہانتک آنے نہ دیا

پھر دوسرے روز ایک اور شخص نے آنکر اُس کتے کی شکایت کی یہ سُنکر وہ جناب صاحب
سگ کے گھر تشریف لائے اور انس سے کہا کہ تو دروازے کی زنجیر ہلا شخص
وہ شخص گھر سے [illegible] کی کہ آپ نے [illegible]
کیا اذیت اٹھائی مجھے [illegible] آپ نے فرمایا کہ اے شخص تو نے
[illegible] سگ [illegible] دروازہ [illegible] لوگ شامت اور کتے
پھاڑتا ہے ایسے جانور کا تو قتل ضرور ہے تو اُسکو [illegible] میں لا شخص
حسب الحکم جاکر اُسے باندھ لایا اُس کتے نے جو آپ کو دیکھا تو بقدرت خدا گویا ہوا اور
زبان فصیح کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ [illegible] آپ نے فرمایا کہ اے
کہ کل تو نے [illegible] کے کپڑے پھاڑے [illegible]
ہونے سے محروم کہا اس کتے نے عرض کی کہ اے رسول برحق مجھے اپنے دوستوں اور محبوں
سے کسی طرح کی پرخاش اور خصومت نہیں ہے مگر آپکے دشمنوں سے سو یہ دونوں شخص جملہ
منافقین سے ہیں اور تیرے ابن عم علیؑ ابن ابی طالب کے دشمن ہیں اور اُنکو ناسزا اور
بُرا اور بد کہتے ہیں اور یہ سب لعن پیش آتے ہیں اس سبب میں نے اُنکو ایذا دی اور چونکہ
مجھے آپکے ابن عم سے محبت ہے لہذا میں اُنکے دشمنوں کو ستاتا ہوں یہ سُنکر آپ
خوش ہوئے اور اُسکے صاحب سے اُسکی سفارش کی اور ارشاد کیا کہ اس کتے سے تو
شفقانہ سلوک کرنا پس جب آپ تشریف لیجانے لگے تو صاحب سگ نے عرض کی
کہ یا حضرت جس حالمیں کہ میرے کتے نے آپکی رسالت کی گواہی دی تو میں کیا کتے سے
بھی کمتر ہوں کہ آپ پر ایمان نہ لاؤں آپ دست مبارک دراز فرمائیں
تا میں آپسے بیعت کروں اور اسلام لاؤں غرضکہ وہ شخص اور جتنے اُسکے

گہر مین آدمی تھے سب مسلمان ہوگئے اور نیز ابن بابویہ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ جب قیامت قایم ہوگی تو ایک منبر لاکر رکہا جائیگا کہ سب خلایق اسکو دیکھی گی اور جناب امیر اُس منبر پر آنکر بیٹھین گے اور ایک فرشتہ دست راست اور ایک فرشتہ دست چپ آپکے کہڑا ہوگا اور فرشتہ دست راست کا ندا کریگا کہ اے گروہ خلایق یہ ہے علیؑ ابن ابی طالب کہ جسکو چاہیگا بہشت مین داخل کریگا اور جسکو چاہیگا جہنم مین داخل کریگا اور فرشتہ دست چپ کا ندا کریگا کہ اے گروہ خلایق یہ ہی امیر المومنین علی ابن ابی طالب اور بہی بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا کہ خداتعالی نے اپنے پیغمبر پر ایک نامہ نازل کیا اور وحی فرمائی کہ ای محمد یہ وصیت تیری ہے طرف نجباء اہلبیت تیرے کے آپنے پوچھا کہ اے جبرئیل میری نجبائی اہلبیت کون ہین کہا علیؑ ابن ابی طالب اور فرزند اسکے اور اوپر نامہ کے مہرین تھین طلا سے پس جناب رسولخدا نے وہ نامہ جناب امیر کو عنایت کیا اور فرمایا کہ ایک مُہر اسکی کہیر کر دیکھو اور جو اسکے تحت مین لکہا ہو اُسپر عمل کرو پس جناب امیر نے ایسا ہی کیا اور جو کچہ آپنے کیا اور مصائب پر صبر کیا وہ بموجب اُس نامہ کے تہا اور پہر جناب امیر نے وقت وفات اپنی وہ امام حسن کو دیا اُس جناب نے بہی ایک مُہر کو اسکی اُکہیر کر جو کچہ کہ اُسکے تحت مین لکہا ہوا تہا اُسپر عمل کیا اور وقت وفات اپنی اُس نامہ کو امام حسینؑ کے سپرد کیا اُس جناب نے ایک مُہر کو اُسمین اُکہیڑ کر دیکہا تو یہ لکہا پایا کہ تو خروج کر ایک جماعت کے ساتہ طرف شہادت کی کہ البتہ چاہیے کہ وہ سب تیرے ساتہ شہید ہون اور اپنی جان کو راہ خدا مین بیچ پس اُس جناب نے ایسا ہی کیا پہر اُسکو امام زین العابدینؑ کو دیا اُس جناب نے تحت مُہر لکہا پایا کہ تو خاموش گہر مین بیٹھ اور کسی سے غرض نرکہ اور کسی سے خوف نکر غرض اسیطرح وہ نامہ سب آئمہ کی پاس

پہنچا اور سب نے موافق اُسکے عمل کیا - اور بھی کتب معتبرہ اہل سنت مین یہ
حدیث منزلت بھی موجود ہے کہ جو امامت بلا فصلی جناب امیرؑ پر دلالت کرتی ہی
ازانجملہ جامع الاصول و بخاری اور صحیح مسلم اور صحیح ترمذی مین باسناد صحیح معتبرہ سے
منقول ہے کہ بہت سے مقام مین جناب رسولخدا نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ انت منی بمنزلة
هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی یعنی اے علیؑ تو مجھسے بمنزلہ ہارونؑ ہے موسیٰ سے مگر یہ کہ
کوئی پیغمبر نہین ہے بعد میرے جامع الاصول مین ترمذی سے روایت کی ہی کہ معاویہ ابن ابی
سفیان نے سعد بن وقاص کو امیر کیا اور اُس سے کہا کہ کیا چیز تجھے مانع ہے کہ تو ابو تراب کو
سب اور دشنام دہی نہین کرتا اُسنے کہا کہ جب تک کہ وہ تین چیزین میری خاطر مین ہین
کہ جو مینے جناب رسولخدا سے حق مین علیؑ کے سُنی ہین کہ اگر ایک اُنمین سے میرے واسطے ہوتی
تو مین اُسکو دوست تر رکھتا اس سے کہ تمام عالم کے شتران سرخ مو میرے پاس جمع ہوتے
ہین اُنکو بُرا نہین کہہ سکتا ایک اُنمین سے یہ ہی کہ جب جناب رسولخدا نے علیؑ کو بعض
غزوات مدینہ مین چھوڑا اور اُنہونے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے آپنے عورتون مین چھوڑا تو
حضرت نے ارشاد کیا کہ آیا تم راضی نہین ہوتے کہ مجھسے بمنزلہ ہارونؑ کے ہو موسیٰ سے الا انه لا نبوة
بعدی یعنی مگر یہ کہ نبوۃ اور پیغمبری بعد میرے نہین ہے اور دوسری چیز یہ ہے کہ روز خیبر حضرت
نے فرمایا کہ البتہ صبح کو علم دونگا اُس شخص کو کہ جو دوست رکھتا ہی خدا کو اور رسول کو اور
دوست رکھتا ہی خدا اور رسول اُسکو ہم سب نے اپنے دلمین جانا کہ شاید ہمکو دین گے
جب صبح ہوئی اور ہم سب اس خیال مین تھے کہ ناگاہ حضرت نے ارشاد کیا بلاؤ
علیؑ کو جب وہ آئے اور آنکھین اُنکی اُسوقت دکھتی اور درد کرتی تھین اُس
حضرت نے لعاب اپنے دہن مبارک کا اُن کی آنکھون مین لگایا اور علم

انکو دیا پس خدا نے آنکے ہاتھ پر فتح دی اور تیسرے یہ کہ جب آیہ مباہلہ نازل ہوا تو جناب رسولخدا نے علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو طلب کیا اور کہا کہ خداوندا اہلبیت میرے ہیں اب جاننا چاہیے کہ یہ حدیث نص ہے امامت پر جناب امیرؑ کی کہ جب حضرت نے ایک صفت کو مستثنے کیا تو مستثنے منہ باقی اوصاف میں عام رہا و الا اگر کوئی صفت اور بھی جناب امیرؑ میں مثل نبوت کے نہ پائی جاتی تو حضرت اسکو بھی استثنا کرتے اور جب حضرت نے سوائے نبوت کے اور کسی چیز کو استثنا نکیا تو معلوم ہوا کہ جو منزلت حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے حاصل تھی وہی منزلت جناب امیرؑ کو جناب رسولخدا سے حاصل تھی سوائے نبوت کے اور حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے خلیفہ اور جانشین تھے تو پس جناب امیرؑ بھی رسولخدا کے وصی اور جانشین ہوئے اور بھی ابن عباس سے مروی ہے کہ کسی کی شان میں اسقدر قرآن نازل نہیں ہوا کہ جسقدر علیؑ کی شان میں نازل ہوا ہے اور بھی خدیجہ اور حذیفہ بن یمان سے منقول ہے کہ قرآن میں خطاب یا ایہا الذین آمنوا مذکور نہیں مگر یہ کہ امیر المومنین لب لباب اور مغز اس خطاب کے ہیں اور بھی مجاہد سے مروی ہے کہ امیر المومنین شائستہ اور لائق اسکے ہیں کہ امیر اور پیشوا اور سر خط یا ایہا الذین امنوا کے ہوں اسواسطے کہ سب سے سابق الاسلام ہیں یعنی سب مومنین سے پہلے اسلام لائے ہیں اور انسے پہلے کوئی اسلام نہیں لایا یہ سب روایات مذکورہ مناقب حافظ احمد بن مردویہ سے منقول ہے اور بعض انمیں سے اوسط طبرانی اور صواعق محرقہ میں کہ کتب معتبرہ اہل سنت سے ہیں دیکھی گئی ہیں اور بھی کتب معتبرہ مذکورہ میں ابن عباس سے منقول ہے کہ تین سو آیہ حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہیں اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ انما ولیکم اللہ و رسولہ

والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوۃ ویوتون الزکوۃ وہم راکعون یعنی نہیں ہے ولی
اور اولے بہ تصرف اور حاکم اور متصرف تمہارے کاموں میں اور تمہاری ہدایت میں
مگر خدا اور رسول اور وہ مومن کہ قایم رکھتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوۃ کو بیچ حال
رکوع کے جمہور مفسرین متفق ہیں کہ یہ آیہ نازل ہوے شان میں جناب علی کی اور قصہ
اسکا یہ ہے کہ ایکدن ایک سائل مسجد نبوی میں آیا اور سب حاضرین مسجد سے سوال کیا
کسی نے اسکو کچھ نہ دیا سائل نے ہاتھ آسمان کیطرف اٹھا کر کہا کہ خداوندا میں تیرے
نبی کی مسجد میں آیا اور سوال کیا کسی نے میرے سوال کو پورا نکیا اب میں یہاں سے
محروم جاتا ہوں اسوقت جناب امیر نزدیک حضرت خیر البشر نماز میں مشغول تھے اور
رکوع میں پہنچے تھے انگشت خنصر سے سائل کیطرف اشارہ کیا پس سائل آیا اور انگشتری
انگلی سے اتار لی اور اس اثنا میں آثار وحی کے اوپر بشرہ مبارک نبوی کے ظاہر
ہوئے اور جبرئیل امین یہ آیہ لیکر نازل ہوئے حسان بن ثابت انصاری مداح رسول
نے اس باب میں چند شعر انشا کیے از انجملہ ایک یہ شعر ہے کہ ؎ فانت الذی اعطیت
وکنت راکعا ٭ فداک نفس القوم یا خیر راکع ٭ یعنی تو وہ شخص ہے کہ دیا تو نے درحالیکہ
تھا تو رکوع کرنیوالا فدا ہو تیرے اوپر جان قوم کی اے بہتر رکوع کرنیوالوں
کے اور شیخ شہید نور اللہ مرقدہ نے لکھا ہے کہ وزن اس انگشتری کا چالیس
مثقال کا تھا اور نگینہ اسکا یاقوت احمر کا تھا اور وزن نگینہ کا پانچ مثقال کا تھا
اور قیمت اسکی خراج ملک شام کا تھا اور خراج ملک شام کا تین سو بار نقرہ
اور چار سو بار طلاء تھا اور وہ انگوٹھی طوق بن خیران کی تھی کہ
جناب امیر نے اسکو قتل کیا تھا اور وہ انگشتری اسکی خدمت میں

رسول مقبول کے حاضر کی تھی اور اُس جناب نے اُسکو جناب امیر کو دیدیا تھا اور
بھی شواہد النبوت مین کہ کتب معتبرہ اہل سنت سے ہے بروایات صحیحہ مرقوم ہے
کہ جناب امیر جب ایک پاؤن رکاب مین رکھتے تھے تو قرآن پڑہنا شروع کرتے تھے
اور جب دوسری رکاب تک پاے مبارک پہنچاتے تھے تو قرآن کو تمام کرتے تھے
اور دوسری روایت مین ہے کہ جب وہ جناب ارادہ کرتے تھے ناقہ پر سوار ہونیکا تو ناقہ
کے اُٹھنے تک قرآن تمام کرتے تھے سبحان اللہ کیا اعجاز و کرامات تھے اُس معجزنما مین
پھر باوجود اسکے کوئی شخص آپکا مقابلہ اور آپکی برابری کیونکر کرسکتا ہی اور بھی ابوذر سے
منقول ہی وہ کہتے ہین کہ مینے رسولخدا سے سُنا کہ اُس جناب نے علیؑ سے فرمایا کہ تو اول اُس
شخص کا ہے کہ جو ایمان لائیگا ساتھ میرے اور جو کہ مصافحہ کریگا ساتھ میرے
بروز قیامت اور تو صدیق اکبر ہے اور فاروق اعظم ہے کہ فرق کریگا درمیان حق و باطل
کے اور تو امیر اور سردار ہے مومنون کا اور آخر کو فایق اور برتر اور غالب ہونیوالا
کافرون پر اور بھی ابی ایوب انصاری سے مروی ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ بتحقیق
کہ درود بہیجی ملائکہ نے مجہپر اور علیؑ پر سات برس اور یہ اسواسطے کہ سوائے علیؑ کے کسی اور نے
میرے ساتھ پہلے نماز نہین پڑہی اور بھی جناب رسولخدا سے مروی ہے کہ آپنے
فرمایا کہ جبکہ سب صحابہ نے غزوہ احد مین فرار کیا اور کفار کے روبرو سے بہاگے
اور فقط جناب امیر اکیلے رہگئے اور تنہا کفار سے لڑتے تھے اور کفار کو قتل کرتے تھے
تا اینکہ کفار کو ہزیمت دی اور بہگا دیا اُسوقت جبرئیل نے کہا کہ ای رسولخدا بخدا
یہی ہے مرتبہ دوستی اور محبت کا کہ جو حیدر کرار تمسے اسوقت کررہے ہین یہ سُنکر آنحضرت
جناب نے فرمایا کہ اے جبرئیل علیؑ مجہسے ہے اور مین علیؑ سے ہون جبرئیل نے کہا

کہ مین تم دونون سے ہون اور بہی کتب طرفین مین بحد تواتر کو پہنچا ہی کہ رسولخدا نے فرمایا کہ
ضرب علیؑ یوم الخندق افضل من عبادة الثقلین یعنی ایک ضربت علیؑ کی بہتر ہے
عبادت ثقلین سے اور بہی عثمان بن عفان سے مروی ہے کہ کہا عمر ابن الخطاب نے
کہ بہ تحقیق پیدا کیا خدا تعالی نے ملائکہ کو نور روئے مبارک علیؑ سے اور بہی مجاہد سے
منقول ہے کہ ایک شخص نے ابن عباس سے کہا کہ تم علیؑ ابن ابی طالب کے حق مین کیا کہتے
ہو فقال ذکرت واللہ احد الثقلین سبق بالشہادتین وصلی بالقبلتین وبایع البیعتین و
اعطی السبطتین وہوا بو السبطین الحسن والحسین وردت علیہ الشمس مرتبین بعد ما غاب
فی المغربین وجرد السیفین تارتین ہو الکرتین ومثلہ ذوالقرنین ذاک مولای علی
ابن ابی طالب یعنی پس کہا ابن عباس نے کہ واللہ ذکر کیا تو نے ایک دو ثقلین کا کہ جسنے
سبقت کی سب پر ساتہ شہادتین کے اور نماز پڑہی طرف دو قبلون کے اور بیعت کی ساتہ دو
بیعتون کے اور عطا کیا دو بستان کو اور وہ باپ ہے سبطین حسنؑ اور حسینؑ کا اور پہرا اسکی طرف
شمس دو دفعہ بعد غروب کرنے کے دو مغربون مین اور کہینچا دو سیفون کو دو دفعہ اور وہ جہاد
کرنیوالا ہے مکرر اور مثل اسکی امت مین مثل ذوالقرنین کے ہے یہی علی ابن ابی طالب
مولا میرا اور بہی عین الحیات مین جناب امام حسن عسکریؑ سے منقول ہے کہ ایک روز
جناب رسولخدا سے اصحاب نے پوچہا کہ یا حضرت علی ابن ابی طالب افضل ہین
ملائکہ سے یا ملائکہ افضل ہین اس جناب سے آپنے فرمایا کہ ملائکہ نے شرف نہین پایا
مگر ساتہ محبت محمدؐ اور علیؑ کے اور انکی ولایت کے قبول کرنے کے اور بہی صفار
نے جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ پشت مغرب
خداوند عالم نے ایک شہر پیدا کیا ہے کہ اسکو جابلقا کہتے ہین اور اس شہر مین

ستر ہزار اُمت ہے کہ ہر امت برابر ہے اس اُمت کے اور اس شہر کے رہنے والے کبھی معصیت خدا کی نہیں کرتے اور اُنکا کوئی کام نہیں سوائے دوستی و محبت ہم اہلبیت کے اور کوئی کلام اور بات اُنکی نہیں بجز ہمارے دشمنوں کے بُرا کہنے کے اور ہشام بن سالم سے روایت کی ہے کہ حضرت صادق نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا ایک شہر ہے پشت دریا کہ وسعت اُسکی بقدر چالیس روز سیر کرنے آفتاب کی ہے اور اُس شہر کے آدمی کبھی معصیت خدا کی نہیں کرتے اور شیطان کو نہیں جانتے اور نہیں معلوم اُنکو کہ شیطان بھی پیدا ہوا ہے یا نہیں اور گاہی ہم اُنکے پاس جاتے ہیں اور جس چیز کی اُنکو احتیاج ہوتی ہے اُنکو ہم سے پوچھتے ہیں اور ہم اُنکو تعلیم کرتے ہیں اور یہ بھی پوچھتے رہتے ہیں کہ قایم آل محمدؐ کب ظہور کریں گے اور عبادت خدا میں بہت سعی کرتے ہیں اور اُنکے شہر کے دروازے متعدد ہیں اور دوری ایک دروازے کی دوسرے دروازے تک سو فرسخ کی ہے اور تقدیس اور تسبیح اور عبادت اُنکی اسقدر ہے کہ اگر اُنکی عبادت کو تم دیکھو تو اپنی عبادت کو بہت سہل جانو بعض اُنمیں سے ایسے شخص ہیں کہ ایک ایک مہینہ سر سجدے سے نہیں اُٹھاتے اور خوراک اُنکی تسبیح الٰہی اور پوشش اُنکی برگ درختاں ہیں اور مُنہ اُنکے نور سے روشن تر ہیں اور جب کسیکو ہم اہلبیت میں سے دیکھتے ہیں تو اُسکے گرد جمع ہو جاتے ہیں اور خاک قدم کو آپکے واسطے برکت کے لیتے ہیں اور جب وقت نماز کا ہوتا ہے تو آواز ان اذان کی تا بہ آسمان پہنچتی ہیں اور انمیں ایک جماعت ہے کہ انتظار قایم آل محمد میں کبھی آلات حرب بدن سے نہیں کھولتے اور خدا سے دعا کرتے ہیں کہ الٰہی جلد ہمیں اُنکی خدمت سے مشرف کر اور ایک ایک کی عمر ہزار ہزار برس کی ہوتی ہے اور ہر ایک کی صورت سے آثار خشوع اور خضوع اور شکستگی اور فروتنی کے ظاہر ہوتے ہیں اور ہمیشہ طلب کرتے ہیں اُس امر کو کہ جو موجب خوشنودی خدا ہو اور کبھی عبادت خدا میں

سستی نہیں کرتے اور عبادت سے دلتنگ نہیں ہوتے اور جسطرح ہمنے اُنکو قرآن تعلیم کیا ہے اُسیطرح پڑھتے ہیں اور اُنکے قرآن میں چند چیز ایسی ہیں کہ اگر اُن آدمیوں کو پڑھیں تو کافر ہو جائیں اور اگر کوئی چیز قرآن میں سے اُنکو مشکل ہوتی ہے تو ہمسے اسکو پوچھ لیتے ہیں اور جب ہم اُنکو بتاتے ہیں تو سینے اُنکے کشادہ اور منور ہو جاتے ہیں اور خدا سے دعا کرتے ہیں کہ ہمکو اہلبیت محمدؐ کے واسطے باقی رکھ اور جانتے ہیں کہ بطفیل ہمارے خدا تعالیٰ نے اُنکو کس قدر نعمتیں عنایت کی ہیں اور ہم اہلبیت کی قدر کو خوب جانتے ہیں اور یہ سب قائم آل محمدؐ کے ساتھ خروج کرینگے اور جہاد میں سب پر سبقت لیجائیں گے اور بھی ہمیشہ اُنکی دعا ہے اور اُنمیں بڈھے بھی ہیں اور جوان بھی ہیں اور جب کوئی جوان بڈھے کو دیکھتا ہے تو مثل غلاموں کے روبرو اُسکے بیٹھتا ہے اور جبتک وہ پیر اُس جوان کو رخصت نہیں کرتا تو وہ اُسکے پاس سے نہیں جاتا اور یہ سب خلق سے بہتر عبادت کرتے ہیں اور امام انکا جس چیز کا حکم دیتا ہے اُسکو ترک نہیں کرتے اور اگر اُنکو اوپر تمام خلق کے مشرق سے مغرب تک مقرر اور متعین کریں تو ایک ساعت میں سبکو فنا کردیں اور کوئی حربہ اُنپر کارگر نہیں ہوتا اور خود اور شمشیر لوہے سے رکھتے ہیں مگر وہ لوہا غیر اس لوہے کا ہے کہ اگر کوہ پر ماریں تو مثل خیار دو ٹکرے ہو جائے اور امام آخر الزمان اس لشکر کے ساتھ ہند و روم و ترک و دیلم و بربر سے اور جو کچھ کہ مابین جابلقا و جابرسا کے ہے جنگ و جدل کریں گے اور یہ دو شہر ہیں ایک بیچ مشرق کے اور ایک بیچ مغرب کے اور اس زمانہ میں ہر شخص کو جو غیر دین کا ہوگا اول طرف خدا اور رسول اور دین اسلام کے دعوت کرینگے اور اگر وہ اسلام قبول نہ کریگا تو اُسکو قتل کرینگے پس مابین مشرق اور مغرب کے کوئی نہ رہیگا

کہ جو مسلمان نہو اور بھی باسانید معتبرہ جناب امام حسنؑ سے منقول ہے آپ فرماتے
ہیں کہ خدا کا ایک شہر ہے مغرب میں اور ایک شہر ہے مشرق میں اور ان دونوں شہر
کا حصار ہے آہن سے اور ہر حصار میں ستر ہزار در ہیں اور ہر در میں ستر ہزار
گروہ داخل ہوتی ہیں کہ ہر ایک کی زبان جدا جدا ہے اور ہر ایک علیحدہ علیحدہ لغت
میں کلام کرتے ہیں کہ ایک کی زبان دوسرا نہیں سمجھتا اور ہم اہلبیت ان سب لغتوں کو
جانتے ہیں اور ان شہروں میں اور مابین ان شہروں کے سوائے ہمارے کوئی امام نہیں اور ہم
حجت ہیں خدا کی انپر - اور بھی ابن بابویہ نے بسند معتبر جناب امام رضاؑ سے نقل کی ہے
کہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ جناب رسول مقبول نے ارشاد کیا کہ خدا تعالیٰ نے کسی کو اپنی
مخلوقات میں سے بہتر اور گرامی تر مجھسے پیدا نہیں کیا میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ افضل
ہیں یا جبرئیل فرمایا کہ ای علیؑ خدا تعالیٰ نے انبیاء مرسلین کو ملائکہ مقربین سے افضل کیا ہی اور
مجھے سب پیغمبروں پر فضیلت دی ہے اور میرے بعد تجکو فضیلت دی ہی اور باقی ائمہ کو جو بعد تیرے
سب پر فضیلت دی ہے اور ملائکہ خدمتگار ہمارے اور خدمتگار ہمارے دوستوں کے ہیں ای علیؑ
وہ ملائکہ جو حاملان عرش ہیں اور دور عرش پر رہتے ہیں تسبیح اور تحمید اور تمجید خداوند جلیل
کی مومنین کے واسطے کرتے ہیں کہ جو ایمان ساتہ ولایت ہماری کے لائے ہیں ای علیؑ گر ہم
نہوتے تو خدا تعالیٰ نہ آدم کو خلق کرتا نہ حوا کو اور نہ حور و قصور و بہشت و دوزخ کو اور نہ آسمان
و زمین کو اور کیونکر ہم ملائکہ سے افضل نہوں کہ ہم نے پہلے ان سے خدا کو پہچانا ہے اور
تسبیح اور تحمید اور تنزیہ خدا کا کیا ہے اسواسطے کہ جس چیز کو اول خدا نے پیدا کیا وہ
ارواح ہماری تہیں پس ہمکو گویا کیا ساتہ تحمید اور تمجید اور تسبیح کے کہ اسکو ساتہ یگانگی
کے یاد کریں بعد اسکی حمد کریں پہر بعد ہماری ارواحوں کے ملائکہ کو پیدا کیا اور ہماری سب

ارواحیں ایک وجہ تھیں پس جب ہماری ارواحوں کو ملائکہ نے دیکھا تو انکی نظروں
میں نہایت عظیم معلوم ہوئیں ہمنے اُسوقت سبحان اللہ کہا تا ملائکہ کو معلوم ہو جائے کہ ہم
مخلوقات خدا سے ہیں اور اُسنے ہمیں پیدا کیا ہے اور خدا منزہ ہی اس سے کہ ہمارے ساتھ
کسیطرح کی شباہت رکھتا ہو یا یہ کہ اُسمیں صفات ممکنات کی ہوں پس ملائکہ نے جو ہماری
تسبیح سنی تو اُنہوں نے بہی تسبیح خداتعالی کی کی اور خدا کو منزہ صفات ممکنات سے جانا اور
جب ملائکہ نے ہماری بزرگواری کو دیکھا تو ہمنے کہا لا الہ الا اللہ تا ملائکہ جانیں کہ خداتعالی
اپنی بزرگواری اور عظمت و جلالت میں شریک نہیں رکھتا اور ہم بندے اُسکے ہیں اور اسکی
عظمت اور خداوندی میں شریک نہیں ہیں پس ملائکہ نے بہی ہمسے سنکر لا الہ الا اللہ کہا اور
جبکہ ملائکہ نے ہماری رفعت محل اور بزرگی درجہ کو دیکھا تو ہمنے اللہ اکبر کہا تا وہ جانیں کہ
خدا اُس سے بزرگ ہے کہ کوئی شخص بدون اسکی توفیق اور تائید کے اُسکے نزدیک رتبہ اور
منزلت پائے پس اُنہوں نے بھی ہمسے سنکر اللہ اکبر کہا اور جب اُنہوں نے ہماری قوت اور
غلبہ اور قدرت کو دیکھا تو ہمنے لاحول و لاقوت الا باللہ کہا تا وہ جانیں کہ قوت اور قدرت
اور توانائی ہمارے خدا کی دی ہوئی ہے اور اُسی سے ہے اور جب اُنہوں نے جانا کہ خداتعالی اُسنے
ہمکو کس قدر نعمتیں دی ہیں اور ہماری اطاعت اور فرمانبرداری جمیع خلق پر لازم کی ہی تو ہمنے
الحمد للہ کہا تا وہ جانیں کہ خدا ہماری جانب سے مستحق حمد و ثنا کا ہی ان نعمتوں عظمی پر کہ
ہمیں دی ہیں پس ہمسے یہ سنکر ملائکہ نے بہی الحمد للہ کہا سن بعد خداتعالی نے
حضرت آدم کو پیدا کیا اور ہمارے نور کو اُن کے صلب میں ودیعت رکھا اور
ملائکہ کو حکم کیا کہ آدم کو سجدہ کریں واسطے ہماری تعظیم اور تکریم کے کہ ہم صلب میں
اُن کے تھے پس سجدہ اُنکا سجدہ بندگی تھا واسطے خدا کے اور سجدہ

تعظیمی و تکریمی اور اطاعت کا تھا واسطے آدم کے پس ہم کیونکر افضل ملائکہ سے نہوں کہ ملائکہ
نے آدم کو سجدہ واسطے ہماری تکریم و تعظیم کے کیا تھا اور جب مجھے آسمان پر لیگئے تو جبرئیل
نے اذان و اقامت کہی اور کہا کہ تم آگے کھڑے ہو تا ہم تمہارے عقب نماز پڑھیں کہ تم
پیغمبروں کو خدا نے سب ملائکہ پر فضیلت دی ہے اور تجھے خاص سب خلایق پر فضیلت
دی ہے غرض سب فرشتوں نے میرے پیچھے نماز پڑھی اور جب میں حجاب ہای نور سے پہنچا
تو جبرئیل آگے جانے سے ٹہر گئے اور کہا کہ مجھے آگے جانے کی طاقت نہیں ہے اگر اس سے
آگے جاؤں تو سب بال و پر میرے جل جاوینگے میں اکیلا آگے گیا جہانتک کہ خدا نے چاہا اور وہ
جگہ تھی کہ کوئی فرشتہ وہانتک جا نہ سکتا تھا ناگاہ مجھے ایک آواز آئی کہ ای محمد میں نے
عرض کی کہ لبیک ربی وسعدیک تبارکت وتعالیت ندا آئی کہ ای محمد تو بندہ میرا ہے اور
میں پروردگار تیرا ہوں تو میری عبادت کر اور مجھپر توکل کر سب امور میں بدرستیکہ تو نور میرا
ہے میرے بندوں میں اور فرستادہ میرا ہے طرف خلق کے اور حجت میری ہے جمیع خلق پر یعنی
تیرے اور تیرے توابعین کے لیے بہشت کو پیدا کیا ہے اور واسطے تیرے دشمنوں کے جہنم کو
پیدا کیا ہے اور واسطے تیرے اوصیا کے اپنی کرامت کو واجب کیا ہے اور واسطے انکے
شیعوں کے ثواب کو لازم کیا ہے میں نے عرض کی کہ خداوندا میرے اوصیا کون ہیں فرمایا
کہ ای محمد اوصیا تیرے وہ ہیں کہ جو ساق عرش پر لکھے ہوئے ہیں جب میں نے ساق عرش پر
نظر کی تو بارہ نام اسپر لکھے نظر آئے کہ اول انکے علی ابن ابی طالب ہے اور آخر انکے مہدی
ہے میں نے عرض کی کہ خداوندا یہ میرے اوصیا ہیں ندا آئی کہ ہاں یہی اولیا تیرے ہیں
اور برگزیدہ میرے اور حجت میری ہیں بعد تیرے جمیع خلق پر اور یہی اوصیا اور خلیفہ
تیرے ہیں اور بہتر ہیں سب میری مخلوقات سے بعد تیرے مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم

کہ انکے ساتھ اپنے دین کو ظاہر کرونگا اور کلمہ حق کو انکے ساتھ بلند کرونگا اور انکے آخر سے یعنی مہدی سے زمین کو دشمنوں سے پاک کرونگا اور اُسکو مشرق سے مغرب تک سب زمین پر مسلط کرونگا اور ہواؤنکو اُنکے تابع کرونگا اور ابرہاے صعب کو اُسکی ذلیل کردانونگا اور آسمانوں پر اُسکو لیجاؤنگا اور اپنے لشکر سے اُسکی یاری کرونگا اور ملائکہ کو اُسکا مددگار کرونگا یہانتک کہ دین حق بلند ہو اور جمیع خلق ساتہ یگانگی کے اقرار کریں اور اُسکے ملک اور بادشاہی کو ہمیشہ دایم رکہونگا اور قیامت تک دوستوں میرے سے دولت حق کی زایل ہوگی اور بہی کتب اہل سنت میں مثل بخاری وغیرہ کے حال خیبر میں لکہا ہے کہ جب جناب رسولخدا نے دیکہا کہ ابوبکر اور عمر کفار خیبر سے ہزیمت پاکر بہاگ آئے تو جناب امیر کو بہیجا جب اُن جناب نے زیر قلعہ پہنچکر علم نصرت شیم کو گاڑا تو ایک خیبری نے قلعہ پر سے پوچہا کہ اے صاحب رایت تیرا کیا نام ہے آپنے فرمایا کہ انا علی ابن ابی طالب یہودی نے یہ سنکر کہا کہ قسم توریت کی ہم سب مغلوب ہوئے غرض اول حارث مع فوج کثیر آپکے مقابل ہوا اور دو آدمی کو اہل اسلام سے شہید کیا جناب امیر نے اُس کافر کو ایک ضرب ذوالفقار کے ساتہ راہی دارالبوار کیا مرحب کہ راس و رئیس اور حارث کا بہائی تہا بہت سے شجاعان مشہورین اور بہادران جنگ آزمودہ کو اپنے ہمراہ لیکر میدان میں آیا اور رجز پڑہی اور وہ ملعون مبارزان مشہور اور شجاعت میں بے مثل و بے نظیر تہا اور دو زرہ پہنے اور دو تیغ حمایل کیے اور مغفر فولاد پر میں لیے اور دو عمامہ سر پر خود سنگین فرق پر تین من کی سنان ہاتہ میں غرض کسی اہل اسلام کو اُس سے مقابلہ اور مقاتلہ کی تاب و طاقت نہ تہی جناب امیر نے اُسکے مقابل آنکر رجز زبان معجز بیان سے

جاری کی اور فرمایا انا الذی سمتنی امی حیدرا یعنی میں وہ ہوں کہ نام رکھا میری ماں نے میرا حیدر جیسا کہ شیخ طوسی رح نے بیان کیا ہے پس مرحب نے آپکا نام سنکر ارادہ بھاگنے کا کیا کہ شیطان بصورت راہب بنکر آیا اور پوچھا کہ اے مرحب تو کیوں بھاگتا ہے اُسنے کہا کہ مینے عالم رویا میں اپنی ماں کو دیکھا کہ وہ کہتی ہے کہ شیر تجھپر حملہ کریگا اور فلاں کاہن نے بھی کہا کہ جسکا نام شیر ہو اور خصلت شیر کی رکھتا ہو اُس سے توپرہیز کرنا شیطان نے کہا کہ آیا دنیا میں اسی ایک شخص کا نام حیدر ہے تعجب ہے کہ تو عورتوں کے کہنے پر عمل کرتا ہے اور عار فرار کو قرار پر ترجیح دیتا ہے پھر جا کہ میں تیرے پیچھے کمک کو اور شجاع بھیجتا ہوں یہ سنکر حمیت جاہلی دامن گیر اُسکی ہوئی اور فریب میں شیطان کے آکر چاہا کہ شمشیر حوالہ فرق جناب امیرؑ کرے کہ اُس جناب نے ایک ہاتھ ذوالفقار کا اُسکے سر پر مارا کہ خود و مغفر سے گذر کر قربوس زین تک جا کر ٹھیری غرضکہ اُس جناب نے اُس قلعہ کو فتح کیا جیسا کہ اُسکا مفصل حال آگے معجزات میں آئیگا۔ منقول ہے کہ ایک روز جبرئیل امین پیش رسول رب العالمین روئے مبارک جناب امیرؑ دیکھتے تھے اور تبسم کرتے تھے جناب ختمی مآب نے فرمایا کہ اے جبرئیل تم جو علیؑ کو دیکھکر تبسم کرتے ہو اسکا کیا سبب ہے جبرئیل نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ایکبار حکم خالق قہار کا مجکو ہوا کہ سات شہر کو قوم لوط کے اوپر لیجا کر اُلٹ دوں چنانچہ حسب الحکم میں اُن ساتوں شہروں کو اتنا بلند لیگیا کہ ملائکہ آسمان نے آواز کتوں اور مرغوں کی سنی وہاں سے میں نے اُن کو اُلٹ دیا مگر مجھے اُس روز اُنکے اُلٹنے میں ایسی مشقت اور تعب نہ معلوم ہوئی تھی جیسی تعب و مشقت اُس روز ہوئی کہ جب علیؑ نے ذوالفقار بلند کی اور چاہا کہ مرحب کے سر پر مارے کہ مجھے

خداوند عالم کا حکم ہوا کہ جلد زمین پر پہنچ اور شمشیر علیؑ کو نگاہ رکھ کیونکہ قریب ہے کہ اثر اُسکی
شمشیر کا ماہی تک جو کہ گاؤ زمین کو اُٹھائے ہے پہنچے یہ حکم سُنکر فوراً میں آیا اور
شمشیر علیؑ کو زمین کے اندر جانے سے روکا لیکن اُسکے روکنے میں مجھے اسقدر تعب
پہنچی کہ اُسدن شہروں کے اوپر لیجانے اور اُلٹ دینے میں نہ پہنچی تھی پس اُس امر کا خیال
اسوقت مجھے آیا اور تعجب سے ہنسی آئی اور بھی کتاب مناقب میں مروی ہے کہ
ایک شخص زمانہ خلافت خلیفہ ثانی مین خلیفہ صاحب کے پاس آیا اور کہا کہ ای خلیفہ
مین حق سے بیزار ہوں اور فتنہ کو دوست رکھتا ہوں اور مُرغ بے ذبح کو کہاتا ہوں اور نادیدہ
کی گواہی دیتا ہوں اور مُردے کو اپنا امام کرتا ہوں خلیفہ صاحب نے کہا کہ جو شخص اتنی
بُرائیوں کے ساتھ متصف ہو اور خود اقرار کرے قتل اُسکا واجب ہے اور اُسکے
قتل کا حکم دیدیا یہ خبر جناب امیر کو پہنچی آپ نے کہلا بھیجا کہ جب تک میں آؤں
قتل نہ کرنا پس آپ دار الشرع میں تشریف لائے اور فرمایا کہ ای ابا حفص تمنے اسکے
قتل کا حکم کیوں دیا ہے عمر نے کہا کہ یہ ایسی ایسی باتیں کفر کی کہتا ہے آپنے فرمایا
کہ یہ کفر کی باتیں نہیں کہتا جو کچھ کہ کہتا ہے سچ کہتا ہی اسواسطے کہ یہ جو کہتا ہی کہ میں حق سے
بیزار ہوں سچ کہتا ہی سواسطے کہ موت حق ہے اور اُس سے سب بیزار ہوتے ہیں اور یہ جو
اسنے کہا کہ میں فتنہ کو دوست رکھتا ہوں تو بھی سچ کہا اسواسطے کہ اولاد اور مال فتنہ ہیں
جیسا کہ خداتعالیٰ فرماتا ہی کہ انما اموالکم واولادکم فتنۃ اور ان دونوں چیزوں کو
سب دوست رکھتے ہین اور جو اسنے کہا کہ مرغ بے ذبح کو کہاتا ہوں سچ ہے
کیونکہ مچھلی کو سب کہاتے ہیں اور ذبح اُسکو کوئی نہیں کرتا اور یہ جو اسنے کہا کہ
نادیدہ کی گواہی دیتا ہوں خدا کے وجود کی سب گواہی دیتے ہیں اور کسی نے

اُسکو آنکھ سے نہیں دیکھا اور یہ جو اسنے کہا کہ مردے کو اپنا امام کرتا ہوں سچ کہا قرآن سبکا امام
ہے اور وہ ذی روح نہیں یہ سُنکر عمر نے کہا کہ لولا علی لہلک عمر سُبحان اللہ کیا اچھے خلیفہ
تھے کہ جنکی حیات و ممات جناب امیر کے ہاتھ میں تھی اور بھی محمد بن خالد ضبی سے مروی ہے
کہ ایک روز عمر بن الخطاب نے خطبہ پڑھا اور کہا کہ اگر میں تمکو پھیر دوں اُس چیز سے کہ جسکو تم
جانتے ہو طرف اُس چیز کے کہ جسکو تم بُرا جانتے ہو یعنی طرف کفر کے تو پس تم کیا کرو
کسی نے کچھ جواب نہ دیا تین دفعہ اسیطرح کہا اور کسی نے جواب نہ دیا کہ جناب امیر کھڑے ہوئے اور فرمایا
کہ ای عمر اگر تو ایسا کرے تو اول ہم تجھ سے توبہ چاہیں پس اگر توبہ کرے تو توبہ کو تیری قبول
کریں عمر نے کہا اگر میں توبہ نکروں تو فرمایا کہ ماریں ہم تیری اُس چیز کو کہ جسمیں تیری آنکھیں
ہیں یعنی تیرے منہ پر اسقدر طپانچہ ماریں کہ تیری آنکھیں پھوٹ جائیں اور تو [illegible]
ہو جاے اور بھی مناقب خوارزمی میں ہے کہ سلمان فارسی نے کہا کہ سنا مینے رسول خدا
سے کہ فرمایا سب آدمیوں کو واجب اور لازم ہے تم سب پر کہ تم متابعت کرو علی ابن ابیطالب
کی اور لازم پکڑو اُسکو اور وہ مولا تمہارا ہے پس دوست رکھو اُسکو اور وہ بزرگ تمہارا ہے
پس اطاعت کرو اُسکی اور وہ عالم تمہارا ہے پس بزرگی کرو اُسکی اور وہ کھینچنے والا ہے تمکو طرف جنت
کے پس عزت کرو تم اُسکی اور عزیز جانو تم اُسکو اور جسوقت تمکو پکارے اور بُلاے تو اجابت کرو تم
اُسکی اور جسوقت تمہیں حکم کرے کسی چیز کا تو اطاعت کرو تم اُسکے حکم کی اور مانو تم اُسکے
حکم کو اور محبت کرو تم اُس سے بسبب محبت میری کے اور اکرام کرو تم اُسکو ساتھ اکرام میرے کے
اور نہیں کہیں مینے تمسے یہ باتیں اُسکے واسطے مگر بسبب اُسکے کہ حکم کیا مجکو میرے رب نے کہ میں
تمسے اُسکے حق میں یہ سو کہوں اور تمہیں نصیحت کروں اور بھی ابن عباس سے منقول ہے کہ
رسول خدا نے فرمایا کہ مجھے جس شب آسمان پر لیگئے اور میں جنت میں داخل ہوا تو ایک نور کو

دیکھا جبرئیل سے مینے پوچھا کہ یہ نور کیسا ہے جبرئیل نے کہا کہ اے محمد یہ نور شمس و قمر کا
نہیں ہے بلکہ یہ نور ہے ایک جاریہ کا جو زوجہ علی ابن ابی طالب ہے کہ اسوقت اسکی نظر تیرے
پڑی اور وہ تمکو دیکھکر ہنسی ہے اُسکے منہ سے نور نکلا اور ہمیشہ یہ جاریہ جنت میں پہرا کرتی ہے
اور اسیطرح سے پہرا کریگی جبتک کہ علی جنت میں داخل ہوں اور بہی حسین ابن علی سے
مروی ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ ایک روز صبح کے وقت جبرئیل میرے پاس خندان اور مسرور آئے
مینے پوچھا کہ اے جبرئیل اسوقت کیا باعث ہے کہ میں تمہیں خوش و فرحناک دیکھتا ہوں
جبرئیل نے کہا کہ کیونکر ایسا نہو کہ آنکھیں میری خنک ہوئیں اُس مکرمت کو دیکھکر کہ جو
تمہارے بہائی اور تمہارے وصی اور تمہارے امت کے امام علی ابن ابیطالب کو خدا تعالی نے
اکرام کی ہے مینے پوچھا کہ کیا چیز اکرام کی ہے کہا کہ مباہات کی خدا تعالی نے ملائکہ
اور حاملان عرش پر اُسکی عبادت صبح کے ساتہ اور کہا کہ اے ملائکہ میرے نظر کرو طرف میری
حجت کے جو بیچ زمین کے ہے بعد میرے نبی کے کیا خاک آلودہ کیا ہے اُسنے اپنے رخساروں کو
واسطے تواضع اور عظمت اور جلالت میری کے گواہ لیتا ہوں میں تمکو کہ وہ امام ہے میری خلق کا
اور مولا ہے میرے بریہ کا مترجم کہتا ہے کہ اگر اہل فرق مختلفہ خالی ہوکر تعصب اور عنادسے ان
فضائل میں جناب امیر کے کہ جو نصوص قاطعہ ہیں اُس جناب کی امامت بلا فصل پر نظر کریں تو
بیشک سوائے امامت اور وصایت اُس جناب کے اور سب کی امامت اور خلافت کو
باطل جانیں کیونکہ یہ فضائل اور کرامات اور معجزات اور کسی میں پائے نہیں جاتے
اور بہی جابر سے منقول ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ جبکہ خلق کیا خدا تعالی نے
آسمان کو اور زمین کو اور عرض کیا اُنپر تولا اور ولایت علی کو پس قبول کیا
اُنہوں نے اُسکو پہر خلق کیا خلایق کو اور سپرد کیا ہمکو امر دین کا پس

سعید ہوا وہ شخص کہ جسنے سعادت پائی ہمارے ساتھ اور شقی اور بدبخت ہوا وہ شخص
کہ جسنے شقاوت کی ساتھ ہمارے اور ہم ہین حلال کرنیوالے حلال اللہ کو اور حرام کرنیوالے
حرام اللہ کو اور بھی ابو بکر سے مروی ہے کہ رسولخدا نے سورہ برات دیکر انکو اہل مکہ
کیطرف بہیجا تاکہ اُن سے جاکر کہیں کہ بعد اس سال کے کوئی مشرک حج خانہ کعبہ کا نہ کرے
اور نہ برہنہ طواف خانہ کعبہ کا کرے اور جنت مین داخل نہو گا مگر وہ شخص جو اسلام لایا ہوگا
اور خدا اور رسول بری ہین مشرکین سے پس جب ابو بکر روانہ ہوئے تو پہر رسولخدا نے فرمایا کہ
اے علی تم جاؤ اور ابو بکر سے راہ مین ملو اور اُسسے سورہ برات کو لیکر اُسیکو واپس
بہیجدو کہ تم جاکر اہل مکہ پر اسکو پڑہو غرض جناب امیر گئے اور سورہ کو لیکر ابو بکر کو جناب
رسولخدا کی خدمت مین بہیجدیا ابو بکر روتے ہوئے جناب رسولخدا کی خدمتمین حاضر ہوئے
اور عرض کی کہ یا رسول اللہ آیا کچھ مجھسے خطا ہوئی آپنے فرمایا کہ نہین مگر مجھے حکم ہوا ہے
جانب خدا سے کہ نہ بہیجے اسکو کوئی شخص مگر مین یا وہ شخص کہ جو مجھسے ہو ہو واسطے مینے
علی کو بہیجا کہ وہ مجھسے ہے اب دیکہو کہ کس قدر خدا کو حفظ ما تقدم منظور تھا کہ ایک سورہ کا
پہنچانا بہی منظور نہوا تا کہ آئندہ اپنی خلافت پر اس امر کو دلیل نہ گردانے پس صاحب عقل وفہم
کے نزدیک یہی دلیل اُس جناب کی امامت بلافصل کیواسطے کافی ہے اور بہی مروی ہے
ابو سعید تیمی سے کہ امیرالمومنین نے فرمایا کہ عہد لیا مجھسے رسولخدا نے کہ مقاتلہ کرون مین
ناکثین اور قاسطین اور مارقین سے کسی نے پوچھا کہ یا امیرالمومنین کون ہین یہ فرمایا کہ
ناکثین اہل جمل ہین اور مارقین خوارج ہین اور قاسطین معاویہ اور اُسکے اصحاب ہین
اور بہی منقول ہے کہ جابر بن عبداللہ نے کہا کہ فرمایا رسولخدا نے کہ آئے ایک روز
جبرئیل ایک برگ آس سبز لیکر کہ اُسپر لکہا ہوا تھا سفیدی سے کہ مینے فرض کی ہے

فصل چھٹی بیچ اس محبت علی ابن ابی طالب کی سب خلق پر سبقت پہنچا انکو یہ خبر

امر کے کہ علم جناب امیر کا بموجب فرمودہ جناب رسول خدا انا مدینة العلم وعلی بابها
کے تمام خلایق سے زیادہ تر تہا اور کوئی شخص آپکے علم کے برابر علم نرکہتا تہا مگر مراد علم
سے یہان علم دینیہ ہے نہ علم حکمت و فلسفہ اور صاحب مدارک نے بہی اپنے مذہب کے
علما اور مفسرین کی تبعیت سے بیچ تفسیر آیہ ومن یؤت الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا کے یہی
لکہا ہے کہ مراد حکمت سے علم قرآن و علم سنت ہے یا علم نافع کہ جو پہنچانیوالا ہو طرف
خوشنودی خدا کے اور عمل ساتھ اسکے اور حکیم کے معنی عالم اور عامل کے ہیں انتہے غرض وہ
جناب علم دینیہ میں فایق تہے سب سے اور علم سنت کا جو آپکو حاصل تہا اور کسیکو حاصل نہ تہا
پس وہ جناب علم میں سب سے افضل تہے اور دلائل و براہین اسکے بہت ہیں اول تو حدیث میں
مذکور انا مدینة العلم الخ دوسرے یہ کہ جناب رسول خدا فرمایا اور جامع بیاض ابراہیمی شکر اللہ
سعیہ نے کنز العمال سے بیچ ذیل احادیث مستفیضہ درباب تمسک بہ ثقلین اس
حدیث کو نقل کیا کہ آپنے فرمایا کہ میں تمہارے واسطے پیش رو ہوں اور تم آؤ گے
میرے پاس حوض کوثر پر کہ عرض اسکا مثل صنعا اور بصری کے ہے اور عدد
اسکے پیالے ہین چاندی اور سونے کے مثل شمار ستارگان سما ہیں کیونکر سلوک
کروگے تم ثقلین سے عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ کون ہے ثقلین فرمایا کہ ثقل اکبر
تو کتاب خدا ہے کہ جسکی طرف سبب خدا کے ہاتھ میں ہے اور طرف دوسری اسکی
تمہارے ہاتھ میں ہے تمسک کرو ساتھ اسکے کبہی گمراہ نہوگے تم اور ثقل اصغر
عترت میری ہے اور وہ دونون جدا نہون گے آپس سے یہان تک کہ وارد
ہون میرے پاس حوض کوثر پر پوچہا ہے مینے اسکو رب اپنے سے پس تقدیم

اور پیش دستی کرو اُن دونوں پر ورنہ ہلاک ہوگے اور نہ تعلیم کرو اُنکو کہ وہ دونوں عالم اور
دانا تر ہیں تم سے غرض اس سے بھی علمیت اُس جناب کی واضح ہے کیونکہ جبکہ علمیت
عترت طاہرہ کی بارشاد مخبر صادق متحقق ہی اور کسیکو علمائے فریقین سے اس امر میں خلاف نہیں
کہ سید الوصیین افضل عترت اطہار ہیں تو پس اعلم بھی کافہ خلایق سے ہوں گے
اور بھی اول دلیل اُس جناب کی اعلمیت یہ ہے کہ آپ خود آخر معرکۂ صفین میں
فرماتے ہیں کہ ہذا قرآن صامت وانا قرآن ناطق یہ قرآن صامت ہے یعنے
گویا نہیں اور میں قرآن ناطق ہوں جیسا کہ شاہ ولی اللہ والد شاہ عبد العزیز نے
ازالۃ الخفا میں ذکر کیا ہے اور بھی جناب رسولخدا نے فرمایا علی مع القرآن والقرآن
مع علی لا یفترقان حتی یردا علی الحوض اور مراد عدم افتراق باہمی سے یہ ہے کہ جو کچھ
کہ مصحف میں ہے وہ سینۂ گنجینۂ علوم امیر المومنین میں ہے اور جو کچھ کہ سینۂ مخزن علوم
ظاہر و باطن یعنی وصی مطلق میں ہے وہ قرآن میں ہے، نہ اتحاد حقیقی کہ جو مدلول
لفظی اس حدیث کا ہے کہ وہ محال ہے جیسا کہ صواعق محرقہ میں بیچ فصل ثانی باب
تاسع کے لکھا ہے اور بھی ابی طفیل نے جناب امیر سے روایت کی ہے کہ اُس جناب نے
فرمایا واللہ ما نزلت آیۃ الا وقد علمت فیما نزلت واین نزلت وعلی من نزلت ان ربی وہب لی
قلبا عقولا ولسانا ناطقا یعنی بخدا کہ نہیں نازل ہوا کوئی آیہ مگر یہ تحقیق جانتا ہوں
کہ کس چیز میں نازل ہوا اور کس جگہ نازل ہوا اور کس پر نازل ہوا یہ تحقیق کہ خدائے
عزوجل نے بخشا ہے واسطے میرے قلب ذی عقل اور زبان گویا اور بھی
فرمایا اُس جناب نے کہ سلونی عن کتاب اللہ فانہ لیس من آیۃ الا وقد عرفت
بلیل نزلت ام فی نہار ام فی سہل ام فی جبل یعنی پوچھو مجھسے کتاب اللہ سے پس یہ تحقیق

کہ نہیں ہے کوئی آیہ مگر یہ کہ جانتا ہوں میں کہ شب کو نازل ہوا ہے وہ آیہ یا دن کو بیچ دریا کے نازل ہوا ہے یا بیچ پہاڑ کے اور بھی فصل الخطاب میں عبداللہ بن مسعودؓ منقول ہے کہ قرآن نازل ہوا ہے اوپر سات حرف کے نہیں ہے کوئی حرف اس سے مگر یہ کہ واسطے اسکے ظاہر بھی ہے اور باطن بھی ہے اور بہ تحقیق کہ علی ابن ابی طالب عالم ہیں ہر حرف کے ظاہر کے بھی اور باطن کے بھی اور بھی صاحب الصواعق نے اس حدیث متفق علیہ کو لکھا ہے کہ رسولخدا نے جناب امیر کے حق میں دعا کی کہ اللھم ادر الحق معہ حیث دار یعنی اے بار خدا پھیر تو حق کو ساتھ علی کے جس طرف کہ وہ پھرے پھر صاحب صواعق آگے اسکے لکھتا ہے کہ علی ایک علماء ربانیین اور شجعان مشہورین و خطباء معروفین اور حفظۂ القرآن سے تھا اور تھا وہ اتقی صحابہ کا اور اعلم انکا واقعی وہ جناب ایسے ہی تھے کہ سب لوگوں کی رجوع آپ ہی کی طرف ہوتی ہے خصوص اصحاب ثلثہ کہ ہر مسئلہ میں آپ کی طرف رجوع لاتے تھے اور جب یہ کسی مسئلہ میں خطا کرتے تھے تو آپ اسکی اصلاح فرماتے تھے اور جب کوئی غیر ملت والا حضرات خلفا سے سوال کرتا تھا اور یہ حضرات انکے جواب دینے سے عاجز ہوتے تھے تو وہ جناب انکو جواب دیتے تھے چنانچہ چند قصے جو آپ نے فیصل کیے اور چند جواب جو یہود و نصارا کو دیے انکو میں لکھتا ہوں تا سب پر ظاہر ہو جائے کہ وہ جناب اعلم تھے سب سے اور جب اعلم تھے سب سے تو مستحق خلافت بھی آپ ہی تھے اسواسطے کہ خداتعالی فرماتا ہے افمن یھدی الی الحق احق ان یتبع امن لا یھدی الا ان یھدی فما لکم کیف تحکمون۔ یعنی آیا جو شخص ہدایت کرتا ہے طرف حق کے لایق ہے کہ تابعداری کیا جاوے وہ یعنی لوگ اسکی تابعداری کریں یا وہ کہ نہیں

ہدایت کرتا مگر یہ کہ ہدایت کیا جائے پس کیا ہے تمہیں تم کیا حکم کرتے ہو اور بھی فرمایا ہے
کہ قل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون یعنی کہہ ای محمد کہ آیا برابر ہیں وہ لوگ کہ
جانتے ہیں اور وہ لوگ کہ نہیں جانتے حاصل سکا یہ ہے عالم افضل ہی جاہل سی اور جاہل
کسیطرح برابری عالم کی نہیں کرسکتا اور وجہ اعلمیت اور واقفیت جمیع قضایا اور احکامات
جناب امیر کی یہ ہے کہ ایکبار رسول مختار نے امیر عرب کو حکم دیا کہ تم یمن میں جا کر اہل یمن
کو مسائل حلال و حرام کی تعلیم کرو اور آنکے قضیوں کو فیصل کرو اور احکامات قرآنی کو انپر
جاری کرو جناب امیر نے عذر اس امر کا کیا کہ یا رسول اللہ میں جوان ہوں مجھے ہر قضیہ کا
علم نہیں جناب رسول مقبول نے فرمایا ادن منی فدنا منہ فضرب صدرہ بیدہ وقال اللہم اہد قلبہ
وثبت لسانہ یعنے نزدیک آ میرے پس میں اُس جناب کے پاس گیا اُس جناب نے میرے
سینہ پر ہاتھ مارا اور کہا کہ بار خدایا ہدایت کر اسکے قلب کو اور ثابت رکھ اسکی زبان
کو جناب امیر فرماتے ہیں کہ اُس روز سے کبھی کسی قضیہ میں مجھے شک نہیں پڑا **فصل**
بیچ اُن قضایا کے کہ جنکو جناب امیر نے فیصل کیا اور اور کسیکو آنکا فیصل کرنا نصیب نہوا

قضیہ اول منقول ہے کہ ایکبار چند آدمیوں نے شیر کے پکڑنیکے واسطے صحرا میں
ایک گہرا گڑھا کھودا اتفاق سے شیر اُسمیں آن گرا جب یہ خبر شہر میں مشتہر ہوئی تو اہل شہر
اُسکے دیکھنے کو گئے اور کنارہ پر اُس گڑھے کے کھڑے ہو کر اُسکو دیکھنے لگے قضارا اُنمیں سے
ایک شخص کا پاؤں کنارے پر پھسلا اور جب وہ گرنے لگا تو اُسنے دوسرے شخص کا ہاتھ پکڑ لیا
دوسرے نے تیسرے شخص کا ہاتھ پکڑا تیسرے نے چوتھے شخص کا ہاتھ پکڑا غرض چاروں شخص
اُس گڑھے میں گر پڑے اور شیر نے اُن چاروں شخصوں کو ہلاک کیا اور یہ قضیہ جناب
امیر کے روبرو پیش ہوا اور اُس جناب نے فرمایا کہ شخص اول تو شکار شیر کا تھا ہی پس

آمیں ایک ثلث دیت واسطے دوسرے شخص کے ہے اور دوسرے دو ثلث دیت واسطے
تیسرے کے اور تیسرے پر دیت کامل ہے واسطے چوتھے کے یہ خبر جو رسولخدا کو پہنچی تو
فرمایا کہ ابوالحسن نے انمیں حکم موافق حکم خدا کے کیا جو اسنے عرش پر کیا ہے **قضیہ دویم**
دو شخص آپسمیں جھگڑتے ہوئے رسولخدا کی خدمتمیں حاضر ہوئے پس ایک نے انمیں سے کہا کہ یا
رسول اللہ اس شخص کی گائے نے میرے گدہے کو ہلاک کیا آپنے فرمایا کہ تم دونوں ابوبکر
کے پاس جا کر اپنا قضیہ بیان کرو اور اس سے اسمیں حکم چاہو پس وہ دونوں ابوبکر کے پاس آئے
اور سنا قضیہ بیان کیا ابوبکر نے کہا کہ تم رسولخدا کو چھوڑ کر میرے پاس کیونکر آئے
انہوں نے کہا کہ ہمیں رسولخدا ہی نے تمہارے پاس بہیجا ہے ابوبکر نے کہا کہ جانور نے
جانور کو مارا اسکے مالک پر کوئی چیز عاید نہیں ہوتی وہ دونوں یہ حکم لیکر پہر رسولخدا کی
خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ابوبکر نے یہ حکم دیا ہے آپنے فرمایا کہ اب تم عمر
کے پاس جاؤ وہ عمر کے پاس آئے اور کہا کہ ہمیں رسولخدا نے تمہارے پاس اس غرض سے
بہیجا ہے کہ تم ہمارے قضیہ میں کچہ حکم دو عمر نے بہی وہی جواب دیا کہ جو ابوبکر نے دیا
تہا وہ پہر رسولخدا کی خدمت میں آئے آپنے فرمایا کہ اب تم علی ابن ابی طالب کے پاس جاؤ
وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپنے انکا قضیہ سنکر ارشاد فرمایا کہ اگر گاؤ نے گدہے کے
تہان پر جہاں وہ بندہا رہتا تھا جا کر اسکو مارا ہے تو اسکے صاحب پر قیمت اس گدہے
کی ہے اور اگر حمار گیا تھا گائے کے پاس تو اسکے صاحب یعنی گائے کے مالک
پر کچہ نہیں یہ سنکر وہ دونوں رسولخدا کے پاس آئے اور ماجرا بیان کیا آپنے
فرمایا علی نے حکم کیا تم میں ساتہ حکم اللہ عزاسمہ کے اور پہر فرمایا کہ حمد ہے خدا کو
کہ پیدا کیا ہم اہلبیت میں اس شخص کو جو حکم کرتا ہے اوپر طریقہ داؤد کے قضایا میں

قضیہ تیسرا اور بطریقہ عامہ و خاصہ کے منقول ہے کہ ایک شخص کو ابوبکر کے پاس
لائے کہ اسنے شراب پی تھی پس ابوبکر نے ارادہ کیا کہ اسپر حد کو قایم کرے اُس شخص
نے کہا کہ مجھے علم اسکی حرمت کا نہ تھا اور میں نہ جانتا تھا کہ یہ حرام ہے اسواسطے کہ
میں نے اُس قوم میں پرورش پائی ہے کہ جنکے نزدیک شراب حلال ہے اور مجھے ابتک
اسکی حرمت کا علم نہیں ہوا پس یہ سُنکر ابوبکر متردد ہوا اور کہا کہ اسکے باب میں
کیا حکم کیا جاے ایک شخص نے جو اُسوقت حاضر تھا کہا کہ اس حکم کو علی ابن ابی طالب
سے پوچھو پس آپ سے پچھوایا کہ اس شخص کے واسطے کیا حکم ہے جناب امیر نے فرمایا کہ دو عادل
مسلمان ثقہ کو حکم کر کہ وہ مجالس مہاجر و انصار میں جائیں اور انکو قسم دیکر پوچھیں
کہ آیا کوئی تم میں سے کسی نے اس شخص پر آیہ تحریم کو پڑھا ہے اور حرمت شراب کی اسکو خبر
دی ہے اگر کوئی اقرار نکرے تو تو اُس سے توبہ کرا کے چھوڑ دے غرضکہ ابوبکر نے ایسا ہی
کیا اور سب سے پوچھ کر اُسکو چھوڑ دیا **قضیہ چوتھا** مروی ہے کہ ایک یہودی ابوبکر کی خدمت میں
حاضر ہوا اور کہا تو ہی ہے خلیفہ اس امت کا خلیفہ صاحب نے فرمایا کہ ہاں میں ہی
ہوں اُسنے کہا کہ میں نے توریت میں دیکھا ہے کہ انبیا کے خلیفہ سب امت سے اعلم ہوتے ہیں
اگر تم خلیفہ ہو تو مجھے بتاؤ کہ خدا کہاں ہے آسمان میں یا زمین میں حضرت خلیفہ صاحب
نے فرمایا کہ آسمان میں عرش پر یہودی نے کہا تو بس زمین اُس سے خالی ہے اور وہ ایک
مکان میں ہے نہ دوسرے مکان میں ابوبکر نے کہا کہ یہ کلام زنادقہ کا سا ہے اے شخص
تو میرے پاس سے چلا جا والا میں تجھے قتل کرونگا وہ شخص یہ سُنکر نہایت
متعجب و حیران خلیفہ صاحب کے پاس سے نکلا اور اسلام پر استہزا کرتا تھا کہ راہ میں
جناب امیر سے ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا کہ اے یہودی میں نے جانا جو کچھ کہ تو نے

ابوبکر سے سوال کیا اور اُسنے تجھے جواب دیا مگر میں کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ نے معین کیا ہے مکان کو پس نہیں ہے مکان واسطے اُسکے اور برتر ہے اس سے کہ گھیرے اُسکو مکان اور وہ بیچ ہر مکان کے ہے بغیر اسکے کہ مس کرے مکان کو یا مجاور ہو مکان کا احاطہ کرتا ہے علم اُسکا اسچیز کو کہ جو مکان میں ہے اور نہیں خالی ہے تدبیر اُسکی سے کوئی شے مکان سے اور اگر میں خبر دوں تجھے اُس چیز سے کہ جو تیری کتابوں میں ہے آیا تو اُسکی تصدیق کریگا اور اُسپر ایمان لائیگا یہودی نے کہا کہ ہاں میں ایمان لاؤنگا آپنے فرمایا کیا تو نے دیکھا ہے اپنی کتابوں میں کہ موسی بن عمران ایک روز بیٹھے تھے کہ ایک فرشتہ جانب مشرق سے آیا موسیٰ نے پوچھا کہ تو کہاں سے آیا کہا اُسنے کہ خدا کے نزدیک سے پھر دوسرا فرشتہ آیا جانب مغرب سے حضرت موسیٰ نے پوچھا کہ کہاں سے آتا ہے تو اُسنے کہا کہ خدا کے پاس سے پھر ایک اور فرشتہ آیا اُس سے پوچھا کہ تو کہاں سے آتا ہے اُسنے کہا کہ آسمان سے خدا کے پاس سے پھر ایک اور فرشتہ آیا اُس سے پوچھا کہ تو کہاں سے آتا ہے اُسنے کہا ساتویں زمین سے خدا کے نزدیک سے حضرت موسیٰ نے کہا کہ منزہ اور پاک ہے وہ شخص کہ نہیں خالی ہے جس سے مکان اور نہیں ہے طرف مکان کے کہ اقرب ہو مکان سے پس یہودی نے کہا کہ اشہد ان ہذا ہو الحق وانک احق بمقام نبیک ممن استولی علیہ یعنی گواہی دیتا ہوں میں کہ بہ تحقیق کہ یہی امر حق ہے اور تو احق اور لایق ہے واسطے جگہ نبی اپنے کے اُن لوگوں سے کہ جو غالب ہوئے اُسپر اور بہ تغلب اُسکی جگہ بیٹھ گئے ہیں **قضیہ پانچواں** مروی ہے کہ ایک مجنونہ سے زمانہ خلافت عمر میں کسی شخص نے زنا کیا اُسکو خلیفہ صاحب کے پاس پکڑ لائے اور گواہوں نے اُسپر گواہی دی خلیفہ صاحب نے اُسپر کوڑے مارنیکا حکم دیا پس اُسکو جناب امیر نے

پاس لائے تا وہ جناب اُسپر حد جاری کریں آپنے پوچھا مجنونہ آل فلاں سے کیا تو معلوم ہوا لوگوں نے عرض کی کہ کسی شخص نے اُس سے زنا کیا ہے اور وہ بھاگ گیا ہے اور بیّنہ اُسپر قایم ہوئی ہیں اسواسطے عمر نے اُسپر کوڑے مارنیکا حکم دیا ہے آپنے یہ سنکر فرمایا کہ اسکو پھیر لیجاؤ عمر کے پاس اور کہو اُس سے آیا نہیں جانتا تو کہ یہ مجنونہ ہے آل فلاں کی اور تحقیق کہ نبی نے فرمایا ہے کہ رفع القلم عن المجنون حتی یفیق یعنی اُٹھائی گئی ہے قلم مجنون سے تا اینکہ افاقہ پائے لانہا مغلوبۃ علی عقلہا ونفسہا۔ اسواسطے کہ وہ مجنونہ مغلوب العقل اور مغلوب النفس ہے پس اُسکو عمر کے پاس پھیر لیگئے اور جو کچھ کہ جناب امیر نے فرمایا تھا عمر سے کہا عمر نے کہا کہ فرج اللہ عنہ فرجًا لقد کدت ان ہلکت فی جلدہا خوش کرے اللہ اُس سے قریب تھا کہ میں ہلاک ہو جاتا بسبب کوڑے مارنیکے غرض خلیفہ صاحب نے حد کو اُسپر سے موقوف کیا **قضیہ چھٹا** مروی ہے کہ ایک عورت حاملہ کو عمر کے پاس لائے اور کہا کہ اسنے زنا کیا ہے خلیفہ صاحب نے اُسکے رجم کا حکم دیا جناب امیر نے خلیفہ جیو سے فرمایا کہ ہاں اس عورت پر تو تجھے سبیل ہے مگر کیا سبیل ہے تیرے لیے اُس طفل پر کہ جو اُسکے شکم میں ہے حالانکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لاتزر وازرۃ وزر اخری عمر نے یہ سنکر کہا کہ لا عشت لمعضلۃ لا یکون لہا ابو الحسن یعنی زندہ نرہوں میں واسطے مشکل کے کہ نہ ہو ابو الحسن واسطے اُسکے پھر عمر نے پوچھا کہ اب اسکے باب میں کیا کرنا چاہیے آپنے فرمایا کہ تو اسکی محافظت اور نگہبانی جبتک کریں جبکہ یہ جن چکے اور پاوے اپنے فرزند کے لیے کسی عورت کو کہ اُسکی کفالت کرے تو پھر تو اُسپر حد جاری کرنا یہ سنکر عمر خوش ہوا اور جناب امیر کا حکم اُسکا محول کیا **قضیہ ساتواں** مروی ہے کہ دو عورتیں ایک لڑکے پر جھگڑا کرتی ہوئیں آئیں اور پیش عمر ہر واحد نے اُس لڑکے کا دعوی کیا یعنی اُسنے کہا کہ یہ لڑکا میرا ہے اور اُسنے کہا کہ یہ لڑکا میرا ہے چونکہ گواہ دونوں کے پاس نہ تھے

حضرت خلیفہ صاحب پر حکم اُنکا مشتبہ ہوا یعنے یہ نہ جانا کہ ان کے واسطے کیا حکم ہے
اور خوف کیا جناب امیر سے بہی اسواسطے خلیفہ صاحب کچہ جواب دے سکے اور بُلایا
جناب امیر کو اور قصہ اُنکا بیان کیا آپنے اُن دونوں عورتوں کو اولاً نصیحت کی اور خدا کا
خوف دلایا اور بہت سمجہایا اور ڈرایا مگر وہ عورتیں اپنے دعوی سے دست بردار نہ ہوئیں پس
جب جناب امیر نے یہ دیکہا کہ وہ عورتیں کسیطرح نہیں سمجہتیں اور دعوی سے دست بردار
نہیں ہوتیں تو حکم دیا کہ ایک آرہ لاؤ اُن عورتوں نے پوچہا کہ آپ آرے کو کیوں
سنگواتے ہیں کیا کریں گے فرمایا کہ اس لڑکے کے دو ٹکڑے کرکے ایک ایک ٹکڑا
اُسکا تم دونوں کو دیدیا جائیگا یہ سنکر ایک تو چُپ ہو رہی مگر دوسری عورت نے کہا کہ
یا امیر المومنینؑ واسے وصی رسول رب العالمین میں اس لڑکے سے دست بردار ہوئی
آپ یہ لڑکا اسی عورت کو دیدیں میں اسکا چرنا اور دو ٹکڑے ہونا نہیں چاہتی جناب
امیر نے جب یہ حال اُسکا دیکہا تو فرمایا کہ یہ لڑکا بیشک تیرا ہی ہے نہ اسکا اگر اسکا
ہوتا تو اسکو بہی اسپر رحم آتا اور اسکے چرنے پر راضی نہوتی پہر اُس عورت دوسری
نے بہی اقرار کیا کہ یہ عورت حق پر ہے اور یہ لڑکا اسی کا ہے نہ میرا غرض آپنے
وہ لڑکا اُسکی ماں کو دیدیا خلیفہ صاحب یہ دیکہکر کمال خوش ہوئے اور جناب امیر کے
حق میں بہت سی دعائیں دیں **قضیہ آٹہواں** مذکور ہے کہ ایک روز دار الشرع میں
پانچ شخصوں کو بجرم زنا خلیفہ ثانی عمر بن الخطاب کے پاس پکڑکے لائے خلیفہ صاحب نے
پانچوں کے واسطے حد جاری کرنیکا حکم دیدیا اتفاقاً جناب امیر تشریف لائے آپنے
اُس حکم کو موقوف کرکے ایک کیواسطے گردن مارنے کا حکم دیا اور دوسرے
کے واسطے سنگسار کرنے کا اور تیسرے کے لیے حد جاری کرنیکا اور چوتہے

کے لیے نصف حد مارنیکا اور پانچویں کے لیے کچھ تعذیر دینے کا حکم دیا خلیفہ صاحب نے پوچھا کہ یا ابو الحسن یہ پانچوں ایک علت میں گرفتار ہو کر آئے ہیں اور آپنے سر ایک کے لیے جدا جدا حکم دیا اسکا کیا باعث ہی فرمایا کہ باعث اسکا یہ ہے کہ جسکے لیے مینے گردن مارنیکا حکم دیا وہ ذمی ہے اور مسلمانوں سے اُسنے فساد کیا ہے اور جسکے لیے سنگسار کرنیکا حکم دیا ہے وہ محصن ہے یعنی جورو رکھتا ہے اور جسپر مینے حد جاری کرنیکا حکم دیا ہے وہ مجرد ہے یعنے جورو نہیں رکھتا اور جسپر نصف حد کا حکم دیا وہ غلام ہے اُسپر نصف حد چاہیے اور جسکے واسطے تعذیر کا حکم دیا وہ دیوانہ ہے اور مجنون کو تعذیر ہی چاہیے جب خلیفہ جی نے سُنا اور موافق فرمانے آپکے اُن پانچوں کا حال پایا تو کہا لولا علی لہلک عمر- **قضیہ نواں** مروی ہے ابن عباس سے کہ عہد خلافت عمر میں ایک جوان کہتا تھا کہ اے احکم الحاکمین حکم کر مابین میرے اور میری ماں کے عمر نے پوچھا کہ کیا حال ہی تیرا اُسنے کہا کہ میری ماں نے مجھے اپنے پاس سے نکال دیا ہے اور کہتی ہے کہ میں تجھے نہیں پہچانتی اور تو میرا بیٹا نہیں ہے عمر نے اُسکی ماں کو بلوایا اور پوچھا کہ آیا یہ تیرا بیٹا ہے یا نہیں اُسنے کہا کہ ای خلیفہ میں اسے نہیں جانتی کہ یہ کون ہے اور اپنے چار بھائی اور چالیس ہمسایوں کو گواہ لائی وے سب بولے کہا کہ یہ عورت اسکو نہیں جانتی اور یہ اسکا بیٹا نہیں ہے اسواسطے کہ اس عورت نے کبھی شوہر نہیں کیا یہ شخص اسکو رسوا کرنا چاہتا ہے عمر نے یہ سُنکر حکم دیا کہ اس شخص کو قید کرو جب اُس شخص کو قیدخانہ کیطرف لے چلے تو اثناء راہ میں جناب امیر سے اُس شخص کی ملاقات ہوئی وہ شخص پکارا کہ یا امیر المومنین میں مظلوم ہوں عمر نے مجھے ناحق قیدخانے میں بھیجا ہے اور ظلم سے قید کیا ہے اور اپنا قضیہ جناب امیر سے بیان کیا آپنے یہ سُنکر فرمایا کہ اسکو مسجد میں

پھیر لیچلو جب مسجد میں اُسکو لیگئے تو عمر نے پوچھا کہ تم اسکو کیوں پھیر لائے اُنہوں نے کہا کہ تم ہی نے تو کہا ہے کہ علیؑ کی نافرمانی نکرنا پس اُنہوں نے پھیر لانے کا حکم دیا ہم اسکو پھیر لائے اسمیں جناب امیرؑ بھی تشریف لے آئے خلیفہ صاحب اُن جناب کو دیکھکر پئے تعظیم اُٹھ کھڑے ہوئے آپنے اُسنے پوچھا کہ اے عمر آیا اذن دیتا ہے تو کہ میں ان دونو میں حکم کروں عمر نے کہا کہ سُبحان اللہ کیونکر اجازت ندوں میں نے رسولخدا سے سُنا ہے کہ اُن جنابنے فرمایا کہ میں شہر علم کا ہوں اور علیؑ دروازہ اُس شہر کا ہے اور یہی اُن جنابنے فرمایا کہ عالم ترین تم سب کا علیؑ ہے یہ سُنکر جناب امیرؑ نے اُس عورت سے پوچھا کہ تو اس شخص کے حق میں کیا کہتی ہے اُسنے وہی کہا کہ یہ فرزند میرا نہیں ہے اور اُن سب گواہوں نے بھی یہی گواہی دی جناب امیرؑ نے اُس عورت اور اُن گواہوں سے کہا کہ آیا میرا حکم تمپر نافذ اور جاری ہے اُن سب نے عرض کی ہاں حکم خدا کیواسطے اور تمہارے واسطے ہے اُس جنابنے فرمایا کہ میں نے یہ عورت اس مرد کو دی اور چار سو درم اسکے مہر کے کیے اور مہر اسکا میرے ذمہ پر ہے اے قنبر تو جا کر چار سو درم لے آ قنبر حسب الحکم ایک کیسہ بھر کر لے آیا جناب امیرؑ نے چار سو درہم اُس لڑکے کو دیے اور فرمایا کہ یہ درہم اس عورت کو دے اور اسکا ہاتھ پکڑ کر گھر میں لیجا اور میرے پاس نہ آیو جب تک کہ اثر غسل کا تجھپر ظاہر نہو وہ لڑکا اُٹھا اور اُس عورت کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اُٹھ اور میرے ساتھ چل اور وہ درہم اُسکی گود میں ڈالدیے جب اُس عورت نے یہ حال دیکھا تو فریاد کی کہ النار النار اے پسر عم رسولخدا تم مجھے میرے بیٹے کو دیتے ہو بخدا کہ یہ فرزند میرا ہے اور روشنی چشم اور میوہ دل میرا ہے ان بھائیوں نے میرا اس لڑکے کے باپ سے عقد کیا تھا

اور جب یہ لڑکا پیدا ہوا تھا تو مینے اسکی پرورش کی تھی پس جب یہ بڑا ہوا تو ان میرے
بھائیوں نے مجھسے کہا کہ تو اسکو نکال دے اور اس سے انکار کر والا یہ اپنے باپکا سب مال
تجھسے چھین لیگا اس سبب مینے اس سے انکار کیا تھا یہ سنکر جناب امیر نے اُس عورت
اور اُسکے گواہان مذکورین پر حد جاری کی سب آدمیوں نے یہ دیکھکر رسول خدا پر درود بھیجا
اور عمر نے کہا کہ اے علیؑ خدا تعالی تمکو میری جانب سے جزاے خیر دے تم اہلبیت برحق
اور معدن علم لدنی ہو **قضیہ دسواں** عمار یاسر اور زید بن ارقم روایت کرتے ہیں کہ روز
دوشنبہ سترہویں ماہ صفر ہم سب خدمتمیں جناب امیر کے حاضر تھے کہ دروازے پر
مسجد کے ایک غوغائے عظیم پیدا ہوا اور خبر آئی کہ ہزار آدمی تلواریں کھینچے دروازے پر
مسجد کے کھڑے ہیں اور منتظر ہیں رخصت کے اس جناب نے عمار یاسر سے ارشاد کیا کہ
انکو مسجد میں آنیکی رخصت دو اور تم گھر پر جاکر ذوالفقار لے آؤ غرض عمار یاسر نے حسب فرمودہ
جناب کرار غیر فرار ذوالفقار لاکر آپکے روبرو رکھدی اور منادی نے کوفہ میں ندا دی
کہ سب آدمی آنکر جمع ہوئے اور اُس گروہ میں ایک ہودج تھا اسمیں ایک دختر رو رو کر
کہتی تھی کہ اے کس بیکسیاں اور اے دستگیر درماندگاں میں تیرے ولی کیطرف پناہ
لائی ہوں مجھے روسفید کریں جب جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہوئی تو انپر سلام کیا
اور رو کر کہا کہ ای امام زمان و اے پیشواے متقیاں تمہاری بارگاہ خلایق پناہ میں
آئی ہوں میری مشکل کو حل کرو کہ تمکو اُسکے حل کرنے پر قدرت ہے اور تمہیں علم ہے
ہر چیز کا جو کہ گذر گئیں اور جو کہ ہونگی روز قیامت تک من بعد ایک پیر پشت
خمیدہ بار غم سے کبیدہ آگے آیا اور کہا کہ السلام علیک یا امیر المومنین و یا
کنز الطالبین و یا مفرج المکروبین یہ دختر میری نا کتخدا ہے کہ اسکی خوابگاہ

شاہزادے کرتے تھے اسنے مجھے قوم وقبیلہ میں رسوا کیا ہے اور جستقدر میں اپنے
عشیرہ اور کنبہ میں خوبی کے ساتھ مشہور تھا اُسی قدر اسنے مجھے فضیحت کیا کہ باوجود
نہونے کدخدا کے اسکا حمل ظاہر ہوتا ہے میں آپ میں حیران ہوں کہ اسکو حمل کیونکر رہا
اے مولا اس غم کو میرے دل سے دور کر تم امام زمان ہو اُس جناب نے یہ سنکر اُس دختر
سے پوچھا کہ تو اسمیں کیا کہتی ہے اُس دختر نے کہا کہ اے مولا جو کچھ کہ میرا باپ کہتا ہے
کہ میری دختر حاملہ ہے اور مجھے رسوا کیا اور میری عاق ہے سچ کہتا ہے لیکن مجھے
قسم ہے آپکے حق کی اے تم مولا میرے اور مقتدا میرے ہو مجھسے کسی طرح کی خیانت
سرزد نہیں ہوئی اور وہ چیز کہ موجب غضب خدا و رسول ہو مجھسے فعل میں نہیں آئی
اور تم میرے راستی قول پر علم رکھتے ہو مجھے اس حال سے رہائی بخشو آپنے یہ
سنکر ذوالفقار ہاتھ میں لیکر منبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا کہ اللہ اکبر جاء الحق
وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا اور حکم دیا کہ دودایہ کوفہ میں سے تلاش کر لاؤ
اور ایک خیمہ الگ کھڑا کراؤ پس جب دایہ آئیں تو آپنے اُنکو حکم دیا کہ اس دختر کو
خیمہ میں لیجاؤ اور دیکھو کہ یہ دختر حاملہ ہے یا نہیں دایہ دیکھکر آئیں اور کہا کہ ہاں البتہ حاملہ ہے
یہ سنکر اُس جناب نے اُس پیر سے فرمایا کہ آیا تو فلاں دہ کا رہنے والا نہیں ہے کہ جو نواح
دمشق سے ہے اُسنے عرض کی کہ ہاں یا امیرالمومنین فرمایا کہ تمہارے جبال میں برف بہت
ہوتی ہے عرض کی ہاں یا ولی اللہ فرمایا تم میں کوئی ایسا ہے کہ ٹکڑا برف کا لائے عرض کی
کہ یہاں سے جہاں برف ہے عرصہ بہت دور کا ہے فرمایا کہ ہاں یہاں سے ڈہائی سو فرسنگ پر
وہ جگہ ہے اب تم دیکھو اُس چیز کو کہ جو خدا تعالی نے اپنے بندے علی ابن
ابی طالب کو اپنے علم میں سے عطا فرمائی ہے اور یہ وہ علم ہے کہ جسکو خدا

ور رسول نے مجھے دیا ہے یہ فرما کر اُس جانب دست مبارک کو دراز کیا اور لب اقدس کو
جنبش دی اور جب ہاتھ کو اپنی طرف کھینچا تو ہمنے دیکھا کہ ایک قطعہ برف کا آپکے ہاتھ
رکھا ہوا ہے اور پانی اُس سے ٹپکتا ہے اہل مسجد سے ایک فریاد بلند ہوئی آپنے فرمایا کہ
تم سب چپ رہو کہ اگر علی چاہے تو پہاڑ کو برف اس جگہ بلالے اور دو حاضر ہوں تب
پس دایہ کو حکم کیا کہ اُس دختر اور اس برف کو خیمہ میں لیجا اور ایک طشت پر اس دختر کو
بیٹھا اور نیچے اسکے ایک طشت رکھے ایک کیڑا اُستاد اُس [illegible] ایک [illegible]
رحم سے نکل کر اس طشت میں گرے انکو تو لے اُسی دایہ نے ویسا ہی کیا اور سب آیند
کیڑے کو لیکر آئی اور اسکو تولا تو جس قدر آپنے فرمایا تھا اُسیقدر [illegible] نکلا آپنے اُس
بڈھے سے کہا کہ اپنی دختر کو تو لیجا کہ اسنے خیانت نہیں کی ہے بلکہ سال اسکا اسطرح پر
کہ یہ دختر بسن دہ سالگی ایک تالاب میں نہانے گئی تھی یہ کیڑا ضعیف کونے اُسکے
پیٹ میں چلا گیا تھا اور وہ شکم میں بڑہتا تھا تا اینکہ اس قدر مدت میں اسقدر ہو گیا
پیر نے گواہی دی کہ تم عالم ہو اُن چیزوں کے کہ جو رحموں میں ہیں اور جو چیزیں کہ
دلوں میں ہیں اور جو چیزیں کہ خاطر میں خطور کرتی ہیں تجکو خدا تعالی نے ہر چیز کا علم
عنایت کیا ہی اور سب آدمی یکبار آپکی دعا و ثنا کہنے لگے **قضیہ گیارہواں** ایک
شیخ کبیر نے ایک عورت جوان سے نکاح کیا اتفاقاً وہ عورت حاملہ ہو گئی چونکہ شیخ سی ازالہ بکارت
کا نہوا تھا اس سبب اُسکو شک ہوا اور اُسنے حمل سے انکار کیا اور کہا کہ یہ حمل میرا نہیں ہے
پس قضیہ عثمان کے پاس آیا اُنپر کچہ حال کھلا نہ کھلا مشتبہ ہی رہا لاچار ہو کر اُس عورت سے
پوچھا کہ شیخ نے تیری بکارت کا ازالہ کیا تھا اُسنے کہا کہ نہیں یہ سُنکر عثمان کو زنا کا
یقین ہو گیا حکم دیا کہ اس عورت پر حد جاری کریں جناب امیر نے اُنسے ارشاد کیا کہ

اے عثمان بغیر تحقیق کے حد جاری کرنا نہ چاہیے ہوا شاید کہ عورت کے دو رستے ہوتے ہیں ایک رستہ حیض کا اور ایک رستہ بول کا پس شاید کہ شیخ نے پیچھا سو بول کے راستہ پر اور منزل ہوا ہو تمہیں اور منی اسکی اس رستہ سے اسکے رحم میں پہنچ گئی ہو اور اس سبب سے اسکو حمل رہا ہو پوچھو اس عورت سے کہ آیا تیرے قبل میں منزل ہوتا تھا یا نہیں پس ازالہ بکارت کی ہو عورت نے اسکا اقرار کیا یہ سنکر جناب امیر نے فرمایا کہ یہ حمل شیخ ہی کا ہے اور یہ فرزند اسی کا ہے پس عثمان نے آپکے فرمانے پر عمل کیا اور اس عورت کو چھوڑ دیا **قضیہ بارہواں**

ہشام بن کلینی نے محمد بن عبیدہ سے روایت کی ہے کہ زمانہ خلافت حضرت خلیفہ ثانی میں بیچ دار القضا کے ایک شخص کو لائے کہ جسکے دو سر دو دہن دو پشت چار پاؤں قبل دو دبر ایک تن تھا اور پوچھا اسکو میراث کیونکر دیجاوے خلیفہ صاحب سنکر متحیر ہوئے اور کہا کہ عجب ایسے حدود کو آج تک ہم نے نہیں دیکھا اور ہمیں اسکے واسطے کچھ حق پاتا ہوں یہ کام سوائے علیؑ کے اور کسیکا نہیں انکو بلاؤ کہ وہ غموں کو زائل کرتے ہیں پس جناب امام حسنؑ کو بھیجا شاہزادے نے اس حلال مشکلات کو باغ خرما میں پایا اور دیکھا کہ وہ جناب صلاح باغ اور اصلاح زراعت میں مشغول ہیں عرض کی کہ یا ابتا خلیفہ کو ایک مشکل پیش آئی ہے کہ جسکے حل میں انکو تردد ہوا ہے اس مشکل کے حل کرنیکے لیے آپ کو بلایا ہے ۔ اور اس قضیہ کو بیان کیا آپنے فرمایا کہ اے فرزند یہ کیا مشکل ہے بخدا کہ اس سے زیادہ تر مشکلیں مجھے پیش آئی ہیں اور بامداد خداوند عالم میں نے ان سبکو حل کیا ہے یہ فرماکر آپنے وضو کیا اور کپڑے پہنے اور دار القضا میں تشریف لائے اہل مجلس نے تعظیم دی عمر ابن الخطاب نے مصافحہ کیا اور عرض کی کہ یا ابا الحسن اس قضیہ مالاینحل کے فیصلہ کرنیکے لیے آپکو تکلیف دی ہے آپنے فرمایا کہ ایسے

قسمتا یا جبہیر کچہہ دشوار اور مشکل نہیں ہیں تم اُنکو اول سلاؤ پس اگر ایکدفعہ ہی سو جائیں
اور ایکدفعہ ہی جاگ اُٹھیں تو یہ ایک تن ہیں والا دو شخص ہیں دوسرے اُنکو کھانا کھلاؤ
اور پانی پلاؤ پہر انکو واسطے قضائے حاجت کے بہیجو اور دیکھو اگر دونوں مخرج سے معًا
پیشاب آئے اور معًا منقطع ہوجائے تو ایک ہیں اور جو پہلے ایک مخرج سے پیشاب آئے اور
پہر دوسرے سے تو دو شخص ہیں غرض حسب فرمودہ جناب امیر جو اُنکی آزمایش کی تو دو
شخص نکلے مسلمانوں نے اور خلیفہ صاحب نے اُٹھکر جبین انور پر بوسہ دیا غرض کئی روز
بعد پہر وہ دو شخص خلیفہ صاحب پاس آئے اور استدعا نکاح کی کی اُنہوں نے سنکر کہا کہ یہ مرحلہ
اول سے بہی مشکل تر ہے بخدا اسمیں کچہہ حکم نہیں دیسکتا امیر المومنین کو بلاؤ کہ وہ ہی اس
مشکل کو بہی حل کریں گے جب آپکو بلاکر کہا کہ یہ نکاح کرنیکی خواہش کرتے ہیں آپ کیا
فرماتے ہیں آپنے ارشاد کیا کہ انکو نکاح کرنا درست نہیں کیونکہ ایک کی فرج دوسرے
کی فرج کو پہنچے گی اور ہر واحد غیر کی فرج پر نظر کریگا یعنی ہر واحد کی بی بی غیر ہوگی
دوسرے پہر آپنے فرمایا کہ جب انمیں شہوت پیدا ہوگی تو جلد مرجائیں گے پس ایسا ہی ہوا کہ
ایک پہلے مرا تہوڑے عرصہ کے بعد دوسرا بہی مرگیا۔ **قضیہ تیرہواں** انس بن مالک سے روایت
ہے کہ زمانہ خلافت جناب عمر ابن الخطاب میں ایک فقیر کی پاس ایک گوسپند تہی کہ اُسکا وہ
دودہ پیا کرتا تہا اور اُسکی پشم سے لباس بنایا کرتا تہا ایک روز وہ گوسپند کوٹہے سے
گر کے مشرف بہلاکت ہوئی درویش دلریش نے اُسکو ذبح کیا اور کارد خون آلود
ہاتہ میں لیے باہر آیا تاکہ کسی کو لاکر اُسکا پوست جدا کرائے اتفاقًا پیشاب نے
اُسپر غلبہ کیا واسطے رفع حاجت کے خرابہ میں گیا وہاں ایکمرد کو سر بریدہ خون
تازہ گلے سے بہتا پڑا دیکہا یہ شخص وہاں کہڑا ہوکر حیران وار اُسکو دیکہنے لگا اور

چھری خون آلود اسکے ہاتھ میں تھی کہ ناگاہ دو شخص انصار سے واسطے قضاء حاجت
کے اُس خرابہ میں آئے یہ معاملہ دیکھکر اُس شخص کو پکڑ کر مع کشتہ مسجد نبوی میں
لائے اور کہا کہ اس شخص نے اسکو ذبح کیا ہے خلیفہ صاحب نے اُس مرد سے کہا کہ تو
کیا کہتا ہے اُسنے کہا کہ ایسا ہی ہے جو کچھ یہ کہتے ہیں حضرت فاروق نے حکم دیا کہ
کشتہ کو دفن کر دیں اور اس مرد کی گردن ماریں جب اُس شخص کو باہر لیگئے اور جلاد نے
تلوار کھینچی تا اُسکی گردن مارے ایک جوان اُس مجمع میں سے شمشیر جلاد کا ہاتھ پکڑ لیا
اور کہا کہ اسکو نہ مار بخدا کہ اس شخص نے اسکو نہیں مارا ہے میں نے اسکو مارا ہے لوگوں نے خلیفہ صاحب کو
اسکی خبر دی اُنہوں نے حکم دیا کہ اس شخص کو چھوڑ دو اور دوسرے شخص کو قتل کرو کہ ناگاہ جناب
امیر اُس طرف سے تشریف لائے تھے لوگوں نے حال عرض کیا آپنے فرمایا کہ اس شخص کو
چھوڑ دو کہ قتل اسکا واجب نہیں غرض اسکو چھوڑ دیا خلیفہ صاحب نے کہا کہ
سبحان اللہ قاتل مقر کو علی نے کس سبب سے چھوڑ دیا کہ اسمیں جناب امیر بھی مسجد میں تشریف
لائے عمر نے اور سب اہل مسجد نے تعظیم دی لیکن کہتا ہے کہ بخدا رفتار آپکی مشابہ تھی ساتھ
رفتار رسول مختار کے پس عمر نے آپکی گردن میں ہاتھ ڈالدیا اور اپنے پہلو میں بٹھلایا اور پوچھا
کہ اے ابوالحسن آپ نے کس سبب سے اُس مرد کو رہا کیا حالانکہ وہ اپنے قتل کرنے پر مقر تھا آپنے فرمایا
کہ تو نے قول خدا تعالیٰ کا نہیں سنا کہ من احیاہا فکانما احی الناس جمیعا یعنے جسنے کہ ایک نفس کو
زندہ کیا گویا اُسنے زندہ کیا سب آدمیوں کو پس بنا بریں اُسکا قتل واجب نہیں ہے جناب فاروق نے
کہا کہ سچ ہے قول رسول مقبول انا مدینۃ العلم و علی بابہا یعنے میں شہر علم کا ہوں
اور علی دروازہ اُسکا ہے پھر عمر نے کہا کہ خدا وہ روز نہ کرے کہ تو نہو۔

قضیہ چودہواں ابن عباس سے منقول ہے کہ زمانہ خلافت حضرت

فاروق سنیان میں ایک دختر یتیم کو بہ تہمت زنا گرفتار کرکے پیش خلیفہ صاحب لائی اور اسپر زنا کی
گواہی دی اور وہ ایک دختر یتیم تھی کہ ایک مرد نے اسکو اپنے گھر میں رکھکر پرورش کیا تھا مگر وہ
شخص اکثر سفر میں رہتا تھا جب وہ یتیم کہ نہایت حسین اور خوبصورت تھی بالغ ہوئی تو اُس
مرد کی بی بی کو یہ خیال ہوا کہ مبادا شوہر میرا آئے اور اس سے نکاح کرلے باین خیال اُسنے
اُس یتیم کو اس عورت نے اول شراب پلائی اور زنان ہمسایہ کو بلا کر اسکو پکڑوایا اور اپنی
انگشت سبابہ سے اُسکی بکارت کو زائل کیا جب شوہر اُسکا آیا تو اُس سے کہا کہ اس دختر نے
زنا کیا ہے اور اُن زنان ہمسایہ نے اُسپر گواہی دی اس مرد نے اس قصہ کو خلیفہ صاحب کے
روبرو اظہار کیا خلیفہ صاحب حیران ہوئے کہ نہیں کیا حکم دوں اُس مرد نے کہا کہ اے خلیفہ اگر تمکو
اسکا حال معلوم نہیں تو ہمکو پسر عم رسول خدمت میں بھیجدو کہ وہ ہمیں حکم مناسب دینگے
پس خلیفہ صاحب مع حاضرین جلسہ و مخاصمین و شہود در دولت جناب امیر المومنین پر
حاضر ہوئے اور قصہ اُن لوگوں کا پیش کیا جناب امیر نے زن مدعیہ سے کہا کہ تو اپنے دعوی کے
گواہ رکھتی ہے اُسنے کہا کہ یہ زنان ہمسایہ میرے دعوی کی گواہ ہیں اُس جناب نے مدعیہ اور
مدعا علیہ کو مع گواہان دوسرے گھر میں بھیجدیا پھر ایک عورت کو گواہوں میں سے بلایا اور آپ
دو زانو ہو بیٹھے اور اُس عورت سے فرمایا کہ تو مجھے جانتی ہے کہ میں امیر المومنین ہوں اور یہ دعوا اتفاقا
میری اور میں نے زن مدعیہ کو بہت پند و نصیحت کی مگر وہ اپنے دعوے سے باز نہیں آتی اور حق کیطرف
رجوع نہیں کرتی اگر تو سچ نہ کہیگی تو تجھے قتل کرونگا اُس عورت نے عمر کیطرف دیکھکر کہا کہ
خلیفہ امان کس چیز میں ہے کہا سچ کہنے میں اُس عورت نے کہا کہ یا حضرت یہ مدعیہ جھوٹ
کہتی ہے اس دختر نے زنا نہیں کیا ہے اصل قصہ آپ سے روبرو بیان کیا
آپ نے دوسری گواہ کو بلایا اور اُس سے بھی یہی فرمایا اُسنے بھی مثل گواہ اول بیان کیا

بیان کیا آپنے اُسوقت تکبیر کہی اور فرمایا کہ بعد دانیال پیغمبر کے اسطرح سے گواہوں کی
تصدیق مینے ہی کی ہے پہر چار سو درم مہر دختر اُس عورت مدعیہ کے ذمہ پر واجب کرکے
اسکو شوہر سے طلاق دلوا کر شہر سے نکلوا دیا اور آپ مرد نے اُس دختر کا نکاح کر دیا اور
مہر اُسکا بیت المال سے ادا کیا اور بعض روایت میں ہے کہ اس حضرت پر اور اُن عورتوں پر
کہ جنہوں نے اس امر میں اُسکی اعانت کی تھی حد جاری کی پہر عمر بن خطاب نے [illegible]
علی حدیث دانیال پیغمبر کی ہمسے آپ بیان کریں کہ انہوں نے کیا کیا جناب امیر نے
فرمایا کہ زمانہ دانیال پیغمبر میں ایک [illegible] پرورش کیا تہا
اُس شہر میں دو قاضی تہے کہ آپسمیں دوستی رکہتے تہے جب وہ یتیم جوان ہوا اور جوان تہی
ہوا تو ایک مرد نے اُس سے نکاح کیا وہ عورت بہت خوبصورت اور پاکدامنی کے ساتہ
مشہور اور معروف تہی اتفاقا وہ مرد صالح بادشاہ کا مصاحب اور ندیم ہوگیا ایک روز
بادشاہ کو ایک مہم پر کسی شخص کے بہیجنے کی ضرورت ہوئی دونوں قاضیوں نے بادشاہ سے
عرض کی کہ وہ مرد صالح امین ہے اس امر کی لیاقت رکہتا ہے بادشاہ نے اُسکو حکم جانے کا
دیا اُسنے اپنی زن صالحہ عفیفہ کو قاضیوں کے سپرد کیا اور بہت سفارش اُسکی کی اور کہا
کہ اسکو میرے بعد کسیطرح کی تکلیف نہونے پائے اسکی خبر لینا قاضیوں نے قبول کیا
اور ہر روز اُسکے دروازے پر جاکر اسکی خبر لیتے تہے ایک روز نظر قاضیوں کی
اُسکے روئے زیبا اور قد رعنا پر جا پڑی دفعۃ دونوں اسیر عاشق ہوگئے
اور اُسکو پیغام وصل اور ہم آغوشی کا بہیجا کہ اگر تو اسکو قبول نکریگی تو ہم تجہپر
پیش بادشاہ تہمت زنا کی کرینگے اور گواہی دلا کر تجہے سنگسار کرینگے
اُس عفیفہ پاکدامن نے اس سے انکار کیا اور کہلا بہیجا کہ جو چاہو میرے

حق میں کرو مجھسے ایسا فعل شنیع نہوسکیگا قاضیونے یہ سنکر بادشاہ سے کہا کہ فلاں صالح
کی زوجہ نے زنا کیا اور ہم اسکے گواہ ہیں بادشاہ کو یہ سنکر بسبب اسکی عفت اور
صلاحیت مشہورہ کے حکم دینے میں تردد واقع ہوا اور سوچ و فکر میں گیا کہ یہ سانحہ کیا ہے
آخرکار نہایت غمناک اور ملول ہوکر قاضیوں سے کہا کہ تین روز کی اس عورت کو مہلت
دی گئی ہے بعد تین روز کے حکم مناسب دیا جائیگا پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ شہر میں منادی
کریں کہ فلاں زن عابد نے زنا کیا ہے اور قاضیوں نے اسپر گواہی دی ہے سب لوگ حاضر ہوں
غرض سب آدمی آپس میں گفتگو اور قیل و قال کرتے ہوئے آئے اور سب نے پیش بادشاہ
سخنان حیرت خیز تردد آمیز بہت سے بیان کیے بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ آخر ہمیں
کچھ فکر و اندیشہ کرنا چاہیے وزیر روز سویم باہر نکلا دیکھا کہ ایک جماعت لڑکوں کی
کھیل رہی ہے اور دانیال پیغمبر بھی انکے پاس کھڑے ہیں وزیر بھی کھڑا ہو گیا حضرت
دانیال نے ان لڑکوں سے کہا کہ آؤ میں تمہارا بادشاہ ہوں اور تو اے لڑکے فلاں
عابد کی زوجہ بن اور تم فلاں فلاں دو قاضی ہو جاؤ کہ گواہی دیتے ہیں اس عورت
پر زنا کی اور تھوڑی سی خاک جمع کی اور تلوار ترسل کی بنائی اور دونوں قاضیوں
کو دو جگہ الگ الگ بھیجدیا پھر ایک کو ان دونوں قاضیوں سے اپنے پاس بلایا
اور اس سے کہا کہ اگر تو سچ نہ کہیگا تو میں تجھے قتل کرونگا تو اس عورت پر کیا گواہی
دیتا ہے اسنے کہا کہ اس عورت نے زنا کیا دانیال نے پوچھا کہ کس روز کہا فلاں روز
پھر پوچھا کس جگہ کہا فلاں جگہ پھر پوچھا کس سے کہا فلاں شخص سے دانیال نے حکم دیا کہ اسکو
اس جگہ لیجاؤ پھر دوسرے لڑکے کو کہ دوسرا قاضی بنا تھا بلایا اور اس سے بھی یہی سوال
کیے اسنے بھی جواب دیے مگر دونوں کے جواب میں اختلاف پیدا ہوا دانیال نے

کہا کہ اللہ اکبر جہوٹی گواہی دی اس عورت پر قاضیوں کو قتل کرنا چاہیے وزیر نے یہ سب سنکر اور دیکھکر بادشاہ سے سارا قصہ بیان کیا بادشاہ نے بہی قاضیوں کو بُلا کر جدا جدا رکہا اور پہر ایک ایک کو بُلا کر پوچہا دونوں کے کلام میں اختلاف واقع ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ سب لوگ جمع ہوں اور پہر قاضیوں کو قتل کیا سب کے روبرو تا عوام الناس کو عبرت ہو۔ **فصل** واضح ہو کہ اکثر اُس جناب نے غیب کی خبریں دی ہیں از انجملہ چند خبریں اس رسالہ مختصر میں مندرج کیجاتی ہیں **اول** یہ کہ کتاب جرائح میں مذکور ہے کہ ایک شخص جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ اے امیر المومنین میں تمہارے دوستوں میں سے ہوں آپنے فرمایا تو جہوٹ کہتا ہے مخنث اور دیوث اور ولد الزنا مجہے دوست نہیں رکھتا بعد چند روز کے قصہ صفین کا پیش آیا تو وہی شخص لشکر معاویہ سے تہا اور وہیں مارا گیا اور جہنم واصل ہوا۔ **دوسرے** اُسی کتاب میں منقول ہے کہ جناب امیر نے وقت رحلت اپنے فرزندونکو کہ بارہ تہے جمع کیا اور کہا کہ خدا تعالے دوست رکہتا ہے کہ میں اوپر سنت یعقوب نبی کے عمل کروں کہ اُنہوں نے وقت رحلت اپنے فرزندونکو کہ بارہ تہے واسطے اطاعت اور متابعت اور فرمانبرداری حضرت یوسف کے وصیت کی تہی اور کہا تہا کہ اُسکے حکم سے باہر نہونا۔ میں بہی تمکو واسطے اطاعت اور فرمانبرداری حسنین کے وصیت کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ تم بہی انکے حکم اور اوامر و نواہی سے باہر نہ جانا پس ایک نے آپ کے فرزندوں میں سے کہ عبد اللہ نام تہا کہا کہ باوجود محمد حنفیہ کے انکی اطاعت کیجائے اُس جناب نے یہ سنکر فرمایا کہ تو میرے حضور اور روبرو اور میری حیات میں ایسی جرات کرتا ہے اور خلاف میرے قول کے کہتا ہے میں دیکہتا ہوں تجہے خیمہ میں کشتہ پڑا ہوا اور کوئی

فصل سات اخبار غیب
جمیع امور ... الارواح ... وقصص الانبیاء

نہ جانیگا کہ کشندہ تیرا کون ہے اور کس نے تجھے مارا ہے پس جب زمانہ مختار ثقفی کا ہوا تو عبد اللہ مصعب
بن زبیر کے پاس گیا اور سرداری لشکر کی لی تا کہ لشکر مختار سے محاربہ کرے اثنا راہ میں ایک
شب عبد اللہ اپنے خیمے میں مارا گیا اور وقت صبح جب لوگوں نے دیکھا کہ عبد اللہ اپنے خیمہ سے نہیں
نکلا تو اُسکے خیمے میں آئے دیکھا کہ وہ قتل ہوا پڑا ہے اور یہ نہ معلوم ہوا کہ کسنے اُسکو قتل کیا ہے
تیسرے ابن ملک شامی نے اپنی کتاب میں تاریخ فتوح شام سے نقل کی ہے کہ جب خوارج
جناب امیرؑ کے قتل کرنے پر ایکدل اور ہم عہد ہوئے اور وہ بنا بر قصد قتال اُنکی طرف روانہ
ہوئے تو راہ میں ایک سوار دور سے پیدا ہوا اور جناب امیرؑ کے پاس آنکر کہا کہ خوارج آپکے آنیکی
خبر سنکر نہر سے عبور کر گئے اور بھاگ گئے آپنے پوچھا کہ تونے اپنی آنکھ سے اُنکو عبور کرتے
دیکھا کہا ہاں فرمایا کہ میں قسم کھاتا ہوں اُس خدا کی کہ جسنے محمدؐ کو براستی مبعوث کیا اُنہوں
نے ہرگز نہر سے عبور نہیں کیا اور قسم و بیت تک کوئی نہ پہنچیگا تا اینکہ سب میرے ہاتھ سے
مارے جائیں بجز بارہ آدمیوں کے کہ وہ بھاگ جائیں اور میرے اصحاب سے مارے نہ جائینگے مگر کمتر
دس آدمیوں سے پس جب کنارہ نہر پر پہنچے تو جو آپنے فرمایا تھا وہی ظہور میں آیا **چوتھی**
جندب بن عبد اللہ ازدی سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں جناب امیرؑ کے ہمراہ تھا جنگ جمل
و صفین میں پس جناب امیر نے جبکہ نہروان پر نزول کیا تو میرے دلمیں شک پیدا ہوا کہ یہ
جماعت سب زہاد اور قرا اور عباد میں انکے ساتھ قتال اور جدال مشکل ہے صبح کو میں نیزہ اور
مطہرہ پانی کا لیکر لشکر سے دور جاکر نیزہ زمین میں گاڑ دیا اور سپر کو سر پر سایہ کرکے
بیٹھ گیا اور فکر میں تھا اس امر کے کہ ناگاہ جناب امیر کا گذر میری طرف ہوا اور مجھسے
پوچھا کہ آیا تیرے پاس پانی ہے میں نے کہا کہ ہاں آپنے وہ مطہرہ اُٹھا کر طہارت کی
پھر آنکر سپر کے نیچے میرے پاس بیٹھ گئے کہ ناگاہ ایک سوار دور سے نمودار ہوا

آپ نے فرمایا کہ اس سوار کو اسطرف بلالے مینے سوار کو بلایا جب وہ آیا تو اُسنے کہا کہ
اے امیر المومنین قوم نے نہر سے عبور کیا آپنے فرمایا کہ عبور نہیں کیا کہ اسمیں ایک
اور سوار آیا اور اُسنے بھی یہی کہا کہ قوم نے نہر سے عبور کیا اور دونوں نے قسمیں کھا کر
کہا کہ جب وہ عبور کر چکے ہیں تب ہم اسطرف کو روانہ ہوئے ہیں آپنے فرمایا کہ ہرگز انہوں
نے عبور نہیں کیا تم خلاف کہتے ہو اور وہ اسیطرف مارے جاینگے یہ فرما کر وہ جناب
کھڑے ہو گئے اور میں بھی ساتھ کھڑا ہو گیا اور اپنے دلمیں کہا کہ الحمد للہ خدا تعالے
نے مجھے اس مرد کے حال پر آگاہ کیا لیس اگر یہ امر مطابق ہوا اسکے کہنے کے اور انہوں نے
نہر سے عبور نہیں کیا تو میں اسکی خدمتمیں بجان کوشش کرونگا اور اگر کہنا اسکا خلاف
ہوا تو اول جو اسکے ساتھ قتال کریگا میں ہونگا غرض جب ہم کنارے پر نہر کے
پہنچے تو دیکھا کہ قوم اسیطرف نہر کے پڑی ہوئی ہے اور اُس سے عبور نہیں کیا پس
اُس جنابنے میری گردن پکڑ کے آگے کو گھسیٹا اور کہا اب بھی حال میرا تجھپر روشن
ہوا یا نہیں مینے عرض کی کہ ہاں یا امیر المومنین آپنے فرمایا کہ اب تجھے اختیار ہے
جہاد کرنے میں اور نہ کرنے میں غرض میں میدان میں آیا اور بہت سے خوارج کو قتل کیا اور
بہت کوشش کی تا اینکہ جہاد سے فارغ ہوئے اور یہ خبر ناقلان اخبار میں شایع اور مشتہر
ہوئی- **پانچویں** کشف الغمہ میں مذکور ہے کہ جب جناب امیر کا صحرائے کربلا میں
گذر ہوا تو زار زار روئے لگے اصحابنے جو سبب رونیکا پوچھا تو فرمایا یہ زمین کربلا ہے
اسمیں ایک جماعت ناحق شہید ہوگی اور بے حساب بہشت میں جائیگی اور پھر
ہر ایک کو محل خیام اور مکان جنگ اور جاے شہادت اُن کی دکھلائی اور
الیسا روئے کہ آپکے رونے پر سب رفقا بھی رونے لگے غرض یہ فرما کر وہاں سے

روانہ ہوئے مگر کوئی شخص تاویل آپکے اس قول کی نہ جانتا تہا جبکہ واقعہ ہائلہ شاہ شہدا
آبا عبداللہ الحسینؑ واقع ہوا اُسوقت سب کو آپکے ہمراہیوں سے معلوم ہوا اور سب پر حال
کُہلا کہ اُس جنابکے اُس واقعہ سے یہ مراد تہی اور بہی جامع الاسرار میں منقول ہے
کہ ایکبار جناب امیر لشکر لیکر خوارج نہروان سے لڑنے جاتے تہے اثنا راہ میں گذر آپ کا
ایک دیر پر ہوا پیر دیرانی نے کہا کہ اے سردار لشکر کہاں کا ارادہ ہے آپنے فرمایا کہ میں
دشمنوں سے لڑنے جاتا ہوں پیر دیرانی نے کہا ابہی نجاؤ ایک زمانہ توقف کرو اور اپنے
لشکر کو بہی حکم دو کہ ابہی متوجہ حرب مخالفین کے نہووے کیونکہ اس زمانہ میں ستارہ مسلمانوں
کا ہبوط میں ہے اور طالع ملت اسلام کا ضعیف چند روز صبر کرو تاکہ ستارہ اہل اسلام کا
ہبوط سے روطرف صعود کے رکہے اور طالع انکا قوت پکڑے اُس جنابنے فرمایا کہ تو
دعوی علم آسمانی کا کرتا ہے مجہے بتا کہ فلاں ستارہ کہاں ہے پیر نے کہا حقا کہ میں نے
کبہی اس ستارہ کا نام بہی نہیں سنا پہر اُس سے ایک اور سوال کیا اُسکو بہی نہ بتا سکا
آپنے فرمایا کہ تو آسمان کے حال سے چنداں وقوف نہیں رکہتا میں زمین کا کچہ حال
تجہ سے پوچہتا ہوں بتا کہ تیرے پاؤں کے نیچے کیا شے مدفون ہے اُسنے کہا کہ میں نہیں
جانتا آپنے فرمایا کہ ایک ظرف ہے کہ اُسمیں اسقدر دینار ہیں اور یہ سکہ اُنپر ہے
پیر نے کہا کہ تم یہ کہاں سے کہتے ہو فرمایا کہ مجہے رسولخدا نے اسکی خبر دی ہے
کہ تو قوم خوارج سے لڑیگا اور تیرے لشکر میں سے دس آدمیوں سے کم مارے جاوینگے
اور لشکر مخالف سے کم دس سے زندہ بہاگیں گے پیر مذکور آپ کی ان باتوں سے
متحیر ہوا اور کہا کہ میرے قدموں کے نیچے کہود و جب کہودا تو وہی ظرف نکلا اور
جس قدر دینار آپنے اُسمیں بتائے تہے اُسی قدر نکلے پہر اُسیوقت دیر سے

نیچے آیا اور اُس جناب کے ہاتھوں پر ایمان لایا پھر وہ جناب متوجہ نہروان کے ہوئے اور خوارجین کو قتل کیا اور بھی مروی ہے کہ ایک بار جناب سید المرسلین کے ایک دُمّل پیدا ہوا اور اُسکے سبب تپ محرقہ عارض ہوئی آپنے جناب امیر سے کہا کہ مجھے اس مرض کے سبب کمال ایذا ہے جناب امیر نے دست راست اپنا سینہ اقدس جناب ختمی مآب کے رکھکر کہا کہ یا داء اخرجي فانہ عبد اللہ و رسولہ راوی کہتا ہے کہ جناب رسولخدا اُٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ اے علیؑ خدا یتعالیٰ نے جو فضائل کہ تجکو عنایت کیے ہیں اُنہیں سے ایک یہ بھی ہے کہ سب دردوں اور بیماریوں کو تیرا مطیع اور فرمانبردار کیا ہے اور کوئی رنج ایسا نہیں ہے کہ جو تیرے حکم کی مخالفت کرے

فصل اُن جوابات میں کہ جو جناب امیر نے یہود وغیرہ کو دیے ہیں اور اوروں سے اُنکے سوالات کا جواب ندیا گیا چنانچہ معارج النبوۃ اور زہرۃ الریاض میں مسطور ہے کہ جب جناب رسالت مآب نے اس دار ناپایدار سے انتقال فرمایا تو بعد دس روز کے آپ کی وفات سے ایک اعرابی تازیانہ ہاتھ میں لیے اور نقاب منہ پر ڈالے مسجد میں آیا اور کہا السلام علیک یا اصحاب رسول اللہ وہ چیز کہ تم سے فوت ہوئی خدا یتعالیٰ عوض اُسکا تمکو ارزانی فرمائے ارکان محمد قد مات واللہ حي لا یموت ابدًا و اعظم اللہ اجرکم وغفر ذنبکم وما اعظم مصیبتکم بموت سیدکم یہ کہکر پوچھا وصی پیغمبر تم میں سے کون ہے ابو بکر نے جناب علیؑ کیطرف اشارہ کیا کہ یہ شخص وصی اُس جناب کا ہے وہ عرب جناب امیر کے پاس آیا اور کہا السلام علیک یا وصی رسول اللہ جناب امیر نے جواب سلام کا دیا اور کہا کہ علیکم السلام یا معیر صاحب البعیر ابو بکر اور حاضرین مجلس اس جواب کو سُنکر متحیر ہوئے اعرابی نے کہا کہ ای جوان

میرا نام تمنے کیونکر جانا اور مجھے صاحب بیر کیونکر کہا جناب امیر نے فرمایا کہ میرے بھائی
محمد مصطفےٰ نے مجھے خبر دی تھی اور سب کیفیت تیرے حال کی بیان کی تھی اگر تو
چاہے تو میں اُسے بیان کروں مصیر نے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے کہا کہ علی ابن ابیطالب
یہ کہکر ارشاد کیا کہ سن تو عربی نژاد ہے نام تیرا مصیر ہے اور تیرے باپ کا نام دادم ہے تین سو
ساٹھ برس تیری عمر سے گذرے ہیں اور اُس زمانہ میں کہ سو برس تیری عمر سے گذری
تھے کہ تو نے اپنی قوم کو ظہور رسالت سید کائنات کی بشارت دی تھی اور کہا تھا
کہ ایک مرد ایسا پیدا ہوگا کہ رخسارے اُسکے ماہ سے نورانی تر اور سخن اُسکا عسل سے
شیریں تر ہوگا پس جو کوئی کہ اُسکے ساتھ تمسک کریگا دارین میں نجات پاویگا اور
وہ شخص پدر یتیموں اور مسکینوں کا ہوگا اور صاحب شمشیر ہوگا اور دراز گوش پر سواری
کریگا کفش اُسکی پیوند زدہ ہوگی شراب اور زنا کو حرام کریگا قتل اور سود سے منع کریگا
خاتم انبیا ہوگا اُمت اُسکی پانچ وقت نماز پڑھے گی اور ماہ رمضان کے روزے
رکھے گی اور حج بیت الحرام کا بجا لائیگی اے گروہ اُسکے ساتھ ایمان لاؤ پس جب
تو نے اُنکو اس امر کیطرف دلالت کی تو تیری قوم تجھپر ہجوم لائی اور درپے تیری
ایذا اور آزار کی ہوئی اور چاہا کہ تجھے ہلاک کریں اور بسبب اسکے تجھے ایک چاہ عمیق میں
گرادیا اور اپنی خاطر تیری طرف سے مطمئن کی اور تو اب تک اُس چاہ عمیق میں محبوس
تھا جبکہ جناب رسالت مآب نے انتقال فرمایا تو تیری قوم کو خدا تعالیٰ نے ہلاک کیا اور
تجھے اُس چاہ کی قید سے نجات بخشی بعد اُسکے تجھے عالم غیب سے ندا پہنچی کہ اے مصیر محمدؐ
نے دار دنیا سے طرف عقبیٰ کے انتقال کیا اور تو اُسکے صحابیوں میں سے ہے مدینہ میں اُسکی
قبر کی زیارت کر اسواسطے تو قطع مراحل و منازل کر کے یہاں پہنچا ہے تاکہ زیارت

قبر شریف اس حضرت سے مشرف ہوئے مصیب نے جو یہ باتیں سنیں تو رو دیا اور پوچھا کہ آپ کو اس میرے قصے سے کسنے آگاہ کیا فرمایا کہ سرورِ کائنات نے مجھے خبر دی تھی کہ مصیب بعد وفات میری تیرے پاس آئیگا تو میرا اس سے سلام کہنا جب مصیب نے سلام سنا تو کھڑا ہوا اور اس جناب کے پاس کر فرق مبارک پر بوسہ دیا اور بیٹھ گیا جناب امیرؑ نے ارشاد کیا کہ اے مصیب تو نقاب اپنے منہ پر سے اٹھا دے جو ہیں نقاب اسنے اپنے منہ پر سے اٹھائی ایک نور اسکے جبین سے ساطع ہوا کہ تمام مسجد روشن ہوئی مصیب نے عرض کی کہ یا حضرت ہیں کئی سوال کہتا ہوں کہ انپر کوئی اطلاع نہیں رکھتا مگر نبی یا وصی نبی جناب امیرؑ نے فرمایا کہ پوچھ کیا پوچھتا ہے اسنے عرض کی کہ یا علی مجھے خبر دیجیے کہ وہ نر کونسا ہے کہ جو بے ماں اور بے باپ کے پیدا ہوا اور وہ مادہ کونسی ہے کہ جو بے ماں اور بے باپ کے پیدا ہوئی اور وہ نر کونسا ہے کہ جو بے باپ کے پیدا ہوا اور خبر دو مجھے اس سوال سے کہ نہ وہ قبیل انس سے ہے اور نہ قسم جن سے اور نہ نوع ملائکہ سے اور نہ بہائیم سے اور نہ سباع سے اور وہ قبر کونسی ہے کہ جس نے اپنے صاحب کو اپنے میں سیر کروائی۔ اور وہ حیوان کونسا ہے کہ جسنے اپنے اصحاب پر رحم کیا۔ اور وہ کونسا جسم ہے کہ جسنے کہا یا تو نگر یا نہیں اور وہ کونسی زمین ہے کہ جس پر ایک دفعہ آفتاب چمکا اور پھر اسپر کبھی نہ چمکیگا اور وہ کونسا جماد ہے کہ جسے زندہ جنا اور وہ کونسی عورت ہے کہ جسنے تین ساعت میں بچہ جنا اور وہ دو ساکن کونسے ہیں کہ جو کبھی حرکت نکریں گے اور وہ دو متحرک کونسے ہیں کہ جو کبھی ساکن نہوں گے اور وہ کونسے دوست ہیں کہ جو کبھی دشمن نہوں گے اور وہ دو دشمن کونسے ہیں کہ کبھی دوست نہوں گے اور خبر دو مجھے شئی اور لاشئے

اور خوب ترین اشیا، اور زشت ترین اشیا سے اور اول رحم میں کیا شے منعقد ہوتی ہے اور قبر میں کیا شے سب سے آخر گرتی ہے پس جب مصیر نے یہ ہنیں سوال عرض کیے تو جناب امیر نے اُنکا جواب بہ تفصیل بیان کرنا شروع کیا اور فرمایا کہ وہ نر کہ جو بے ماں باپ کے پیدا ہوا وہ حضرت آدم ہیں اور وہ مادہ کہ جو بے ماں باپ کے پیدا ہوئی وہ حضرت حوا ہیں اور وہ نر کہ بے باپ کے پیدا ہوا وہ حضرت عیسےٰ ہیں اور وہ رسول کہ نہ قبیل انس سے ہی اور نہ جن سے اور نہ ملائکہ سے ہی اور نہ بہایم سے وہ غراب ہے کہ خدا تعالیٰ نے واسطے تعلیم قابیل کے بھیجا تھا جیسا کہ فرماتا ہے خدا تعالیٰ فبعث اللہ غرابا یبحث فی الارض اور وہ قبر کہ جسنے اپنے صاحب کو سیر کرائی وہ ماہی تھی کہ یونس کو تین روز تک اپنے پیٹ میں رکھا اور اطراف و جوانب بحر میں سیر کرتی پھری اور وہ حیوان کہ جسنے اپنی قوم پر رحم کیا وہ چیونٹی تھی کہ واسطے طلب رزق کے اپنی قوم کے ساتھ باہر گھر سے نکلی تھی اور سب چیونٹیاں ستون پر کہ حضرت سلیمانؑ اُسکے نیچے سوتے تھے چڑھیں چیونٹی نے اپنی قوم سے کہا کہ خبردار مٹی حضرت سلیمانؑ کے سر پر گرنے نہ پائے کہ پیغمبر خدا اُس سے متاذی ہو اور وہ جسم کہ جسنے کھایا تو مگر پیا نہیں وہ عصا حضرت موسیٰؑ کا تھا کہ سحر ساحروں کا نگل گیا اور وہ بقعہ کہ جسپر ایکدفعہ آفتاب چمکا اور پھر نہ چمکیگا وہ دریائے نیل ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے واسطے قوم موسیٰؑ کے شگافتہ کیا اور قعر یعنی تہ زمین اُسکی ظاہر ہوئی تو آفتاب کا ظل یعنی پرتو اُسپر پڑی یہانتک کہ گرد اُس سے اُڑی اور جب سب اُس سے نکل گئے تو پھر پانی دریا کا مل گیا اور وہ جماد کہ جس سے حیوان پیدا ہوا وہ پتھر تھا کہ جس سے

ناقہ صالح پیدا ہوا اور وہ دو ساکن کہ کبھی متحرک نہونگے آسمان وزمین ہیں اور مراد حرکت سے حرکت این ہے یعنے انتقال کرنا مکان سے طرف مکان کے اور وہ دو متحرک کہ ساکن نہونگے وہ چاند اور سورج ہیں اور وہ عورت کہ تین ساعت میں بچہ جنے وہ حضرت مریم ہیں کہ ایک ساعت میں حاملہ ہوئیں اور ایک ساعت درد زہ میں مبتلا رہیں اور ایک ساعت میں حضرت عیسےٰ پیدا ہوئے اور وہ دوست کہ کبھی دشمن نہونگے جسم اور جان ہیں اور وہ دو دشمن کہ کبھی دوست نہونگے وہ موت اور حیات ہے اور شے مومن ہے اور لاشے کافر ہے اور احسن اشیا صورت انسان کی ہے اور اقبح اشیا بدن بے سر ہے اور اول رحم میں جو چیز منعقد ہوتی ہے انگشت شہادت ہے اور آخر بدن سے وہ چیز کہ جو قبر میں گرتی ہے وہ ہڈی ہے کہ جو انتہائی پشت میں ہے۔ مصیر نے جو یہ جواب اپنے سوالات کے پائے اٹھ کھڑا ہوا اور بوسہ اوپر فرق مبارک اور جبین مبین کے دیا اور سب صحابہ نے بھی حضرت کے دست مبارک چومیں اور زبان تعریف و توصیف کی کھولی مصیر نے کہا کہ یا علیؑ مجھے مرقد منور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لیچلو کہ میں اس جناب کی زیارت سے مشرف ہوں وہ جناب مرقد منور جناب ختمی مآب پر اسکو لیگئے اسنے قبر مبارک کو بغل میں لیا اور سینہ بے کینہ سے اپنے اسکو مس کیا جناب امیر علیہ السلام نے سب سے ارشاد کیا کہ اس کے پاس سے دور ہو جاؤ کہ اسکا وقت مفارقت دنیا سے نزدیک ہے سب ہٹ گئے پھر بعد ایک ساعت کے جو سب اس کے پاس آئے تو اسے دیکھا کہ طائر روح اسکا قفس عنصری سے مفارقت کر گیا

اور بھی کتاب مذکور میں ابو یعلی سے منقول ہے کہ بادشاہ روم نے بہت سامان
واسطے رسول مقبول کے بھیجا مگر وکیل اسکا اسوقت مدینہ میں پہنچا کہ جناب رسول خدا انتقال
فرما چکے تھے وکیل مذکور نے یہ حال بادشاہ کیجند متمیں لکھا شاہ روم نے حکم دیا کہ
جو کوئی ان تین مسئلوں کا جواب دے وہ وصی رسول کا ہی اسکو مال سپرد کر دینا اور
اگر کوئی شخص انکا جواب نہ دے تو مال کو واپس لے آنا غرض وہ رسول قیصر ابو بکر کے
پاس آیا اور کہا کہ تو خلیفہ رسول اللہ کا ہی اسنے کہا کہ ہاں اسنے کہا کہ اگر تو خلیفہ
بحق ہی تو تین چیز کا مجھے جواب دے۔ اول وہ کیا چیز ہے کہ جو خدا تعالی کے واسطے
نہیں۔ دوسری وہ کیا چیز ہے کہ جو خدا تعالی کے نزدیک نہیں۔ تیسری وہ
کیا چیز ہے کہ جسکو خدا تعالی نہیں جانتا یہ سنکر ابو بکر خفا ہوا اور درشتی اور
سختی سے کہنے لگا کہ یہ کفر کی باتیں تو بکتا ہی اور عمر نے ابو بکر سے بھی زیادہ
اسپر سختی اور درشتی کی اور کہا کہ یہ سب تیری باتیں کفر کی ہیں ابن عباس نے
سنکر کہا کہ تمہاری کمال بے انصافی ہے کہ سائل سے درشتی اور سختی سے پیش آتے
ہو اور اسکو سرزنش کرتے ہو یہ کیوں نہیں کہدیتے کہ ہم نہیں جانتے شیخین نے
کہا جزاک اللہ سچ کہا تمنے غرض ابن عباس رسول کو پیش جناب امیر علیہ السلام لائے
اور وہ وقت تھا کہ وہ جناب قرآن کے لکھنے اور جمع کرنیسے فارغ ہو چکے تھے رسول
قیصر نے بعد ادائے تحیت وسلام تینوں سوال عرض کیے حضرت نے فرمایا کہ ای شخص سن
وہ چیز خدا کیواسطے نہیں ہے وہ شریک ہے کہ خدا کا کوئی شریک نہیں وہ وحدہ
لا شریک ہے اور وہ چیز کہ جسکو خدا نہیں جانتا وہ قول تمہارا ہے کہ تم کہتے ہو
کہ عیسی بیٹا خدا کا ہے اور خدا نہیں جانتا کہ اسکے واسطے بیٹا ہی جیسا کہ فرماتا ہی

لا یعلم ما فی السموات والارض یعنی نہیں جانتا ہی خدا کہ اُسکے واسطے پسر ہے بیچ آسمانوں کے اور زمین کے اور وہ چیز کہ خدا تعالی کے پاس نہیں ہے وہ ظلم ہی کہ خدا کے پاس نہیں

سے یعنی کسی پر وہ ظلم و تعدی نہیں کرتا رسول قیصر نے کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ واشہد انک وصی رسول اللہ اور مال جناب امیر کو دیدیا اُس جناب نے وہ سب مال ارباب ایمان پہ تقسیم کردیا اور بھی اسی کتاب میں ابن عباس سے منقول ہی کہ زمان خلیفہ ثانی عمر بن الخطاب میں ایک شخص نواحی آذربایجان میں ایک اونٹ اپنے پاس رکھتا تھا کہ معاش اُسکے عیال و اطفال کی اُسی کے ... موقوف تھی اتفاقاً وہ شتر حالت مستی میں مہار توڑکر صحرا کیطرف چلا گیا اُس شخص نے ہرچند اُسکے پکڑنے میں سعی کی کچھ مفید نہوئی اُسکے اقربا نے اُس سے کہا کہ ہمنے سنا ہی کہ زمانہ جناب رسول مقبول میں جب کسیکو ایسی شکل پیش آتی تھی تو وہ شخص حضرت کی خدمتمیں جاکر عرض کرتا تھا اور بہ برکت دعائے آنسرور وہ مطلب کو پہنچ جاتا تھا اور اب اگرچہ وہ جناب زندہ نہیں ہیں مگر اُس جناب کا جانشین موجود ہے تو اُسکے پاس جاکر التماس کرکہ وہ تیرے واسطے دعا کریں شاید کہ ببرکت دعا اُس خلیفہ کے تو اپنے مطلب کو پہنچے اور وہ شتر رمیدہ تیرا رام اور فرمانبردار ہو جائے غرضکہ یہ وہ صاحب شتر مدینہ میں آیا اور خلیفہ ثانی سے اظہار حال کیا عمر نے کہا کہ تو کسی تدبیر سے اُسکو گرفتار کر اُسنے کہا کہ مینے بہت سی تدبیریں کیں کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی خلیفہ جی نے کہا کہ میں ایک رقعہ لکھتا ہوں تو اُس رقعہ کو دلیرانہ جاکر اُس شتر کے آگے ڈالدے جو وہ تیرا تابعدار ہو جائیگا یہ کہکر لکھا کہ یہ مکتوب ہے امیر المومنین عمر کی جانب سے اے گروہ جنات و اے گروہ شیاطین

کہ اس شتر رمیدہ کو تم صاحب شتر کے تابع اور رام کردو اور اگر تم اس حکم کی مخالفت کروگے اور شتر کو مطیع اور منقاد نکردوگے تو سزا دیجائیگی وہ شخص اُس مکتوب کو تعویذ جان اپنا کرکر آذربایجان کو روانہ ہوا راوی کہتا ہی کہ مینے جناب علیؑ ابن ابی طالب سے یہ حال بیان کیا فرمایا کہ مثل نبیؐ کے معجزہ اور کرامت ظاہر نہیں ہوتی مگر اُسکے وصی بحق سے راوی کہتا ہی کہ مینے یہ سنکر چاہا کہ اگر کوئی شخص آذربایجان سے آوے تو اُس سے حال صاحب شتر کا پوچھوں اور سب کیفیت دریافت کروں اتفاقاً ایک روز مینے دیکھا کہ وہی شخص چلا آتا ہے مینے دوڑ کر اُس سے ملاقات کی اور حال پوچھا اُسنے کہا کہ اے شخص جسوقت مینے وہ خط اُس شتر کے روبرو لا تو اُسنے مجھپر حملہ کرکے پکڑ لیا اور چاہا کہ ہلاک کرے اور زمین پر دے مارا کہ اتنے میں میرا بھائی بہت سے آدمی لیکر پہنچا اور بزور تمام مجھے اُسکے ہاتہ سے چھڑایا یہ زخم جو میرے منہ پر دیکھتا ہے اُسہی روز کا ہے اب میں آیا ہوں تا خلیفہ سے یہ سب حال بیان کرکے کچھ اپنے واسطے معیشت مقرر کراؤں غرض وہ شخص دار الشرع میں آیا اور خلیفہ صاحب سے حال بیان کیا عمر نے کہا کہ یہ شخص جھوٹ بولتا ہے اُسنے میرا رقعہ اُنکو نہیں دکھایا اُس شخص نے قسمیں غلاظ و شداد کہائیں کہ مین جھوٹ نہیں کہتا مینے وہ رقعہ تمہارا اُنکو دکھایا تھا خلیفہ صاحب نے اُسکو دار الشرع میں سے نکلوا دیا ابن عباس کہتے ہیں کہ میں اُسکو امیر بحق و وصی مطلق علیؑ ابن ابی طالب کی خدمت میں لیگیا اُس جناب نے دیکھکر تبسم فرمایا اور کہا کہ اے ابن عباس مینے تمسے کہا تھا کہ وہ شخص عنقریب خائب اور خاسر لیئے حصول مقصد معاودت کریگا اور اُس مصیبت زدہ کی دلداری کرکے فرمایا کہ تو اُس جگہ جا

اور اس دعا کو پڑہ اللھم انی اتوجہ الیک بنبیک نبی الرحمۃ واہلبیتہ الذی اخترتہم

علی العالمین اللھم ذللنی صعوبتہا واکفنی شرہا فانک الکافی المعافی الغالب القاہر غرض وہ شخص اپنے گہر چلا گیا دوسرے برس پہر وہ آیا اور بہت سے شتر اُس کے ساتہ تھے اور زر کرایہ انکا جناب امیرؑ کی خدمت میں لایا اور عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ آپ اس زر کے قبول کرنیمیں اس غلام پر احسان کریں کہ یہ زر آپ کے تصدق کو لایا ہوں۔ اس جناب نے فرمایا کہ مینے قبول کیا اور تجہی کو بخشا اور جو حال کہ اُسمیں اور شتر میں گزرا تھا بیان فرمایا اُسنے عرض کی کہ یا حضرت گویا آپ میرے ہمراہی تھے یا امیر المومنینؑ جب مینے جا کر وہ دعا پڑہی اور آپکا اسم مبارک لیا تو اونٹ فوراً سر جہکائے گردن نیہوڑائے انکہیرا فرمانبردار تابعدار ہو گیا کہ گویا مجہمیں اور اُسمیں کچہ کدورت ہی نہ تہی آپنے فرمایا کہ اب ہرگز تو اور تیرے عیال تیرے کسی طرح کی صعوبت نہ اُٹھائینگے اور جب تجہے کوئی صعوبت اور دشواری پیش آئے تو اُس دعا کو پڑہیو وہ دشواری آسان ہو جائیگی غرض وہ شخص جب تک زندہ رہا ہمیشہ اور ہر سال حج کو آتا تھا اور اُسکے پاس بہت سامال و اسباب جمع ہو گیا۔ اور بہی ابن بابویہ نے بسند معتبر جناب امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد علماء یہود سے خدمت میں جناب امیرؑ کے حاضر ہوا اور کئی مسئلے پوچہے از انجملہ ایک بات یہ بہی پوچہی کہ تمہارے پیغمبر کا وصی بعد اُسکے کتنی مدت تک زندگانی کریگا فرمایا کہ تیس برس پہر اُسنے پوچہا کہ وہ اپنی موت سے مریگا یا مارا جائیگا فرمایا کہ بلکہ مقتول ہوگا اور اُسکے سر پر بدبخت ترین امت ایک ضربت لگائیگا کہ ریش اُسکی اُسکے سر کے خون سے

خضاب ہوگی یہودی نے کہا بخدا سوگند کہ سچ کہا مینے اُس کتاب میں لکھا جسکو حضرت موسیٰؑ نے اور حضرت ہارون نے لکھا ہی ایسا ہی پڑھا ہی اور یہی منقول ہی کہ ایک شخص علمای یہود سے خدمت جناب امیرؑ میں حاضر ہوا اور یہ وہ وقت تہا کہ وہ جناب جنگ خوارج نہروان سے مراجعت کیے تشریف لاتے تہے پس اُس یہودی نے پوچھا کہ یا علیؑ تو ہی ہے وصی پیغمبر آخر الزماں کا حضرت نے فرمایا کہ ہاں میں ہی ہوں اُس یہودی نے کہا کہ ہر وصی پیغمبر پر سات بلائیں اور امتحان وارد ہوتے ہیں حیات پیغمبر میں اور سات بعد ممات اُس پیغمبر کے تم بیان کرو کہ تمپر کیا کیا بلائیں وارد ہوئی ہیں فرمایا کہ ہاں وہ سب مجہپر بہی وارد ہوئیں ہیں اور ایک ایک کو بیان کیا اور پہر فرمایا کہ ایک اُنمیں سے باقی ہی اُس نے پوچھا تو فرمایا کہ وہ بلیہ اخیر یہ ہے کہ یہ ریش اس سر کے خون سے خضاب ہوگی یہ خبر وحشت اثر سنکر سب رونے لگے اور صدا ہائے ہائے کی مسجد میں بلند ہوئی اور ایسا ماتم اور شیون برپا ہوا کہ کوئی گھر کوفہ میں نہ تھا کہ جسمیں آواز گریہ وزاری نہ پہنچی تہی یہانتک کہ سب آدمی یہ آواز گریہ سنکر خوف کے مارے گہروں سے اپنے نکلکر مسجد کیطرف بہاگے اور وہ یہودی اُسیوقت مسلمان ہوا اور ہمیشہ اُس جناب کی خدمت فیضدرجت میں حاضر رہا تا اینکہ وہ جناب درجہ رفیعہ شہادت کو فائز ہوئے پس وہ یہودی اُسوقت حاضر تھا کہ ابن ملجم کو پکڑکے جناب امام حسنؑ کیخدمت میں لائے اُس یہودی نے کہا کہ اے ابو محمد قتل کرو اس ملعون شقی کو خدا قتل کرے اس لعین کو بدرستیکہ پڑہا ہے مینے کتاب آسمانی میں کہ گناہ اس بدبخت کا زیادہ ہے پسر آدم سے کہ جسنے اپنے بہائی کو قتل کیا اور زیادہ ہی پے کنندہ ناقہ صالحؑ سے بہی اور یہی بحار اور مجالس وغیرہ کتب معتبرین فرقہ حقہ شیعہ میں مروی ہے

کہ روایت کی احمد بن ابی عبد اللہ برقی نے اور اُسنے ابو ہاشم سے اور اُسنے داود بن قاسم جعفری سے اور اُسنے ابو جعفر ثانی محمد بن علی الجواد سے کہ اُس جنابنے فرمایا کہ ایک روز جناب امیر المومنین ع سلمان فارسی پر تکیہ کیے مع جناب امام حسن مسجد حرام میں تشریف لائے کہ اسمیں ایک شخص حسن الہیئت نیکو صورت بالباس فاخرہ مسجد میں آیا اور جناب امیر پر سلام کر کے بیٹھ گیا اور کہا کہ اے امیر المومنین میں تین سوال آپ سے کرتا ہوں اگر آپنے اُن سب کا جواب دیا تو میں جانونگا کہ ان لوگوں نے جو کچھ آپ سے معاملہ کیا اور غصب کیا آپ سے خلافت کو دین و دنیا دونوں انکے خراب ہوئے اور اگر آپ اُنکا جواب نہ دینگے تو میں جانونگا کہ تم اور وہ سب برابر ہیں کوئی تم میں خلیفہ برحق نہیں جناب امیر نے فرمایا پوچھ جو تیرا جی چاہے اُس شخص نے کہا کہ اول آپ ارشاد کریں کہ آدمی جب سو جاتا ہی تو اسکی روح کہاں جاتی ہی اور آدمی کو کیونکر بھولی ہوئی چیز یاد آجاتی ہی اور کیونکر چیز کو بھول جاتا ہے اور کیا سبب ہے کہ کسی شخص کا بچہ تو مشابہ ہوتا ہی ساتھ چچا کے اور کسیکا مشابہ ہوتا ہی ساتھ ماموں کے یہ سنکر جناب امیر نے امام حسن سے فرمایا کہ ای ابا محمد اسکا تم جواب دو جناب امام حسن نے فرمایا کہ اے شخص تو نے جو یہ پوچھا کہ انسان کی روح سوتے میں کہاں جاتی ہے حال یہ ہے کہ سونے کے وقت روح انسان کی نکلکر متعلق ہوتی ہے ساتھ ریح کے اور ریح متعلق ہوتی ہے ساتھ ہوا کے جب تک کہ وہ جاگے پس اگر خداوند عالم کا اذن ہوتا ہے کہ روح اُسکی پھیری جاے اُسکے بدن کیطرف تو کھینچتی ہے ہوا ریح کو اور ریح کھینچتی ہے روح کو پس داخل ہوتی ہے روح بدن میں صاحب نوم کے اور وہ بیدار ہو جاتا ہے اور جو حکم

نہیں ہوتا واسطے پہرنے روح کے تو نہ ہوا ریح کو جذب کرتی ہی ریح روح کو پس
وہ شخص مرجاتا ہے ۱۱ یہ جو تونے پوچھا کہ انسان کیونکر یاد کرتا ہے اور کیونکر بہول
جاتا ہے اسکا حال یہ ہے کہ دل انسان کا بیچ حقّے کے ہے یعنی ڈبے میں اور اُس
حقہ پر سرپوش ہے پس جبکہ اُسکی خاطر سے کوئی چیز نکلجاتی ہی یعنی اُسکو بہول جاتا
ہے اور وہ درود بہیجتا ہے محمد پر درود کامل یعنی مع آل کے تو کہلجاتا ہی طبق اس
حقہ سے پس روشن ہوجاتا ہی قلب پس یاد کرتا ہی وہ شخص اُس چیز کو کہ جسکو بہول
جاتا ہے اور اگر درود کامل نہیں بہیجتا یعنی آل کو درود میں نہیں شریک کرتا اللہم
صل علی محمد ہی کہکر رہجاتا ہی تو ڈہک جاتا ہے یہ طبق حقہ پر پس تاریک ہوجاتا ہے
قلب اُسکا پس نہیں یاد کرتا اُس چیز کو کہ جسکو بہول گیا ہے اور یہ جو تونے
پوچھا کہ کبہی لڑکا چچا کی شبیہ اور کبہی ماموں کی شبیہ پیدا ہوتا ہے اسکا سبب
یہ ہے کہ مرد جسوقت آتا ہے اپنی بی بی کے پاس اور اُس سے صحبت کرتا ہے ساتہ
قلب ساکن اور اطمینان خاطر اور عروق غیر متحرک اور بدن غیر مضطرب کے تو
ساکن رہتا ہے یہ نطفہ اور قرار پکڑتا ہی نطفہ بیچ جوف رحم کے پس پیدا ہوتا ہے
لڑکا شبیہ اپنے ماں باپ کی اور اگر صحبت کرتا ہے ساتہ قلب غیر ساکن اور
بدن مضطرب اور عروق متحرک کے تو مضطرب ہوتا ہے یہ نطفہ پس واقع ہوتا ہے
حالت اضطراب میں ساتہ متحرک کے اور قرار پکڑتا ہی رگوں میں پس اگر واقع ہوتا ہے
اوپر عروق کے عروق اعمام سے تو لڑکا شبیہ ہوتا ہے ساتہ اعمام کے اور اگر واقع
ہوتا ہے اوپر عروق کے عروق اخوال سے تو لڑکا پیدا ہوتا ہے شبیہ اخوال کی
یہ سنکر اُس مرد نے کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ ولم یزل اشہد بہا یعنی گواہی

دیتا ہوں میں کہ نہیں ہے کوئی معبود بحق مگر خدا ئے یگانہ اور ہمیشہ گواہی دونگا میں ساتھ اسکے و اشہد ان محمد رسول اللہ ولم ازل اشہد بہا اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد رسول اللہ کا ہے اور ہمیشہ گواہی دونگا ساتھ اسکے و اشہد انک وصی رسول اللہ والقایم بحجتہ ولم ازل اشہد بہا اور گواہی دیتا ہوں میں کہ تو وصی رسول اللہ کا ہے اور قایم ہے ساتھ حجت اُسکے کے اور اشارہ کیا طرف جناب امیرؑ کے اور ہمیشہ گواہی دونگا ساتھ اسکے اور گواہی دیتا ہوں میں کہ تم ای حسنؑ وصی اُنکے اور حجت اُنکی ہو اور حسینؑ ابن علیؑ وصی ہیں اپنے باپ کے اور حجت ہیں اُنکی بعد اُنکے اور علیؑ ابن الحسینؑ قایم ہیں ساتھ امر حسینؑ کے بعد اُنکے اور علیؑ محمد بن علیؑ قایم ہیں ساتھ امر علیؑ ابن الحسینؑ کے بعد اُنکے اور علیؑ جعفر بن محمدؑ قایم ہیں ساتھ امر محمد بن علیؑ کے اور علیؑ موسی بن جعفر قایم ہیں ساتھ امر جعفر بن محمدؑ کے اور علیؑ ابن موسیٰؑ قایم ہیں ساتھ امر موسیٰؑ بن جعفر کے اور علیؑ محمد بن علیؑ قایم ہیں ساتھ امر علیؑ بن موسیٰؑ کے اور علیؑ بن محمد قایم ہیں ساتھ امر محمد بن علی کے اور حسنؑ بن علیؑ قایم ہیں ساتھ امر علیؑ بن محمد کے اور گواہی دیتا ہوں میں اوپر اُس شخص کے کہ وہ اولاد حسینؑ سے ہے کہ نہ کنیت کیا جاتا ہے اور نہ نام لیا جاتا ہے یہانتک کہ ظاہر ہو امر اُسکا پس بہر دیگا زمین کو عدل سے جیسا کہ بہری گئی ہو گی ظلم و جور سے اور سلام تجہپر اے امیرالمومنینؑ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یہ کہکر وہ شخص چلا گیا جناب امیرؑ نے جناب امام حسنؑ سے کہا کہ اے فرزند دیکھو تو یہ شخص کدہر جاتا ہے جناب امام حسنؑ دیکھکر آئے اور عرض کی کہ یا ابتا مسجد کے دروازہ تک تو اُسکے پاؤں کا نشان معلوم ہوا اور پہر آگے اُسکے کہیں اُسکا نشان نہ ملا

کہ وہ کدہر گیا آپنے فرمایا کہ اے حسنؑ تمنے جانا کہ وہ کون تہا عرض کی اللہ اور رسول
اور امیر المومنینؑ بہتر جانتے ہیں آپنے فرمایا کہ اے فرزند وہ خضرؑ تہے

فصل نویں

بیچ بیان حال سخاوت جناب امیرؑ کے اور اہلبیت علیہم السلام کے واضح ہو کہ حال سخاوت
کا اہلبیت کی یہ تہا کہ آپ فاقہ پر فاقہ کرتے تہے اور اپنے اہل و عیال کو بہی بہوکا رکہتے
تہے مگر فقیر اور مسکین اور محتاج کو بہوکا نہ دیکھ سکتے تہے انکو سیر کر دیتے تہے چنانچہ صدوقؒ
نے امالی میں بدو سند جناب امام بحق ناطق امام جعفر صادقؑ اور ابن عباس سے
آیہ کریمہ یوفون بالنذر میں روایت کی ہے کہ ایکبار جناب حسنینؑ کو زمانہ طفولیت میں
بیماری عارض ہوئی جناب مستطاب رسالت مآبؐ ان دونوں شاہ سوار رسالت و امامت کی
عیادت کو تشریف لائے دو شخص اور بہی اُس جناب کی ہمراہ تہے ایک نے اُنمیں سے
عرض کی کہ یا اباالحسنؑ آپ کوئی چیز نذر کریں کہ تا خداوند عالم انکو جلد شفا عنایت
کرے جناب امیرؑ اور جناب فاطمہؑ اور حسنینؑ اور فضہ نے تین تین روزے نذر کیے مگر
اُس روز جناب معصومہؑ کے گھر میں کچہ کہانے کو نہ تہا جناب امیرؑ شمعون یہودی کے گھر
تشریف لیگئے اور اُس سے کہا کہ اے شمعون آیا تو تہوڑا سا صوف دیتا ہے کہ
دختر رسول خدا تین صاع جو کے عوض اُسکو کاتے عرض کی اُسنے بہت بہتر تہوڑا سا
صوف اور تین صاع جو جناب امیرؑ کو اُسنے دیے اور اُس جنابنے انکو جناب
سیدہؑ کو لا کر دیا اور حال بیان کیا جناب معصومہؑ نے ایک حصہ صوف کا کاتا اور
ایک صاع جو کو پیسکر پانچ قرص نان اُسکی پکائی اور بعد افطار جب سب صاحب کہانے کو
بیٹہے تو ایک مسکین نے دروازے پر آنکر آواز دی کہ السلام علیکم یا اہلبیت محمدؐ
میں مسکین ہوں مجہے اپنے کہانے میں سے کہا دو خدا تعالی تمہیں بہشت

جناب امیرؑ نے یہ سنکر لقمہ ہاتھ سے رکھدیا اور فرمایا کہ ای فاطمہ صاحب جود و سخا اور ای دختر
رسول خدا ایک فقیر مسکین ہمارے پاس التجا لایا ہے اور بھوک سے خدا کیجانب اور ہمسے شکایت کرتا ہے
پس جو شخص کار خیر کرتا ہے وہ دایم عیش و عشرت میں رہتا ہے اور بہشت اوسکا وعدگاہ ہے اور وہ
نعمتیں بہشت کی اوسکو نصیب ہوتی ہیں کہ جو بخیل پر حرام ہیں اور بخیل ہمیشہ عذاب میں
رہیگا اور جہنم میں داخل ہوگا جناب معصومہ نے عرض کی کہ میں تمہاری تابع فرمان ہوں اور بخیل
نہیں ہوں بلکہ آرزو کرتی ہوں کہ خدا تعالی عوض اس بھوک کے مجھے اپنے دوستوں کے
ہمراہ بہشت میں داخل کرے یا سفارش کرنیکے گنہگاران امت کو بخشواؤں غرض سب
صاحبوں نے حتی کہ حسنینؑ نے بھی باوجود صغر سنی اپنی اپنی روٹی اوس مسکین کو اوٹھا دی
اور سوائے پانی کے اور کچھ نہ چکھا اور بھوکے سو رہے دوسرے دن پھر سب نے روزہ رکھا
جناب معصومہ نے ایک حصہ صوف کا کاتا اور ایک صاع جو اوسکی مزدوری کے پیسے اور پانچ
گردہ نان پکائی اور جب بعد افطار کھانیکو بیٹھے تو ناگاہ ایک یتیم نے آنکر سوال کیا
جناب امیرؑ نے ہاتھ سے لقمہ ڈالکر جناب معصومہ سے ارشاد کیا کہ ای دختر سید انبیاء وای
لخت جگر پیغمبر صاحب جود و سخا یہ مونث اور مدد ہے جانب خدا سے ہمارے
واسطے جو شخص کہ اسپر رحم کریگا دنیا میں خدا تعالی اوسپر رحم کریگا آخرت میں
اور میعاد اوسکا بہشت نعیم ہے کہ خدا نے اوسکو بخیل اور لئیم پر حرام کیا ہے
اور بخیل و لئیم قیامت میں کھڑے ہونگے مگر نادم اور پشیمان بند ہست کیے گئے
اور آتش جہنم میں داخل ہو کر بجای آب چرک صدید و آب گندیدہ پئیں گے
یہ سنکر جناب فاطمہؑ نے عرض کی کہ میں عنقریب دیتی ہوں اور کچھ پروا نکرونگی
اور رضا اور خوشنودی خدا تعالی کو اپنے اطفال پر اختیار کرونگی میرے

فرزندوں نے شب بسر کی ہی حالت گرسنگی میں کوچک انکا یعنی حسنینؑ کربلا میں شہید
ہوگا بمکر وحیلہ اور اُسکے قاتل کے لیے ویل ہی اور وبال عظیم اور وہ داخل ہوگا جہنم میں
غل وزنجیر آتشین میں جکڑا ہوا یہ فرما کر وہ گردہای نان اُس سائل کو اُٹھا دیے اور
اُس شب بھی سب نے کچھ نکھایا سوائے پانی کے تیسرے روز بعد افطار جب خوان لاکر
آگے رکھا اور سب صاحبوں نے قصد کہانیکا کیا اور لقمہ توڑا کہ ایک قیدی نے پکارا کہ
السلام علیکم یا اہلبیت محمد ہمکو اسیر کرتے ہو اور پہر ہمیں کچھ کہانیکو نہیں دیتے جناب
امیر نے یہ سنکر لقمہ ہاتھ سے ڈالدیا اور کہا کہ ای فاطمہ دختر پیغمبر بزرگ عظیم الشان
تمہارے پاس ایک اسیر آیا ہے کہ کہیں نہیں جاسکتا اور ایک بندہ خدا ہم غل وزنجیر
میں مقید اور شکایت کرتا ہی اپنی بہوک سے جو شخص آجکے دن اسکو کہانا دیگا قیامت کے
روز خدا تعالی سے جزا اسکی پائیگا کھیتی بوتا ہی اور زراعت کرتا ہی وہ جلد اسکو درو کریگا
پس اسکو کچھ دیدو اور محروم نرکھو جناب فاطمہؑ نے فرمایا ہاتھ چکی پیسنے سے مجروح
ہوگئے ہیں اور ایک صاع کے سوا اور کچھ باقی نہیں رہا اور میرے فرزند نہایت گرسنہ
اور بہوکے ہورہے ہیں خداوندا تو انکو ضائع نکرنا کہ انکا باپ صاحب خیر و معروف ہے اور
کشادہ دست یہ فرما کر سب روٹیاں اسیر کو اُٹھا دیں اور سوائے پانی کے اُس روز بہی کچھ
نہ چکھا اور چونکہ تینوں روزے تمام ہو چکے تھے تو صبح کو سب بہ نیت افطار پیدا ہوئی اور
جناب امیر حسنینؑ کو لیکر رسولخدا کی خدمتمیں حاضر ہوئے اور حسنینؑ کا بہوک کے مارے عجب حال تھا
کہ ضعف کے سبب کانپتے تھے جناب رسولخدا نے جو یہ حال انکا دیکھا تو فرمایا کہ ای ابو الحسن
بہت سخت ہی مجھپر کہ میں یہ حال تمہارا دیکھوں چلو فاطمہ کے پاس غرضکہ یہ
حضرات اُس معصومہ کے پاس آئے تو اُس سیدہ کو محراب عبادت میں کھڑا پایا کہ

شکم مبارک بھوک کے سبب پشت سے لگ گیا تھا اور آنکھیں گڑھے میں گھس گئی تھیں
پس جب رسول خدا نے یہ حال معصومہ کا دیکھا تو آنکو سینہ سے لگالیا اور فرمایا کہ میں
پناہ لیجاتا ہوں تمہارے اس حال سہ روزہ سے اُسوقت جبرئیل میں جانب حق جل علی کے
نازل ہوئے اور کہا کہ اے محمدؐ جو کچھ کہ خدا تعالی نے تمہارے واسطے مہیا کیا ہی اسکو لو
اُس حضرت نے پوچھا کہ کیا چیز لوں ای جبرئیل کہا ہل اتی علی الانسان حین من الدہر
یہانتک کہ اس آیہ کو پڑھا ان ہذا کان لکم جزاء و کان سعیکم مشکورا ہ اور ایک
روایت میں وارد ہے کہ جب رسولخدا جناب فاطمہ کے گھر میں تشریف لائے
اور اُنکو اس حال پر دیکھا تو روئے اور کہا کہ تم تین روز سے گرسنہ ہو اور
یہ حالت تمہاری ہیچ اور میں غافل ہوں کہ جبرئیل میں یہ آیات لیکر نازل ہوئے
ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجہا کافورا عینا یشرب بہا عباد اللہ یفجرونہا
تفجیرا ہ یعنے بہ تحقیق کہ ابرار اور نیکو کار پئیں گے کاسوں سے کہ ہوگا مزاج
اُنکا مثل کافور کے چشمہ کے کہ پئیں گے اُس سے بندے خدا سے بہار ہیں گے
اُس سے چشمے بہانے کرادی کہا ہی کہ یہ چشمہ جناب رسول خدا کے گھر میں
ہے کہ اُس سے اور چشمے جدا ہوئے ہیں اور اور پیغمبروں اور مومنوں کے گھر میں
بہتے ہیں یوفون بالنذر پورا کرتے ہیں نذر کو مراد اُنسے علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنینؑ
ہیں ویخافون یوما کان شرہ مستطیرا ڈرتے ہیں اُس روز سے کہ شر اُس روز کا
عظیم ہے ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا و یتیما و اسیرا ہ اور دیتے ہیں کھانے
کو راہ خدا میں اُسکی محبت میں مسکین کو اور یتیم کو اور اسیر کو انما نطعمکم
لوجہ اللہ لانرید منکم جزاء ولا شکورا ہ اور کہتے ہیں کہ سوائے اسکے نہیں

کہ ہم تمہیں کھانا دیتے ہیں واسطے خدا کے اور نہیں چاہتے ہم تمسے یہ کہ مکافات اور بدلا کرو
اسکا اور نہیں چاہتے ہیں ہم اسپر شکر کہ تم ہماری تعریف کرو حضرت فرماتے ہیں
کہ یہ بات انہوں نے زبان سے نہیں کہی لیکن دلمیں رکھتے تھے خدا تعالے
نے اُنکے دل کی بات کی خبر دی کہ یہ اس قصد پر دیتے ہیں فوقہم اللہ شر
ذالک الیوم پس نگاہ رکھا خدا نے انکو اُس روز کے شر سے اور انکو دی نصرت
اور سرور اور شادی دنیا میں اور جزا دی انکو بسبب صبر کے آخرت میں
بہشت کہ رہویں اسمیں اور حریر کہ فرش کریں اسمیں اور بیٹھیں اُس حال میں کہ تکیہ کیے
ہیں اوپر تختوں کے اور کرسیوں کے حوروں کے ساتھ اور نہیں دیکھتے اُس بہشت میں آفتاب کو
اور نہ زمہریر کو ابن عباس سے منقول ہے کہ اہل بہشت دیکھیں گے بہشت میں روشنی
مثل روشنی آفتاب کے کہیں گے کہ الٰہی تو نے فرمایا تھا کہ لا یرون فیہا شمسًا
یعنے نہ دیکھیں گے اُسمیں آفتاب کو پس یہ کیا روشنی ہے اُسوقت جبرئیل
انکے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ یہ نور آفتاب کا نہیں ہے بلکہ یہ نور ہے فاطمہ زہرا اور
علی مرتضیٰ کے تبسم کرنیکا کہ یہ حضرت اسوقت آپسمیں ہنستے ہیں اور ابن شہر آشوب
نے مناقب میں روایت کی ہے کہ ذکر کیا ہے اس روایت کو ابو صالح اور
مجاہد اور ضحاک اور حسن اور عطا اور قتادہ اور مقاتل اور لیث اور ابن عباس اور
ابن مسعود اور ابن جبیر اور عمرو بن شعیب اور حسن بن مہران اور نقاش اور ثعلبی
اور واحدی نے اپنی تفسیروں میں اور صاحب اسباب نزول اور خطیب
مکی نے اربعین میں اور ابو بکر شیرازی نے اور ابو بکر احمد بن فضل نے اسطرح پر کہ
کتاب عروس میں روایت کی ہے اصبغ وغیرہ سے اور علماء اہلبیت عصمت

وطہارت نے امام محمد باقرؑ سے اس حدیث کو اس طرح پر روایت کیا ہے کہ جب رسولخداؐ نے ان سب کو بھوکا دیکھا تو جبرئیل نازل ہوئے اور انکے پاس ایک طبق طلا کا پر از طعام تھا پس سب نے اسپر بیٹھ کر کھانا کھایا یہانتک کہ خوب سیر ہوئے اور کچھ اسمیں سے کم نہ ہوا امام حسینؑ باہر تشریف لیگئے اور ٹکڑا گوشت کا حضرت کے ہاتھ میں تھا زن یہودیہ نے اُنسے وہ ٹکڑا طلب کیا حضرت امام حسینؑ نے ہاتھ اسکے دینے کو بڑھایا اور چاہا کہ وہ پارہ لحم اُسکو عنایت کریں کہ جبرئیل مین نازل ہوئے اور دست مبارک سے اُس پارہ لحم کو لیلیا اور اُس طبق کو آسمان پر لیگئے جناب رسولخداؐ نے فرمایا کہ حسینؑ اُس یہودیہ کے دینے کا ارادہ نہ کرتے تو وہ طبق تا روز قیامت ہمارے پاس رہتا اور ہم ہمیشہ اُسمیں سے کھاتے اور ہرگز اُسمیں سے کچھ کم نہوتا اور آیہ شریفہ یوفون بالنذر نازل ہوا۔ اور علی ابن ابراہیم نے تفسیر کریمہ ویطعمون الطعام میں جناب مستطاب جعفرؑ بن صادق سے روایت کی ہے کہ اُس جنابؑ نے فرمایا کہ جناب معصومہ کے پاس قدری جو تھی اُس سے عصیدہ کہ قسم طعام سے ہی مہیا کیا اور وقت صبح سب حضرات تناول کرنیکو بیٹھے کہ مسکین آیا اور اُسنے سوال کیا وہ سب عصیدہ سب نے اُسکو دیدیا پھر دوسرے دن یتیم آیا اور تیسرے دن مسکین آیا اور ان حضرات نے اپنا اپنا حصہ اُسکو دیدیا۔ اور آپ تین روز تک بھوکے رہے کہ یہ آیہ کریمہ نازل ہوا وسعیکم مشکورا مترجم کہتا ہے کہ یہ واقعہ غیر واقعہ سابق کا ہی اور یہ دوبارہ معاملہ ہوا ہے کتاب خرائج میں اور قطب راوندی نے اسطرح روایت کی ہے کہ جب تین روز اسطرح پر کہ اوپر مذکور ہوئے گذری اور ان حضرات پر بھوک نے غلبہ کیا اور جناب رسولخداؐ کو بھی چوتھا روز فاقہ کو تھا

اور حضرت نے بسبب گرسنگی کے پتھر شکم مبارک پر باندہ رکھا تھا اور اپنے اہلبیت
کا بھی احوال حضرت پر منکشف تھا پس وہ جناب حضرت امیرؑ کو ہمراہ لیکر مقداد کے
باغ میں تشریف لائے اور اُس زمانے میں کسی درخت خرما پر پھل نہ تھا اور موسم خرمے کا بھی نہ
تھا آپنے فرمایا کہ ای ابوالحسن یہ ٹوکرا لیکر اس درخت کے تلے جاؤ اور کہو اُس سے کہ رسول خدا تجھسے
کہتا ہی کہ بحق خداوند عالم میوا اپنا ہمیں دے جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ جب مینے پیغام
حضرت کا پہنچایا تو درخت نے سر اپنا نیچے جھکا دیا مینے دیکھا کہ اُسمیں میوہ ایسا لگا ہوا
ہے کہ مثل اُسکے کسی نے نہ دیکھا ہوگا غرض کہ مینے اسمیں سے اچھے اچھے خرمے توڑ لیے اور
حضرت کی خدمت میں لاکر حاضر کیے پس حضرت نے بھی کھائے اور مینے بھی کھائی اور
مقداد کو مع حصہ اسکے عیال کے دیے اور موافق جناب معصومہ اور حسنینؑ کے گھر میں لیکر آئی دیکھا
کہ جناب سیدہ درد سر سے کمال تنادی ہیں حضرت نے فرمایا کہ ای فاطمہ خوشخبری ہو
تجھے اور صبر کر کہ اُن مراتب کو جو تیرے لیے خداوند عالم کے نزدیک مہیا ہیں نہ
پہنچے گی بجز صبر کیے پس جبرئیل سورہ ہل اتی لیکر نازل ہوئے اور سید نے بھی طرایف
میں ثعلبی سے اور اُسنے ابن عباس سے اس حدیث اور نزول سورہ ہل اتی
کو ان حضرات کے حق میں روایت کیا ہی اور بعد اسکے کہا کہ موافق اسکے جیر کے
کہ ثعلبی نے غزالی سے اپنی کتاب میں کہ معروف بسقہ ہی نقل کی ہی کہ ان حضرات پر
آسمان سے مائدہ اترا اور سات روز تک ان سبنے اُس سے تناول کیا اور پھر کہا ہی کہ
حدیث مائدہ اور نزول اُسکا ان حضرات پر سب کتابوں میں مذکور ہی اور بھی اسنے کہا ہی
کہ اخطب خوارزم نے اپنی کتاب میں حدیث مائدہ کو نقل کیا ہی اور واحدی نے اپنی تفسیر
میں حدیث نزول سورہ مذکور کو ذکر کیا ہی اور زمخشری نے کشاف میں اور بیضاوی نے

اپنی تفسیر میں اور اوروں نے اور ولوں میں اسکو نقل کیا ہے اور ابن ابراہیم نے اپنی تفسیر
میں جعفر بن صادق علیہ السلام سے اور اُس جناب نے اپنے اباء کرام سے مثل
روایت سابقہ کے لکھا ہی کہ اُس روایت میں یہ بات اور زیادہ ہی کہ جناب امیر بعد
تین دن کے ابو حیلہ انصاری کے پاس تشریف لیگئے اور اُس سے ایک دینار قرض لیا
اور بازار مدینہ میں تشریف لائی تاکہ کچھ قسم طعام سے خریدیں کہ مقداد ابن اسود سے
ملاقات ہوئی وہ بھی بازار میں بیٹھے تھے جناب امیر اُنکے پاس تشریف لیگئے اور
سلام کیا اور باعث حزن و اندوہ کا پوچھا مقداد نے عرض کی کہ میں کہتا ہوں جو کچھ
کہ بندہ صالح موسیٰ بن عمران نے کہا تھا کہ رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر
یعنی اے پروردگار میرے بدرستیکہ میں ساتھ اُس چیز کے کہ تو نے نازل کیا طرف
میرے نیکیوں اور خیرات سے محتاج ہوں جناب امیر نے پوچھا کہ تمہیں کئی روز سے
فاقہ ہی عرض کی کہ چار دن سے حضرت نے فرمایا کہ اللہ اکبر اللہ اکبر آل محمد تو تین روز سے فاقہ
میں اور تو چار روز سے ہی پس تو ہمسے زیادہ اس دنیا کا سزاوار اور مستحق ہے راوی
کہتا ہے کہ اُس جناب نے وہ دینار مقداد کو دیدیا اور رسولخدا کی خدمت میں حاضر ہوئے
حضرت مسجد میں تشریف رکھتے تھے جب حضرت عبادت سے فارغ ہوئے تو دست
مبارک دوش جناب امیر پر رکھکر ارشاد کیا کہ علی میں تمہارے ساتھ تمہارے
گھر چلتا ہوں شاید کہ کچھ کھانا میسر ہو واسطے کہ مینے سنا ہے کہ تم نے
ابو حیلہ سے ایک دینار قرض لیا ہے راوی کہتا ہی کہ وہ جناب تشریف لیچلے
اور جناب امیر کو حیا دامنگیر تھی کہ دینار تو مقداد کو دیدیا اور حضرت فرماتے ہیں
اور حال جناب رسولخدا کا یہ تھا کہ بسبب غلبہ بھوک کے پتھر شکم مبارک پر

باندہے ہوئے تہے تا اینکہ جناب فاطمہ پر پہنچے اور دروازے کو ہلایا جناب معصومہ دروازے پر تشریف لائیں اور دروازہ کہولا جب نظر جناب معصومہ کی روئے مبارک جناب رسالتمآب پر پڑی اور اثر بہوک کا اُس سرور انبیا کے بشرے پر نمایاں دیکہا تو گہبرا کر گہر میں تشریف لائیں اور کہا واسوتاہ من لعدو رسولہ ای ابوالحسن تین روز سے ہمارے پاس کچہ نہیں یہ کہکر حجرہ طاہرہ میں لیگئیں اور دو رکعت نماز ادا کی اور پہر بحضور خالق کون و مکان دست دعا دراز کیے اور کہا کہ ای رب العباد یہ محمد پیغمبر تیرا ہے اور فاطمہ دختر تیرے پیغمبر کی ہی اور علی تیرے پیغمبر کا داماد بہی ہی اور پسر عم بہی اُسکا ہی اور حسن اور حسین دونوں فرزند تیرے پیغمبر کے ہیں بار خدایا بدرستیکہ بنی اسرائیل نے تجہسے سوال کیا کہ ہمپر مائدہ کو نازل کر خداوندا تو نے اُنکے سوال کو پورا کیا اور اُنپر مائدہ کو نازل کیا اور اُنہوں نے کفران نعمت کیا خداوندا آل محمد کفران نعمت تیرا نکرینگے یہ کہکر سلام پہیرا اُسوقت ایک طبق مملو کہانے سے آگے رکہا ہوا دیکہا اُسکو اُٹہا کر رسولخدا کی خدمت میں لائیں اس جناب نے ہاتہ طبق کیطرف بڑہایا کہ اُس طبق اور طعام نے تسبیح کی جناب رسولخدا نے آیہ وان من شئی الا یسبح بحمدہ تلاوت فرمایا اور ارشاد کیا کہ ای علی کہاو مگر اُسکے اطراف سے کہانا اور بیچ سے نہ کہانا کہ بیچ میں اُسکے برکت ہے پس جناب رسولخدا اور علی مرتضی اور فاطمہ زہرا اور حسنین نے تناول کیا پس جناب پیغمبر کہاتے جاتے تہے اور رخ انور علی پر نظر کرتے جاتے تہے اور تبسم فرماتے تہی اور جناب علی نظر تعجب جناب فاطمہ زہرا پر کرتے تہے حضرت نے فرمایا کہ ای علی کہاو اور فاطمہ سے کچہ نہ پوچہو میں حمد کرتا ہوں اُس خدا کو کہ جسنے مثل تیری اور فاطمہ کے مثل مریم دختر عمران اور ذکریا کے ہی کہ کلما دخل علیہا ذکریا المحراب وجد عندہا

رزقاً قال یا مریم انی لک ہذا قالت ہو من عند اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب
ای علی یہ کرامت اور منزلت تیرے واسطے بسبب اُس دنیا کے ہی کہ جو تونے تصدّق کو قرض
دیا اور مزاب بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں زید بن ربیع سے روایت کی ہی کہ رسول خدا
نے بسبب گرسنگی کے شکم مبارک پر پتھر باندھ رکھا تھا پس جناب فاطمۂ زہرا کے
گھر تشریف لائے اور حسنینؑ حضرت کی دوش مبارک پر سوار ہوئے اور کہتے تھی کہ یا
جداہ ہمیں کھانا عنایت ہو رسولخدا نے جناب معصومہ سے ارشاد کیا کہ انکو کھانا دو
فاطمہؑ نے عرض کی کہ یا ابتا غیر از برکت رسولخدا گہر میں کوئی چیز کہانیکی قسم سے
نہیں ہے حضرت نے یہ سُنکر اور کمال التفات کرکے اپنے آب دہن سے انکو خوب مطعوم کیا
کہ وہ دونوں شہزادے سیر ہو کر سو رہے پس جناب امیر فرماتے ہیں کہ مینے
تین گردہ نان ہمسایہ سے قرض لیے اور وقت افطار کا آیا تو روزہ افطار کرکے آگے
رسولخدا کے وہ تینوں گردہ نان رکھے اور ارادہ تناول کا کیا ایک سائل نے آن کر
سوال کیا پس ایک گردہ نان ہمکو اُٹھا دیا اور اسیطرح وہ دو گردہ نان باقی بہی
دو دفعہ میں سائلوں کو عنایت کردیے اور سب صاحب بہوکے رہے کہ آیہ ویطعمون
الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا نازل ہوا اور پہر عبداللہ بن ربیع نے اپنے پدر اور
اپنے جد سے اسطرح روایت کی ہی کہ حذیفہ نے جناب رسولخدا کی دعوت کی حضرت ان کو روز
سے اُسکے گہر تشریف لیگئے اور تھوڑی سی دیر ٹھیر کر تشریف لی آئے حذیفہ نے نصف ثرید یا
یعنی ایک قسم کا کہانا حضرت کے واسطے بہجوایا اُس جناب نے اُسکے تین حصہ کیے ایک اپنے
واسطے اور ایک فاطمہؑ کے واسطے اور ایک اپنے خادم کیواسطے اور تین دفعہ
سائلوں کو دیدیے پس آیہ مذکور نازل ہوا اور اور طرح کی روایتیں ہیں

اسمیں وارد ہوئی ہیں غرضکہ اتفاق ہے فریقین کا اسپر کہ سورہ ہل اتی شان میں اہلبیت کے نازل ہوا ہے اُس صورت میں کہ تین روز تک فاقہ سے رہے اور سائلوں کو اپنا کھانا دیدیا۔ اور ابن شہر آشوب نے مناقب میں ذکر کیا ہے کہ آیہ وافی ہدایہ ہل اتی علی الانسان حین من الدہر لم یکن شیئاً مذکوراً تفسیر اہلبیت میں اسطرح وارد ہے کہ ما اتی علی الانسان زمان من الدہر الا و کان فیہ شیئاً مذکوراً یعنی نہیں گذرا اوپر انسان کے کوئی زمانہ دہر سے مگر یہ کہ انسان بیچ اُس زمانہ کے ایک چیز تھا مذکور اور کیونکر مذکور نہو کہ نام اُسکا لکھا ہوا تھا ساق عرش اور در بہشت پر اور دلیل اسپر یہ ہے کہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ انا خلقنا الانسان من نطفہ ہمنے پیدا کیا انسان کو نطفہ سے اور معلوم ہے کہ حضرت آدم نطفہ سے پیدا نہیں ہوئے پس مراد انسان سے اس جگہ جناب امیر ہیں المختصر جبکہ یہ ثابت ہوا روایات طرفین سے اور اجماع مفسرین اور محدثین سے کہ یہ سورہ مبارک شان میں اہل کسا آل عبا کے وارد ہوا ہے تو کوئی صاحب عقل اور ذی علم شک نکریگا اسمیں کہ یہ فضیلت سوائے ان حضرات کے اور کسی میں پائی نہیں جاتی نزول اس سورہ کا اور اکثر نا مائدہ کا دلالت کرتا ہے کمال جلالت و بلندی اور بزرگواری ان حضرات پر نزدیک خدا کے اور یہ بھی معلوم ہے کہ مخصوص ہونا ان بزرگواروں کا مکارم و مفاخر کے ساتھ دلیل واضح ہے کہ تقدیم انپر اُن لوگوں کی کہ جو ایسے نہ تھے نہایت اقبح اور نہایت اشنع ہے اور بعض مخالفین سے جو کہتے ہیں کہ یہ سورہ مکہ میں نازل ہوا ہے اور یہ قصہ مدینہ کا ہے پس یہ سورہ کیونکر اہلبیت کی شان میں نازل ہوا۔ **جواب اسکا** یہ ہے کہ وہ غلط کہتے ہیں کہ سورہ مکیہ ہے یعنی مکہ میں نازل ہوا ہے بلکہ یہ سورہ مدنیہ ہے اول تو اسواسطے کہ ابو حمزہ ثمالی نے اپنی تفسیر میں ابو عبداللہ بن الحسن

سے روایت کی ہی کہ یہ سورہ مدنی ہی اور شان میں علیؑ اور فاطمہؑ کے سارا سورہ نازل ہوا ہے اور بعد اسکے کہا ہی کہ ابن عباس سے منقول ہے کہ اول سورہ کہ مکہ میں نازل ہوا ہے اقراء باسم ربک ہے اور پہر سورہ مکیہ کا شمار کیا ہی کہ وہ پچاسی سورے ہیں اور پہر سورہ مدنیہ کو گنا ہی اور کہا ہے کہ اٹھائیس سورے ہیں کہ مدینہ میں نازل ہوئی ہیں اور اُنکی تفصیل لکھی کہ اُنمیں سورہ ہل اتی کو بھی گنا ہی اور ایسے ہی احمد نے ذکر یہ اور حسن بصری سے روایت کی ہی کہ اُنہوں نے ہل اتی کو سورہ مدنیہ میں شمار کیا ہی اور پھر احمد زاہد نے موافق ایک روایت کے کتاب ایضاح میں عثمان عطا سے اور اُسنے اپنے باپ سے اور اُسنے ابن عباس سے روایت کیا ہی اس مضمون کو ساتھ زیادتی کے کہ جو قت شروع کسی سورہ کا مکہ میں ہوتا تہا تو اُسکو مکی لکھتے تہے اور جب خدا تعالی اُسمیں زیادتی کرنا چاہتا تہا تو مدینہ میں زیادتی کرتا تہا اور پھر سعد بن شیب سے روایت کی ہی کہ اُسنے جناب ابیطالب علیؑ ابن ابی طالب سے نقل کی ہی اور اُس جناب نے فرمایا کہ مینے پوچھا رسول خدا سے ثواب قرآن کا اُس جناب نے بعد بیان ثواب سورے قرآن کے جسطرح پر کہ آسمان سے نازل ہوئی تہی ارشاد کیے تا اینکہ ہل اتی کو سورہ مدنیہ میں گنا اور بعض معاندین اہلبیت نے جو شک کیا ہے کہ کیونکر جائز ہو صدقہ دینا ایسے شخص پر کہ جو خود بھی محتاج ہو اور بھوکا اور عیال بھی اسکے بھوکے ہوں اور قریب بہ ہلاکت کے جواب اسکا یہ ہی کہ شاید اُس شخص نے یہ آیہ قرآن شریف اور فرقان مجید کا نہیں دیکھا اور نہیں پڑھا کہ ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصہ یعنی اختیار اور ایثار کرتے ہیں اپنے پر اوروں کو اگرچہ ان کیواسطے بھی احتیاج ہو یعنی باوجود اسکے کہ خود بھی محتاج ہیں مگر اپنے احتیاج پر اورونکی احتیاج کو مقدم رکھتے ہیں آپ

نہیں کھاتے اور اوروں کو کھلا دیتے ہیں دوسرے یہ کہ اوپر جو روایتیں گذریں اور اخبار متواترہ کتب طرفین اور روایات مقبولہ جانبین سے مذکور ہوئیں اُنمیں یہ بھی لکھا ہے کہ یہ سورہ اہلبیت کی شان میں نازل ہوا ہے پس اگر نزول سورہ مذکورہ کا مکہ میں ہوتا تو یہ روایتیں کیونکر صحیح ہوتیں۔ شیخ شرف الدین نے کنز میں ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص خدمت رسُول خدا میں حاضر ہوا اور بھوک سے اُسنے شکایت کی اُن جناب نے اپنی بیبیوں اور ازواج کے گہر کہلا بھیجا کہ ایک بھوکا شخص بھوک سے شکایت کرتا ہے اگر کسیکو کچھ میسر ہو تو اُسکو دیدے سب بیبیوں نے کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس سوائے پانی کے اور کچھ نہیں ہے یہ جواب سُنکر حضرت نے فرمایا کہ آج کی شب کون شخص اسکا متکفل ہوتا ہے جناب مستطاب علی مرتضیٰ نے عرض کی کہ میں اسکو مہمان اپنا کرتا ہوں یا رسول اللہ پس جناب امیر یہ فرما کر جناب فاطمہ زہرا کے پاس تشریف لائے اور اس ماجرے سے آپ کو آگاہ کیا جناب معصومہ نے یہ سُنکر ارشاد کیا کہ بجز قوت اطفال کے اور میرے پاس کچھ نہیں مگر میں مہمان کو اپنے فرزندوں پر اختیار کرتی ہوں حضرت نے فرمایا کہ اطفال کو تو بھوکا سُلا دو اور اُس مرد کا پیٹ بھر دو پس جناب سیدہ نے ایسا ہی کیا جب وقت صبح کا ہوا اور جناب امیر حضرت کیخدمت میں حاضر ہوئے تو خداوند عالم نے آیہ نازل کیا کہ ویوثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصہ یعنی اختیار کرتے ہیں اپنے اوپر اگرچہ آپ محتاج ہوں اور بھی جناب مستطاب جعفر محمد صادق سے روایت ہے کہ ایکدن جناب معصومہ نے حضرت علی سے کہا کہ تم میرے پدر عالیقدر کیخدمت میں جاؤ اور میرے واسطے کچھ اُنسے طلب کرو چنانچہ جناب رسُول خدا نے ایک دینار دیا اور فرمایا کہ اے علی جاؤ اور اپنے عیال کے لیے کچھ خرید و پس وہ جناب دینار لیکر

رخصت ہوئے اثنائے راہ میں مقداد ابن اسود کندی سے ملاقات ہوئی اُسنے اپنی احتیاج عرض
کی اُس جنابنے وہ دینار مقداد کو دیدیا اور مسجد میں آنکر سو رہے جناب رسول مقبول
نے آپکا بہت انتظار کیا جب آنیمیں دیر ہوئی تو مضطر ہوکر کھڑے ہوگئے اور مسجد
میں ٹہلنے لگے ناگاہ دیکھا کہ علیؑ خواب استراحت میں ہیں آپنے اُنکو بیدار کیا جب وہ
بیدار ہوکر روبرو آپکے بیٹھے تو حضرتنے پوچھا کہ یا علیؑ تمنے آج کیا کام کیا آپنے عرض کی
کہ جب میں آپسے مرخص ہوا تو مجھے راہ میں مقداد ملا اور اپنی احتیاج ظاہر کی مینے وہ دینار
اُسکو دیدیا حضرتنے ارشاد کیا کہ مجھے جبرئیل نے اُسکی خبر دی ہی اور آیہ یوثرون تمہاری
شان میں لایا ہے اور بہی اسہی کتاب میں جابر سے اور اُسنے حضرت امام محمد باقرؑ
سے روایت کی ہی کہ کچھ مال اور چند حُلے رسولخدا کی خدمت میں کہیں سے
آئے حضرت نے اس مال کو ان پر قسمت کیا جب بانٹ چکے تو ایک شخص فقرا
مہاجرین سے کہ وقت تقسیم حاضر نہ تھا آیا رسولخدا نے ارشاد کیا کہ کون
شخص تم میں سے اس مرد کو اپنے پر اختیار کرتا ہی اور حصہ اپنا اسکو دیتا ہی جناب
مستطاب علیؑ نے عرض کی کہ یہ حصہ میرا حاضر ہے اسکو آپ دیدیں جناب رسولخدا نے
وہ حصہ حضرت کا اُس فقیر کو دیدیا اور فرمایا کہ ای علیؑ بدرستیکہ تجھے خدانے کیا
ہی سبقت کرنیوالا ساتھ خیرات کے اور بخشش کرنیوالا ہی ساتھ مال اپنے کے تو ای علی
یعسوب اور بادشاہ مومنوں کا ہی اور ظالم وہ شخص ہے کہ جو تجھپر حسد کرے اور تجھپر پیشی اور تقدیم
ڈہونڈہی اور تجھپر زیادتی لیجائے اور تیرے حق کو منع کرے بعد میرے اور بہی جابر
سے اور اُسنے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہی کہ ایکدن جناب اقدس
نبوی بیٹھے ہتے اور اصحاب حضرت کے گرد جمع تہے کہ اسمیں جناب

امیرالمومنینؑ تشریف لائے اور جامہ کہنہ پارہ پارہ پہنے ہوئے تھے کہ اکثر جا سے بدن مبارک نمایاں تھا جناب رسولخدا نے حضرت علیؑ کیطرف نظر رافت و شفقت و ملاحظہ کر آیہ یوثرون تلاوت فرمایا اور کہا کہ اے علیؑ بدرستیکہ تو اس روز بزرگ اور سید اور امام اُس جماعت کا ہی کہ جسکی شان میں یہ آیہ نازل ہوا بعد اُسکے رسولخدا نے فرمایا کہ اے علیؑ وہ حُلہ اور وہ کپڑے کہ میںنے تمہیں پہنائے تھے وہ کہاں ہیں عرض کی کہ یا حضرت بعض اصحاب آپکے میرے پاس آئے اور اپنی بھوک کی اور اپنے عیال کی بھوک کی شکایت کی میںنے اُنکو اپنے پر ترجیح دی اور وہ کپڑے اُنکو دیدیے حضرت نے فرمایا کہ ای علیؑ خدا تعالی نے تیرے واسطے بعوض اُس جامہ کے حلہ سبز استبرق بہشت سے تیار اور مہیّا کیا ہے کہ اطراف اُسکے مرصع ہیں در و یاقوت و زبرجد سے بس خوب عطا ہی عطا پروردگار تیری کہ بعوض تیری جوانمردی اور سخاوت کے اور تیرے صبر کرنے پر اور پرانے اُس جامہ کہنہ کے عطا کی ہی جناب امیرؑ یہ سنکر خوشحال و شادماں ہوئے اور فرات بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں حضرت صادقؑ سے روایت کی ہی کہ آیہ مثل الذین ینفقون اموالہم ابتغاء مرضات اللہ شان میں حضرت علیؑ کے نازل ہوا ہے اور بھی کتاب ارشاد القلوب وغیرہ کتب معتبرہ شیعہ میں مسطور ہے کہ ایکبار جناب حیدر کرار غیر فرار مکہ معظمہ زاد اللہ شرفہا کے زیارت کو تشریف لے گئے تھے ایک اعرابی کو دیکھا کہ دامن جامہ کعبہ کا پکڑے خداوند عالم سے چار ہزار درہم مانگتا ہے جناب امیرؑ نے اُس اعرابی سے پوچھا کہ تو اسقدر درہم کیا کریگا اُسنے کہا کہ تم کون ہو اور کیوں پوچھتے ہو اُس جناب نے فرمایا کہ میں علیؑ ابن ابیطالب ہوں یہ سنکر کہا اُسنے کہ انت واللہ حاجتی

یعنی بخدا کہ تم ہی حاجت میری ہو یا حضرت چار حاجتیں میری ہیں انکے واسطے
چار ہزار درہم مانگتا ہوں ایک تو ہزار درہم مہر زوجہ کا میرے ذمہ ہے اُسکو ادا کرنا
چاہتا ہوں دوسرے ایک مکان اپنے رہنے کیواسطے ہزار درہم میں بنانا چاہتا ہوں
اور ہزار درہم مجھپر قرض ہیں اُنکو ادا کرنا چاہتا ہوں باقی رہے ہزار درہم اُنمیں اپنی
باقی زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں سو اسطے چار ہزار درہم طلب کرتا ہوں حضرت نے
یہ سنکر فرمایا کہ انصفت یا اعرابی اذا خرجت من مکہ فاسئل عن داری بمدینۃ الرسول
یعنی بہت انصاف کیا تونے اور کچھ زیادہ طلبی نہیں کی اے اعرابی جب تو مکہ سے
مراجعت کرے تو مدینہ رسول میں آنکر میرا گہر پوچھ لینا الحاصل اعرابی بعد ایک
ہفتہ کے مدینہ منورہ میں آیا اور بازار میں کھڑے رہکر پکارا کہ آیا کوئی شخص ایسا ہے
کہ مجھے گہر علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا بتادے اتفاقاً حسنین علیہ السلام تشریف
لاتے تھے اعرابی کی آواز سنکر ارشاد کیا کہ آ تو ہمارے ساتھ ہم تجھے اس جناب کے
گہر لیچلیں اُس مرد عرب نے انکی کیطرف دیکھکر پوچھا کہ تم کون ہو اور کیا حسب و نسب
رکھتے ہو فرمایا کہ ہم نواسے ہیں رسول مقبول کے اور فرزند ہیں اُس امیر کے کہ جسکا تو گہر
پوچھتا ہے پس جب اعرابی نے یہ جانا کہ یہ دونوں گوہر شاہوار بحرین نبوت و امامت
ہیں تو اُنکے ساتھ مولای کونین کے گھر پر آیا اور دونوں شاہزادوں سے عرض کی کہ آپ
خدمت فیضدرجت امیر عرب میں جا کر میری طرف سے عرض کریں کہ جس
اعرابی سے آپنے وعدہ کیا تہا وہ در دولت پر حاضر ہے غرض وہ جناب یہ
سُنکر باہر تشریف لائے اور سلمان سے ارشاد کیا کہ وہ باغ کہ جسکو رسولخدا
نے میرے واسطے لگایا تہا خریداروں پر عرض کیلیں سلمان حسب حکم قضا جریان

بارہ ہزار درہم اُس باغ کو بیچکر لائے جناب امیر نے اُنمیں سے چار ہزار درہم اُس عرب کو دیے مساکین اور محتاجین عرب کو جو یہ خبر پہنچی کہ اُس جناب نے اپنا باغ بیچا ہے ہر طرف سے دوڑے اور اُس جناب کو چار طرف سے گھیر لیا اُس ابر کرم اور دریائے سخا نے ایک ایک مُشت زر سبکو دینی شروع کی تا اینکہ باقی سب درہم اُنپر تقسیم کر دیے اور کچھ باقی نرکھا بعد تقسیم جب دولت سرا میں تشریف لائے تو جناب معصومہ سیدۃ النسا فاطمہ زہرا نے پوچھا کہ یا بن عم مینے سُنا ہے کہ تمنے اپنا باغ بیچا فرمایا کہ ہاں بیچا اُس چیز کے ساتھ کہ جو دنیا اور ما فیہا سے بہتر ہے جناب سیدہ نے حق میں جناب امیر کے دعاء خیر کی اور کہا کہ میں اور دونوں فرزند میرے گرسنہ ہیں اور اسمیں شک نہیں کہ تم بھی مثل ہمارے فاقہ سے ہو یہ سُنکر وہ جناب گھر سے باہر تشریف لائے تا کسی سے کچھ قرض لیکر اپنے عیال کی فاقہ شکنی کرائیں اس اثناء میں جناب رسالت مآب خانہ ملایک کاشانہ جناب فاطمہ زہرا میں تشریف لائے اور پوچھا کہ پسر عم میرا کہاں ہے عرض کی کہ ابھی باہر تشریف لیگئے ہیں جناب رسول مقبول نے سات درہم جناب معصومہ کو دیے اور فرمایا کہ یہ میرے ابن عم کو دینا کہ تمہارے واسطے تدبیر کھانیکی کردیں گے یہ فرماکر تشریف لیگئے کہ جناب امیر تشریف لائے اور کہا کہ شاید میرے ابن عم تشریف لائے تھے کہ بوے خوش میرے مشام میں آتی ہے جناب معصومہ نے کہا کہ ہاں اور وہ درہم حضرت کو دیے اور فرمانے کو جناب رسول خدا کے عرض کیا جناب امیر نے اپنے فرزند حسن سے فرمایا کہ آؤ میرے ساتھ جب بازار میں آئے تو ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کہتا ہے کہ من یقرض الوفی الملی یعنی کون شخص ہے کہ قرض دے خدائے وفا کنندہ وعدہ کو

کہ خزانہ امکان اُسکا مال و نعمت سے بھرا ہوا ہے یعنی جو کوئی کہ مجکو دیگا ایسا ہی کہ گویا
خدا تعالیٰ کو اُسنے قرض دیا اور عوض اُسکا پائیگا جناب امیر نے یہ سُنکر امام حسنؑ
سے پوچھا کہ یا بنی نعطیہ الدراہم اے فرزند عزیز یہ درہم اسکو دیدیں امام حسنؑ
نے کہا بہتر اے پدر بزرگوار پس اُس جناب نے وہ درہم اُسکو دیدیے اور ارادہ
کیا کہ ایک شخص کے پاس جا کر کچھ قرض لیں راہ میں ایک اعرابی سے ملاقات
ہوئی اور اُس پاس ایک ناقہ تہا اُسنے کہا کہ یا حضرت اس ناقہ کو آپ خرید کرتے
ہیں فرمایا ایسی ہی تمنا یعنی میرے پاس اسکی قیمت نہیں ہے اُسنے عرض کی
کہ آپ قرض لیلیں جب آپکے پاس ہوگا عنایت کر دیجیگا حضرت نے فرمایا کہ کتنے
کو دیگا عرض کی کہ سَو درہم کو فرمایا کہ ای حسنؑ اس ناقہ کو لیلو جب آگے تشریف لیگئے
تو ایک اور اعرابی ملا اُسنے عرض کی کہ ای علی اسکو بیچتے ہو فرمایا ہاں مگر تو اسکو لیکر
کیا کریگا عرض کی کہ اسپر سوار ہوکر تمہارے ابن عم کے ہمراہ کفار سے جہاد کرونگا
فرمایا کہ اگر تو قبول کرے تو میں تجھے بلا قیمت ہی دیدوں اور بخشدوں اُسنے عرض
کی کہ ایک سَو ستر درہم اسکی قیمت نذر کرتا ہوں فرمایا کہ ای حسنؑ درہم اس سے لیکر
ناقہ اسکو دیدو اور چلو کہ اس اعرابی کو ڈہونڈ کر اُسکے درہم اُسکو دیدیں پس اُسکی
تلاش میں چلے جناب رسولخدا کو ایک جگہ کہڑے دیکہا کہ پہلے اس سے اُس جگہ اُس جناب
کو کبہی نہ دیکہا تہا اُس جناب نے دیکہکر تبسم کیا اور کہا کہ ای ابو الحسن اُس اعرابی کو ڈہونڈہتے
ہو کہ جسنے تمہارے ہاتہ ناقہ بیچا تہا عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا
کہ اے ابو الحسن وہ نوع بشر سے نہ تہا بلکہ وہ جبرئیل تہا جسنے تمہارے ہاتہ
ناقہ بیچا اور وہ میکائیل تہا جسنے تمسے خریدا اور وہ ناقہ بہشت سے تہا

اور وہ درہم خداوند عالم کے نزدیک سے تھے کہ وہ ملے دوفی ہی یہ اشارہ ہے اُس عبارت
کیطرف کہ جو سائل نے کہا تھا کہ من یقرض لوفی الملی انتہی پس بس روایت
دیلمی اور ارشاد القلوب کو ملاحظہ کرنا چاہیے کہ کیسی فضیلت پر اُس جناب کی دلالت
کرتی ہی اسواسطے کہ خدا کی راہ میں دینا وہ امر ہے کہ جسکے حسن پر عقل و نقل دونوں
متفق ہیں اور سورہ ہل اتی اس معاپر گواہ صادق ہے اور اور آیات و احادیث
بہی مدح میں اس صفت حسنہ کے اسقدر وارد ہیں کہ احصا اُنکا ممکن نہیں اور نہ کوئی
اہل اسلام اُنکا انکار کرسکتا ہی اور بہی منقول ہی کہ ایک مشرک نے عین حرب اور
گرمی کارزار میں اُس بحر جود و سخا سے شمشیر مانگی اُس جناب نے اپنی تلوار اُس
کافر غدار کے آگے پھینکدی وہ متحیر ہوکر بولا کہ اے صاحب ذوالفقار ایسی گرمی
ہنگامہ اور وقت کارزار میں تمنے اپنی تلوار مجھکو دیدی آج تک کسی نے ایسے
وقت میں یہ جرات نہیں کی جو تمنے کی آپنے فرمایا کہ جبکہ تونے تلوار مانگی تو
میرے کرم سے بہت بعید تہا کہ میں تیرے سوال کو رد کرتا اور پورا نکرتا مشرک
نے جو یہ حال آپکی سخاوت کا دیکھا تو دوڑکر قدم قدس پر گر پڑا اور اسلام کو قبول
کیا اور ہمیشہ آپکے ہمراہ رہا اور بہی منقول ہی کہ ایک سفر میں در اثناء راہ
ایک فقیر نے اُس بادشاہ دین و دنیا سے ایک روٹی مانگی آپنے قنبر سے ارشاد کیا
کہ اسکو روٹی دیدے قنبر نے عرض کی کہ روٹیاں دسترخوان میں بندھی ہیں فرمایا کہ
مع دسترخوان اسکو دیدے عرض کی کہ دسترخوان اونٹ پر بندھا ہی فرمایا مع اونٹ
دیدے عرض کی کہ وہ اونٹ قطار میں بندھا چلا جاتا ہے فرمایا کہ ساری قطار
ہی فقیر کو دیدے قنبر یہ سنکر اونٹ پر سے کود کر خائف قطار سے کود کر دور جا

جا کہڑا ہوا قنبر نے مہار اُس قطار کی پکڑ لی جناب امیر نے قنبر سے پوچھا کہ تو ایسا کیوں گھبرایا قنبر نے عرض کی کہ یا حضرت مجھے خوف ہوا کہ مبادا دریائی کرم جوش میں آئے اور آپ مجھے بھی قطار کے ساتھ فقیر کو بخشدیں **فصل دسوین** بیچ بیان تواضع اور زہد جناب امیر علیہ السلام کے۔ حال اُس جناب کی تواضع اور فروتنی کا یہ تھا جیسا کہ محمد بن سلیم نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث طولانی کہ جسمیں حال تواضع جناب رسولخدا و علی مرتضیٰ کا بیان کیا ہے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ ایک روز مین خدمتمیں جناب امام محمد باقر کے حاضر ہوا وہ جناب طعام تناول فرماتے تھے مجھے بھی تکلیف کہانے کی دی پہر ارشاد کیا کہ آیا تجھے گمان ہے کہ جناب رسولخدا نے جس روز سے کہ مبعوث ہوئے اس روز تک کہ دنیا سے تشریف لیگئے کبھی تکیہ کرکے کوئی چیز تناول کی ہی لا واللہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اُس جناب نے تکیہ کرکے کہایا ہو پہر فرمایا کہ اور بہی کبھی اُس جناب نے نان گندم تین روز پے در پے شکم سیر ہوکر نہیں کھائی مگر نہ اس راہ سے کہ اُس جناب کو کچھ میسر نہ تہا کیونکہ وہ جناب اسقدر قدرت رکھتے تہے کہ اگر چاہتے تو ایک شخص کو ایک وقت مین سو شتر دیدیتے اور اگر چاہتے تو طعامہائی لذیذ ہر روز تناول کرتے ایک روز جبرئیل امین کنجیاں خزائین زمین کی آپکے پاس لائے اور کہا کہ یا حضرت خدا تعالی فرماتا ہی کہ اگر تمہارا جی چاہے تو ان کنجیونکو قبول کرو اور جو کچہ کہ تمہارے واسطے عقبے میں ہمنے مقرر کیا ہے اسمیں سے کچہ کم نہ کیا جائیگا مگر اُس جناب نے اُنکو قبول نکیا بلکہ یہ کم کھانا فقط از راہ زہد و خوف خدا سے تہا اور بہی یہ حال اُس جناب کا تہا کہ اگر کسی شخص نے آپ سے کچہ طلب کیا اور کسی چیز کا سائل ہوا اور وہ چیز آپکے پاس موجود ہوی

تو بلاتامل اُسکو دیدیے والا اُس سے وعدہ کیا کہ تو صبر کر جب وہ چیز میرے پاس آئیگی تو
میں تجھے دونگا اور جب کوئی چیز خدا تعالی آپکو عطا کرتا تھا تو آپ بالضرور اُسکو تقسیم
کرتے تھے اور کبھی ایسا ہوتا تھا کہ کسیکے لیے بہشت کی ضمانت کرتے تھے اور بہشت
عطا فرماتے تھے اور خدا تعالی قبول فرما لیتا تھا محمد بن سلیم کہتا ہے کہ امام محمد باقرؑ جب
حال رسولخدا کا بیان فرما چکے تو پہر حال جناب امیرؑ کا ارشاد کیا اسطرح پر کہ ہاتھ میرا
پکڑا اور کہا کہ امام تمہارا حضرت امیر المومنینؑ مثل بندوں کے بیٹھتے تھے اور مثل بندوں
کے طعام تناول کرتے تھے اور اوروں کو گوشت اور نان عنایت کرتے تھے اور آپ گہر میں
آنکر نان جو اور روغن زیت نوش فرماتے تھے اور دو پیراہن خریدتے تھے اور بہتر اُنمیں سے
اپنے غلام کو پہناتے تھے اور زبون تر اُنکا آپ پہنتے تھے اور اگر پیراہن کی آستینیں دراز
ہوتی تھیں تو اُنکو ترشوا ڈالتے تھے اور اگر پیراہن دراز ہوتا تھا تو اُسکو کوتاہ کر دیتے تھے
اور جب کبھی حضرت پر دو امر وارد ہوتے تھے تو جسمیں مشقت دراز زیادہ ہوتی تھی
اُسکو اختیار کرتے تھے اور پچیس برس آپنے بادشاہت کی مگر کبھی خشت پر خشت
اور اینٹ پر اینٹ نرکہوائی اور کبھی اپنے واسطے کوئی قطعہ زمین کا نہ خریدا اور زر سرخ
وسفید حضرت سے میراث نرہی بجز سات سو درہم کے کہ وہ حضرت نے رکھے تھے کہ اپنے
اہل کیواسطے کنیز خریدیں اور کوئی شخص آپکی سی عبادت کی طاقت نرکہتا تھا اکبار
حضرت علی بن الحسینؑ اُنکے احوال کی کتاب ملاحظہ کر رہے تھے اور سربار حضرت اُسکو
دیکہتے تھے اور زمین پر رکہدیتے تھے اور فرماتے کہ کون شخص طاقت اُس حضرت کی
عبادت کی رکہتا ہے۔ ایک روز جناب امیرؑ ایک بزاز کی دوکان پر کپڑا خریدنیکو
تشریف لیگئے اور اُس سے ارشاد کیا کہ دو جامہ میرے ہاتھ بیچ اُس مرد نے کہا کہ یا امیر المومنین

جو چیز کہ آپ چاہتے ہیں وہ میرے پاس موجود ہے جب اُن جنابنے دیکہا کہ اس شخص نے مجہے
پہچانا تو دوسری دکان پر تشریف لیگئے ایک لڑکا اُس دکان پہ بیٹھا تہا حضرت نے
دو جامے اُس سے خریدے ایک تین درہم کو اور ایک دو درہم کو وہ جو تین درہم کو خریدا
تہا وہ تو قنبر کو عنایت کیا اور فرمایا کہ اسکو تو پہن اُسنے عرض کی کہ یا حضرت یہ جامہ
نفیس ہے یہ آپکے قابل ہے اسکو آپ پہنیں کہ آپ مجلس میں مجمع کثیر میں منبر پر تشریف
لیجا کر خطبہ ارشاد فرماتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ ای قنبر تو جوان ہے اور جوانوں کو پوشاک
نفیس کی خواہش زیادہ تر ہوتی ہی اور خدا سے مجہے شرم آتی ہی کہ میں پوشش میں تجہپر
زیادتی لیجاؤں اسواسطے کہ مینے جناب رسولخدا سے سنا ہی کہ آپنے حکم کیا ہی کہ جو کپڑا آپ
پہنے وہ ہی اپنے لونڈی اور غلاموں کو پہناوے اور جو آپ کہاوے وہی اپنے غلاموں کو
کہلاوے غرضکہ کمتر جامہ آپ پہنا اور بہتر قنبر کو پہنایا اور یہ بہی منقول ہی کہ جب وہ جناب جامہ
پہنتے تہے اور اچانا اُسکی آستین دراز ہوتی تہی تو اُسکو ترشوا کر اُسکی ٹوپیاں بنوا کر فقرا پر
تقسیم کر دیتے تہے الغرض جب اُس لڑکے کا باپ دکان پر آیا اور اُسنے سنا کہ جناب امیر
دو جامے پانچ درہم کو خرید کر لیگئے ہیں اُسنے دو درہم لیے اور خدمت میں مولائے کونین کے
حاضر کیے اور عرض کی کہ میرے بیٹے نے آپکو نہ پہچانا تہا کہ یہ دو درہم آپسے نفع کے لیے
حضرت نے فرمایا کہ میں اُسی قیمت پر راضی ہو کر لایا ہوں اور ہم دی ہوئی چیز کو پہیر کر نہیں
لیتے اور یہ بہی منقول ہی کہ ایکدن عمرو بن حریث ہنگام چاشت خدمتمیں جناب امیر کے آیا
اور دیکہا کہ فضہ ایک تہیلا لیکر آئے کہ اُسپر مُہر مبارک حضرت کی لگی ہوئی تہی
جب اُس جنابنے اُسکو کہولا تو مینے دیکہا کہ حضرتنے ایک نان خشک بے چہنے آٹے
کی نکالی عمرو کہتا ہی کہ مینے عرض کی کہ ای فضہ کسواسطے تمنے اس آٹے کو نہ چہانا

اور باکنیزہ نکیا اُسنے کہا کہ میں پہلے آٹا چھانکر پکایا کرتی تھی حضرت نے مجھے منع فرمایا اور کبھی
میں حضرت کے کھانیکو لذیذ بھی کر دیتی تھی اس سبب سے حضرت نے اسپر مُہر کرنی شروع
کی پس اُس جناب نے اُس نان خشک کو ریزہ کیا اور اُسپر پانی ڈالا اور نمک
چھڑک کر تناول کیا پھر فرمایا کہ ای عمرو بن حریث اجل نزدیک پہنچی ہے اور دست مبارک
محاسن شریف پر پھیرا اور فرمایا کہ اس ریش کو آتش آگ کے ساتھ نکرونگا اور یہی مجھکو کافی ہے
اور بھی منقول ہے کہ سوید بن عقلہ روز عید خدمت میں جناب امیرؑ کے حاضر ہوا اُسنے
دیکھا کہ نان خشک اور اردشیر میں پکا ہوا حضرت کے روبرو رکھا ہوا ہے اُسنے عرض کی کہ
یا حضرت آپنے بروز عید بھی ایسی چیز کو اپنے پاس رکھا ہے فرمایا کہ عید اُس شخص کے واسطے
ہے کہ جو گناہ سے پاک اور عصیاں سے آمرزیدہ ہوا اور بھی جناب امام حسن عسکری سے
منقول ہے کہ ایک روز ایک باپ اور ایک بیٹا جناب امیرؑ کے گھر میں وارد ہوئے
پس حضرت اُنکو دیکھکر کھڑے ہو گئے اور اُنکی تعظیم اور تکریم کرکے صدر میں بٹھایا
اور آپ اُنکے پاس بائیں بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اُنکے واسطے کھانا لاؤ پس جب وے
کھانا کھا چکے تو قنبر طشت اور آفتابہ اُنکے ہاتھ دھلانیکو اور رومال ہاتھ پوچھنے کو
لایا پس جناب امیرؑ آپ کھڑے ہوئے اور آفتابہ قنبر کے ہاتھ سے لیکر باپ کے ہاتھ دھلانے پر
مستعد ہوئے وہ قدم مبارک پر گر پڑا اور عرض کی کہ یا امیر المومنین میں کیونکر راضی ہوں
اسپر کہ خداوند عالم دیکھے کہ آپ میرے ہاتھ پر پانی ڈال رہے ہیں آپنے فرمایا کہ تو بیٹھ جا میں
دوست رکھتا ہوں اس امر کو کہ خدا دیکھے کہ تیرا بھائی مومن تیری خدمت کرتا ہے تا خداتعالے
اُسکو بہشت میں دہ مثل برابر دنیا کے خدمتگار اور غلام عنایت کرے پس وہ شخص بیٹھ گیا
آپنے فرمایا کہ تجھے قسم دیتا ہوں میں اُس عظمت کی کہ جو تجھپر میں رکھتا ہوں تو

اطمینان خاطر سے ہاتھ دہو جیسا کہ اگر قنبر تیرے ہاتھ دُھلاتا اور تو اطمینان سے دھوتا
پس جب آپ ہاتھ دُھلانے سے فارغ ہوئے تو محمد حنفیہ سے فرمایا کہ اسکے بیٹے کے بھی
ہاتھ دُھلاؤ اسواسطے کہ اگر یہ پسر اپنے پدر کے ساتھ نہوتا تو میں ہی اسکے ہاتھ پر پانی ڈالتا
لیکن خدا راضی نہیں ہوتا کہ باپ اور بیٹے کی حرمت برابر کیجائے جب دونوں ہمراہ ہوں
پس جبکہ باپ نے باپ کے ہاتھ پر پانی ڈالا ہو تو چاہیے کہ بیٹا ہاتھ پر بیٹے کے پانی ڈالے
اور بھی منقول ہے کہ جناب امیر نے بازار کوفہ میں خرمے خریدے اور انکو دامن میں باندھکر
گھر کیطرف تشریف فرما ہوئے صحابے نے جو دیکھا تو چاہا کہ آپکے ہاتھ سے انکو لیلیں فرمایا
کہ صاحب عیال سزاوار و احق ہے کہ بار اپنے عیال کا آپ اُٹھائے اور دوسری روایت میں ہے
کہ فرمایا کہ کمال کامل کا اس چیز سے کم نہیں ہوتا کہ آپ اپنے عیال کو نفع پہنچائے اور
بھی منقول ہے کہ جناب امیر پانچ وقت پا برہنہ جاتے تھے اور نعلین دست چپ میں لے لیتے
تھے - بروز عید اضحیٰ اور بروز عید الفطر جبکہ نماز عیدین کو جاتے تھے اور بروز جمعہ جبکہ نماز
جمعہ کو جاتے تھے اور چوتھے جب کسی بیمار کی عیادت کو جاتے تھے پانچویں جب کسی جنازہ کی
مشایعت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ چونکہ میں واسطے خدا کے جاتا ہوں چاہتا ہوں کہ پا برہنہ
ہوں اور بھی منقول ہے کہ وہ جناب پیادہ اور تنہا بازاروں میں تشریف لیجاتے تھے اور اگر
کسیکو دیکھتے تھے کہ اسنے راہ کو گم کیا اور رستہ بھول گیا ہے تو اسکو رستہ بتا دیتے تھے بلکہ
راہ پر پہنچا دیتے تھے کہ اگر کسی ضعیف سے ملتے تھے تو اُسکی اعانت کرتے تھے
اور اگر بازار میں کوئی قرآن غلط پڑھتا تھا تو اُسکو تعلیم کرتے تھے اور اس
آیہ کو کہ جسکا مضمون یہ ہے تلاوت فرماتے تھے یعنی ہمنے خانہ آخرت اُن جماعت
کیواسطے مقرر کیا ہے کہ جو بلندی اور فساد کو زمین میں طلب نکرے اور نیکی آخرت کی

واسطے پرہیزگاروں کے ہے **فصل گیارہویں** بیچ بیان فضائل شیعیان جناب امیر المومنین
اور شیعیان اہلبیت کے روایت کی ہے ابی عبداللہ جدلی سے کہ جناب امیر نے اُس سے
ارشاد کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ تجھے خبر دوں اُس حسنہ کی کہ جسکے پاس وہ حسنہ ہوگا تو قیامت
میں اُسکے واسطے کسیطرح کا خوف و بیم و عذاب نہوگا اور خبر دوں تجھے اُس گناہ کی
کہ جو شخص وہ گناہ رکھتا ہوگا تو اُسکو آتش جہنم میں ڈالیں گے بیننے عرض کی کہ ہاں یا
امیر عرب فرمایا کہ حسنہ محبت ہماری ہے اور وہ گناہ دشمنی ہماری ہے **اور** سلمان فارسی
رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز ہم مسجد میں رسولخدا کی خدمتمیں حاضر تھے کہ جناب
امیر تشریف لائے جناب رسولخدا کے ہاتھ میں سنگریزے تھے اُن سنگریزوں کو
آپنے جناب امیر کے ہاتھ میں دیا ناگاہ وہ سنگریزے گویا ہوے اور کہا کہ لاالہ
الا اللہ محمد رسول اللہ وان علیا ولی اللہ راضی ہوئے ہم ساتھ پروردگاری خدا
اور پیغمبری محمدؐ اور ولایت علیؑ کے جناب رسولخدا نے فرمایا کہ جو کہ تم میں سے صبح
کرے اور ساتھ خدا اور رسول اور ولایت علیؑ کے راضی ہو خوف عذاب خدا سے امین
اور بیخوف ہوگا **اور بھی** ابن بابویہؒ نے باسانید بسیار جناب امام رضاؑ سے
اور اُس جنابنے اپنے آبای طاہرین سے روایت کی ہے کہ جناب رسولخدا نے ارشاد
کیا کہ خداوند عالم نے جبرئیل اور میکائیل اور اسرفیل اور لوح و قلم سے فرمایا کہ
ولایت علیؑ کی حصن حصین و قلعہ متین میرا ہے پس جو شخص کہ داخل ہوگا اُس حصن
میں ہوگا بیخوف میرے عذاب سے **اور بھی** کتب طرفین میں احادیث متکاثرہ باین معنی
مرقوم ہیں کہ اگر سب آدمی ولایت علیؑ پر جمع ہوتے تو خداتعالی جہنم کو خلق نکرتا
اور بھی جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ جناب امیر نے فرمایا کہ ایک روز میں جناب

رسولخدا کے ساتھ نزدیک خانہ کعبہ کے بیٹھا تھا کہ ایکمرد پیر آیا کہ پیری سے پشت خم تہی وار ابرو
اُسکی آنکھوں پر پوشیدہ تہی اور عصا ہاتہ میں تہا اور کلاہ سرخ سر پہ اور پیراہن مو کا پہنے ہوئے
اور آنکر رسولخدا سے کہا کہ آپ دعا کریں میرے حق میں کہ خدا مجہے بخشے آپنے فرمایا کہ امید تیری روا
نہیں اور عمل تیرا کچہہ فائدہ نہیں کرتا یہ سُنکر اُسنے پشت پہیری کہ جناب رسولخدا نے مجہسے فرمایا
کہ تمنے اسے پہچانا عرض کی کہ نہیں فرمایا کہ یہ شیطان ہے یہ سُنکر جناب امیر نے دوڑکر اُسکو پکڑ لیا
اور زمین پر گراکر گلا گہونٹا اور چاہا میں نے کہ اُسکو ہلاک کروں کہ اُسنے کہا کہ یا امیر مجہے ہلاک کرنیکا
ارادہ نکرو کہ خدا تعالی نے مجہے قیامت تک کی مہلت دی ہی اور ای علی واللہ کہ میں تمہیں
دوست رکہتا ہوں اور جو تمہیں دشمن رکہتا ہی اُسکی ماں کی وطی میں شریک ہوجاتا ہوں پس وہ
حرامزادہ ہوتا ہی یہ سُنکر جناب امیر نے تبسم کیا اور اُسکو چہوڑ دیا اور بہی ابن بابویہ نے
بسند معتبر امام محمد باقر سے اور اُس جناب نے اپنے آبای کرام سے روایت کی ہی کہ رسولخدا
نے فرمایا کہ محبت میری اور میرے اہلبیت کی سات جگہ پہ نفع دیگی کہ اہوال و دہشت ان مواطن
کی عظیم ہے وقت مرنیکے اور قبر میں اور وقت مبعوث ہونیکے اور جسوقت کہ نامہ اعمال دست چپ یا راست
میں دیے جاینگے اور وقت حساب کے اور نزدیک میزان کے جسوقت کہ اعمال خلایق کی وزن کیے
جاتے ہونگے اور نزدیک صراط کے اور حارث ہمدانی کہتا ہی کہ ایکدن میں خدمت جناب امیر
کے حاضر ہوا اُس جناب نے پوچہا کہ کیا چیز تجہے یہاں لائی ہی میں نے عرض کی کہ محبت آپکی ای
امیرالمومنین فرمایا کہ ای حارث تو مجہے دوست رکہتا ہی میں نے کہا کہ ہاں واللہ ای امیرالمومنین
میں آپکو بہت دوست رکہتا ہوں فرمایا کہ جسوقت جان تیری سینہ میں پہنچے گی تو اُسوقت
تو مجہے دیکہے گا اور جب تو دیکہیگا کہ میں دشمنوں کو حوض کوثر سے ہٹاتا ہوں اور
دور کرتا ہوں تو تو مجہے دیکہکر بہت خوش ہوگا اور جب دیکہیگا کہ میں صراط پہ سے

گذرتا ہوں اور علم حمد میرے ہاتھ میں ہے اور میں جناب رسولخدا کے آگے جاتا ہوں تو تو
اسوقت شاد ہوگا اور باسانید معتبرہ جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جناب رسولخدا
نے فرمایا کہ قیامت کے دن چار طرح کے آدمیونکی شفاعت کرونگا اگرچہ گناہ اُنکے برابر
گناہ اہل زمین کے ہونگے ایک جسنے کہ میرے اہلبیت کی اعانت کی ہوگی دوسرے
جسنے کہ اُنکے حوایج کو اُنکے وقت اضطرار کے روا کیا ہوگا تیسرے وہ شخص کہ جسنے
اُنکو زبان اور دل سے دوست رکھا ہوگا چوتھے جسنے کہ ہاتھ سے اُنکے ضرر کو دفع
کیا ہوگا اور بھی اُس جنابنے فرمایا کہ جو کہ میرے اہلبیت کو دوست رکھیگا خدا تعالی اُسکو
قیامت میں امین مبعوث کریگا کہ کچھ خوف اُسکو نہوگا - اور کتاب بصائر الدرجات میں
جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا کہ ای علی عالم ارواح میں
مجھے سب میری اُمت کو دکھلایا پس مینے اُنکے صغیر اور کبیر چھوٹوں اور بڑوں کو
دیکھا اور تیری طرف اور تیرے شیعوں کیطرف میرا گذر ہوا تم سب کے واسطے مینے استغفار
کی جناب امیر نے عرض کی کہ یا حضرت زیادہ اس سے کچھ فضیلت میرے شیعوں کی
ارشاد ہو فرمایا کہ ای علی تو اور شیعہ تیرے قبروں سے باہر آئیں گے کہ مانند چودہویں
رات کے چاند کے منہ اُنکے تاباں اور درخشاں ہونگے اور جمیع شدائد اور غم تم
سب سے دور ہوگا اور سایہ عرش الٰہی میں ہونگے اور سب ڈرتے ہونگے اور تم سب بیخوف
و بے ہراس ہوگے اور سب اندوہ میں ہونگے اور تم مسرور ہوگے اور تمہارے واسطے خوان
نعمتوں کے آئیں گے اور سب لوگ مشغول ہونگے حساب میں - اور بھی جناب امیر المومنین
قسیم ہیں نار اور جنت کے یعنی اپنے دوستوں کو بہشت میں لیجائیں گے اور اپنے
دشمنوں کو نار میں اور علل شرایع میں کہ کتب معتبر اہل تشیع سے ہے

فضل ابن عمر سے اسکی اور وجہ یہی لکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ فضل کہتا ہے کہ مینے جناب صادق سے پوچھا کہ علی کس وجہ سے قاسم بہشت اور دوزخ کے ہیں آپنے فرمایا لان محبتہ ایمان وبغضہ کفر اسواسطے کہ محبت اُس امام آفاق کی ایمان ہے اور دشمنی اُسکی کفر ہے اور بہشت خلق نہیں ہوا مگر واسطے اہل ایمان کے اور جہنم مخلوق نہیں ہوا مگر واسطے کفار کے اس سبب علیؑ قسیم جنت اور نار کا ہے یس بہشت میں داخل نہوگا مگر دوست علیؑ کا اور جہنم میں جائیگا مگر دشمن علیؑ کا شاعر کہتا ہے کہ علی حبہ جنۃ یعنی محبت علی کی سپر ہے یعنی جیسی سپر آدمی کو بچاتی ہے ویسی ہی محبت علیؑ کی آتش دوزخ سے بچاتی ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے کہ روز قیامت جبکہ بعد حساب کتاب آتش جہنم کو حکم اہلبیت ہوگا کہ تو دشمنان کو اہل محشر سے چن لے تو ایک شعلہ اُس سے نکلیگا اور جتنے دشمنان اہلبیت ہونگے اُنکو اسطرح چن لیگا جیسے مرغ دانیکو چن لیتا ہے اور دوستی جناب امیر اور اہلبیت کی ہر مومن کو چار طرف سے احاطہ کریگی اور اثر گرمی اور لہیب کا انتک آنے ندیگی اور ساتہ امن وامان کے بہشت میں داخل ہونگے اور یہ بہی حدیث میں وارد ہے کہ حب علی یاکل الذنوب کما یاکل النار الحطب یعنی دوستی علی کی کھا جاتی ہے گناہ کو جیسے کہ کھاتی ہے آگ ہیزم خشک کو چنانچہ حدیث قدسی میں وارد ہے کہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ البتہ بخشونگا میں اُس گروہ کو اہل اسلام سے کہ جسنے تابعداری کی ہوگی امام عادل کی کہ وہ امام مقرر کیا گیا ہے جانب خدا سے اگرچہ رعیت اپنے نفسوں پر ظلم کرنیوالی ہوگی یعنی گناہگار ہوگی اور البتہ عذاب کروں گا اس گروہ پر اہل اسلام سے کہ جسنے متابعت کی ہوگی امام جابر کی کہ وہ امام جانب خدا سے مقرر نکیا گیا ہوگا

اگرچہ وہ گروہ اپنے اعمال میں نیکوکار و پرہیزگار ہونگی اور یہی منقول ہی کہ جناب علیؑ نوذن
ہوں گے جنت میں جیسا کہ علی ابراہیم نے تفسیر آیہ مبارک فاذن موذن بینہم
ان لعنت اللہ علی الظالمین لکھا ہے یعنے آگہی ندا کرنیوالے سنے درمیان انکے کہ
لعنت خدا اوپر اُس جماعت کے کہ ظلم کرنیوالی ہی پس مراد موذن سے علی ابن ابیطالب ہیں
جیسا کہ حضرت ابوالحسن موسی بن جعفر الکاظمؑ سے روایت کی ہی کہ موذن جناب تقدس
نبوی امیرالمومنین ہونگے کہ ندا کرینگے ایسی آواز بلند سی کہ تمام خلق سنی گی اور ابن شہر
آشوب نے مناقب میں جناب امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے بیچ آیہ شریفہ فلما رأوہ
زلفۃ سیئت وجوہ الذین کفروا کے کہ جسکا مضمون یہ ہے کہ جب دیکھا عذاب کو سیاہ
ہوگئے منہ اُس گروہ کے کہ کافر ہوئے روایت کی ہی کہ فرمایا نازل ہوا یہ آیہ شان میں
امیرالمومنینؑ کے بسبب اسکے کہ جب اُس جناب کو بروز قیامت دیکھینگے تو سیاہ
ہوجائینگے منہ کفار کے بسبب دیکھنے مرتبہ اور مکان اُس جناب کے نزدیک خدا اور بدغضب
کے اور کاٹیں گے انگلیاں اپنی بسبب اُس تقصیر کے کہ بیچ مقدمہ ولایت اُس جناب
ہوگی اور علی ابن عیسی نے کشف الغمہ میں ابن مردویہ سے اور اُسنے جابر سے روایت کی
ہی کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اول بہشت میں علیؑ داخل ہونگے اور سب پیغمبروں پر اور
امم سابقہ پر داخل ہونا بہشت میں جائز نہوگا جبتک کہ میری امت داخل نہوگی
اور ایک لوائے نور اور ایک عمود یاقوت کا ہی کہ اُسپر لکھا ہوا ہی کہ لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ آل محمد خیر البریہ پس اس لوا کو بروز قیامت صاحب لوا آگے آگے آدمیوں
کے لیکر چلیگا یہ فرما کر دست مبارک اوپر پشت جناب امیرؑ کے مارا اور فرمایا کہ وہ صاحب
لوا یہ ہوگا کہ قیامت کے دن سب کے آگے آگے چلیگا پس جناب امیرؑ خوشحال ہوئے اور

فرمایا کہ میں حمد کرتا ہوں اُس خدا کی کہ جسنے شرف اور بزرگی دی مجھکو بسبب تمہارے
اُسوقت جناب رسولخدا نے فرمایا کہ خوشخبری دیتا ہوں میں تجھے ای علیؑ کہ کوئی بندہ
نہیں ہے کہ محبت تیری رکھتا ہو مگر یہ کہ مبعوث کریگا خدا اُسکو بروز جزا ہماری ساتھ
من بعد یہ آیہ تلاوت فرمایا کہ وفی مقعد صدق عند ملیک مقتدر اور شیخ شرف الدین نے
بھی کنز میں مثل اسی کے روایت کی ہے اور شیخ طوسی نے جابر سے اور کشف الحق میں
جناب رسولخدا سے روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا کہ ای علیؑ جو تجھے دوست رکھیگا اور
اپنا امام واجب الاطاعت جانیگا خدا یتعالی اُسکو ہماری ساتھ بہشت میں جگہ دیگا اور
پھر آیہ مذکورہ کو تلاوت فرمایا اور کشف الغمہ میں ابن مردویہ سے تفسیر کریمہ طوبی لہم وحسن
مآب میں لکھا ہے کہ طوبی ایک درخت ہے بہشت میں کہ اصل اُسکی خانہ علی میں ہے اور
ایک ایک شاخ اُسکی ہر حجرے میں ہے بہشت کے اور کنز میں مذکور ہے کہ ایک روز جناب
امیر راہ میں تشریف لیے جاتے تھے کہ ایک جماعت قریش کی اُس جناب کو دیکھکر
چشمک اور استہزا کرنے لگے اور باہمدگر کہنے لگے کہ محمدؐ نے اُسی شخص کو برگزیدہ کیا ہے
اور اپنے اہل میں سے اُسکو اختیار کیا ہے پس اُسوقت یہ آیہ نازل ہوا کہ ان الذین اجرموا
کانوا من الذین آمنوا یضحکون اور مجاہد سے نقل کی ہے کہ ایک گروہ قریش کی
خانہ کعبہ کے نزدیک بیٹھے صحاب رسولخدا پر چشمک کرتی تھی اور کلمات استہزا اور تمسخر کے
آپکے حق میں بیان کرتے تھے کہ جناب امیر کا ایک گروہ صحابہ کے ساتھ اُنپر گذر ہوا وہ لوگ
حضرت پر بھی ہنسنے لگے کہ یہی ہے بھائی محمد کا پس خداوند عالم نے آیہ مذکورہ نازل کیا
اور جب قیامت قایم ہوگی تو جناب علی مرتضیؑ ایک گروہ کے ہمراہ کہ اُس جناب کے
ساتھ داخل بہشت ہوتے ہونگے ان کفار پر گذریں گے اور ان پر خندہ کرینگے

اور انکے ساتہ استہزا کرینگے پس یہ ہیں معنی آیہ فالیوم الذین آمنوا من الکفار یضحکون
کے اور جناب مستطاب سید الساجدینؑ سے روایت ہے کہ جب قیامت برپا ہوگی تو
ایک مسند بہشت سے لاکر کنارے پر جہنم کے بچھائینگے اور جناب امیرؑ اس مسند پر آنکر جلوس
فرمائینگے اور تبسم کرینگے اسوقت جہنم حضرت کے خندہ کرنیسے تہ وبالا ہونے لگیگا پہر دشمنان
اہلبیت علیہ السلام کو اُس سرور کے روبرو لاکر حاضر کرینگے وہ کہینگے کہ ای امیر المومنان
وای وصی پیغمبر آخر الزمان ہمپر تم اسوقت رحم نہیں کرتے اور اپنے پروردگار سے ہماری
سفارش نہیں فرماتے یہ سنکر وہ جناب ہنسینگے اور اُٹھکر بہشت میں تشریف لیجائینگے اور
اُنکے کہنے کیطرف کچہ التفات نفرمائینگے اور فرشتے اُس مسند کو اُٹھاکر بہشت میں لیجائینگے
پس یہ ہیں معنی آیہ فالیوم الذین آمنوا من الکفار یضحکون یعنی جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں آج روز
کفار پر ہنسینگے اور کتاب کنز میں جناب علی موسی الرضاؑ سے اور اُس جنابنے اپنے
آبای کرامؑ سے بیچ تفسیر آیہ واما من ثقلت موازینہ فہو فی عیشۃ الراضیہ کے فرمایا کہ یہ
آیہ بیچ شان عالیشان جناب امیر المومنانؑ کے نازل ہوا ہی مضمون اُسکا یہ ہی کہ لیکن
وہ شخص کہ گران اور بھاری ہوئی ترازو عمل اُسکی وہ بیچ عیش پسندیدہ کی ہے
اور آیہ واما من خفت موازینہ فامہ ہاویہ بیچ حق دشمنان اہلبیت اور اعدای جناب
امیر المومنینؑ کے نازل ہوا ہے یعنی وہ لوگ کہ سبک اور ہلکی ہوئی ترازو عمل اُنکی پس
مسکن اور ماوا اور جایگاہ اُنکی جہنم ہی اور بھی روایت میں ہے کہ حضرت نبوی نے
فرمایا کہ میرے اور علیؑ کے نور کو چالیس ہزار برس پہلے حضرت آدم کے خلق کیا تہا اور ہم تسبیح
اور تہلیل اور تکبیر اور تمجید خدا تعالی کی جانب راست عرش کرتے تہے اور ملائکہ بھی ہمارے ساتہ
تسبیح کرتے تہے اور سب اشیار کو ہمسے پیچھے پیدا کیا اور اُن سبکو ہمارے نور سے منور کیا

اور مقرر کیا ہی خدا نے کہ ہمارا اور علی کا دوست جہنم میں نجا یگا اور دشمن ہمارا اور علی کا
بہشت میں نجا یگا اور کئی فرشتے پیدا کیے ہیں کہ اُنکے ہاتھوں میں آفتابے بہشت کے
چاندی کے ہیں اور اُنمیں آب حیات بھرا ہوا ہی اور وہ ایک چشمہ ہی فردوس جنت میں
پس جب کسی شیعہ کا باپ اُسکی ماں سے ارادہ مقاربت کا کرتا ہی تو ایک فرشتہ اُن فرشتوں
میں سے آتا ہی اور قدرے آب حیات اُس پانی میں کہ وہ شخص اُسوقت پیا چاہتا ہی ملا دیتا ہی
پس وہ پانی اُسکے نطفہ سے مخلوط ہو جاتا ہی اور اُس نطفہ سے محب علی کا پیدا ہوتا ہی پھر
حضرت نے فرمایا کہ میں شکر کرتا ہوں اُس خالق کا کہ جسنے علی کی محبت کو اور اُسکے ایمان
کو سبب کیا ہی دخول بہشت کا اور نجات کا جہنم سے - اور ابن طاوس نے روایت
کی ہی جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ ایک روز جناب رسولخدا نے فرمایا کہ اے
علی بشارت دیتا ہوں میں اُس چیز کی کہ جس چیز کی جبرئیل نے مجھے خبر دی ہی کہ
اے محمد بدرستیکہ نجات نہیں پائی ذریت آدم سے مگر اُس شخص نے کہ ولایت اُنکی
وصی شیث کی اختیار کی اور شیث نے بسبب اپنے پدر آدم کے نجات پائی اور آدم نے
ساتھ خداوند عالم کے اور قوم نوح سے کسی نے نجات نہیں پائی مگر اُس شخص نے کہ ولایت
اُنکی وصی سام کے اختیار کی اور سام نے ساتھ نوح کے نجات پائی اور نوح نے ساتھ
حق تعالی کے نجات پائی اور قوم ابراہیم سے کسی نے نجات نہیں پائی مگر اُس شخص نے کہ
ولایت اسماعیل کی اختیار کی اور اسمعیل نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ اور
حضرت ابراہیم نے خداوند جلیل کے ساتھ نجات پائی اور قوم موسی سے کسی نے
نجات نہیں پائی مگر اُس شخص نے کہ اُنکے وصی یوشع کی ولایت اختیار کی
اور یوشع نے موسی کے ساتھ اور موسی نے خداوند جلیل کے ساتھ نجات پائی

اور قوم عیسے سے کسی نے نجات نہین پائی مگر اُس شخص نے کہ جسنے اُنکے وصی شمعون کی
کی ولایت اختیار کی اور شمعون نے عیسے کے ساتہ اور عیسے نے خداوند جلیل کے ساتہ نجات
پائی اور تمہاری اُمت میں سے وہ شخص نجات پائیگا کہ جو علی کی ولایت اختیار کریگا اور وہ
وزیر تمہارا ہی تمہاری حیات میں اور وصی تمہارا ہی بعد تمہاری ممات کے اور علی تجہسے نجات
پائیگا اور تو خدا تعالی کے ساتہ نجات پائیگا ای محمد خدا تعالی نے تمہیں بہترین پیغمبرونکا
اور علی کو بہترین اوصیای پیغمبران سلف کا کیا ہی اور امام اور پیشوا دین تمہاری ذریت ہی
سے مقرر کیے ہیں روز قیامت تک پس سب جناب امیر نے یہ بشارت سنی تو سجدۂ شکر کا
بجا لائے اور بہی منقول ہی جناب امام محمد باقر سے کہ اُس جناب نے فرمایا کہ واللہ آسمان میں
ستر صنف ہی ملائکہ کی کہ اگر تمام اہل ارض جمع ہوکر اُنکا شمار کرنا چاہیں تو ایک صنف
کو بہی اُسکے شمار نہ کرسکیں اور یہ سب ملائکہ ہماری دوستی اور ولایت کے ساتہ عبادت
خدا کی کرتے ہیں اور بہی شیخ طوسی نے میثم تمار سے روایت کی ہی کہ ایک شب
میں خدمت میں جناب امیر کے حاضر تہا کہ اُس جناب نے فرمایا کہ نہیں کوئی بندہ کہ
جسکے ایمان کو خدا نے آزمایا ہو اور اُسکا امتحان کیا ہو مگر یہ کہ جب وہ صبح کرتا ہی تو ہماری
محبت اور دوستی اپنے دلمین پاتا ہی اور نہیں ہی کوئی بندہ کہ جسپر خدا تعالی غضبناک ہوا ہو
مگر یہ کہ جب وہ صبح کرتا ہی تو ہماری عداوت اور دشمنی کو دلمیں پاتا ہی اور جب ہم صبح
کرتے ہیں تو اپنے دوستوں کی محبت کو اور اپنے دشمنوں کی دشمنی کو جانتے ہیں
اور ہمارے دوست جب صبح کرتے ہیں تو رحمت الٰہی مین مستغرق ہوتے ہیں اور جب
دشمن ہمارے صبح کرتے ہیں تو کنارے پر جہنم کے کہڑے ہوتے ہیں کہ بجز دم نے
کے داخل جہنم ہوں اور ہمارے دوستوں کے لیے دروازے رحمت کے مفتوح ہوتے

ہیں گوارا ہو اُنکو رحمت خدا کی اور وا ہے ہمارے دشمنوں پر اور ہمارا دوست
نہیں ہے وہ شخص جو ہمارے دشمن کو دوست رکھتا ہے کیونکہ دوستی ہماری اور ہمارے
دشمن کی ایک دلمیں جمع نہیں ہوتی پس ہمارے دوستوں کو لازم ہے کہ ہماری
دوستی کو مثل طلای خالص کے بغش کریں اسواسطے کہ ہم ہیں برگزیدہ خدا کے اور دوسرے
فرزند ہمارے فرزند ہیں پیغمبر کے اور ہم ہیں وصی اوصیا کے اور ہم ہیں یاور خدا اور
رسول کے اور محارب اور محاربان ہمارے حزب اور لشکر شیطان ہیں اور جو شخص
چاہے کہ اپنا حال ہماری محبت میں دریافت کرے تو وہ اپنے دل کا امتحان کرے
پس اگر ہمارے دشمنوں کی محبت اپنے دلمیں پائے تو جانے کہ خدا و رسول اور
جبریل و میکائیل اُسکے دشمن ہیں اور خدا دشمن ہے سب کافروں کا اور بہی سلمان
فارسی سے منقول ہے کہ ایک روز شیطان کا گذر ایک جماعت پر ہوا کہ وہ جناب
امیر کی مذمت کرتے تھے اور آپکو برا کہتے تھے شیطان بہی اُنکے پاس ٹھہرا
ہوگیا اور اُنسے پوچہا کہ تم کیا کہتے ہو اُنہوں نے کہا کہ تو کون ہے کہا میں ابومرہ
ہوں انہوں نے کہا کہ تو سنتا نہیں ہے ہم کیا کہتے ہیں شیطان نے کہا کہ تم پر
تف ہو اور بدحال ہے تمہارا کہ تم لوگ مولا علی ابن ابی طالب کو ناسزا اور برا کہتے ہو
اُنہوں نے کہا کہ تو نے کیونکر جانا کہ وہ مولا ہمارا ہے شیطان نے کہا کہ تمہارے پیغمبر کے
کہنے سے کہ اُس جناب نے فرمایا ہے جسکا میں مولا ہوں اُسکا علی بہی مولا ہے
خداوندا دوست رکہ اُسکو جو کہ علی کو دوست رکہے اور دشمن رکہ اُسکو
جو علی کو دشمن رکہے اُنہوں نے پوچہا کہ تو بہی اُنکے شیعوں میں سے ہے
کہا نہیں ولیکن اُن کو دوست رکہتا ہوں اور جو کہ اُنکا دشمن ہے

اُسکے فرزند اور اُسکے مال میں شریک ہوجاتا ہوں اُنہوں نے پوچھا کہ ای ابومرہ اور بھی کوئی فضیلت
اُنکی تجھے معلوم ہی شیطان نے کہا کہ سنو مجھسے اے قوم قاسطین و ناکثین و فاسقین و
مارقین کہ تمنے پیمان اُسکا توڑا اور بظلم اُسپر خروج کیا اور دائرہ ایمان سے خارج ہوئے بارہ ستیکہ میں نے
قوم جن جان میں بارہ ہزار برس خدا کی عبادت کی و جب خدا تعالیٰ نے اُس قوم کو ہلاک کیا
تو میں نے اپنی تنہائی کی شکایت خدا سے کی مجھے خدا تعالیٰ نے آسمان اوّل پر بلا لیا بارہ ہزار
سال اُسپر عبادت کی درمیان ملائکہ کے ایک روز ہم تقدیس اور تسبیح خدا میں مشغول تھے کہ ایک
شعاع نور کمال روشن ہمپر تابان و درخشاں ہوا ملائکہ اُس نور کو دیکھکر سجدے میں جھک گئے اور کہا
ای سبوح قدوس یہ نور کسی ملک مقرب کا ہی یا کسی پیغمبر مرسل کا جانب رب العزت سے آواز آئی کہ
یہ نور طینت یعنی خاک علیؑ ابن ابیطالب کا ہے اور بھی عین الحیات میں ابوہریرہ سے مروی ہی
کہ ایک شخص خدمت میں جناب رسولخدا کی حاضر ہوا اور عرض کی کہ فلاں تاجر بہت قلیل
اسباب اور تھوڑی پونجی لیکر چین میں گیا تھا اور تھوڑے سے عرصہ میں کثیر مال و اسباب
لیکر آیا ہی آپنے فرمایا کہ جس قدر مال دنیا کثیر ہوتا ہے اُسیقدر صاحب مال پر محنت و بلا زیادہ
ہوتی ہی اور چاہیے کہ کوئی شخص آرزو مال کی نہ کرے مگر وہ شخص کہ جو اُسکو راہ خدا میں صرف
کرنا چاہے پھر آپنے فرمایا کہ تم چاہتے ہو کہ میں خبر دوں اُس شخص سے کہ جسکی پونجی کمتر
تھی اور وہ جلد تر پھرا اور غنیمت اور فائدہ اُسکو بہت کثیر بہم پہنچا اور جو کچھ اُسکو فائدہ ہوا
وہ سب خزانہ الٰہی میں مخزون ہوکر محافظت کیا گیا عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ فرمایا
کہ نظر کرو اس شخص پر کہ جو آتا ہے سب نے جو نظر کی تو دیکھا کہ ایک شخص ژندہ پوش انصار سے
چلا آتا ہے رسولخدا نے فرمایا کہ ملائکہ آج اُسکا ثواب آسمان پر اسقدر لیگئے ہیں کہ اگر وہ
ثواب سب اہل آسمان و زمین پر تقسیم کریں تو کمتر حصہ ہر ایک کا یہ ہو کہ سب گناہ ہر ایک کے

بخشے جاویں اور بہشت ہر ایک پر واجب ہو صحابہ نے کہا اُس سے کہ بشارت ہو
تجھے کرامت الٰہی کی آج تونے کیا کام نیک کیا ہی اُسنے کہا کہ بغیر اسکے اور کوئی
کام نہیں کیا کہ میں گھر سے اپنی ایک حاجت کیواسطے نکلا تھا اور چونکہ مجھے دیر
ہو گئی تھی تو گمان یہ ہوا کہ شاید وہ کام فوت ہو گیا ہو اپنے دل سے کہا
کہ عوض حاجت کے میں جاتا ہوں اور روئے مبارک علیؑ پر نظر کرتا ہوں
کیونکہ رسولخدا نے فرمایا ہے کہ نظر کرنا روے علیؑ پر عبادت ہے جناب رسولخدا
نے فرمایا کہ واللہ عبادت ہی اور بڑی عبادت ہے اے عبداللہ تو اسواسطے
جاتا تھا کہ ایک دینار اپنے عیال کے واسطے حاصل کرکے لاوی اور تجھسے وہ امر
فوت ہوا اور اُسکی عوض میں تونے روی علیؑ پر نظر کی از روئے محبت کے اور اُسکی
فضیلت جانکر یہ امر تیرے واسطے بہتر ہے اس سے کہ اگر تمام دنیا سونا ہو جاے اور تو
اُسکو راہ خدا میں صرف کرے اور یہی تو شفاعت کریگا گناہگاروں کی بعدد ہر نفس
کے اور اُس راہ میں تونے لیے ہونگے ہزار ہزار کے کہ وہ سب بسبب تیری شفاعت
کے آتش جہنم سے آزاد ہونگے اور یہی عین الحیات میں ہے کہ ایک روز جبرئیل امین
رسولخدا کے پاس آئے اور کہا کہ خداوند عالم بعد تحفہ سلام کے ارشاد کرتا ہی کہ اے
حبیب ہمارے مینے ساتوں آسمانوں کو اور ساتوں زمینوں کو اور اُن چیزوں کو کہ
جو انمیں ہیں پیدا کیا ہے اور کسی جگہ کو بہتر رکن اور مقام ابراہیم سے پیدا نہیں کیا
پس اگر کوئی بندہ میرا ابتداء پیدایش عالم سے تا انقراض عالم رکن و
مقام میں میری عبادت کرے اور اقرار ولایت علیؑ ابن ابی طالب کا نرکھتا ہو
تو اُسکو سرنگوں جہنم میں ڈالدوں گا اور یہی اسی کتاب میں ہے

کہ خدا تعالیٰ نے وحی کی طرف اپنے پیغمبر کے کہ اے محمد اگر کوئی بندہ میرا اسقدر عبادت کرے کہ بدن اُسکا بوسیدہ ہوکر جابجا سے شق ہو جائے اور مثل مشک بوسیدہ کے پہٹ جائے اور منکر ہووے تیرے اہلبیت کی ولایت کا تو اُسکو اپنی بہشت میں جگہ نہ دونگا اور اپنے عرش کے سایہ میں نہ لاؤنگا اور بھی جناب علی ابن الحسینؑ سے منقول ہی کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ قسم ہے مجھے اُس خدای بحق کی کہ جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہی کہ اگر کوئی بندہ قیامت کے روز عرصۂ محشر میں آئے اور عمل ستر پیغمبر کا رکھتا ہو اور اہلبیت کی ولایت کا منکر ہو اور اُسنے محبت نہ رکھتا ہو تو ایک عمل بہی اُسکا مقبول خدا نہو گا اور بہی جناب امام زین العابدینؑ سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ بہترین بقاع زمین میان رکن حجر و مقام ابراہیم ہے پس اگر کوئی شخص بقدر عمر نوحؑ کے ساڑھے نوسو برس کی عمر اُنکی ہوئی اُس مقام میں عبادت خدا کرے اور دنوں میں روزے رکہے اور راتوں کو عبادت خدا میں صبح کرے پہر خدا سے ملاقات کرے اُس حال میں کہ دوستی اور ولایت میرے اہلبیت کی نہ رکہتا ہو تو اُسکو وہ عبادت کچہ نفع نہ دیگی اور بہی انس سے روایت کی ہی کہ جناب رسولخدا نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ روز قیامت ایک جماعت کو مبعوث کرے گا کہ منہ اُنکے نور سے روشن ہونگے اور اوپر کرسی نور کے بیٹھے ہونگے اور جامے نور کے پہنے ہونگے اور مثل پیغمبروں کے سایہ عرش الٰہی میں ہونگے مگر پیغمبر نہونگے اور بمنزلہ شہدا کے ہونگے مگر شہید نہونگے یہ فرما کر جناب رسولخدا نے ہاتہ اوپر سر مبارک علیؑ کے رکہا اور فرمایا کہ یہ اور شیعہ اسکے ہونگے اور شیخ طوسی نے جناب امام رضاؑ سے روایت کی ہی کہ رسولخدا نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ بروز قیامت خدا تعالیٰ بعد فارغ ہونے حساب کے کنجیاں بہشت اور

دوزخ کی مجھے دیگا اور میں تجھے دونگا اور کہونگا کہ جسکو چاہ جہنم میں بھیج اور جسکو چاہ
بہشت میں داخل کر۔ اور بھی جناب امام محمد باقر سے اور اُس جناب نے اپنے اباء
طاہرین سے روایت کی ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ محبت ہم اہلبیت کی سات جگہ
کہ دہشت اُن جگہوں کی زیادہ تر ہے نفع دیگی وقت مرنے کے اور قبر میں اور وقت
مبعوث ہونیکے اور جسوقت کہ نامہ اعمال کو دست راست و چپ میں دینگے اور وقت
حساب کے اور نزدیک میزان کے کہ اعمال خلایق کے وزن کیے جائینگے اور نزدیک
صراط کے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا اور بھی فرمایا رسولخدا نے کہ ای علی جسکے دل میں تیری محبت
ہوگی اگر اسکا ایک پاؤں صراط پر سے لغزش کریگا تو البتہ دوسرا پاؤں اسکا جم جاویگا
حاصل یہ کہ صراط پر سے دوست علی کا جہنم میں نگریگا اور بھی مناقب خطب میں
مذکور ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ جبرئیل جانب رب جلیل سے ایک ورق سبز پر سفیدی
سے یہ لکھا ہوا لائے کہ میں نے فرض کی سب خلایق پر محبت علی ابن ابی طالب کی پس
پہنچا تو اس حکم کو اور کہدے اس امر کو اپنی سب اُمت سے اور بھی اسی کتاب میں ہے
کہ رسولخدا نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ ارشاد کرتا ہے کہ جسنے حق علی کا پہچانا وہ پاک و خوش
ہوا اور جسنے انکار کیا اُسکے حق کا وہ ملعون اور زیانکار ہوا قسم ہے مجھے اپنی عزت و
جلالت کی کہ داخل کرونگا میں جہنم میں اُس شخص کو جو نافرمانی کریگا علی کی اگرچہ میری طاعت
کرے اور داخل کرونگا بہشت میں اُس شخص کو کہ جو علی کی طاعت کریگا اگرچہ میری نافرمانی
کرے۔ دیکھو کہ اخطب خوارزمی باوجودیکہ سنی المذہب ہے ان احادیث کو لکھا ہے اور بھی شیخ طوسی
نے بسند معتبر جناب امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جناب رسولخدا نے جناب امیر
سے فرمایا کہ تمہیں خوشخبری دوں ای علی عرض کی ہاں یا رسول اللہ فرمایا کہ

اے علی مجھکو اور تجھکو ایک طینت یعنی ایک خاک سے پیدا کیا ہی اور ہماری خاک میں سے جو کچہ بچ رہی
تھی اُس سے ہمارے شیعہ پیدا ہوئے ہیں اور بروز قیامت سب کو ماں کے نام سے پکاریں گے
مگر ہمارے شیعوں کو کہ اُنکو اُنکے باپ کے نام سے پکارینگے اسواسطے کہ شیعہ ہمارے حلال زادے
ہوتے ہیں اور اے علیؑ خداوند عالم نے فرزندان آدم کو درختوں مختلف سے پیدا کیا ہی مگر مجھے
اور تجھے کہ ہم دونوںکو ایک درخت سے پیدا کیا ہی پس میں اصل اُس درخت کی ہوں اور تو
فرع اُسکی ہی اور حسنؑ اور حسینؑ شاخیں اُسکی ہیں اور شیعہ ہمارے ورق اُسکے ہیں پس جو شخص
چنگل ماریگا اُسکی شاخوں کے ساتھ خدا تعالیٰ اُسکو بہشت میں داخل کریگا **اور بھی**
کتاب الفردوس میں ابن عباس سے منقول ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ میں میزان علم کی
ہوں اور علیؑ دونوں پلے اُسکے ہیں اور حسنؑ اور حسینؑ ڈوریاں اُسکی ہیں اور فاطمہؑ علاقہ
یعنی شاہین اُسکی ہے اور ائمہ میری ذریت سے عمود اُسکے ہیں وزن کیے جائیں گے اُسمیں
اعمال ہمارے دوستوں کے اور دشمنوں کے پس جسکے موازین بیچ محبت علیؑ کے بھاری ہونگے پس وہ
بیچ زندگانی پسندیدہ کے ہوگا اور جسکے موازین خفیف اور سبک ہونگے بسبب دشمنی علیؑ کے
اور بباعث انکار کرنے اُسکی ولایت اور امامت کے پس ماوا اُسکا جہنم ہی۔ **اور**
بھی انس سے مروی ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ روز قیامت پکاریں گے علیؑ کو ان
سات ناموں کے ساتھ اور کہیں کہ یا صدیق یا عابد یا دال یا ہادی یا مہدی
یا فتی یا علیؑ مُر انت وشیعتک الی الجنة بلا حساب یعنی جا تو اور شیعہ تیرے جنت میں
بغیر حساب **فصل بارھویں** بیچ ذکر اولاد جناب علیؑ ابن ابی طالب کے اور اُنکے
عدد اور اسامی میں واضح ہو کہ آپ کی اولاد ستائیس ۲۷ تھیں گیارہ ۱۱ بیٹے اور
سولہ ۱۶ بیٹیاں پس بیٹے اول امام حسنؑ دوسرے امام حسینؑ والدہ ماجدہ انکی

فاطمہ زہرا بنت جناب سید المرسلین تھیں۔ تیسرے محمد کنیت انکی ابوالقاسم والدہ انکی خولہ بنت جعفر بن قیس الحنفیہ یربوع تھیں۔ چوتھے حضرت عباسؑ پانچویں جعفر چھٹے عثمان ساتویں عبداللہ والدہ ان چاروں صاحبوں کی ام النبین بنت حزام بن خالد بن دارم تھیں اور یہ سب صاحب جناب امام حسینؑ کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے جناب عباس کی کنیت ابا قربہ تھی اور آپ کو سقای اہلبیت بھی کہتے ہیں اسواسطے کہ وہ جناب دریای فرات سے فرزندان جناب امام حسینؑ کے لیے مشک پانی کی بھر کر لائے تھے مگر راہ میں شہید ہوئے اور خیمہ تک اسکو پہنچا نہ سکے اور عمر جناب عباس کی چونتیس ۳۴ برس کی تھی اور فضائل آپکے بہت سے ہیں اور عمر عبداللہ کی پچیس ۲۵ برس کی تھی اور عمر جعفر کی انیس ۱۹ برس کی تھی آٹھویں عمر والدہ انکی ام حبیب بنت ربیعہ تھیں۔ اور بہن انکی رقیہ توام پیدا ہوئی تھی نویں ۹ محمد اصغر کنیت انکی ابوبکر تھی۔ دسویں عبداللہ والدہ ان دونوں صاحبوں کی لیلے بنت مسعود دارمیہ تھیں اور یہ دونوں بھائی بھی کربلا میں جناب امام حسینؑ کے ساتھ شہید ہوئے گیارہویں یحییٰ والدہ انکی اسماء بنت عمیس الخثعمیہ تھیں اور چھوٹے ہی سن میں جناب امیر کے سامنے انتقال کر گئے تھے اور انکی ماں کی طرف کے بھائی یعنی برادران اخیافی عبداللہ اور محمد اور عون بیٹے جعفر بن ابی طالب کے تھے۔ اور محمد بن ابی بکر بھی برادر مادری تھا۔ **اور بیٹیاں** آپ کی پس ایک زینب کبریٰ تھیں اور دوسری زینب صغریٰ کنیت انکی ام کلثوم والدہ ان دونوں کی جناب فاطمہ تھیں تیسری رقیہ بنت ام حبیب بنت ربیعہ چوتھی ام الحسن پانچویں ۵ رملہ والدہ ان دونوں کی ام سعید بنت عروہ بن مسعود ثقفی تھیں۔

چھٹی نقیہ اور یہ ام کلثوم صغری تھیں ساتویں زینب صغری آٹھویں
اُم ہانی نویں ام الکرام دسویں حمامہ کنیت ان کی ام جعفر تھے گیارہویں
اُمامہ بارہویں ام سلمہ تیرہویں زینب صغری چودہویں میمونہ پندرہویں
خدیجہ سولہویں فاطمہ یہ سب کئی ماں سے تھیں اور کتب طرفین میں
مذکور ہے کہ بعد نبیؐ جناب فاطمہ کا حمل کہ جسکا نام رسول انام نے محسن رکھا
تھا ساقط ہوا تھا پس اوپر اُس تقدیر کے اٹھائیس اولاد آپکی ہونگی
نہ ستائیس اور حال تزویج بعض دختر جناب امیر کا یہ ہے کہ زینب کبریٰ
بنت جناب فاطمہ بنت رسول اللہ تو منسوب ہوئیں عبداللہ بن جعفر بن
ابی طالب سے اور اولاد آپکی علی اور جعفر اور عون اکبر اور ام کلثوم ہوئیں
اور جناب زینب کبریٰ نے اپنی والدہ ماجدہ فاطمہ زہرا سے بہت
اخبار و احادیث بیان کی ہیں اور زینب صغری کہ جنکو ام کلثوم کہتے ہیں منسوب
ہوئیں ساتھ محمد بن عقیل کے اور رقیہ بنت علی منسوب ہوئیں ساتھ مسلم بن عقیل کے اور
پیدا ہوئے انسے عبداللہ اور یہ شہید ہوئے کربلا میں اور علی محمد پسران مسلم اور ام ہانی
پس منسوب ہوئیں ساتھ عبداللہ اکبر بیٹے عقیل سے پیدا ہوئے انسے محمد اور قتل ہوئے
کربلا میں اور دوسرے عبدالرحمان اور میمونہ بنت علی منسوب ہوئیں عبداللہ اکبر بن عقیل سے
پیدا ہوئے انسے عقیل ابن عبداللہ اور نفیسہ منسوب ہوئیں عبداللہ اکبر بن عقیل سے
پیدا ہوئیں انسے ام عقیل اور زینب صغری منسوب ہوئیں عبدالرحمان ابن عقیل سے
پیدا ہوئیں انسے حمیدہ اور امامہ بنت علی منسوب ہوئیں صاحب بن عبداللہ بن نوفل
بن الحارث بن عبدالمطلب سے پیدا ہوئیں انسے نفیسہ ـــ
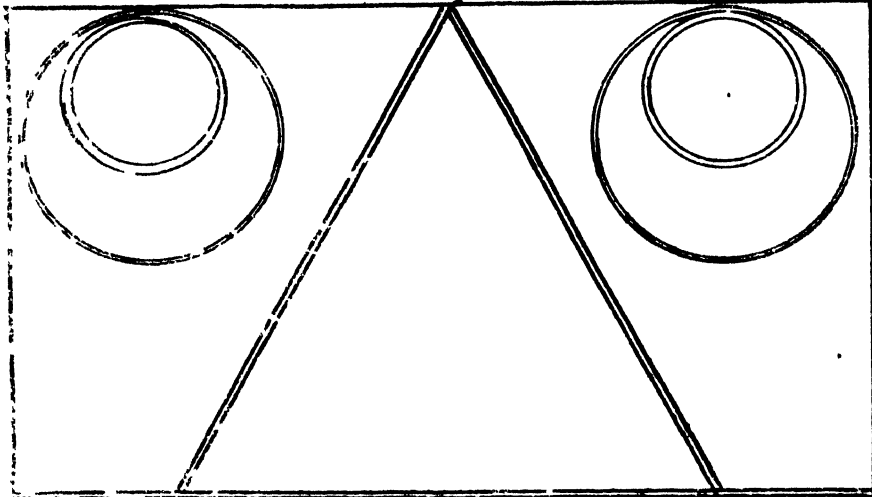
باب تیسرا بیچ بیان معجزات جناب امیر کے

معجزہ اول واضح ہو کہ معجزہ ماخوذ ہی عجز سے اور عجز کے معنی لغت میں ناتوانی کے
ہیں اور معجزہ اسم فاعل ہے باب افعال سے اور اعجاز کے معنی ناتوان اور عاجز کرنے کے ہیں
معجزات جمع ہے معجزہ کی اور معجزہ کے معنی اصطلاح میں امر خارق عادت کے ہیں
کہ جو مقرون ہوں ساتھ دعوت نبوت اور امامت کے اور خارق کے معنی پھاڑنے والے کے
ہیں اور چونکہ کرامت ولی کی بھی عادت کو پھاڑتی ہے یعنی عادت کے خلاف ہوتی ہے
اسواسطے اسکو معجزہ اور کرامت کہتے ہیں پھر جو شخص دعوی کرے نبوت یا امامت کا
اور اپنے دعوی کی تصدیق کے لیے جو عادت کے خلاف ہو یعنی اور کسی سے وہ امر نہ
ہو سکے دکھلاوے اسکا نام معجزہ ہی اور بعض علما نے معجزہ اور کرامت میں فرق کیا ہے
کہتے ہیں کہ معجزہ وہ شے ہی کہ جو مقرون بدعوی نبوت یا امامت ہو اور کرامت وہ خارق
عادت ہے کہ جو بلا دعوی مذکور ہو اور اکثر معتزلہ اور قدماء شیعہ ان دونو میں فرق نہیں کرتے

نہیں کرتے اور بھی معتزلہ ان دونوں امر کو مخصوص پیغمبروں کے جانتے ہیں بخلاف علماء فرقہ
شیعہ کہ انکے نزدیک یہ دونوں امر مخصوص ہیں انبیاء اور اوصیاء انبیاء کے پس بنا بر مذہب
معتزلہ اور فرقہ شیعہ لازم نہیں کہ معجزات اور کرامت نزدیک دعوی نبوت یا امامت کے ہو
لہذا ہمارے علماء شیعہ اُس چیز کو کہ جو قبیل خوارق عادت ہو انبیاء اور اوصیاء سے قبل
دعوت بلکہ پیش از ولادت یا بعد وفات اُنکے ظہور میں آئے اُسکو معجزہ کہتے ہیں اور یہ بھی
جاننا چاہیے کہ جو معجزات خدا تعالی نے سب انبیاء اور اُنکے اوصیاء کو دیے تھے وہ سب ہمارے
پیغمبر اور اُنکے اوصیاء کو بھی دیے تھے اور سوائے اُنکے اور معجزات اور فضائل ہمارے پیغمبر اور ہمارے
ائمہ کو ایسے دیے تھے کہ وہ کسی پیغمبر اور وصی پیغمبر کو نہیں دیے تھے اور معجزات و کرامات جناب
رسالت مآب اور اہلبیت عصمت و طہارت کے اسقدر ہیں کہ کوئی شخص اُنکا حصر نہیں
کر سکتا اور کسیکو اُن سب پر اطلاع حاصل نہیں ہو سکتی مگر اسیقدر پر کہ جو اخبار و احادیث
سے متتبعین اخبار کو فی الجملہ اطلاع حاصل ہوئی از انجملہ چند معجزات اس رسالہ میں
درج کیے جاتے ہیں **معجزہ اول** اگرچہ یہ معجزہ مشتمل ہے حال ولادت جناب امیر پر مگر چونکہ
یہ روایت غیر مشہور ہے اور بعض نے لکھا ہے کہ سب امور کعبہ کے اندر ہی ہوئے تھے لہذا اسکو
باب معجزات میں لکھدیا ہے پس روضۃ الواعظین میں اور اور بعض کتاب میں جابر سے روایت
کی ہے کہ اُسنے کہا کہ پوچھا مینے رسولخدا سے حال ولادت جناب امیر کا فرمایا آپنے کہ اے
جابر تونے سوال کیا بہترین اُس شخص سے کہ جو بعد میرے متولد ہوا ہے اور سنت حضرت
عیسے کی اُسمیں جاری ہوگی بدرستیکہ خدا تعالی نے پیدا کیا ہے مجھے اور علی کو ایک
نور سے پہلے سب چیز کے پیدا ہونے سے پس ہم عالم ملکوت میں تسبیح اور تقدیس حی
لاہوت کی کرتے تھے جب خدا تعالی نے پانچہزار برس بعد پیدا ہونے ہماری نور کے حضرت

آدم کو پیدا کیا تو ہمکو اُنکے صلب میں ودیعت رکھا پس مینے جانب راست اُنکے قرار پکڑا اور
علی نے جانب چپ اُنکے پہر نقل کیا اُس نور نے اُنکے صلب سے طرف اصلاب طاہرہ اور
ارحام مطہرہ کے تا اینکہ مجہے صلب پاکیزہ عبداللہ ابن عبدالمطلب سے خارج کیا اور بہترین
رحم میں کہ رحم آمنہ کا تھا قرار دیا اور علی کو صلب پاک ابوطالب سے خارج کیا اور رحم
پاکیزہ میں کہ وہ رحم فاطمہ بنت اسد کا تھا قرار دیا پس جناب رسولخدا نے فرمایا کہ اے جابر
پہلے اس سے کہ علی شکم مادر میں قرار پکڑے اُس زمانہ میں ایک عابد تھا مسمے بمثرم بن دعیب
عبادت و زہد میں شہرہ آفاق ایک سو نوے برس اپنی عمر کے اُسنے عبادت خدا میں
بسر کیے تہے اور بکمال اخلاص اور صدق دل سے عبادت کرتا تہا مگر اس مدت عمر میں اپنی
کوئی حاجت خدا یتعالی سے طلب نکی تہی ایک روز اُسنے خداوند جلیل سے سوال کیا کہ
اے معبود بحق مجہے کسی اپنے دوسترین دوست کی زیارت کرا خدا یتعالی نے ابوطالب کو اُسکے
پاس بہیجا مثرم نے جو ابوطالب کو دیکہا اور انوار جلالت کو اُنکی جبین مبین سے مشاہدہ
کیا تو اُٹھ کہڑا ہوا اور پیشانی نورانی پر اُنکے بوسہ دیا اور اپنے روبرو بٹہلایا اور پوچھا
کہ تم کون ہو ابوطالب نے کہا کہ میں ایک مرد ہوں اہل تہامہ سے کہا کونسے تہامہ سے
ابوطالب نے فرمایا کہ عبد مناف سے کہا کونسے شعبہ عبد مناف سے ہو کہا فرزندان
ہاشم سے راہب نے جو یہ سنا تو پہر اُٹھ کر دوبارہ اُس جناب کی پیشانی پر بوسہ دیا
اور کہا کہ حمد و شکر اُس خدا کو جسنے میرے سوال کو عطا کیا یعنی دنیا سے مجھ نہ لیگیا
جب تک کہ اپنے دوستوں میں سے ایک دوست کو نہ دکہلا لیا پہر مثرم نے کہا
کہ بشارت ہو تجہے کہ خدا یتعالی نے مجہے تیرے باب میں ایک بشارت الہام
کی ہے ابوطالب نے پوچہا کہ وہ کیا ہے مثرم نے کہا کہ تیرے صلب سے ایک فرزند

وجود میں آئیگا کہ وہ ولی ہوگا خدا کا اور پیشوا ہوگا متقیوں کا اور وصی ہوگا رسول پروردگار
عالمیان کا پس سبب اُس فرزند کو پاوے تو تو سلام میرا اسکو پہنچانا اور کہنا کہ مثرم نے تمہیں
سلام کہا ہے اور گواہی دیتا ہے وحدانیت خدا کی کہ کوئی اسکا شریک نہیں اور گواہی
دیتا ہے کہ محمد بندہ اور رسول اسکا ہے اور تو ولی اور وصی بحق اسکا ہے اور محمد پر تمام ہوئی ہے
پیغمبری اور تجھپر تمام ہوگی تیرے فرزند و نپر تمام ہوئی ہے وصیت ابوطالب بشارت سنکر
رونے لگے اور پوچھا اُس فرزند کا کیا نام ہوگا اُسنے کہا کہ نام اسکا علی ہوگا ابوطالب نے
کہا کہ میں اس بات کا یقین نہیں کرتا ہوں جب تک کوئی دلیل واضح دکھلاوے مثرم نے کہا کہ پھر تم اسوقت مجھسے کیا چاہتے ہو کہ تمہارے لیے خدا تعالیٰ سے طلب کروں ابوطالب نے کہا کہ میں اسوقت طعام بہشت چاہتا ہوں راہب نے دعا کی
ہنوز اسکی دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ ایک طبق انگور اور رطب اور انار بہشت سے ابوطالب کے
پاس حاضر ہوا ابوطالب نے اُسمیں سے ایک انار اُٹھا لیا اور خدا کی دولت سرا کو مراجعت
کی اور گھر میں آکر اسکو تناول کیا خدا تعالیٰ نے اُس انار سے نطفہ انکے صلب میں قرار
دیا اُسی شب فاطمہ بنت اسد کو جناب امیر کا حمل رہا پس مہابت اور شوکت سے اُس حمل کی
زمین حرکت میں آئی اور کئی روز تک لرزاں رہی اور قریش پر اس سبب سے خوف عظیم طاری
ہوا سب نے مشورہ کیا کہ اپنے بتوں کو کوہ پر لیچل کر اُنسے سوال کریں شاید کہ یہ زلزلہ ہم سے
دور ہو جاوے پس جو ہیں قریش بتوں کو کوہ ابوقیس پر لیگئے زلزلہ نے اور شدت کی اور
پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور بت منہ کے بل گر پڑے قریش یہ حال دیکھکر کمال متحیر ہوئے
اور کہا کہ اس بلا سے ہمیں رہائی ممکن نہیں ہے اس اثنا میں ابوطالب پہاڑ پر آئے اور اُن سب سے

ہی گروہ قریش بدرستیکہ خداتعالے نے اس شب ایک بندہ مبارک کو پیدا کیا ہے کہ اگر تم
اسکی اطاعت اور اسکی ولایت کا اقرار نکروگے اور اسکی امامت کی شہادت ندوگے
تو ... تم پر سے دور نہوگا اور کوئی گرتہامہ میں تمہارے واسطے باقی نرہیگا
ابوطالب جو کچھ کہ تم فرماؤگے ہم وہی کرینگے یہ سنکر ابوطالب نے ہاتھ طرف آسمان کے بلند کئے

الٰہی وسیدی اسئلک بالمحمدیۃ المحمودیۃ والعلویۃ العالیۃ وبالفاطمیۃ البیضاء
ان تفضلت علی تہاتہ بالرافۃ والرحمۃ یعنے اے خدا میرے اور اے سید میرے
سوال کرتا ہوں میں تجھسے بحق ملت محمدؐ کے کہ پسندیدہ ہے اور طریقہ علیؑ کے کہ بلند ہے
اور طریقہ فاطمہ کے کہ روشن ہے اور نورانی ہے کہ البتہ تفضل کر تو اوپر اپنا بندہ کے
ساتھ تفضل اور رافت کے راوی کہتا ہے کہ پس جناب رسولخدا نے قسم یاد فرمائی اور کہا
بحق اُس خداوند عالم کے کہ جسنے دانے کو شگافتہ کیا اور گیاہ اُس سے باہر لایا اور سب خلق کو
اُسنے پیدا کیا کہ سب عرب نے ان کلمات کو لکھا اور جب کسیکو کسی جگہ کوئی شدت روئے دیتی
تھی تو ان کلمات کے ساتھ دعا کرتا تھا بس فوراً دعا اُسکی قبول ہوتی تھی حالانکہ ان کلمات
کے معنی کی تحقیق نجانتے تھے پس جب جناب امیر متولد ہوئے تو ایک روشنی عظیم آسمان میں پیدا
ہوئی اور نور کو ستاروں کے مضاعف کردیا قریش یہ حال دیکھکر متعجب ہوئے اور کہا کہ
آسمان میں کوئی حادثہ نیا پیدا ہوا ہے اُسوقت ابوطالب گھر سے باہر نکلے
اور بازاروں اور کوچوں میں مدینہ کے پھرتے تھے اور باواز بلند کہتے تھے ایہا
الناس تمام ہوئی ہے حجت خدا کی ابوطالب کو جو لوگوں نے دیکھا تو سب اکٹھے ہوئے
اور پوچھا کہ یہ نور کیسا ہے کہ جو ہم آسمان میں اسوقت دیکھتے ہیں ابوطالب نے
کہا بشارت ہو تمہیں کہ پیدا ہوا ہے اس شب کو دوست دوستان خدا سے

کہ خدا تعالی کامل کریگا اسمیں خصلتیں نیک اور آسکے ساتھ ختم کریگا اوصیائے پیغمبران سلف
کو اور وہ پیشوا ہوگا متقیوں کا اور یاری کرنیوالا دین خدا کا اور برا زندہ شیطان کا اور ختم
میں لانیوالا منافقوں کا زینت عبادت کرنیوالوں کا وصی پیغمبر آخر الزمان کا پیشوا راہ پانیوالوں
کا نجم فلک رفعت کا کلید علم و حکمت کا دور کرنیوالا شرک کا پس ابو طالب ہمیشہ ان کلمات
کو کہتے تھے یہانتک کہ صبح ہوگئی پس ابو طالب غایب ہوگئے اور چالیس دن تک غایب رہے
جابر نے پوچھا کہ یا رسول اللہ وہ کہاں گئے تھے فرمایا کہ مشرم کے ڈھونڈھنے کو گئے تھے اور
وہ مرگیا تھا کوہ لکام میں راوی کہتا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اے جابر اس حدیث کو نا اہل سے مخفی رکھنا
کہ یہ اسرار مکتومہ اور علوم مخزونہ خدا تعالی سے ہے اے جابر بدرستیکہ مشرم نے ابو طالب سے
وصف غار کا کہ کوہ لکام میں ہے بیان کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ اس جگہ تم آنا پس مجھے
زندہ یا مردہ وہاں پاؤگے اور وہ کوہ چالیس منزل تھا مکہ معظمہ سے جب ابو طالب
وہاں گئے اور غار میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ مشرم ایک چادر میں لپٹا رو بقبلہ مرا ہوا
پڑا ہے اور دو مار ایک سیاہ اور دوسرا سفید اسکے نزدیک بیٹھے ہیں اور اسکی محافظت
کرتے ہیں تا کسی جانور سے اسکو آسیب نہ پہنچے اور کوئی شی اسکو گزند نہ پہنچائے وہ سانپ
ابو طالب کو دیکھ کر غار میں چھپ گئے ابو طالب مشرم کے پاس گئے اور کہا کہ السلام علیک
یا ولی اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پس خدا تعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے مشرم کو زندہ
کیا پس وہ اٹھا اور ہاتھ منہ پہ پھیر کر کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ
وان محمدا عبدہ ورسولہ وان علیا ولی اللہ والامام بعد نبی اللہ ابو طالب نے مشرم سے
کہا کہ بشارت ہو تجھے اے مشرم کہ علی زمین پر آیا مشرم نے پوچھا کہ کیا علامت ظاہر
ہوئی ابو طالب نے کہا کہ دو ثلث شب سے گذری تھی کہ فاطمہ بنت اسد کو درد زہ

عارض ہوا میںنے پوچھا اُنسے کہ اے بہترین زنان زمان تمکو کیا ہوا ہی اُنہوں نے کہا کہ
کہ اسوقت میں اپنے میں ایک اضطراب مشاہدہ کرتی ہوں میںنے اُنپر اسم اعظم الٰہی کو پڑہا
کہ اُنکا اضطراب ساکن ہوا پر میںنے اُنسے کہا کہ اگر تم کہو تو میں کچہ عورتوں کو بلا لاؤں
تاکہ وہ اسوقت میں تمہاری معاون ہوں اُنہوں نے کہا کہ جو کچہ تم مناسب سمجھو وہ کرو پس
جو ہیں میں اُٹھا کہ کسیکو لے آؤں ناگاہ ایک گوشہ خانہ سے صدا آئی کہ ای ابو طالب ٹہر جاؤ
کہ انکے بدن کو دست آلودہ بگناہ مس نکریگا اتنے ہی میں چار عورتیں اور ایک روایت میں
ہے کہ یہ چاروں عورتیں کعبہ سے آئیں تھیں جامے حریر سفید کے پہنے ہوئیں کہ خوشبو
اُنکی بہتر مشک و زعفران سے تھی پس اُنہوں نے آنکر کہا کہ السلام علیک
اے حبیبہ خدا فاطمہ نے بہی اُنکے سلام کا جواب دیا پس اُنکے روبرو بیٹھ گئیں اور
غالیہ اور ابریق نقرئی آب کوثر سے بھرا ہوا اُنکا لائیں اور فاطمہ کی بہت دلداری کی
یہانتک کہ امیر المومنین متولد ہوئے اور جب وہ پیدا ہو چکے تو میں بیتاب ہو کر اُنکے
نزدیک گیا ناگاہ دیکھا میںنے کہ وہ سجدہ میں گئے ہیں اور مثل خورشید
تاباں کے نور اُس سے ساطع ہے اور وہ کہتا ہے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ
وان محمد الرسول اللہ وان علیا وصی محمد رسول اللہ بمحمد یختم اللہ النبوۃ وبی تتم الوصیۃ
وانا امیر المومنین پس ایک عورت نے اُنمیں سے ہاتہ دراز کر کر اُسکو زمین پر سے اُٹھا
لیا اور اپنے دامن میں رکھا جب اُس حضرت کی نظر اُس عورت پر
پڑی تو بزبان فصیح و بلیغ کہا کہ السلام علیک یا ام۔ اُنہوں نے بہی جواب
سلام کا دیا اور کہا کہ علیک السلام اے فرزند گرامی حضرت نے کہا کہ کچہ
خبر میرے پدر عالی قدر سے رکہتی ہو اُس بی بی نے کہا کہ ہاں نعمتوں میں

حق تعالیٰ کی بہرتا ہے اور تقرب اُسکے وصال کی کرتا ہے بیٹے جو یہ بات سُنی تو بیتاب
ہوکر پوچھا کہ اے فرزند آیا میں باپ تیرا نہیں ہوں اُسنے کہا کہ ہاں تم ہمیرے
باپ ہو مگر میں اور تم دونو صلب آدم سے پیدا ہوئے ہیں اور یہ بات میری حوا ہیں
بیٹے جو سُنا تو مارے شرم کے دامن سے مُنہ چھپا لیا اور گوشہ خانہ میں جا کر چھپ گیا پس
ایک اور عورت اُس طفل کے نزدیک آئی اور ظرف غالیہ کا ہاتھ میں اُسکے تھا اُسنے علیؑ
کو لیا علیؑ نے اُسے دیکھکر کہا کہ السلام علیک اے خواہر اس عورت نے بھی کہا کہ
علیک السلام اے برادر پس علیؑ نے پوچھا کہ میرے عم سے خبر رکھتی ہو اُس بی بی نے
کہا وہ حال نیک میں ہے اور تمکو سلام کہا ہے بیٹے پوچھا کہ اے فرزند یہ خواہر تمہاری کون
ہے اور وہ عم تمہارا کون ہے کہا کہ یہ مریم دختر عمران ہے اور عم میرے عیسے ابن مریم ہیں
پس اُس بی بی نے بوئے خوش اُس ظرف غالیہ سے نکال کر اُسکو خوشبو کیا پس تیسری
بی بی نے اُسکو اپنی گود میں لیا اور ایک جامہ کہ اپنے ساتھ لائی تھیں اُسکو پہنایا
ابوطالب کہتے ہیں کہ میںنے اپنے دلمیں کہا کہ اگر اسوقت میں اسکا ختنہ کرا دیتا تو
اسپر اسان ہو جاتا اور اُسوقت میں سنت عرب کی یہ تھی کہ پیدا ہوتے ہی لڑکیکا ختنہ
کرا دیتے تھے اُس عورت نے کہا کہ اے ابوطالب یہ فرزند طاہر و مطہر پیدا ہوا ہے اور یہ
گرمی آہن کی نہ چکھیگا مگر ہاتھ سے ایک مرد کے کہ خدا اور رسول اور ملائکہ آسمان و زمین اور پہاڑ
اور دریا اُسکو دشمن رکھتے ہیں اور اُسپر لعنت کرتے ہیں اور آتش جہنم اُسکی مشتاق ہے
ابوطالب نے پوچھا کہ وہ مرد کون ہے کہا کہ وہ ابن ملجم علیہ اللعنۃ ہے کہ اُسکو مسجد میں شہید
کریگا وفات جناب رسولخدا کے تیس برس بعد کہ اسمیں جناب رسولخدا تشریف لائے
اور علیؑ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور کچھ باتیں آپکے کان میں کہیں اور علیؑ نے بھی کچھ

اسرار حضرت سے عرض کیے پس وہ عورتیں غائب ہوگئیں میں نے اپنے دلمیں کہا کہ کاش میں ان
عورتوں باقیہ کو بھی پہچانتا تاکہ جناب امیر نے بالہام خدا کہا اے امی پدر بزرگوار ان میں ایک
مادر عالمیان تھیں اور دوسری مریم دختر عمران تھی اور جس عورت نے کہ مجھے ردا پہنایا
تھا وہ آسیہ زن فرعون تھی اور جس نے مجھے خوشبو کیا تھا مادر موسی بن عمران تھی
پھر مجھے کہا کہ تم مشرم کے پاس جاؤ اور اسکو بشارت دو میری پیدائش کی اور
جو کچھ دیکھا ہے اور سنا ہے بیان کرو اور اسکو فلاں موضع میں تم پاؤ گے اور
سانپوں کی بھی مجھے خبر دی تھی پس میں جب انکے فرمانے کے بموجب وہاں آیا ہوں
اور وہ طفل جب بہت اسرار جناب رسولخدا سے کہہ چکا تو پھر طرف حالت طفولیت کے
رجوع کی اور ساکت ہوگیا مشرم یہ سنکر سجدے میں گیا اور خدا تعالی کا شکر بجا لایا اور
پھر رو بقبلہ لیٹ گیا اور ابوطالب سے کہا کہ میرے منہ پر چادر ڈالدو میں نے جو یہ جامہ
اسکے منہ پر ڈالا وہ سرائے باقی کو رحلت کر گیا تین روز بعد اسکے اور میں وہاں ٹھیر رہا
اور ہرچند کہ میں مشرم سے باتیں کرتا تھا کچھ جواب نہ پاتا تھا پس وہ دونوں سانپ باہر آئے اور
مجھپر سلام کیا اور کہا کہ اب تم جاؤ اور ولی خدا سے ملحق ہو کہ تم حراست میں اسکی
اور ولی سے سزاوار زیادہ ہو میں نے ان سانپوں سے پوچھا کہ تم کون ہو انہوں نے کہا کہ ہم عمال
اسکے شائستہ ہیں خدا تعالی نے ہمکو اسکے اعمال نیک سے پیدا کیا ہے تا ہم قیامت تک
اسکی محافظت اذیتوں سے کیا کریں اور جب دن قیامت کا ہوگا تو ایک ہم میں سے
اسکے آگے ہوگا اور ایک اسکے پیچھے اور اسکی رہنمائی کرینگے بہشت کیطرف
پس ابوطالب مکہ کی طرف پھرے جابر کہتا ہے کہ جب ابوطالب نے جناب رسولخدا سے
یہ ماجرا عرض کیا تو میں نے کہا کہ اللہ اکبر آدمی کہتے ہیں کہ ابوطالب کافر رہتے جناب

جناب رسولخدا نے فرمایا کہ اے جابر پروردگار عالم دانا تر ہے ساتھ غیب کے اے جابر شب معراج جو میں زیر عرش پہنچا تو چار نور دیکھے مینے کہا کہ الہی یہ نور کیسے ہیں ندا آئی کہ اے محمد صلعم ایک عبدالمطلب اور دوسرا عم تیرا ابوطالب ہے اور تیسرا باپ تیرا عبداللہ ہے اور چوتھا بھائی تیرا طالب ہے ایک روایت میں جعفر ابن ابی طالب ہے حضرت فرماتے ہیں کہ مینے کہا کہ پروردگارا انھوں نے کس سبب سے یہ درجہ پایا خدا تعالی نے فرمایا اس سبب سے کہ یہ اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھتے تھے اور اپنی قوم سے تقیہ کرتے تھے اور انکی ازار وں پر صبر کرتے تھے یہانتک کہ دنیا سے اُنھوں نے رحلت کی اور بعض معجزات مشہورہ جناب امیر سے ایک حدیث بساط ہے کہ او پر طریق اہل سنت کے انکی بعض کتب معتبرہ میں منقول ہی مگر مختلف طریقوں سے ازانجملہ انس بن مالک سے منقول ہی اسنے کہا کہ ایکدفعہ کسی قبیلہ سے ایک بساط یعنی فرش رسول اللہ کے واسطے آیا آپنے انس سے فرمایا کہ اسکو بچھاؤ اور اُن دس آدمیوں کو کہ جو عشرہ مبشرہ ہیں بلا کر اس لباس پر بٹھلاؤ پس مینے انکو بلا کر اُسپر بٹھلایا پھر امیر المومنین کو بلایا اور تا دیر اُنسے آپنے سرگوشی کی بعد جناب امیر بھی اس بساط پر آنکر بیٹھے اور ہوا کو حکم دیا کہ ہمکو اڑا کر لیچل ہوا ہمکو اُٹھا کر بہت تیزی اور تندی کے ساتھ لیچلی پھر اُس جناب نے ایک جگہ پہنچکر ہوا سے ارشاد کیا کہ ہمیں زمین پر اتار دی جب ہاں اُترے تو آپنے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کونسی جگہ ہی ہمنے عرض کی کہ ہم نہیں جانتے فرمایا کہ یہ جگہ کہف ورقیم ہے کہ اصحاب کہف اسی جگہ سوتے ہیں تم اُٹھو اور انپر سلام کرو ہم میں سے ایک ایک اُٹھا اور اُنپر سلام کیا وہانسے کچھ جواب نہ آیا پھر جناب امیر اُٹھے اور فرمایا کہ السلام علیکم یا معاشر الصدیقین والشہداء ہمنے سنا کہ سب نے جواب دیا اور کہا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تبنے اُسنے پوچھا عرض کی کہ کیا سبب ہے کہ انھوں نے ہمارے سلام کا جواب دیا اور

معجزہ و دوم در بیان حدیث بساط

آپکے سلام کا جواب یا جناب امیر نے اصحاب کہف سے وجہ اسکی پوچھی انہوں نے کہا کہ ہم گروہ
اصحاب قبا اور شہدا کو حکم ہے کہ مرنے کے بعد کسی سے تم کلام نہ کرو مگر پیغمبر سے یا وصی پیغمبر سے
یہ سنکر جناب امیر نے ہوا کو حکم کیا کہ اب ہمیں لیچل ہوا اڑا کر لیچلی تہوڑی دیر کے بعد
ہوا سے فرمایا کہ ہمیں یہاں اُتار دے اُسنے ہمیں جب اُتارا تو ہمنے اپنے تئیں زمین مدینہ
میں پایا اور جناب امیر نے فرمایا کہ تم رسول خدا صلعم کو آخر رکعت نماز میں پاؤ گے
بس جب ہم آئے تو اس جناب کو آخر رکعت میں دیکھا کہ سورہ کہف کو تلاوت فرماتے ہیں اور
اس آیہ پہنچے ہیں کہ ام حسبتان اصحاب الکہف الخ انتہے اور ثعلبی نے بھی معتبرین مفسرین
اہل سنت سے ہے اس روایت کو اسیطرح پر نقل کیا ہی مگر اسمیں اسقدر اور زیادہ ہے
کہ پہر اصحاب کہف نے رجوع کی طرف حالت خوابیدگی کے یعنی پہر سو رہے اور
سویا کریں گے تا وقتیکہ مہدی ہادی خروج کریں جب وہ جناب خروج کریں گے تو اصحاب
کہف پہر بیدار ہونگے اور خدا تعالی اُنکو زندہ کریگا اور اس جناب کے سلام کا جواب
دینگے اور پہر سو رہیں گے اور قیامت تک سویا کریں گے اور جب قیامت برپا ہوگی
تو یہ محشور ہو کر عرصہ قیامت میں آئیں گے اور باسناد صحیح ابن جعد سے مروی ہے وہ
کہتا ہے کہ ہمنے بصرے میں ایک مجلس میں دیکھا کہ انس بن مالک اسمیں حدیث
بیان کر رہا ہے کہ ایک شخص مجلس میں سے کھڑا ہوا اور کہا ای انس صاحب رسول اللہ
یہ مرض برص تجھے کیونکر ہوا حالانکہ میںنے اپنے باپ سے سنا ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے
کہ مومن برص و جذام میں مبتلا نہو گا انس نے کہا کہ یہ بسبب دعائے بندہ صالح کے
ہے کہ دعا اسکی میرے حق میں قبول ہوی یہ سنکر سب لوگ اُٹھکر انس کے پاس آئے
اور حال پوچھا انس نے قصہ بیان کیا کہ ایک روز طرف مشرق سے ایک بساط رسول مقبول کو

واسطے آئی جناب رسول خدا نے جناب امیرؑ سے ارشاد کیا کہ ای علیؑ عشرہ مبشرہ کو
اصحاب کہف کی زیارت کرا لاؤ اور مجھسے بہی کہا کہ ای انس تو بہی انکے ساتھ جاؤ
پہر جو تو دیکھے اسکو مجھسے آنکر بیان کر غرض ہم سب بساط پر جا بیٹھے اور جناب امیرؑ نے
ہوا کو حکم کیا اور ہوا بساط کو لیکر بلند ہوئی اسقدر کہ ہمیں تارے دکھائی دینے لگے اور ہم
ایک مکان سے دوسرے مکان پر گذرتے جاتے تھے تا اینکہ جناب امیرؑ نے ہوا کو حکم کیا کہ یا ریح
غنینا ای ریح ہمیں اسجگہ اتار دے جب ہم زمین پر اترے تو اُن جنابنے فرمایا کہ یہی جگہ اصحاب
کہف کی ہے جاؤ اور انپر سلام کرو پس حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور طلحہ اور
زبیر وغیرہ سب نے جا کر انپر سلام کیا اور مینے بہی جا کر سلام کیا کسی نے سلام کا جواب اُنمیں سے
نہ دیا پہر علی ابن ابی طالبؑ اٹھے اور جا کر کہا کہ السلام علیکم یا اصحاب الکہف والرقیم الذین
کانوا من آیات اللہ عجبا پس اُن سب نے ایکبار کہا علیک السلام یا وصی رسول اللہ ورحمۃ اللہ
وبرکاتہ سب اصحاب کو خیال ہوا کہ انہوں نے ہمارے سلام کا جواب کیوں نہ دیا حالانکہ جواب
سلام کا واجب ہے جناب امیرؑ نے باعجاز انکے خیال کا حال معلوم کر کے اصحاب کہف سے پوچہا
کہ تمنے ان اصحاب رسول کے سلام کا جواب کیوں نہ دیا اُن سب نے ایکدفعہ کہا کہ ای خلیفہ رسول اللہ
ہم ایک گروہ ہیں کہ خدا پر ایمان لائے ہیں اور اللہ نے ہمیں ہدایت کی ہے اور ہمیں حکم نہیں ہے کہ کسیکے
سلام کا جواب دیں مگر نبی کا یا وصی نبی کا اور چونکہ تم وصی ہو خاتم رسل کے اور سید حسین ہو اسواسطے
ہمنے تمہارے سلام کا جواب دیا یہ سنکر جناب امیرؑ نے فرمایا کہ ای اصحاب رسول اللہ سنا تمنے عرض کی
ہاں سنا فرمایا اب تم سب بساط پر جا بیٹھو اور ہوا کو حکم دیا کہ ہمیں لیچل ہوا اڑا کر لیچلی ایک زمین
پر پہنچکر اُس جنابنے حکم کیا کہ یہاں ہمیں اتار دے جب ہم وہاں اترے تو دیکہا کہ رنگت زمین
کی زعفرانی ہے اور گیاہ سوائے شیح یعنی درمنہ ترکی کے اور کچہ نہیں ہے اور نہ کوئی چشمہ ہے اُسمیں

اور نہ چاہ اور نہ پانی کہیں کہائی دیتا ہی ہمنے کہا کہ ای امیرالمومنین وقت نماز کا پہنچا اور
پانی اس سرزمین میں کہیں نہیں ہے کہ ہم وضو کریں پس اُس جناب نے اٹھکر ہر طرف
نظر کی جب پانی نہ دیکہا تو زمین پر ایک لات ماری کہ ایک چشمہ پانی کا پیدا ہوا
نہایت شیریں خوشگوار ہمنے اُس سے پانی بہی پیا اور وضو بہی کیا آپنے فرمایا اگر
یہ چشمہ نہوتا تو جبرئیل تمہارے واسطے بہشت سے پانی لاتا غرض ہمنے نماز پڑہی
اور وہ جناب تا نصف شب عبادت خدا میں مصروف رہے پہر فرمایا کہ اب بساط
پر جا بیٹھو اور چلو اور نماز صبح کی ایک رکعت رسولخدا کے ساتہ پاؤگے غرض
ایسا ہی ہوا کہ ہم نماز صبح میں جناب رسولخدا کے ساتہ شریک ہوے اور ایک رکعت
آپکے ساتہ پائی اور نماز سے فارغ ہوکر رسولخدا میری طرف ملتفت ہوے اور فرمایا
کہ ای انس جسوقت میرا ابن عم تجسے ان امور کی کہ جو تو اُسکی کرامات اور معجزات سے دیکہکر
آیا ہی گواہی طلب کری تو تو گواہی دیگا میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ پس جب بعد
رحلت جناب رسولخدا حضرت ابوبکر بقہر وغلبہ متولی امامت کے ہوے تو جناب امیر نے
بحضور جماعت کہا کہ ای انس حکایت بساط وچشمہ آب کو نقل کر اور اُسکی گواہی
دے مینے اُسوقت گواہی چہپائی اور کہا کہ ای علی بسبب پیری اور بڑہاپے کے
مسلوب الحواس ہوگیا ہوں اور سب چیزونکو بہول گیا کوئی چیز مجہے یاد نہیں ہے
حضرت نے فرمایا کہ ای انس اگر تو نے مداہنہ کیا اور دانستہ گواہی کو چہپایا تو خدا تعالی
تیرے منہ پر سفیدی ظاہر کری اور تیرے پیٹ میں ایک آگ مشتعل اور آنکہیں تیری
نابینا کری کہ تو ان عیبوں کو چہپا نہ سکے انس کہتا ہی کہ ہنوز میں اُس مجلس سے اُٹہنے نہ پایا تہا
کہ دعا اُس حضرت کی قبول ہوئی اور یہ تینوں مرض مجہے عارض ہوے اور اب میں درہ

روزہ رکھنے ماہ رمضان کے قادر نہیں ہوں اسواسطے کہ کہانا میرے معدے میں قرار نہیں پکڑتا اور
اسی حال پر رہا یہاں تک کہ مرگیا اور عجیب یہ ہے کہ سنا گیا والعہدۃ علی الراوی کہ اولاد بہی
اُسکی ایسی ہی ہوتی ہے یہ تو اوپر طریقہ اہل تسنن کے مذکور ہے اور اوپر طریقہ حقہ اثنا عشریہ
کثرہم اللہ کے اصطلاح یہ ہے جیسا کہ کتاب مجمع الرائق میں کہ بظاہر وہ جملہ مصنفات صدوق
ابن بابویہ سے ہے مذکور ہے کہ ابن بابویہ نے بسند اپنے سلمان فارسیؓ سے نقل کی ہے
کہ ایکروز میں اپنے مولائی کونین امیر المومنین علیہ السلام کی خدمتمیں حاضر تھا اور وہ وہ زمانہ
تھا کہ آدمی عمر ابن الخطاب سے بیعت کرتے تھے اور اُسوقت حضرت کے پاس محمد بن حنفیہ
اور محمد بن ابی بکر اور عمار یاسر اور مقداد بھی تھے اور ہر باب سے سخن جاری تھا کہ اسمیں
امام حسنؑ نے عرض کی کہ اے پدر عالیقدر جو کچھ ملک اور دولت کہ سلیمان بن داؤدؑ کو
دی گئی تھی آیا اُس عطیہ میں سے کچھ بہرہ اور حصہ آنکے وصی کو بھی پہنچا تھا یہ سنکر آپ نے
تبسم فرمایا اور کہا کہ قسم اُس معبود کی کہ جو دانہ خشک کو زمین میں سبز کرتا ہے اور قسم
اُس قادر کی کہ جسنے خاک تیرہ سے آدم کو پیدا کیا کہ جو کچھ کہ تیرے باپ کو دیا ہے کسی کو
اولیا اور اوصیائے ماضیہ سے نہیں دیا اور آیندہ بھی کسیکو نہ ملیگا اور کوئی اُس کرامت
سے فائز نہوگا یہ سنکر امام حسنؑ اور اور حضار نے التماس کیا کہ یا حضرت ہم چاہتے ہیں کہ شمہ آپکے
جو واہب العطایا نے آپکو عطا کیا ہے ہم بھی مشاہدہ کریں اور دیکھیں کہ باعث ازدیاد
ایمان کا اور موجب تقویت و ایقان کا ہو سید اوصیا نے فرمایا کہ جبکہ تم استدعا ایسا ہی
کروگے تو تمہیں ایک چیز اُن چیزوں میں سے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے کرامت فرمائی ہیں دکھلاؤنگا
پس حضرت یہ کہکر کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز ادا کی اور چند کلمہ زبان حقایق ترجمان پر
جاری کیے کہ کوئی شخص حاضرین میں سے نہ سمجھا اور وہانسے خانہ ہدایت کاشانہ میں تشریف لائے

اور دست حق پرست کو جانب مغرب دراز کیا بعد ایک لمحہ کے ہاتھ کو نیچے کیا ہمنے دیکھا کہ
دست مبارک پر ایک ٹکڑہ ابر کا رکھا ہوا ہے اُسکو نیچے رکھدیا اور پھر ہاتھ طرف مغرب کے
دراز کیا دوسرا ٹکڑا ابر کا ہاتھ پر دیکھا اُسکو بھی نیچے رکھا سلمان کہتے ہیں کہ ہم سب نے سُنا
کہ جسوقت پارہ ابر کف مبارک سے جدا ہوتا تھا تو کہتا تھا اشہد ان لا الہ الا اللہ و ان محمداً
رسول اللہ و انک وصی نبی کریم من شک فیہ ہلک و من تمسک بک فقد سلک سبیل النجات
یعنی گواہی دیتا ہوں میں کہ خدا ایک ہے اور محمد رسول اللہ کا ہے اور تو وصی نبی بزرگ
کا ہے جسنے تیری خلافت اور وصایت میں شک کیا وہ ہلاک ہوا اور جس نے عروہ
وثقای محبت تیری میں چنگل مارا اُسنے نجات پائی پس ہمنے دیکھا کہ وہ دونوں ٹکڑے
ہیں اور کشادہ ہوئے اور پھیل گئے اور مثل بساط کے ہوگئے اور پھر دونوں آپس میں ملگئے
اور اُس ابر سے بوی مشک آتی تھی حضرت نے فرمایا کہ اُٹھو اور اس بساط پر بیٹھو ہم سب
جا بیٹھے اسطرح پر کہ ایک ٹکڑے پر تو ہم سب بیٹھے اور ایک ٹکڑے پر وہ جناب تنہا بیٹھے
پھر اُس جناب نے کچھ ایسے کلمات ارشاد کیے کہ ہم اُنکو نہ سمجھے اور ارشاد کیا طرف ابر کے
کہ مغرب کی جانب روانہ ہو پس ہوا چلی اور اُس ابر کو اُٹھا کر باہستگی تمام بلند کیا اور ہمنے
اُسوقت جو اُس جناب کیطرف نگاہ کی تو دیکھا کہ آپکے بدن میں جامہ سبز ہے اور سر پر کلاہ
یاقوت سُرخ کی ہے اور پاؤں میں نعلین ہیں کہ بند اُسکے یاقوت ابدار سے ہیں اور ہاتھ میں انگشتری
ہے مروارید سفید ابراق کی کہ روشنی اُسکی آنکھوں کو خیرہ کرتی ہے اور ایک کرسی نور پر بیٹھے
ہوئے ہیں حضرت امام حسن نے عرض کی اُس جناب سے کہ اے پدر بزرگوار سب
مخلوقات تو حضرت سلیمان کی بسبب انگشتری اطاعت کرتی تھی آپ کی کس
سبب سے اطاعت کرتی ہے فرمایا کہ یا ولدی انا وجہ اللہ و انا عین اللہ

وانا لسان اللہ الناطق فے خلقہ وانا ولی اللہ وانا نور اللہ الذی لا یطفی وانا باب اللہ الذی
یوتی منہ وانا حجتہ اللہ علی عبادہ وانا کنز اللہ فی ارضہ وانا قسیم النار والجنہ وانا سد

ذی القرنین یعنی ای نور دیدہ میں وجہ اللہ کا ہوں اور میں زبان اللہ کی ہوں ناطق اسکی
خلق میں یعنی جو کچھ میں کہتا ہوں وہ خدا ہی کی جانب سے کہتا ہوں اور اسکے حکم سے کہتا ہوں
اور میں ولی اللہ کا ہوں اور میں نور اللہ کا ہوں وہ نور کہ کبھی منطفی نہوگا اور میں باب اللہ
ہوں یعنی دروازہ کہ آوینگے خلق اُس سے طرف خدا کے اور میں حجت اللہ کی ہوں اُسکے
بندوں پر اور میں خزانہ اللہ کا ہوں اُسکی زمین پر اور میں قسمت کرنیوالا ہوں بہشت اور
دوزخ کا اور میں سد ذوالقرنین ہوں ای فرزند تو چاہتا ہی کہ میں تجھے خاتم سلیمان کی دکھلاؤں
عرض کی کہ ہاں یا ابتا حضرت نے دست مبارک بغل میں لیجا کر ایک انگشتری نکالی
کہ وہ طلای احمر سے تھی اور نگینہ اُسکا یاقوت سرخ سے فرمایا ای فرزند یہ خاتم سلیمان کی
ہے اور ہمارے نام ہمیں نقش کیے ہوئے ہیں سب حاضرین کو اس سے کمال تعجب ہوا فرمایا
حضرت نے کہ یا ایہا الناس میرے باب میں ایسا تعجب نکرو بخدا سوگند کہ تمہیں میں آج ایسی
چیز دکھاتا ہوں کہ میرے پہلے تمنے اُسے کبھی نہ دیکھا ہوگا پس امام حسنؑ نے عرض کی کہ ہماری آرزو
یہ ہی کہ آپ یاجوج و ماجوج اور سد سکندری دکھلائیں آپ نے فرمایا اچھا اور ہوا کو حکم کیا کہ ہمیں
اسطرف لیچل کہ جسطرف حسن کہتا ہی پس اُسوقت ایک آواز مثل رعد ہوا سے ہماری کانونمیں آئی
اور ہمیں اُڑا کر لیچلی تا اینکہ ایک پہاڑ پر ہمیں پہنچایا ایک درخت عظیم کو ہمنے اُس کوہ پہ
دیکھا کہ وہ خشک ہو گیا تھا اور سب پتے اُسکے جھڑ گئے تھے ہمنے عرض کی کہ یا حضرت کیا
باعث ہی کہ اس درخت کے پتے جھڑ گئے ہیں اور خشک ہو گیا ہی آپ نے فرمایا کہ اس درخت سے تم پوچھلو
کہ یہی حال اپنا بیان کردیگا امام حسنؑ نے اُس درخت سے پوچھا کہ ای شجر کیا ہوا ہی تجھے کہ تیرے

پتے جھڑ گئے ہیں اور سبزی تجہ ہیں سے جاتی رہی ہے اور درخت نے کچھ جواب نہ دیا حضرت امیرؑ نے فرمایا
کہ اجیبھم باذن اللہ ایتھا الشجرۃ واخبرہم بحزنک اے درخت بفرمان الٰہی انکو جواب دے
اور بیان کر اپنے حال اپنا سلمان کہتے ہیں کہ بخدا سوگند درخت متکلم ہوا اور کہا لبیک لبیک
یا وصی رسول اللہ وخلیفتہ من بعدہ حقا یعنے حاضر ہوں میں تیری خدمت میں اے وصی رسول اللہ
وای خلیفۃ حبیب اللہ پھر خطاب کیا امام حسنؑ کیطرف اور کہا کہ ای ابا محمد ہر شب وقت سحر میرے
پاس آپ کے پدر بزرگوار آیا کرتے تھے اور دو رکعت نماز پڑھکر تہلیل و تقدیس خدا کے اسی جا میں مشغول رہتے
تھے پھر تشریف لیجاتے تھے اور آنے جانے میں اوپر کرسی سفید نورانی کے بیٹھے ہوتے تھے بوی مشک
از فر اُس جناب سے میرے دماغ میں پہنچتی تھی اور میں اُس جناب کی بوی روح افزا کی سونگھنے سی اور اُسکے
نور سے سرسبز و شاداب تھا اب چالیس شب سی میرے پاس تشریف نہیں لائی ہیں انکی مفارقت سے
میرا یہ حال ہوگیا ہی اب میں امیدوار ہوں کہ آپ میری سفارش اُس جناب سے کریں کہ اپنی لطف سے
اس مہجور کو دور نرکہیں اور اپنی تشریف آوری سے مجھے پہر حالت اصلی پر لے آویں یہ سنکر شاہ ولایت
اُس درخت کے پاس تشریف لائی اور دو رکعت نماز ادا کی اور دست مبارک اُس درخت پر ملا سلمان
کہتے ہیں کہ بخدا سوگند کہ اُس درخت سے ایک نالہ مشتاقانہ نکلا اور باعجاز جناب امیرؑ وہ سبز ہوگیا
اور پتے اُسمیں نکل آئی اور میوہ جو منے لگا پس جناب اپنی کرسی پر بیٹھے اور ہوا ہمکو لیکر بلند ہوئی یہانتک
کہ تمام دنیا ہماری نظروں میں مثل ایک سپر کے دکھائی دینے لگی اور ہوا میں ایک فرشتہ کو دیکھا کہ سر
اُسکا زیر قرص آفتاب ہے اور پاؤں اُسکے قعر بحر محیط میں ہیں اور ایک ہاتھ مشرق میں اور ایک ہاتھ
مغرب میں پس اُس فرشتہ نے جو ہمکو دیکھا تو کہا کہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ
واشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ واشہد انک وصی نبی اللہ حقا حقا بغیر شک من شک فیک
فہو کافر ہمنے جناب علیؑ سے پوچھا کہ یہ کون ہے حضرت نے فرمایا کہ ایک فرشتہ ہی کہ بحکم

بن برخیا وزیر سلیمان کے تہا کہ جب اُسکو آصف نے پڑہا تو تخت بلقیس کا کئی ہزار کوس کے بعد اور دوری سے ایک چشم زدن میں آگے سلیمان کے لاکر حاضر کردیا اور ہمارے پاس کہ ہم صاحبان عصمت سے ہیں بہتر نوع اسم اعظم کے موجود ہے اور ایک نوع اُس سے نزدیک حق سبحانہ و تعالیٰ کے مکنون و محفوظ ہے کہ اُسکو واسطے اپنی ذات مقدس کے اختیار کیا ہے اور کسی مخلوق کو اُسکے علم سے نصیبہ اور بہرہ نہیں حاصل ہے بعد فرمایا لاحول و لاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ایک جماعت شیعہ کی ہے کہ ہماری قدر و مرتبہ کو جانتی ہے اور ایک جماعت منافقین کی ہے کہ ہماری منزلت اور رتبہ کے منکر ہے یہ فرماکر ابر کو حکم کیا کہ ہمکو ایک باغ سبز و خرم میں پہنچا اُسنے ہمکو پہنچایا ایسے باغ میں کہ مثل باغ بہشت کے تہا اسمیں ایک جوان کو دیکہا کہ درمیان دو قبروں کے نماز پڑہتا ہے ہمنے جناب امیر سے پوچہا کہ یہ جوان کون ہے فرمایا کہ یہ میرا بہائی صالح پیغمبر ہے اور یہ قبریں دونوں اُنکے ماں باپ کی ہیں حضرت صالح نماز پڑہکر جناب امیر کے پاس آئے اور بغلگیر ہوئے اور رونے لگے اور زبان شکوہ کی کہولی جناب امیر نے انکی دلداری کی کہ وہ رونے سے خاموش ہوئے جب ہمنے حضرت صالح سے سبب رونیکا پوچہا تو کہا کہ جناب امیر ہر روز وقت نماز صبح یہاں آنکر نماز صبح پڑہا کرتے تہے اور تسبیح و تہلیل میں مشغول رہتے تہے کہ انکی عبادت دیکہکر میری عبادت بہی زیادہ ہوتی تہی اب دس روز سے وہ تشریف نہیں لاتے تہے انکی مفارقت سے مجہے کمال حزن و ملال تہا اسوقت انکو دیکہکر مجہسے ضبط کا یارا نہ رہا اور شدت شوق سے میں رونے لگا پہر آپنے فرمایا کہ تم چاہتے ہو کہ سلیمان بن داود کو دیکہو ہمنے عرض کی کہ ہاں پس وہ جناب ہمکو ہمراہ لیکر کوہ قاف میں تشریف لائے اور وہاں ایک باغ میں داخل ہوئے کہ ہمنے ایسا باغ طراوت اور سرسبزی اور خرمی میں کبہی نہ دیکہا تہا ہر قسم کے میوے اگے ہوئے نہریں جاری فوارے چہوٹ رہے طرح طرح کے جانور بیچ تسبیح و تقدیس خدا تعالیٰ کے مشغول جب نظر ان جانوروں کی جناب امیر پر پڑی تو اُڑکر آئے اور گرد سر پہرنے لگے اور

دعا و ثنا و ستایش آپکی کرنے لگے پس تب ہم وسط باغ میں پہنچے تو ہمنے ایک تخت فیروزہ پر ایک شخص کو سوتے ہوئے دیکھا کہ ہاتھ سینہ پر رکھے چت سوتا ہی مگر اُسکے ہاتھ میں انگشتری نہیں اور اُسکے سرہانے اور پائینتی ایک ایک اژدہا اُسکی محافظت کرتا ہی پس جب اژدہوں نے جناب امیر کو دیکھا تو انکر آپکے قدم مبارک پر سرونکو ملنے لگے سلمان کہتے ہیں کہ ہمنے جناب امیر سے پوچھا کہ سلیمان یہ ہی ہیں فرمایا ہاں پس انگشتری اپنے کیسے سے نکالکر اُنکے ہاتھ میں پہنادی اور فرمایا قم باذن اللہ الذی العظام وہی رمیم وہو الذی لا آلہ الا ہو الحی القیوم الواحد القہار رب السموات والارض و رب اٰبآئنا الاولین پس سلیمان زندہ ہوکر اٹھ بیٹھے اور کہا اشہد ان لا آلہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ ارسلہ بالہدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ و لو کرہ المشرکون و اشہد انک وصی رسول اللہ حقا الہادی المہدی الذی سالت اللہ بمحبۃ و محبت اہل بیتہ فاتانی الملک فصلی اللہ علیک علی محبتک و انی سالت اللہ بکم اہل البیت فاعطیت ذلک الملک الذی اتانی اللہ سلمان کہتے ہیں کہ ہمنے جو یہ کلمات حضرت سلیمان سے سنے تو اُس جناب کے پائے مبارک کو بوسہ دیا پس وہ جناب ایک ساعت حضرت سلیمان کے روبرو بیٹھے پھر سلیمان نے حالت اول کیطرف عود کیا سلمان کہتے ہیں کہ پھر ہمنے جناب امیر سے پوچھا کہ آیا عقب اس کوہ قاف کے اور شہر بھی ہیں فرمایا کہ چالیس شہر پیچھے اس کوہ کے آباد ہیں کہ ہر شہر برابر ہی چالیس حصہ اس دنیا کے اور علم میرا اُن سبکو محیط ہی اور بعد میرے میرے فرزندوں اور میرے اوصیا کا علم انکو محیط ہوگا بلکہ تمام عالم کو پھر فرمایا کہ میں دانا تر اور عالم تر ہوں ساتھ احوال آسمانوں کے زیادہ تر احوال زمین سے اور ہم ہیں اسمار مخزون و مکنون خداوند متعال و اسمار حسنہ ذی الجلال اور جب کہ ساتھ اُن ناموں کے دعا کیجاتی ہی تو خدا تعالیٰ اُس دعا کو قبول کرتا ہی اور ہم وہ اسم اعظم ہیں

کہ اگر برگ زیتون پر اسکو لکھکر آگ مین ڈالیں تو ہرگز آگ اُسکو نہ جلائے اور جبکہ شب پر لکھیں تو تاریک ہو جاے اور اگر دن پر لکھیں تو روشن ہو جاے ہم ہین وہ محنت عظمیٰ کہ کفار پر نازل ہوتی ہی مین ہون دابۃ الارض کہ زمین پر مین وہ اعداے دین کے خروج کرونگا اور جب ہمارے نامونکو آسمانون پر لکھا تو اُنہون نے اپنی جگہ پر قرار پکڑا اور جب زمین پر لکھا تو اُسنے اپنی جگہ قرار پکڑا اور ہمارے نام عرش پر لکھے ہوے ہین اور ہماری خاطر سے خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہی آسمانونکو اور زمین کو اور بہشت کو اور دوزخ کو اور اگر ہمین خدا اکو پیدا کرنا منظور نہوتا تو بفحواے لولاک لما خلقت الافلاک کسی چیز کو پیدا نکرتا اور ملائکہ نے ہم ہی سے یاد کیا ہی تسبیح اور تقدیس اور تہلیل اور تکبیر کو اور ہم وہ کلمات ہین کہ حضرت آدم نے ہمکو پیش خدا وند غفار شفیع اپنا کیا اور خدا تعالیٰ نے توبہ اُنکی قبول کی اور ہوا ہمارے نامونکی برکت سے چلتی ہی اور نور ہمارے ہی نامونکی برکت سے روشن ہوتا ہی اور ہمارے نام اسرافیل کے پرون پر لکھے ہوے ہین کہ ایک بازو اُسکا مشرق مین ہے اور ایک بازو مغرب مین اور ذکر اسرافیل کا سبوح قدوس رب الملائکہ والروح ہی یہ فرماکر اُس جناب نے کہا کہ تم آنکھین اپنی بند کر لو اور پہر کہولدو جب ہمنے آنکھین بند کرکے کہولین تو ایک شہر دیکھا کہ اُس سے کوئی شہر بڑا ندیکھا تہا بازار بہت کثرت سے معمور اور آباد آدمی اُس شہر کے طویل القامت مثل درخت خرما کی ہمنے پوچھا کہ یا حضرت یہ کون قوم ہین فرمایا یہ بقیہ قوم عاد مین ہین اور یہ سب کافر ہین مین تمہارے سامنے اُنسے مقاتلہ کرتا ہون پس وہ جناب اُنکے قریب تشریف لائے اور بنابر اتمام حجت اول اُنکو تکلیف اسلام کی دی جب اُنہون نے اسلام کو قبول نکیا تو اُنپر حملہ کیا اور اُنہون نے بہی آپ پر حملہ کیا سلمان کہتے ہین کہ ہم تو اُس قوم کو دیکھتے تہے مگر وہ ہمین ندیکھتے تہے پہر وہ جناب ہمارے پاس آئے اور ہمارے سینہ اور بدن پر ہاتہ پہیر کر کچہ ایسے کلمات فرمائے کہ ہماری سمجہ مین آئے پہر آپنے جاکر اُس قوم کو دوبارہ اسلام کیطرف دعوت کیا اُنہون نے پہر قبول نکیا سلمان کہتے ہین

کہ ہمنے دیکھا کہ گویا زمین نے اپنی جگہ سے حرکت کی اور پہاڑ ہٹ گئے اور آسمان اپنی حالت سے منقلب ہوگیا اور صاعقہ قہر الٰہی اُنپر گرا اور سب کو جلا کر واصل جہنم کیا ہمنے عرض کی کہ یا امیر المومنین خدا تعالٰی نے اس جماعت سے کیا کیا فرمایا کہ سب کو ہلاک کرکے داخل جہنم کیا پھر حضرت نے فرمایا کہ تم چاہتے ہو کہ کوئی چیز عظیم تر اس سے تمہیں دکھاؤں ہمنے عرض کی کہ یا امیر المومنین ہمیں زیادہ تر اس سے طاقت دیکھنے ایسے امورات عجیب و غریب کے نہیں لعنت خدا کی اُس شخص پر کہ جو خدا اور آپپر ایمان نہ لائے اب ہم چاہتے ہیں کہ اپنے وطن کیطرف رجوع کریں ورنہ گھر چلیں فرمایا کہ ایسا ہی کرونگا اگر خواستہ خدا ہے تو پس ہم سب اُس پارہ ابر پر سوار ہوے اور وہ جناب دوسرے ٹکڑے پر سوار ہوئے اور اُس ابر کو حکم کیا وہ ہمکو لیکر اُڑا اور اسقدر بلند ہوا کہ تمام روئے زمین مثل ایکدرہم کے ہمنے معلوم ہونے لگی اور ایک چشم زدن میں ہمکو جناب امیر المومنین کے گھر میں اُتار دیا اور اُسوقت اذان ہوئی نماز پیشین کی اور ہم وقت طلوع آفتاب گھر سے نکلے تھے ہمنے اپنے دلمیں کہا کہ یہ امر سب سے زیادہ عجیب تر ہے کہ قاف سے یہانتک کہ پچاس برس کی راہ ہے اور ہم پانچ ساعت میں تمام آفاق عالم کی سیر کرائی اور ان عجائبات کو دیکھ لیا اور پھر اپنی جگہ پر آنکر پہنچ گئے جناب امیر نے فرمایا کہ بحق اُس شخص کے کہ جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے خدا تعالٰی نے اپنے لطف و کرم سے ایسی قدرت دی ہے کہ اگر میں چاہوں تو ایک چشم زدن میں باذن خالق کون و مکان و ببرکت رسول انس و جان جمیع دنیا اور تمامی آسمانونکی اور زمینونکی سیر کراؤں اور بعد رسول مختار کے میں وصی اور خلیفہ اُس حضرت کا ہوں مع لیکن اکثر مردم نہیں جانتے سلمان کہتے ہیں کہ یہ جملہ معجزات بزرگ شاہ ولایت سے ہے **معجزہ تیسرا** منقول ہے کہ ایکروز ماہ مبارک رمضان میں جناب رسول مقبول اور جناب امیر مسجد میں تشریف فرما تھے اور بہت سے اصحاب بھی خدمت باعظمت میں حاضر تھے کہ اسمیں ایک شخص اُٹھکر جناب امیر کی خدمتمیں حاضر

ہوا اور عرض کی کہ امیدوار ہوں کہ آج آپ روزہ فقیر خانہ پر افطار فرما کر ما حضر تناول کریں آپ نے فرمایا
اچھا جب وہ شخص چلا گیا تو دوسرا شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرا جی چاہتا ہے کہ حضور آج روزہ
غریب خانہ پر افطار کریں آپ نے اسکی دعوت بھی قبول کی غرض ستر آدمیوں نے ایک ہی روز آپکی
دعوت کی اور آپ نے سب سے اقرار کیا اور سب کی دعوت قبول کی جب شام ہوئی اور نماز مغرب
جناب امیرؑ نے جناب رسولخداؐ کے ہمراہ ادا کی تو جناب رسولخداؐ نے جناب امیرؑ سے ارشاد کیا کہ
اے علیؑ آؤ آج روزہ ہمارے ہی ساتھ کھولو آپ نے کہا بہتر ہے پس جناب رسولخداؐ جناب امیرؑ کا ہاتھ پکڑ کر
دولتسرا میں تشریف لائے اور بعد افطار روزہ کھانا تناول فرمایا اور تا بہ نصف شب جناب رسولخداؐ کی
خدمت فیضدرجت میں حاضر رہے من بعد دولتسرا میں تشریف لا کر صبح تک عبادت خدا میں مصروف
رہے پھر واسطے نماز صبح کے مسجد میں تشریف لائے اور سب اصحاب بھی جمع ہوئے اور جناب امیرؑ ہمراہ
رسولخداؐ نماز ادا کر کے تشریف لیگئے اول اس شخص نے جسنے پہلے دعوت جناب امیرؑ کی تھی
بیان کیا کہ کل کیا سعادت دو جہانی مجھے حاصل ہوئی جناب امیرؑ نے میرے گھر پر روزہ افطار کیا،
دوسرے شخص نے سنکر کہا کہ اے شخص تو کیا کہتا ہے شب کو تو اُن جناب نے میرے گھر پر روزہ افطار کیا،
تیسرے شخص نے کہا کہ تم دونوں غلط کہتے ہو کل اُن جناب نے میرے گھر پر روزہ افطار کیا ہے غرض ستر آدمیوں
نے یہ ہی بیان کیا اور سب کو حیرت ہوئی غرض بعد قیل وقال بسیار واسطے تحقیق حال کے رسولخداؐ کے
پاس اُٹھکر آئے اور بیٹھے خادم خاص حضرت اُن جناب کا تھا اُسنے کہا کہ تم کیا آپسمیں جھگڑتے ہو کل جناب
امیرؑ نے رسولخداؐ کے ساتھ روزہ کھولا ہے اور کھانا کھایا ہے اور میں نے ہی دسترخوان بچھایا ہے اور اٹھایا ہے اور نصف
شب تک اُن جناب نے رسولخداؐ کے پاس تشریف رکھی یہ سنکر اُن سبکو حیرت زیادہ ہوئی آخر ایک شخص
نے جرات کر کے رسولخداؐ سے پوچھا کہ یا حضرت ہو سکتا ہے کہ ایک شخص آن واحد میں ستر جگہ روزہ
کھولے آپ نے فرمایا کہ تم علیؑ کے باب میں حیرت اور تعجب کرتے ہو علیؑ مظہر العجائبات اور مظہر الغرائبات ہے

علیؑ کو خداوند عالم نے وہ کرامت و قدرت عنایت کی ہی کہ اگر ایک لاکہ آدمی ایک وقت میں اُسکی دعوت کریں تو وہ اُسیوقت سب جگہ پہنچے کہ اسمیں جبرئیل امین جانب رب جلیل سے نازل ہوے اور عرض کی کہ ای رسول رب العالمین پروردگار عالم بعد تحفہ سلام ارشاد کرتا ہے کہ ای حبیب ہمارے ان لوگوں سے کہدو کہ تم علیؑ کی شان میں کیا گمان کرتے ہو علیؑ کو ہمنے وہ معجزات اور خرق عادات اور قدرت اور طاقت دی ہی کہ اور کسیکو نہیں دی اور علیؑ تو کل ہمارا مہمان تہا اور بہشت میں ہمراہ حور العین اُسنے روزہ افطار کیا تہا اور نعمات بہشت سے متنعم ہوا تہا یہ سنکر محبوں کو تو اعتقاد اور زیادہ ہوا اور منافقین کا حسد اور زیادہ ہوا معجزہ سویم مروی ہے کہ ایک روز کسی کی کنیز قصاب سے گوشت خرید رہی تہی قصاب نے گوشت کم دیا اُس کنیز نے جناب امیرؑ سے قصاب کی شکایت کی حضرت اُسکے ساتہ قصاب کے پاس آئے اور اُسکو نصیحت کرنے لگے اور ساتہ راستی اور امانت کے وصیت فرمانے لگے اُس بے بصیرت نے کہ آپکو نہ پہچانتا تہا ہاتہ آپکی طرف اُٹہایا اور کہا کہ ای مرد تو چلا جا تجہے اس سے کیا کام اُس آسمان علم و بردباری نے اُس بازاری کی اس حرکت بی ادبانہ پر کچہ خیال نکیا اور اپنی خانہ ملایک کاشانہ کیطرف مراجعت فرمائی جب اُس قصاب کو لوگوں سے معلوم ہوا کہ وہ جناب امیر المومنین تہے تو اپنی اس حرکت پر نادم ہو چہری سے اپنا ہاتہ کاٹکر دوسرے ہاتہ میں اُسکو لیکر دوڑا اور آپکی خدمتمیں پہنچکر بہت عذر خواہی کی اور عرض کی کہ یا امیر المومنین مجہے معاف کیجے کہ میںنے آپکو نہ پہچانا تہا آپنے از راہ ترحم کے کہا کہ ای بندہ خدا تونے اپنا ہاتہ کیوں کاٹا یہ فرماکر آپنے اُسکا ہاتہ کٹا ہوا زخم سے ملا کر دعا کی فوراً وہ ہاتہ اُسکا ایسا وصل ہوگیا اور ملگیا کہ نشان بہی قطع کا باقی نرہا معجزہ چہارم مروی ہے کہ جناب امیرؑ نے براء بن عازب سے فرمایا کہ ای براء فرزند میرا حسینؑ قتل کیا جائیگا اور تو زندہ اور حاضر ہوگا اور اُسکی نصرت نکریگا اور پہر پشیمان ہوگا

اور پشیمانی تھی کچھ فائدہ نہ دیگی پس جب امام مظلوم کو وہ واقعہ پیش آیا تو وہ بے توفیق زندہ تھا آپ کے ساتھ شریک نہوا اور آپ کی مدد نہ کی تا اینکہ وہ جناب درجۂ رفیعۂ شہادت کو فائز ہوئے تو وہ بے توفیق ہر روز کہتا تھا کہ صدق علیؑ قتل الحسینؑ لم انصرہ یعنی سچ کہا تھا امیر المومنینؑ نے کہ حسینؑ شہید ہونگے اور میں نے انکی نصرت نہ کی اور اظہار حسرت اور ندامت کا کرتا تھا معجزہ پنجم خواجہ قمی رح نے باسناد متصل اصبغ بن کنانہ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ ایک روز میں نے دیکھا کہ جناب امیرؑ مسجد کوفہ میں مسند قضا پر تشریف رکھتے تھے کہ ایک قوم ایک حبشی کی مشکیں باندھے آپکے روبرو لائے اور عرض کی کہ یا حضرت اس شخص نے چوری کی ہے آپ نے اس حبشی سے پوچھا کہ تو نے چوری کی ہے اُسنے کہا کہ ہاں البتہ میں نے چوری کی ہے آپنے فرمایا کہ میں ایکبار تجھسے اور پوچھتا ہوں اگر تو نے اقرار کیا تو تجھپر حد جاری کرونگا یعنی دست راست تیرا کاٹونگا بتا تو نے چوری کی ہے پھر اُسنے اقرار کیا کہ ہاں میں نے چوری کی ہے آپنے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے اور تو کس قبیلہ سے ہے اُسنے عرض کی کہ نام میرا عمر بن کزیر ہے اور قبیلۂ بنی تغلبہ سے ہوں پھر آپنے پوچھا کہ آیا جس مال کو تو نے چرایا ہے قیمت اسکی ڈیڑھ دانگ کی تھی کہا بلکہ زیادہ اس سے غرض آپنے یہ سنکر اُسکے دست راست کو قطع کیا اُس حبشی نے وہ دست بریدہ خون چکیدہ کو دوسرے ہاتھ میں اُٹھالیا اور دار القضا سے باہر نکلا راہ میں عبداللہ بن الکوا نے اُس سے ملاقات کی اور پوچھا کہ یہ ہاتھ تیرا کسنے کاٹا ہے کہا کہ امیر مومنان سید اوصیا پیشرو سپید رویان اولیٰ ترین مردمان شوہر بہترین زنان پدر رجوانان اہل جنان موید بجبرئیل منصور بمیکائیل مولائے کونین والد ماجد حسنینؑ خلیفہ و جانشین بلافصل رسول ثقلین علیؑ ابن ابی طالب نے میرا ہاتھ کاٹا ہے عبداللہ نے اُس سے یہ سنکر از راہ تعجب کہا کہ ای حبشی علیؑ ابن ابی طالب ہی نے تو تیرا ہاتھ کاٹا اور تو اُن ہی کی تعریف کرتا ہے اور یہ کلمات مدح اُنکی حق میں کہتا ہے اُس حبشی نے کہا کہ میں مدح اُنکی کیونکر

بنیایہ سے حجۃ اللہ ... بیت ... معاپیہ ... وصفا ... تعجب ...

نہ کروں کہ دوستی اُس جناب کی میرے خون اور گوشت اور پوست میں ملی ہوئی ہے اور میرا ہاتھ
بیجبر نہیں کٹا بلکہ اُس حق کی عوض کاٹا ہے کہ جو مجھ پر واجب ہوا تھا عبداللہ بن کوا جناب
امیر کی خدمت ہدایت منزلت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت میں نے آپکے دشمن
کو دیکھا کہ اپنا ہاتھ کٹا ہوا دوسرے ہاتھ میں لیے آپکی صفت و ثنا اور مدح کرتا جاتا تھا اور سارا
حال اُسکا بیان کیا آپنے فرمایا کہ ہمارے دوستوں کا یہی حال ہے کہ اگر انکے ٹکڑے ٹکڑے بھی
کیے جائیں تو بھی وہ ہماری دوستی سے دست بردار نہوں اور یہ حال ہمارے دشمنوں کا ہے کہ اگر تمام
انکو مال اور نعمت دنیا کے دیے جائیں اُسیقدر ہماری دشمنی اُنکے دلوں میں زیادہ ہوتی ہے پھر
امام حسن سے فرمایا کہ تم اُس سیاہ کو ڈہونڈہکر میرے پاس بلالاو جب شہزادہ آفاق نے اُس سیاہ جانی
از نفاق کو خدمت مولای مومنین میں لاکر حاضر کیا تو آپنے فرمایا کہ اے اسود میں نے تیرا
ہاتھ قطع کیا اور تو میری ہی صفت اور ثنا کرتا ہے اُسنے عرض کی کہ یا حضرت کیونکر مدح
آپ کی نہ کروں کہ آپکی دوستی میرے خون اور گوشت میں ملی ہوئی ہے اور ہاتھ میرا آپنے
حق پر کاٹا ہے خدا تعالی آپکو اسکا اجر عنایت کرے اور نجات دے جیسا کہ مجھے آپنے عذاب
آخروی سے نجات دی جناب امیر نے فرمایا کہ اپنا ہاتھ کٹا ہوا مجھے دے پس اسیر بردہ قاتل
کفرہ نے دست بریدہ کو اُسسے لیکر اُسکی جگہ پر رکھکر ردا مبارک اپنی اُسپر ڈالدی اور اُٹھکر
دو رکعت نماز ادا کی اور پھر دعا کی اسطرح پر کسی نے نجانا کہ آپنے کیا کہا مگر مابین زمین
و آسمان کے ایک آواز پیدا ہوئی اور سب نے سنا کہ بہت سے لوگ آمین کہتے ہیں مگر کوئی
دکھائی نہیں دیتا جب آپ دعا سے فارغ ہوئے اور ردا اُسپر سے اُٹھا لیگئے تو دیکھا کہ
ہاتھ اُسکا ایسا درست ہوگیا ہے کہ گویا کٹا ہی نہ تھا **معجزہ ششم** ابن شہر آشوب نے
اپنی کتاب میں نقل کی ہے کہ جب امیر المومنین کوفہ میں پہنچے تو

تو آپکے اصحاب میں سے ایک شخص کو خواہش نکاح کی ہوئی ایک عورت سے اُسنے نکاح کیا وقت صبح جناب امیر نے بعد ادائے نماز صبح ایک شخص کو حکم دیا کہ فلاں محلہ میں متصل مسجد ایک گھر ہے اور اسمیں ایکعورت اور ایک مرد باہم گر لڑرہے ہیں اُن دونوں کو میرے پاس بلا لا غرض جب وہ دونوں حاضر ہوئے تو آپنے اُنسے کہا کہ تم شب بھر آپسمیں کیوں جھگڑتے رہے اُس مرد نے عرض کی کہ یا مولا مینے اس عورت سے عقد کیا تہا جب مینے اس سے ارادہ خلوت کا کیا تو دفعتہً مجھے اس سے ایک ایسی نفرت پیدا ہوئی کہ خلوت کرنیسے طبیعت نے تنفر کیا اور اسکے پاس جانیکو جی نچاہا اگر مجھے قدرت ہوتی تو میں اسکو وقت شب ہی نکالدیتا جناب امیر علیہ السلام نے اہل جلسہ سے ارشاد کیا کہ بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ انکا کہنا حضور مردم مناسب نہیں ہوتا یہ سنکر سب اُٹھ گئے آپنے اس عورت سے کہا کہ تو اس کو سے آگاہ ہے عرض کی نہیں فرمایا میں تجھے آگاہ کرتا ہوں بشرطیکہ تو حق بات کا انکار نکرے عرض کی کہ بہت ٹھیک میں حق سے انکار نکرونگی آپنے پوچھا کہ آیا تو فلاں شخص کی بیٹی نہیں ہے عرض کی کہ ہاں اُسکی بیٹی ہوں پھر فرمایا کہ تیرے ایک چچا کا بیٹا نہ تھا عرض کی کہ ہاں تھا پھر پوچھا کہ آیا تم دونوں میں تعشق پیدا نہیں ہوا تھا کہا ہاں آپ سچ ارشاد کرتے ہیں پھر فرمایا تیرا باپ تمہیں آپسمیں ملنے سے منع نکرتا تھا عرض کی کہ ہاں منع کرتا تھا پھر فرمایا کہ تو ایک شب واسطے قضای حاجت کے شہر سے باہر نہ گئی تھی اور اُسنے تجھے پکڑکر بجبر و اکراہ تجھسے نزدیکی نہ کی تھی اور تو اُس سے باردار نہ ہوئی تھی اور تو اُسکو اپنی ماں سے پوشیدہ رکھتی تھی یہاں تک کہ جب زمانہ تیرے وضع حمل کا نزدیک ہوا تو تجھے تیری ماں نے گھر سے نکال دیا تھا اور جب تو جنی تھی تو تو نے اُس لڑکے کو پارچہ میں لپیٹ کر جہاں سب آدمی قضائے حاجت کو جاتے تھے وہاں پھینکدیا تھا اُسوقت ایک کتے نے آنکر اُسکو سونگھا تھا اور تجھے خیال ہوا تھا کہ مبادا

کتا اُسے کہا جائے ایک پتھر تو نے اُس کتے کو مارا تھا اور وہ پتھر اُس لڑکے کے سر پہ آنکر لگا تھا اور سر اُسکا پھوٹ گیا تھا پھر تو نے اور تیری ماں نے وہاں جاکر ایک کپڑا اُسکے سر پر باندھا تھا اور وہیں چھوڑکر چلی آئی تھی اور پھر تجھے آنکر اُسکا کچھ حال معلوم نہوا کہ کیا ہوا اُس دختر نے یہ سنکر کچھ جواب دیا اور شرم سے سر جھکا لیا آپنے فرمایا کہ اسکا جواب دے اور حق کو نہ چھپا اُسنے عرض کیا کہ یا امیر عرب آپ سچ کہتے ہیں یہی سب کچھ ہوا اسمیں ذرا فرق نہیں اور یہ امر سوائے میرے اور میری ماں کے اور کوئی نہیں جانتا اور کسی پر نہیں کھلا حضرت نے فرمایا کہ اسکی خبر مجھے میرے خدا نے دی ہے اور آگے اُس طفل کی خبر میں تجھے دیتا ہوں کہ جب تو وہاں سے ڈالکر چلی آئی تو بعد تیرے فلاں شخص آیا اور اسکو اُٹھا کر لیگیا اور اُسکی پرورش کی اور کوفہ میں اسکو لیکر آیا اور یہ جوان وہی لڑکا ہے اور یہ تیرا بیٹا ہے خدا نے تم دونوں کو حرام سے بچایا اب تو سر اُسکا کھولکر دیکھ جب اُسنے دیکھا تو نشان زخم کا پایا حضرت نے فرمایا کہ تو اسکو اپنے پاس رکھ کہ یہ تیرا بیٹا ہے تم دونوں میں نکاح صحیح نہیں ہے **معجزہ ہفتم** محمد بن ابی بکر سے باسناد متصل مروی ہے کہ ایکبار جناب امام حسنؑ کہ بیمار تھے جناب امیرؑ سے انار مانگا آپنے ستون خانہ کیطرف ہاتھ دراز کرکے دعا کی ایک شاخ انار کی اُس ستون سے پیدا ہوئی اور چار انار اُسمیں لگے ہوئے تھے آپنے اُسمیں سے ایک انار امام حسنؑ کو اور ایک امام حسینؑ کو توڑکر دیا اور فرمایا کہ یہ میوہ بہشت کا ہے بعضے عرض کی کہ یا امیر المومنین تم آپ سیر قادر ہو فرمایا کہ نہ آخر میں قسام ہوں بہشت اور دوزخ کا درمیان امت کے **معجزہ ہشتم** روایت باسناد متصل علیؑ ابن ابیطالب سے ہے کہ وہ جناب بعض اصحاب کے ساتھ کوفہ میں تھے ایک شخص نے کہا

کہا کہ تعجب کرتا ہوں میں اس دنیا سے کہ تمہارے مخالفوں کے ہاتھ میں آئی ہے اور تمہارے پاس نہیں آپ نے فرمایا کہ کیا گمان تیرا یہ ہے کہ میں دنیا کو چاہتا ہوں اور دنیا مجھے نہیں ملتی یہ فرما کر ایک مشت خاک زمین سے اُٹھائی وہ خاک آپکے ہاتھ میں گوہر شاہوار ہو گئی اُس شخص کو دکھلا کر فرمایا کہ یہ کیا ہے عرض کی کہ جواہر بے بہا ہے فرمایا کہ اگر ہم چاہتے تو دنیا ہمارے ہی پاس ہوتی مگر دنیا کی خواہش ہمکو نہیں ہے یہ فرما کر وہ جواہر ہاتھ سے پھینک دیے کہ وہ خاک ہو گئی جیسی کہ تھی

معجزہ نہم منقول ہے کہ بغداد میں ایک مرد فاسق و فاجر شراب خوار زانی قمار باز تھا کہ تمام عمر اُسکی افعال قبیحہ اور کردار شنیعہ ہی میں بسر ہوئی تھی اور مال و منال دنیوی سے بہرہ وافر رکھتا تھا جب اُسکی عمر کی مدت تمام ہوئی اور زمانہ سفر آخرت کا قریب پہنچا اور اُسکو مرنیکا یقین ہوا تو اپنے اہل و عیال سے وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے غسل و کفن دیکر نجف اشرف میں دفن کرو شاید خدا تعالی ببرکت اور بتصدق امیر عرب گناہ بخشدے اور مجھپر رحم کرے غرض جب وہ شخص مر گیا تو اُسکے اقربا حسب وصیت اُسکے اُسکا تابوت اُٹھا کر نجف اشرف کو لیچلے شب کو خدام روضہ اقدس نے جناب امیر کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ صبح کو تابوت ایک مرد فاسق و فاجر کا یہاں آئیگا چونکہ گناہ اُسکے ریگ بیابان اور برگ درختاں و قطرہای باران سے افزوں تر ہیں تو اس تابوت کو سرزمین نجف میں نہ رکھنے دینا اور اُسکے دفن کرنیسے مانع آنا صبح سب خدام روضہ منورہ بے تعمیل حکم انور قبر اطہر جناب امیر پر جمع ہوئے اور سب نے شب کا خواب بیان کیا اور ہاتھوں میں چوب و سنگ و خشت لیکر مستعد ہو گئے کہ جنازے کو آنے نہ دینگے اتفاقاً اُس روز جنازہ نہ آیا سب خدام کو تحیر ہوا اور فکر میں گئے کہ اس خواب کا ظہور کیونکر ہوا اور حال اہل جنازہ کا یہ ہوا کہ جو شب کو جنازہ اُٹھا کر لاتے تھے تاریکی کے سبب راہ نجف کی گم کر کے راہ کربلا کی جا پڑے جب صبح ہوئی اور جنازہ

کہ ہم راہ نجف کی بھول گئے تو پھر اُس راہ کو چھوڑ کر راہ نجف کی اختیار کی خدام نے دوسری شب پھر جناب امیرؑ
کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ صبحکو تم سب پیشوائی اُس جنازہ کی کہ جسکے آنیکو منع کیا تھا جاؤ اور
اُسکو بکمال اعزاز و اکرام اپنے ساتھ لیکر آؤ اور ایک ساعت میرے روضہ میں لا کر رکھو اور پھر اچھی جگہ اُسکو
دفن کرو خدام نے عرض کی کہ اے باعث نجات عاصیاں شب گذشتہ تو ہمکو آپکی ممانعت
ہوئی تھی کہ اُسکو آنے ندینا اور امشب بطور شفقت اور مرحمت یہ حکم ہوتا ہے اسکا کیا باعث ہے
آپنے فرمایا کہ دیشب قوم راہ نجف کی گم کرکے دشت کربلا میں جا پڑی تھی اُس دشت کی گرد
و غبار جو اُس گنہگار کے تابوت پر پڑا تو بخاطر حسینؑ و ببرکت گرد و غبار خدا تعالی نے سب
گناہ اُسکے بخشدیے اور رحمت اُسپر نازل کی غرض صبح سب خدام یہ خواب دیکھکر
اُٹھے اور باہر سے شہر کے اُس تابوت کو تعظیم و تکریم اور احترام کے ساتھ روضۂ اقدس
میں لا کر اچھی جگہ دفن کیا اور اُس قوم سے سب حال خواب کا بیان کیا **معجزہ دہم**
منقول ہے کہ ایک مرد کو شہر شام میں دیکھا کہ آدھا منہ اُسکا سیاہ ہو گیا تھا جب اُس سے
اسکی وجہ پوچھی تو اُسنے بیان کیا کہ ہمیشہ میں علیؑ پر طعن و تشنیع اور سب و شتم کرتا تھا
اور ناسزا اور بُرا کہتا تھا اتفاقاً ایک شب مینے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص میرے
پاس آیا اور کہا کہ تو ہی ہے کہ علیؑ ابن ابی طالب کو بُرا کہتا ہے اور اُنپر طعن و
تشنیع کرتا ہے یہ کہکر میرے مُنہ پر طپانچہ مارا کہ نصف مُنہ میرا سیاہ ہو گیا
جیسا کہ تو دیکھتا ہے۔ حارث اعور کہتا ہے کہ ایک دفعہ جناب امیرؑ روز جمعہ منبر پر خطبہ
فرماتے تھے کہ ایک اژدہا باب الفیل سے آیا آدمی دیکھکر اُسکو خوفناک ہوئے اور اُسکے
دفع کرنیکا ارادہ کیا جناب امیرؑ نے اُن سبکو منع کیا کہ اسکو اُنسے منع نکروانی و دخ غرض وہ
اژدہا سیدھا منبر کے پاس آیا اور جناب امیرؑ کے کان میں کچھ کہا اور آپنے اُسکو جواب دیا

پھر وہ منبر سے اُتر کر چلا گیا جناب امیرؑ نے پھر خطبہ شروع کیا پس جب خطبہ سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے آپ سے
پوچھا کہ اس اژدہے نے آپ سے کیا کہا اور آپ نے اُس سے کیا فرمایا ارشاد کیا کہ یہ ایک حاکم تھا جنوں کا ایک
حکم اُسکو معلوم نہ تھا مجھسے اُسکو پوچھنے آیا تھا میں نے اُسکو بتا دیا اُسکو جب معلوم ہو گیا تو دعا کی اور چلا گیا پس
یہ اژدہا نہ تھا در حقیقت جن تھا اصبغ بن نباتہ نے کہا ہے کہ ایک روز جناب امیرؑ گورستان میں تشریف
لیگئے اور میں بھی آپکے ہمراہ تھا مجھسے فرمایا کہ میں تجھے کوئی آیت دکھلاؤں میں نے عرض کی کہ بہتر آپ نے
ایک گور پر کھڑے ہو کر آواز دی اُسمیں سے ایک مُردہ نکلا اور آپ پر سلام کیا اور کہا کہ السلام علیک یا
امیر المومنین و خلیفۂ رسول رب العالمین میں عمر بن دینار ہمدانی ہوں کہ اصحاب معاویہ نے مجھے ناحق قتل کیا
آپ نے فرمایا کہ اب تو اپنے اہل و عیال میں جا اور کہو کہ مجھے علیؑ نے زندہ کر کے تمہارے پاس بھیجا ہے **معجزہ**
یازدہم علی بن ابی حمزہ سے اور اُسنے جناب علی ابن الحسین سے روایت کی ہے کہ جناب امیر المومنین
نے ندا کی کہ رسولخدا نے جس شخص سے کچھ وعدہ کیا ہو یا کسیکا کچھ قرض اُن جناب پر آتا ہو تو وہ میرے
پاس آئے میں اُس وعدہ کو اور اُس قرض کو ادا کر دونگا یہ سنکر لوگ آنے لگے پس جو شخص آتا تھا اور کہتا تھا
کہ رسولخدا نے مجھے اسقدر دینار یا درہم دینے کیے تھے یا فلاں چیز کا وعدہ کیا تھا یا اسقدر میرا اُن جناب
پر قرض تھا تو جناب امیرؑ جا نماز کا سرا اُٹھا کر اُسکے نیچے سے اُسقدر درہم و دینار نکال دیتے تھے خلیفہ
ثانی نے ابوبکر سے کہا کہ تم بھی اسیطرح منادی کراؤ اور اسیطرح سے اُن جناب کے وعدہ اور قرض کو
ادا کردو والا لوگ تمپر طعن کرینگے اور قدر و منزلت تمہاری کم ہو جائیگی غرضکہ ابوبکر نے بھی منادی کرائی
کہ جس کسیکا قرض رسولخدا پر ہو یا اُن جناب نے اُس سے کچھ وعدہ کیا ہو وہ آنکر مجھسے لیلے جناب امیرؑ نے
جو یہ منادی سُنی تو فرمایا کہ انشاء اللہ جلد پشیمان ہو گا جب دوسرا دن ہوا تو ابوبکر ایک جماعت مہاجر و
انصار کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور پوچھا کہ تم میں سے کونسا شخص وصی اور ولی رسولخدا کا ہے
لوگوں نے ابوبکر کیطرف اشارہ کیا اعرابی نے اُنسے پوچھا کہ تم ہی ہو وصی اور ولی رسولخدا کے کہا ہاں اعرابی نے

کہا کہ لاوہ اسی شتر سرخ مو سیاہ چشم دو کوہان والے جسکی رسولخدا نے مجہسے ضمانت کی تہی یہ سنکر
ابوبکر نے عمر سے کہا کہ اب کیا کروں عمر نے کہا کہ اعراب جاہل ہوتے ہیں تمسے گواہ طلب کرے ابوبکر نے
اُس سے گواہ طلب کیے اعرابی نے کہا کہ تو اُس چیز پر کہ جسکی رسولخدا نے ضمانت کی تہی گواہ
طلب کرتا ہے بخدا تو وصی رسول خدا کا نہیں ہے سلمان فارسی نے اُس سے کہا کہ ای اعرابی چل میرے
ساتہ میں تجہے وصی رسولخدا پاس لیچلوں غرض سلمان اُسکو جناب امیرؑ کے پاس لائے اُسنے اُس
جناب سے پوچہا کہ تم وصی ہو رسولخدا کے فرمایا ہاں کہو جو کہ تجہے کہنا ہے کہا رسولخدا نے مجہسے
وعدہ کیا تہا اسی اونٹ سرخ مو سیاہ چشم دو کوہان والوں کا وہ مجکو دو آپنے اُس سے پوچہا
کہ تو اسلام بہی لایا ہے اُسنے یہ سنکر کہا واللہ بیشک تم وصی ہو رسولخدا کے اسواسطے کہ یہی شرط
مجہ میں اور رسولخدا میں ہوئی تہی اور ہم سب مسلمان ہوگئے ہیں یہ سنکر جناب امیرؑ نے جناب امام
حسنؑ سے ارشاد کیا کہ تم سلمان کو اور اس اعرابی کو اپنے ساتہ فلاں وادی میں لیجاؤ
اور آواز دو کہ ای صالح ای صالح جب وہ جواب دے تو اُس سے کہنا کہ امیرالمومنین نے تجہے بعد
سلام کے کہا ہے کہ وہ اسی شتر کہ جنکا رسولخدا نے اس اعرابی سے وعدہ کیا تہا دے سلمان
کہتے ہیں کہ ہم اُس صحرا میں گئے اور امام حسنؑ نے اُسکو آواز دی اُسنے جواب دیا کہ لبیک یا
بن رسول اللہ جناب امام حسنؑ نے اُس سے پیغام جناب امیرؑ کا بیان کیا اُسنے کہا سمعاً و طاعۃً
پس فوراً ایک مہار ناقہ کی زمین سے نکلی جناب امام حسنؑ نے اُسکو لیکر اعرابی کے ہاتہ میں دیدیا
اعرابی نے اُسکو گہسیٹا پس ناقے اُسی صفت کے نکلنے شروع ہوئے کہ جنکا
وعدہ رسولخدا نے کیا تہا اور اسی تک نکلے اعرابی اُن سب کو لیکر چلا گیا

معجزہ یازدہم اور یہ معجزہ بحدیث رشید مشہور ہے خلاصہ اسکا یہ ہے کہ جناب
امیرؑ مع ایک جماعت صحاب کوفہ سے باہر ایک باغ میں تشریف لیگئے اور سا

ایک درخت کے نیچے بیٹھکر اُس سے خرمے جھاڑ کر کھانے لگے رشید فی کہ ایک صحابی جناب امیرؑ سے تھا کہا کہ یا امیر المومنین یہ خرمے بہت اچھے ہیں آپنے فرمایا کہ ای رشید تجکو اس درخت کی تنہ سولی دیجائیگی رشید کہتا ہی کہ میں اسکے بعد ہر روز اُس درخت کو جا کر پانی دیتا تھا اور اُسکی خبر رکھتا تھا تا اینکہ بعد وفات جناب امیرؑ جو میں ایک روز گیا تو دیکھا کہ شاخیں اس درخت کی پژمردہ ہو گئیں ہیں اپنے دلمیں خیال کیا کہ اب اجل میری نزدیک پہنچی ہی دوسرے دن جو گیا تو دیکھا کہ آدھے درخت کو کاٹا ہی اور اُس سے چوب چرخ شاہی کی بنائی ہی اسکے بعد ایک شخص آیا اور مجھسے کہا کہ تجکو امیر بلاتا ہی یعنی عبید اللہ ابن زیاد علیہ اللعنۃ جب اُسکے دروازے پر پہنچا تو دیکھا وہاں وہ چوب اُس تنہ درخت کی پڑی ہی میں نے اُسکو ٹھوکر ماری اور کہا تجھے میرے ہی واسطے لائے ہیں غرض مجھے ابن زیاد کے روبرو لیگئے اُسنے کہا ای رشید اپنے صاحب کی جھوٹی باتوں میں سے کوی بات کہو رشید نے کہا کہ واللہ میرے صاحب نے یعنے علیؑ نے نہ کبھی جھوٹ کہا اور نہ میں جھوٹ کہتا ہوں میرے مولا نے خبر دی ہی کہ تو مجھے اس تنہ درخت خرما پر سولی دیگا اُسنے کہا کہ میں ایسا نکرونگا تا تیرے صاحب کا جھوٹ ظاہر ہو یہ کہکر اُسکے ہاتھ پاؤں کاٹکر نکالدیا رشید نے حدیثیں فضائل جناب امیر اور اہلبیت کے بیان کرنی شروع کیں اور سبسے کہا کہ مجھے میرے علیؑ ابن ابی طالب نے خبر دی ہی کہ ابن زیاد مجھی جیتا نہ چھوڑیگا سولی دیگا پس جتنی حدیثیں کہ مجھے فضائل میں اہلبیت کی یاد ہیں اُنکو تم مجھسے لیلو یہ سنکر ایک شخص نے ابن زیاد سے کہا کہ یہ تو نے کیا کیا کہ اُسکے ہاتھ پاؤں کاٹ کر چھوڑ دیا وہ فضائل اہلبیتؑ کے بیان کرتا ہی لوگ تجھسے پھر جائینگے اور فساد پیدا ہوگا یہ سنکر ابن زیاد نے رشید کو اُسی درخت کے تنہ پر کہ جسکی خبر جناب امیرؑ نے دی تھی سولی دیدی اور اُنکو شہید کیا طائر روح رحمۃ اللہ علیہ کا بہشت بریں کو پرواز کر گیا

معجزہ بارہواں مروی ہے کہ ایکبار

کوفہ میں آب فرات نے اسقدر طغیانی اور زیادتی کی کہ آدمیوں کو خوف غرق ہونیکا ہوا
سب لوگ پناہ جناب امیر کیطرف لائے اور حال بیان کیا یہ حال سنکر وہ جناب کنارہ
فرات کے تشریف لائے اور دو رکعت نماز پڑہکر چوب دستی کو کہ آپکے ہاتہ میں تہی آب
فرات پر مارا فوراً آب فرات بیٹھ گیا اور اسقدر پانی کم ہوگیا کہ مچھلیاں دکھائی دینے
لگیں اُن سب مچھلیوں نے اُس جناب پر سلام کیا کہ سب حاضرین نے اُنکے سلام کو سنا مگر مارماہی کہ
اُسنے سلام نکیا جب اصحابنے باعث اُسکے سلام نکرنیکا پوچہا تو فرمایا کہ خداتعالی نے حلال
اور پاکیزہ جانوروں کو گویا کیا کہ مجھپر سلام کریں حرام اور پلید کو **معجزہ سیزدہم** جناب امام محمد باقر
سے مروی ہے کہ ایک شخص نے مارماہی کو پکڑا شاہ مرداں نے فرمایا پوچھو کہ اس ماہی کو اس شخص
نے ہاتہ میں پکڑا ہی اُس شخص نے انکار کیا آپنے فرمایا کہ پانچ روز بعد دنبل اس شخص سے
پیدا ہوگا اور یہ مرجائیگا پس ایسا ہی ہوا کہ بعد پانچ روز کے اُسکے سر در صدغین سے دنبل نکلا
اور وہ مرگیا جب اُسکو دفن کیا تو ایک خلایق کثیر اُسکی قبر پہ جمع ہوئی اور جناب امیر بہی اُسکی
قبر پہ تشریف لائے اور ایک لات اُسکی قبر پر ماری کہ قبر پھٹ گئی اور وہ شخص زندہ ہوکر قبر سے
نکلا اور کہا کہ جو شخص علی پر رد کریگا وہ خدا اور رسول پر رد کریگا جناب امیر نے اُس سے فرمایا
کہ اب تو قبر میں چلا جا وہ شخص قبر میں چلا گیا اور قبر ملگئی **معجزہ چہاردہم** مروی ہے کہ ایک شخص کو
خارجی سے ساتھ محاکمہ جناب امیر کے روبرو لایا اُس جنابنے موافق شریعت غرا اور ملت بیضا کے حکم کیا
اُس خارجی نے کہا کہ ای علی تمنے از روی عدالت کے حکم نہ کیا جناب امیر نے فرمایا اخسا یا عدو اللہ
اُسیوقت وہ خارجی کتا ہوگیا اور سب کپڑے اُسکے بدن سے گر پڑے پس وہ دُم ہلاتا
تہا اور اضطراب اور بیقراری کرتا تہا اور روتا تہا جناب امیر کو اُسپر رحم آیا اُسکے
واسطے دعا کی کہ پہر وہ حالت اصلی پر آگیا اور انسان بن گیا من بعد اُس جنابنے فرمایا

تہ آصف برخیا وصی سلیمان کو قدرت اوپر نقل کرنے تخت بلقیس کے حاصل تھی جیسا کہ خدا تعالیٰ
کلام مجید میں فرماتا ہے قال الذی عندہ علم الکتاب انا آتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک اب بتاؤ کہ آیا
سلیمان افضل ہے نزدیک خدا تعالیٰ کے یا محمدؐ سب نے عرض کی کہ محمدؐ افضل ہیں جناب امیرالمومنینؑ نے فرمایا
پس تعجب نہیں کہ اگر وصی محمدؐ سے کوئی معجزہ ظاہر ہو سب نے عرض کی کہ اے امیر عرب پھر ہمکو کیا حاجت ہے
معاویہ کی ساتھ قتال کرنیکی فرمایا کہ ہم خازن اسرار خدا ہیں نہ خازن زر و نقرہ مگر اظہار اسکا موقوف
ہے اسکے اذن پر پس جس امر کا خدا سے ہم اذن پاتے ہیں اسکو کرتے ہیں اور اسکا فوراً اثر ظاہر ہو جاتا ہے ورنہ ایک
لمحہ اسمیں تاخیر نہیں ہوتی ۔ **معجزہ پانزدہم** شیخ صدوقؒ نے فقیہ میں روایت کی ہے کہ آفتاب نے اس امت
میں کئی دفعہ واسطے جناب امیرالمومنینؑ کے رجعت کی ہے ایکبار حال حیات جناب رسول رب متعال میں
کہ جسکا حال بیان ہوگا اور دوسری بار جبکہ شاہ ولایت جنگ نہروان سے مراجعت کرکے زمین
بابل میں وقت نماز عصر پہنچے اور آپ بھی اور سب لشکر آپکا اُس زمین پر اترا تو اُس جناب نے فرمایا کہ
ایہا الناس یہ زمین ملعون ہے اور تین دفعہ اسپر عذاب نازل ہوا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دو دفعہ اسپر عذاب
نازل ہوا ہے اور تیسری دفعہ کے عذاب کے نازل ہونیکی توقع ہے اور یہ ایک شہر ہے قوم لوط کا کہ سرنگون
ہو گیا ہے یعنی الٹ گیا ہے اور یہ وہ شہر ہے کہ اول بت اسمیں پوجے گئے ہیں اور بت پرستی یہیں سے
شروع ہوئی ہے پس حلال نہیں ہے کہ کسی پیغمبر یا وصی پیغمبر کو اس جگہ نماز پڑھے مگر تمکو اختیار ہے کہ جسکا
تم میں سے جی چاہے وہ یہاں نماز پڑھے یعنی تمکو یہاں نماز پڑھنا حرام نہیں ہے پس سب آدمیوں نے راہ
کو چھوڑ کر دونو جانب نماز پڑھی اور وہ جناب شتر رسول خدا پر سوار ہو کر روانہ ہوئے جویریہ کہ راوی
اس حدیث کا ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے دلمیں کہا کہ بخدا قسم میں تابع امیرالمومنینؑ کا ہونگا یعنی انکے
ساتھ جاؤنگا اور اپنی نماز کو انکی گردن پر ڈالونگا پس میں اُس جناب کے پیچھے ہو لیا ہنوز بل
سور اسے کہ ایک موضع بھی نہ گذرے تھے کہ آفتاب نے غروب کیا میرے دلمیں اس سبب سے شک پڑا

جناب امیر علیہ السلام نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ آیا شک کیا تو نے ای جویریہ میں نے عرض کی کہ ہاں ای
امیر المومنین پس آپ ایکطرف تشریف لیجا کر اُتری اور وضو کیا اور کہڑی ہو کر کچہ فرمایا کہ
میں اچہی طرح نہ سمجہا مگر اتنا جانا کہ زبان عبرانی میں کچہ کہا پس بعد دیکہا میں نے کہ آفتاب دو
پہاڑوں کے بیچ میں سے نکلا اور اُسمیں ایک آواز تہی شدت کی ساتہہ پس اُس جناب نے نماز عصر
ادا کی اور میں نے بہی آپ کے ہمراہ نماز پڑہی جب فارغ ہوئے نماز سے تو آفتاب نے غروب کیا اور جس قدر
شب تہی اُسیقدر ہو گئی پہر میری طرف ملتفت ہو کر فرمایا کہ ای جویریہ خدا تعالے نے فرمایا ہی کہ فسبح بحمد
ربک العظیم پس میں نے سوال کیا خدای عز و جل سے ساتہہ نام عظیم کے خدا تعالے نے آفتاب کو میرے
واسطے اُلٹا پہیرا جویریہ کہتا ہی کہ ظہور آفتاب سے شک و شبہ میری خاطر سے زائل ہو گیا اور تو
وصی پیغمبر کا ہے برب کعبہ اور تیسری بار پہر بابل میں آپ کے واسطے رد شمس ہوا جیسا کہ ایک جماعت
نے عمار یاسر سے روایت کی ہی کہ امیر المومنین بابل میں مشغول بزراعت تہے اور آپکو کسی عذر شرعی
کے سبب وقت نماز عصر کا گذر گیا اور آفتاب بقریب غروب کے پہنچا کہ ایک مرد آپ کے آگے آیا اور
کہا کہ ای امیر المومنین میں کثیر الاولاد اور کثیر العیال ہوں اور ہم سب بہوک سے ہلاک ہوتے ہیں
آپ نے پوچہا کہ کیا سبب عرض کی کہ میری زراعت تہی کہ جسمیں ہم سب کی اوقات بسر ہوتی
تہی تین سال سے اُسمیں شیر آگیا ہے اب اُس زمین میں کوئی کاشت کرنیکو نہیں جا سکتا
آپ نے پوچہا کہ وہ صحرا کتنی دور ہی کہا بہت نزدیک ہے آپ نے عمار یاسر کو اپنی انگشتری دی
اور فرمایا کہ اس شخص کے ہمراہ جاؤ اور جب شیر کے نزدیک پہنچو تو یہ انگشتری اُسکو
دکہا کر کہو کہ حیدر نے تجہسے کہا ہی کہ ابہی تو اس صحرا سے نکل جا اور آئندہ پہر یہیں
قیام نکیجو اور نہ آئیو عمار کہتے ہیں کہ میں متحیر ہوا اور شیر سے خوف معلوم ہوا مگر مخالفت
آپ کے حکم کی نکر سکا ناچار اُس شخص کے ساتہہ گیا مگر ڈرتا ڈرتا جاتا تہا جب اُس

صحرا میں پہنچے تو اُس شخص نے کہا کہ شیر اس ٹیلے کے نیچے رہتا ہے تم جاؤ اور میں شیر کے خوف سے
آگے نہیں جا سکتا یہ کہکر وہ شخص ایک مکان خراب کے کوٹھے پر چڑھ گیا اور میں ترساں اور
لرزاں اُس ٹیلے پر چڑھا دیکھا کہ نیچے اُسکے شیر سوتا ہی اور مثل گاؤ میش کے ہی اُسکو دیکھکر اور
زیادہ خوف معلوم ہوا شیر نے جو مجھے دیکھا تو کہڑا ہو گیا اور میری طرف جست کی میں نے دمیں
کہا کہ بس اسنے مجھے اسی ساعت ہلاک کیا اب تو نہیں بچتا فوراً انگشتری جناب امیرؑ کی
اُسکو دکھلائی اور پیغام بھی اُس جناب کا دیا ہنوز پیغام تمام نہوا تھا کہ مینے دیکھا کہ بسبب
خوف کے وہ شیر برابر گاؤ میش کے تہا مثل کُتے کے ہو گیا اور اپنے تئیں زمین پر گرا دیا اور مُنہ
خاک پر ملنے لگا پہر اُٹھ کر ایسا تند و تیز بہاگا کہ مینے بجز اسکی گرد کے اور کچہ ندیکھا مجھے اس سے
تعجب معلوم ہوا اور جو خیال کہ میرے دلمیں گذرا تہا اُس سے توبہ کی اور جناب امیرؑ کی خدمتمیں
حاضر ہوا اُسوقت آفتاب غروب ہونیکو تہا کہ آپ نے ہاتہ طرف آسمان کے بلند کیے اور
لب مبارک کو جنبش دی اور آفتاب کیطرف اشارہ کیا آفتاب اُلٹا پہر کر اُس برج میں آیا
کہ جسمیں وقت عصر کا ہوتا ہے پس اُس جناب نے سب کے ساتہ نماز عصر بجماعت ادا کی
اور بعد سلام میری طرف دیکھکر ارشاد کیا کہ ای عمار اگر شیر سحر تہا تو کیا یہ رجعت آفتاب
بہی سحر ہے مینے عرض کی کہ یا مولا جس امر نے میری خاطر میں خطور کیا تہا اُس سے میں آپ کے
ہاتہ پر توبہ کرتا ہوں کہ پہر اُسکو اپنے دلمیں راہ نہ دونگا جناب امیرؑ نے فرمایا ان النفس لامارة
بالسوء الا ما رحم ربی **معجزہ شانزدہم** جویریہ بن قدامہ سے مروی ہی کہ ایک روز میں ہمراہ اپنے مولا
علیؑ ابن ابی طالب کے کوفہ سے باہر گیا اور وہ جناب شتر خیر الانام پر سوار تہے اور پیراہن
صوف سفید کا پہنے ہوئے تہے اور جیب و راست آپ کے حسنینؑ اور محمد حنفیہ اور
میثم و شتر مالک اشتر اور ایک جماعت صحابہ آپ کے اطراف و جوانب میں تہی

ناگاہ لشکر پراگندہ ہوا اور اہل لشکر کو تشویش پیدا ہوئی اور سب بھاگنے لگے یہ دیکھکر جناب
امیر نے فرمایا کہ تم کہاں بھاگے جاتے ہو اور کس سے ہزیمت اُٹھا کر فرار ہوتے ہو
میں ہوں علی ابن ابی طالب کرار غیر فرار سبنے عرض کی کہ اے اسد الله الغالب راہ
میں ایک شیر عظیم الجثہ ہمارے آگے آیا اسکو دیکھکر سب اسپ و شتر بھاگے آپنے فرمایا
کہ شیر میں ہوں میں شیر کو دفع کرونگا یہ فرمایا کر شیر کے قریب تشریف لائے اور فرمایا کہ ای
حیوان سفتر میرا راہ سے دور ہو کہ میں نہیں ہوں کہ جو تونے دیکھا اور مشاہدہ کیا بلکہ میں
ہوں چشم خدا اس زمین میں میں ہوں گوش خدا یعنی سنتا ہوں اُسکے سب احکام کو
میں ہوں صراط مستقیم میں ہوں حبل متین یعنی دست آویز محکم میں ہوں امیر مومنوں کا
میں ہوں علی ابن ابی طالب یہ سنکر شیر بیٹھ گیا اور بزبان فصیح کہا لا الہ الا اللہ وحدہ
لا شریک لہٗ و اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ و انک ولیہ اے مولا میں ہوں
ابوالوحش جیسے کہ آدم ہیں ابوالبشر بہ تحقیق کہ مینے اپنے فرزندوں سے عہد لیا ہی کہ کسیکو
تیرے فرزندوں اور تیرے شیعوں سے آزار نہ پہنچائیں اور نہ کہائیں اور مینے خدا تعالےٰ
سے درخواست کی تھی کہ تمہاری زیارت سی مجھے مشرف اور میرے دل ظلمت سرشت
کو نور رخ انور سے منور کرے سو آج اُسنے دعا میری قبول کی اور آپ کی زیارت
سے سعادت دارین حاصل ہوئی اب آپ خدا تعالےٰ سے دعا کریں کہ مجھے
بخشدے پس جناب امیر نے اُسکے واسطے دعا کی اور حسنینؑ نے آمین کہی پھر
اُسسے جناب امیر نے کہا کہ خدا تعالےٰ نے تیری حق میں میری دعا قبول کی اور تجھے
بخشدیا اُسنے عرض کی کہ آپنے کیونکر جانا کہ اُسنے مجھے بخشدیا آپنے فرمایا کہ اللہ
کے دل میں ایک عمود ہوتا ہے نور کا کہ اہل محکی دل میں امام کے

ہوتی ہی اور بستر اُسکا زیر عرش ہوتا ہی جب کوئی امام ہم میں سے دعا کرتا ہی اور خدا تعالیٰ اُس دعا کو
قبول کرتا ہی تو وہ عمود امام کے دلمیں جنبش میں آتا ہی پس وہ جان لیتا ہی کہ خدا نے دعا میری
قبول کی شیر نے سُنکر عرض کی کہ یا امیر المومنین میں زیادہ اس سے اپنی زندگی نہیں چاہتا
آپ میرے واسطے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ آج ہی مرگ کو مجھپر مسلط کرے اور اس دنیا پر دار سے
اُٹھالے اُس جناب نے پھر دعا کی اور فرمایا جا کہ وقت نماز عصر وفات تجھے پہنچے گی جویریہ کہتا ہی
کہ جناب امیر نے مجھسے ارشاد کیا کہ تو شیر کے ساتھ جا اور جب وہ مر جائے تو تو اُسکو دفن کر یہ فرما کر
وہ جناب تشریف لیگئے اور مجھے شیر کے پاس چھوڑ گئے چونکہ مجھے اُس شیر سے خوف معلوم ہوا تو
پس میں ایک ٹیلہ پر جا کر بیٹھا اور شیر دوسرے ٹیلہ پر جب وقت نماز عصر کا ہوا تو ناگاہ شیر نے ایک
چیخ ماری اور اپنی جگہ سے اُٹھا اور پھر گر پڑا اور جب وہ مر گیا تو مینے ارادہ کیا کہ نوک شمشیر سے گڑھا
کھود کر اُسکو دفن کردوں ناگاہ پشت سر سے مینے ہاتف کی آواز سُنی کہ کوئی کہتا ہی کہ اے جویریہ
ہمنے تیری کفایت کی مینے جو مڑ کر دیکھا تو ایک گڑھا کھدا پایا مینے شیر کو اُسمیں دفن کر دیا مگر
میری خاطر میں اس امر سے کہ جو مبطل ایمان ہی خطور کیا یعنی یہ خیال میں آیا کہ علی ابن ابیطالب
نے اس شیر پر سحر کیا غرض جب میں پھر کر جناب امیر کی خدمت میں آیا تو شب ہو گئی تھی مینے اصحاب
سے پوچھا کہ میرے مولا نے نماز پڑھی کہا نہیں کسی عذر شرعی کے سبب نماز عصر نہ پڑھی اور
نہ مغرب کی پس میں اُس جناب کے روبرو گیا مینے دیکھا کہ بسبب غصہ اور خشم کے روے انور سے قطرات
عرق مثل مروارید کے ٹپکتے ہیں غرض مینے کہا کہ میں شیر کو دفن کر آیا آپنے میری طرف سے منہ
پھیر لیا پھر مینے کہا پھر منہ میری جانب سے پھیر لیا غرض تین چار بار اسیطرح مینے کہا اور
آپنے منہ پھیر پھیر لیا پھر آپ کھڑے ہوکر فرات کیجانب روانہ ہوئے میں بھی آپکے ہمراہ ہو لیا
کہ فرات پر آپکے واسطے خیمہ برپا ہوا آپنے وضو کیا اور ہاتھ آسمان کیطرف بلند کرکے دعا کی

آسمان میں ایک آواز مثل رعد پیدا ہوئی مینے سر اُٹھا کر جو دیکھا تو آفتاب افق مغرب سے نکلکر اسجگہ آنکر ٹھہرا ہوا ہی جو وقت نماز عصر کا ہوتا ہی جناب امیرؑ نے نماز عصر با جماعت ادا کی پھر آفتاب غروب ہوگیا اور ستارے نمودے ہوے پھر آپنے نماز شام پڑہی اور میری طرف دیکھکر فرمایا کہ ای جویرہ اگر مینے سحر کیا شیر پر تو کیا آفتاب پر بہی سحر کیا ای جویرہ اگر مجھے کراہیت نہ ہوتی اس سے کہ لوگ میرے حق میں وہ کہنے لگیں جو میرے بھائی عیسٰیؑ کے حق میں کہتے ہیں تو میں تمہاری سب حال کی خبر بیان کردیتا کہ تمنے شب کو یہ کہا ہی اور یہ کیا ہے اور یہ کام کیے ہیں بخدا کہ رسولخدا نے مجھے سب چیزونکا علم دیدیا ہے معجزہ نقدیم آخوند ملا محمد باقر مجلسیؒ نے حق الیقین میں ارشاد کیا ہے کہ خاصہ و عامہ نے ہماری بنت عمیس سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسول مقبول نے امیر عربؑ کو ایک کام ضروری کیواسطے کہیں بہیجا جب اُس کام کو کر کے تشریف لائے تو جناب رسولخدا نماز عصر پڑہ چکے تھے غرض جب رسولخدا کے پاس آنکر بیٹھے تو آپنے سر مبارک اپنا جناب امیرؑ کی گود میں رکھکر آرام کیا اتفاقاً اُسی حالمیں وحی نازل ہوئی اور آپ اتنی دیر وحی میں مصروف رہے کہ آفتاب غروب ہوگیا جب وحی منقطع ہوئی تو جناب رسولخدا نے کہا کہ ای علیؑ تمنے نماز عصر پڑہی عرض کی کہ ای رسول مقبول مجھے ناگوار ہوا کہ سر مبارک گود سے اُتار کر زمین پر رکھوں یہ سنکر جناب رسولخدا نے دست دعا جانب آسمان اُٹھا کر خداتعالی سے عرض کی کہ یا الٰہی علیؑ تیری اور تیرے رسول کی طاعت عبادت میں تھا تو آفتاب کو اُسپر پہیر تا وہ نماز عصر کو ادا کرے اسما کہتے ہیں کہ واللہ مینے دیکھا کہ آفتاب نے رجعت کی اور افق مغرب سے طلوع کر کے اسقدر بلند ہوا کہ وقت فضیلت عصر کا ظاہر ہوا اور اُس جناب نے نماز عصر ادا کی اور پھر آفتاب غروب ہوگیا غرض کہ آفتاب نے

کئی بار جناب امیر کیواسطے رجعت کی ہی ایک دو بار تو روبرو رسول مختار کے اور کئی بار بعد
کے جیسا کہ اوپر گذرا پس بعض آدمی نافہم جو از راہ عداوت کے کہتے ہیں کہ رجعت کرنا آفتاب
کا بدعائی رسولخدا تہا تو آپ ہی کا معجزہ ہوا نہ جناب علی کا اور اسمیں کچہ انکی فضیلت
نہیں یہ کہنا انکا غلط ہوا اسواسطے کہ کئی بار آفتاب نے فقط جناب امیر ہی کی دعا سے
رجوع کی ہی اور اگر کوئی کہے کہ اس تاخیر کرنیمیں نماز کے جناب علی گنہگار ہوئی ہونگے تو
جواب اسکا یہ ہی کہ ہوسکتا ہی کہ اس جناب کو تاخیر نماز کی ایسے حالمیں جائز ہو یا آپنے
بیٹھکر نماز پڑہی ہو اور قیام و قعود وغیرہ افعال نماز کے ترک کرنیمیں عذر اس جناب کا
مقبول بارگاہ کبریائی ہوا ہو اور یہ بہی احتمال ہی کہ تاخیر وقت فضیلت سے ہو نہ اصل نماز سے
جیسا کہ بعض روایات سے ثابت ہی کہ آفتاب قریب غروب پہنچا تہا غروب ہوا تہا غرض
ردشمس اور جناب کے لیے یا تو اسلیے ہوا ہو کہ جو افعال نماز کے ناقص ہوے ہوں مثل ترک
قیام و قعود وغیرہ وہ بطور کمال کے بجا لائے جائیں اور انکا استدراک حاصل ہو جائے
یا اس سبب ہوا ہو کہ فضیلت نماز کی حاصل ہونے واسطے تلافی معصیت کے اور اگر یہ امر
معصیت ہوتا تو وہ جناب مورد عتاب ہوتے نہ مہبط فیوض رب الارباب اسواسطے
کہ ردشمس سے دلالت کرتا ہی اس جناب کے علو مرتبہ اور سمو رتبہ پر پیش خداوند ذی الجلال
اور سمجہا جاتا ہی کہ مرتبہ آپکا پیش خداوند عالم ایسا تہا کہ کئی مرتبہ انکی خاطر خدا نے
شمس کو رد کیا **معجزہ ہجدہم** شواہد النبوۃ میں مسطور ہے کہ جناب امیر نے جب اہل
کوفہ کو واسطے مدد اور معاونت محمد بن ابی بکر کے تحریص کی اور انہوں نے قبول نکیا تو
آپنے انکے حق میں بددعا کی اور کہا کہ خداوندا تو انپر ایسی شخص کو مسلط کر کہ
انپر رحم نہ کرے اور ایک روایت میں ہے کہ آپنے کہا کہ الٰہی کسی غلام کو قبیلہ

بنی ثقیف سے اپنے مفر کر لیں اُسی شب حجاج علیہ اللعنۃ متولد ہوا اور آخر اُس سے جو اہل کوفہ پر پہنچا پہنچا **معجزہ نوزدہم** مروی ہے کہ جناب امیر نے فرمایا کہ رسولخدا نے مجھے ارشاد کیا کہ بعد وفات میری سات مشک آب فلان چاہ سے لاکر مجھے اُس سے غسل دینا اور بعد از فراغ حاضرین خانہ کو باہر کر دینا اور اپنے دہن کو میرے دہن پہ رکھکر پوچھنا اُن سب چیزوں سے کہ جو قیامت تک ہونیوالی ہیں جناب امیر فرماتے ہیں کہ مینے ایسا ہی کچھ کیا پس کوئی حق و باطل نہ رہا کہ جسکی خبر مجکو رسولخدا نے ندی **معجزہ بستم** محمد بن صفار نے کتاب بصائر الدرجات میں ایک ثقہ سے نقل کی ہے کہ ایک روز بخدمت جناب امیر المومنین کے حاضر ہوا ایک شخص خوش رو خوش لباس کو دیکھا کہ آپ سے باتیں کرتا ہے اور جب تک کہ وہ شخص بیٹھا رہا آپ اُسی سے باتوں میں مشغول رہے جب وہ شخص اُٹھکر چلا گیا تو مینے پوچھا کہ یا امیر المومنین یہ کون شخص ہے فرمایا کہ یہ یوشع بن نون وصی موسیٰ بن عمران کا تھا **معجزہ بست و یکم** مروی ہے کہ جبکہ جناب امیر المومنین نے جنگ صفین سے مراجعت کی تو در اثناء راہ ایک صحرا میں نزول اجلال فرمایا لشکر پہ تشنگی نے ایسا غلبہ کیا کہ زبانیں پیاس کے مارے باہر نکل پڑیں اہل لشکر نے جناب امیر سے تشنگی کی شکایت کی آپ اُٹھے اور سب طرف اس صحرا میں نظر کی ایک طرف دیکھا کہ ایک سنگ عظیم پڑا ہے آپ نے اُسکی طرف گھوڑا دوڑایا اور اُسکے پاس آکر ارشاد کیا کہ اے سنگ ہمکو خبر دی کہ اس صحرا میں پانی کسجگہ ہے اُس سنگ نے آپ پر سلام کیا اور کہا کہ السلام علیک یا وارث علم النبوۃ ویا وصی رسول اللہ الماء تحتے یعنی سلام تجھپر اے وارث علم نبوۃ اور وصی رسول اللہ پانی میرے نیچے ہے یہ سُنکر آپ نے سب کو حکم دیا کہ اس پتھر کو اُٹھاویں، سو آدمی متوجہ اُسکے کھودنے اور

اور اٹھانے کے ہوئے مگر کسیطرح آگے کہونے پر قادر نہو سکے جب آنحضرت جنابنے اُنکا عجز دیکھا
تو اُنکو اُسپر سے ہٹا دیا اور لب ہای مبارک کو حرکت دی اور دست خیبر کشا کو اُس پتھر
پر مارا کہ وہ پتھر بقدرت الٰہی اُسجگہ سے ایک فرسخ دور جا پڑا اور اُسکے نیچے سے پانی عسل سے
شیریں تر اور برف سے سرد تر نکلا سب آدمی اُسپر ہجوم لائے اور سبنے خوب سیر ہوکر
پیا اور جانوروں کو بھی پلایا اور مشکیں بھر لیں اسکے بعد جناب امیرنے سنگ کیطرف خطاب
کیا کہ تو اپنی جگہ پر پھر آ ابن عباس کہتے ہیں کہ مینے دیکھا کہ وہ پتھر مثل گیند کے لڑھکتا ہوا
آنکر اپنی جگہ پر قایم ہوگیا اور سب نے شکر خدا کا بجالایا **معجزہ بست و دوم** اصبغ
بن کنانہ روایت کرتا ہی کہ ایکروز مین جناب امیر المومنین کے ہمراہ تہا کہ ایک شخص قریش سے
آپکے آگے آیا اور کہا ای علی مینے بہت سے آدمیوں کو قتل کیا اور بہت اطفال کو یتیم کیا یہ
سنکر وہ جناب غصہ ہوئے اور کہا اخسا یا کلب یعنی دور ہو ای کتے اُسیوقت وہ شخص کتا سیاہ
ہوگیا جب اُسنے اپنا یہ حال دیکھا تو دم ہلانے لگا اور فریاد و فغاں کرنے لگا اور بکمال تضرع
وزاری زمین پر لوٹنے لگا جناب امیر کو اُسکی یہ بیتابی دیکھکر رحم آیا اور اُسکے واسطے
دعا کی کہ پھر وہ انسان بن گیا اور ہاتھ اور پاؤں اُس جناب کے چوم کر توبہ کی ایک شخص نے
عرض کی کہ ای امیر المومنین تمکو خدا تعالی نے ایسے معجزات پر تو قدرت دی ہی پھر
معاویہ آپسے مقام مخالفت میں ہی کیوں دفع نہیں کرتے آپنے فرمایا کہ ای شخص
ہم بندہ گرامی خدا تعالی کے ہیں اور ہم کوئی چیز بے حکم اُسکے نہیں کرتے بلکہ جو کچھ
کرتے ہیں اُسکے حکم سے کرتے ہیں۔ **معجزہ بست و سوم** منقول ہی کہ ایک
زن و مرد باہم خصومت رکھتے تھے وہ مخاصمہ اپنا جناب امیر کے پاس لائے اور
ہر ایکنے دعوی اپنا بیان کیا مگر اُس مردنے عین مخاصمہ میں غصہ میں آکر اُس

عورت پر تیزی کی آپنے اُسکو منع کیا کہ تو اسپر تندی نکر جو کہ وہ مرد خارجی تھا آپکے فرمانے سے اور زیادہ غصہ میں آیا آپنے فرمایا اخسا یا کلب اور یہ لفظ موضوع ہے واسطے بھگانے اور دور کرنے کُتّے کے اور معنی اسکے دور ہو کے ہیں یعنی دور ہو ای کُتّے وہ خارجی اُسیوقت کُتّے کی تشکل ہوگیا ایک شخص نے حاضرین مجلس سے کہا کہ ای امیر المومنین آپنے لفظ اخسا کا زبان مبارک سے فرمایا اور یہ شخص کُتّا بن گیا آپنے فرمایا کہ ہاں اُسنے عرض کی کہ پھر کون چیز مانع ہے آپکو کہ آپ معاویہ کو دفع نہیں کرتے آپنے فرمایا کہ وای تجھپر اگر میں چاہوں کہ معاویہ مع تخت یہاں چلا آئے تو ابھی خداتعالی سے دعا کرتا ہوں اور وہ میری دعا قبول کرتا ہے مگر ہم خازنان اسرار خدا ہیں شہ اسرار زر و نقرہ اور جو شخص کہ اسرار الٰہی سے انکار رکھتا ہے کیا اُسنے یہ آیہ نہیں پڑھا کہ بل عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول وہم بامرہ یعملون یعنی ائمہ معصومین علیہم السلام بندگان گرامی ہیں نزدیک خدا کے اور اوپر سخن الہام غیبی اور اشارات لاریبی کے پیشدستی اور سبقت نہیں کرتے بلکہ اوپر فرمان الٰہی کے عمل کرتے ہیں **معجزہ بست و چہارم** ابو الحسن علی بن ہرون منجم روایت کرتا ہی کہ ایک شخص مسمی راضی خلفاء بنی عباس سے کہتا تھا کہ علی ابن ابیطالب نے جو معاویہ سے محاربہ کیا تو خطا کی اور میں کہتا تھا کہ وہ جناب حق پر تھے اور دلیلیں اسپر تین بیان کرتا تھا اور وہ راضی نہوتا تھا آخر مینے اسکے پاس کا جانا چھوڑ دیا بعد چند روز کے جو اُس سے ملاقات ہوی تو اُسنے کہا کہ مینے تو بہ کی اپنے اُس اعتقاد فاسد سے جب سبب پوچھا تو کہا کہ مینے خواب میں ایک شخص کو دیکھا کہ اُسکا شکل کُتّے کے تھا مینے جو سبب اسکا پوچھا تو کہا اُسنے کہ میں معاویہ کو حق پر کہتا تھا اور علی کو ناحق اسی سبب میری صورت ایسی ہوگئی یہ دیکھکر مجھے خوف معلوم ہوا تو مینے توبہ کی

معجزہ بست و پنجم جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہی کہ جب سن مبارک جناب فاطمہ زہرا سیدہ
زنان عالمیان کا نو برس کا ہوا تو جبرئیل امین بحکم رب جلیل جناب رسول مقبولؐ کے پاس نازل ہوئے
اور کہا کہ ای رسول اللہ حق تعالے تمکو بعد تحفہ سلام کے ارشاد کرتا ہی کہ ای حبیب ہماری اپنی دختر نیک
اختر کو شوہر دے اور یہ بھی فرماتا ہی کہ ایک نور کو دوسرے نور کے ساتھ وصل کر آپنے پوچھا کہ وہ دو
نور کونسے ہیں جبرئیل امین نے کہا کہ نور اول تمہاری دختر ہی اور نور ثانی علی ابن ابی طالب ہیں ان
دونوں نوروں کو آپسمیں ملادو آپنے فرمایا سمعاً وطاعةً اور صبحکو مسجد میں تشریف لائے اور نماز
صبح ادا کرکے روی مبارک طرف اصحاب کے کیا اور فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے خداوند عالم کا کہ فاطمہ کا
عقد کروں پس میں اسکا حکم بجالاوں گا عبداللہ ابن عباس نے پوچھا کہ یارسول اللہ آپ فاطمہ کو
اصحاب کو دینگے یا ملوک وسلاطین و امرا کو آپنے جواب دیا کہ نہ سلاطین کو نہ امرا کو
اور نہ اصحاب کو بلکہ جسکے لیے خداوند عالم کا حکم ہوگا اسکو دونگا جبکہ صحابہ نے یہ سنا تو سبکو
طمع ہوی وقت شب ابوبکر نے پیغام بھیجا اور خواستگاری فاطمہ کی کی صبحکو عمر نے ایک
شخص کو بھیجا بعد ایک لحظہ کے خالد نے کسیکو بھیجا بعد ایک ساعت کے بشیر انصاری نے
پیغام بھیجا غرض سب اصحاب کی عرق طمع حرکت میں آئی اور سبنے خواستگاری کی تا اینکہ
ایک ہفتہ میں ایکہزار سات سو آدمیوں نے پیغام بھیجا اور خواستگاری کی جناب رسول مقبول
نے سبکو یہی جواب دیا کہ مجھے امر فاطمہ میں کچھ اختیار نہیں خدا یتعالی کو اختیار ہے جسکے
ساتھ حکم کریگا اسکے ساتھ فاطمہ کا عقد کیا جائیگا بعد عبدالرحمن بن عوف
نے کہ صحابہ کرام سے تھا اور مال و منال اور حشمت و تجمل دنیا بہت کہتا تھا چنانچہ
اسکے حالمیں لکھا ہے کہ ہزار آدمی توفقط واسطے تحصیل زر دیہات اور جائداد کے
اسکے پاس تھے اور ہزار غلام کمربستہ اپنے پاس کہتا تھا اور تین سو تاجر اسکی مال کی

تجارت کیا کرتے تھے اور تین سو پچاس دکانیں تجارت کی مدینہ اور طایف و شام وغیرہ
میں اُسکی تھیں وہ اُسکے گماشتے اور وکیل بسم تجارت دکانوں میں بیٹھے تجارت کیا کرتے
تھے القصہ اسنے بھی ایک شخص کو بھیجا اور جناب معصومہ کی خواستگاری کی جناب رسول مقبول
سنکر خاموش ہو رہے اور کچھ جواب دیا عبد الرحمن نے جانا کہ خاموشی آپ کی از راہ
رضا کے ہے اور مجھسے عقد کرنے پر راضی ہوگئے ہیں یہ گمان کر کے جناب رسالت
مآب کی خدمتمیں کہلا بھیجا کہ جس قدر مال اور اسپ و شتر و گاو و گوسفند کہ میرے
پاس ہیں سب کو میں نے آپکی دختر نیک اختر کے کابین میں دیا اور اسقدر مال و زر و
اسباب آپکی خدمتمیں حاضر کرونگا کہ جسکی شرح دشوار ہوگی یہ سنکر وہ جناب غصہ میں
آئے اور عبد الرحمن کو بلوایا اور ایک مٹھی سنگریزوں کی زمین سے اُٹھائی اور اسکی
گود میں ڈالی راوی کہتا ہے کہ جب تک وہ سنگریزی آپکے ہاتھ میں رہے تسبیح خدا کی
کرتے رہے اور جب عبد الرحمن کی گود میں گئے تو دُر شاہوار ہوگئے پھر آپنے فرمایا
کہ اُن کو لیجا کہ مال اور زر تیرا زیادہ ہو جائیگا اور ای عبد الرحمان میں نے چند بار کہا ہے کہ یہ
کام تعلق خداوند عالم سے رکھتا ہی مجھے اسمیں کچھ دخل نہیں ہے اور اُسنے جبرئیل کو بھیجا ہے
کہ تو نور کو ساتھ نور کے مواصلت کر پس نور اول تو فاطمہ ہی اور نور دوسرا بھی بسیا عظیم الشان
ہو کہ جسکو خدا نے نور فرمایا ہی اور نور ہونا تجمل و اسباب زر و جواہر سے کچھ تعلق نہیں
رکھتا واللہ کہ اگر کوئی شخص پھر بعد اسکے اس مقدمہ میں مجھہ سے کچھ کہیگا تو
میں شکایت اُسکی خدا تعالیٰ سے کرونگا پس اسی شب جبرئیل نازل ہوئے
اور کہا کہ یا رسول اللہ خدا تعالیٰ نے تمکو سلام ارشاد کیا ہے اور فرمایا ہی کہ فاطمہ
زہرا اُس شخص کو دو کہ جسکے گھر میں شب جمعہ ستارہ زہرہ نازل ہوئے ہی

فاطمہ کو اُسی شخص کو دیا ہی تم بہی اُس شخص کو دو اور عقد اُسکا اُس سے کر دو دوسرے دن جناب رسولخدا مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا کہ ایہا الناس تم سب کو طمع ہتی فاطمہ کی سو مجکو وحی جانب رب جلیل سے نازل ہوئی ہی وہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ مینے فاطمہ کا عقد اُس شخص کے ساتہ کیا ہی کہ جسکے گہر میں شب جمعہ ستارہ نازل ہوگا اور اُسکے گہر کے کوٹہے پر اُتریگا پس تو بہی اُسکے ساتہ اُسکا عقد کیجو عمر نے پوچہا کہ یا حضرت وہ آپکے اصحاب میں سے ہوگا یا غیر اصحاب میں سے فرمایا کہ اصحاب کے مابین سے یہ کلام سنکر سب اصحاب کو اس امر کی طمع ہوئی اور شب کو سب نے اپنے گہروں کو زینت دی اور آراستہ کیا اور عود وعنبر ومشک کا مجمروں میں بخور کیا اور شمعہای کافوری اور مشعل وچراغ روشن کیے دالانوں پر دے وچہونیں لٹکائیں غرض طرح طرح کی زینت اور انواع انواع کے سامان خوشی اور شادی کے مہیا اور آمادہ کیے جناب رسول مقبول بہی بعد نماز صحن مسجد میں تشریف لائے اور ستارے کے انتظار میں آسمان کیطرف دیکہتے تہے اور سب آدمی بہی کوٹہوں پہ چڑہے ہوئے دیکہ رہے تہے پہر جناب رسولخدا بہی بام خانہ پر تشریف لیگئے اور جناب سیدہ نساء العالمین بہی عقب جناب رسول مقبول بام خانہ پر تشریف لائیں تاکہ سیر کریں کہ ستارہ کیونکر آسمان سے اُترتا ہی اور کسکے گہر میں گرتا ہی پس جبکہ نصف شب ہوئی تو ستارہ زہرہ آسمان سے جدا ہو کر نیچے کو چلا اور اتنی دیر میں آنکر پہنچا کہ جتنی دیر میں جناب نے اپنے چہتیس دفعہ اللہ اکبر کہا اور نیچے پہنچکر سب کوٹہوں پہ پہرنے لگا جب کوٹہے پر جناب امیر کے پہنچا تو اُتر پڑا اور کوٹہے پر سے پہر صحن خانہ میں آکر جناب امیر پہ سلام کیا اور مبارکباد دی جب جناب فاطمہ نے دیکہا کہ ستارہ جناب امیر کے گہر میں اُترا تو فرمایا الحمد للہ رب العالمین میں بیگانوں اور غیر قبیلہ میں نہ گئی اور اسکے شکریہ میں تینتیس دفعہ الحمد للہ کہا اور

اتنی ہی دیر ستارہ بھی حضرت کے گھر میں رہا کہ جتنی دیر میں چونتیس بار الحمد للہ کہا مگر
روشنی اس ستارہ میں اسقدر تھی کہ شب تار مثل روز روشن کے پر ضیا ہو گئی تھی بعد
ایک صدائے عجیب ستارہ سے پیدا ہوئی اور جس راہ سے آیا تھا اسی راہ سے پھر اوپر چلا گیا
پس جبکہ جناب معصومہ نے وقت صعود ستارہ تجلی اور روشنی دیکھی تو از راہ تعجب
تینتیس بار سبحان اللہ کہا پس سب نے ستارہ کو آسمان پر جاتے ہوئے دیکھا اسوقت طمع
ہر ایک کی قطع ہوئی اور جب شب پنجشنبہ ہوئی تو جبرئیل نازل ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ
خدا تعالیٰ نے خازنان بہشت کو حکم کیا ہے کہ بہشت کو آراستہ کریں اور شجر طوبی اور درخت
سدرہ کو فرمایا ہے کہ حلے لاویں اور حور العین کو ارشاد کیا ہے کہ عطر اور خوشبوؤں کو بہشت
سے باہر لائیں اور پراگندہ کریں تا تمام عالم معطر ہو جائے اور سورہ یٰس اور حم
اور طس کو پڑھیں اور فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ آسمان چہارم میں جمع ہوں اور صحن بیت المعمور
میں کرسی نور کی بچھائیں اور ایک فرشتہ ہے کہ نام اسکا راحیل ہے اور سب فرشتوں سے
فصیح تر ہے اسکو حکم ہوا ہے کہ اس منبر پر جا کر خطبہ پڑھے پھر خدا تعالیٰ نے فرمایا
کہ اے ملائکہ گواہ رہو کہ میں اپنی کنیز خاص فاطمہ زہرا اپنے خیر العباد علی کو کہ ولی
میرا اور وصی اور برادر میرے رسول محمد مصطفے کا ہے دیا پس اسوقت طوبی نے
اپنے زیور کو گرایا اور حور العین نے نثار فاطمہ کو چنا اور ایک دوسرے کو وہ نثار قیامت
تک ہدیہ بھیجیں گے اور فخر کرینگے کہ یہ نثار ہے تزویج فاطمہ کا اسوقت ابر اوسنے دیا تا
طومار مشک کی لادے فرشتوں نے عرض کی کہ خداوندا یہ طومار کیسی ہیں انکو
جواب آیا کہ یہ برات نجات شیعیان علی ابن ابیطالب ہے دوزخ سے جو شخص علی اور
اولاد علی سے ذرہ برابر بھی محبت رکھتا ہوگا فردائے قیامت یہ خط آزادی

جہنم سے اُسکو ملیگا اُسمیں لکھا ہوا ہی کہ ہذہ براءة من اللہ الجبار لشیعة علیؑ و فاطمہ من النار
یہ خبر دیکر جبرئیل نے کہا کہ اے رسول مقبول اب تم نور کو نور کے سپرد کرو یعنی فاطمہ کا
عقد علیؑ سے کرو پس جناب رسولخدا مسجد میں تشریف لائے اور اصحاب کو جمع کرکے
ایک خطبہ او پر حمد و ثنائے خدا تعالیٰ کے انشا کیا اور فرمایا کہ ای گروہ مہاجر و انصار مجھے
جبرئیل نے خبر دی ہی کہ خدا تعالیٰ نے سب فرشتوں کو آسمان میں قریب بیت المعمور کے جمع کرکے
فاطمہ کا عقد علیؑ کے ساتہ کیا ہی اور مجھے بھی حکم دیا ہی کہ میں بھی ان دونوں کا عقد کروں پس جناب
امیر کو حکم دیا کہ خطبہ تم بھی پڑہو پس اُن جناب نے بکمال فصاحت و بلاغت خطبہ ادا فرمایا پھر کہا
کہ ایہا الناس تم گواہ رہو کہ رسول مقبول نے مجھے ساتہ شرف دامادی اپنی کے مشرف اور
مخصوص کیا اور بحکم خدا اپنی دختر فاطمہ زہرا کو مجھسے تزویج کیا یہ فرما کر مسجد میں تشریف
لے گئے اور کہا کہ الحمد للہ الذی جنبنی و شرفنی الی خیر البریہ محمد المصطفٰے پھر جناب
رسولخدا نے فرمایا کہ طبق خرما اور طبق مویز اور طبق حلوائے انگبین لائیں پس انکو حاضر
کیا تو عبد اللہ ابن عباس اور عقیل اُٹھے اور اُنکو سب پر تقسیم کیا کہ سب اصحاب کو پہنچگیا
اور فرمایا کہ سب اصحاب اپنے اطفال و عیال کیواسطے بھی بنا بر تیمن و تبرک اپنی گھروں
میں لیجائیں تا جو کوئی کھائے وہ نیک دین ہو جائے پس جناب رسولخدا آئی اور جس
حجرہ میں کہ عورتیں بیٹھی تھیں تشریف لیگئے اور کہا کہ اُٹھو اور فاطمہ کے پاس جاؤ اور بناؤ کیا
دو اور خوشی کرو اور لباس خدیجہ کبریٰ مادر فاطمہ زہرا کا اُنکو پہناؤ اور کرسی پر بیٹھاؤ
اور تم سب گرد کرسی کے بیٹھو اور ذکر خدا کرو اور عطر اور خوشبو ملو اور بخورات جلاؤ اور فرش
بچھاؤ یہ فرما کر باہر تشریف لائے اور جناب امیر کو بلایا اور پیشانی پر بوسہ دیا جناب امیر
نے عرض کیا کہ یا حضرت میں اپنی زرہ کو بازار میں بیچنے کو لیگیا تھا راہ میں ایک

اعرابی ملا اور پوچھا کہ ای علیؑ تم اسکو بیچتے ہو مینے کہا کہ ہاں بیچتا ہوں اُسنے کہا کتنے کو
بیچتے ہو مینے کہا کہ پانسو درہم کو اعرابی نے آستین میں سے وہ درہم نکالکر مجھے دیے یہ
کہکر وہ درہم حضرت کے روبرو رکھے آپنے فرمایا کہ ای علیؑ تمنے جانا کہ وہ اعرابی کون تھا
عرض کیا کہ خدا و رسول بہتر جانتے ہیں فرمایا کہ وہ جبرئیل تھے اور پہلے اس سے کہ یہ درہم
تم میرے پاس لاؤ وہ زرہ کو لاکر مجھے دیگیا ہی القصہ جو کچھ ساز و سامان واسطے عروسی
کے چاہیے اُسکو خریدا اور صحاب بہت تحفہ اور ہدایا اور گاؤ اور گوسفند و شتر و خرما
و برنج و گندم و روغن حضرت کے پاس لائی اور جناب رسولخدا نے ہر ایک اصحاب کو تہوڑا تہوڑا
آٹا دیا اور فرمایا کہ بروز جمعہ روٹیاں پکوا کر لائیں اور جناب امیر نے اُس شب شتر اور گوسفند
وغیرہ کو ذبح اور نہر کیا اور جناب رسولخدا نے خود اپنے دست مبارک سے اُس گوشت کے
ٹکڑے کیے جب صبح ہوئی تو کھانا پکوا کر طیار کیا جناب رسولخدا نے جناب امیر کو حکم دیا کہ
تم سب مہاجر و انصار کو قریب ہوں یا بعید دعوت کیواسطے جمع کرو جناب امیر نے عرض کی
کہ یا حضرت میں سب کو کیونکر جمع کروں کہ بعض آدمی شہر کے باہر اپنی زراعت اور باغوں کے
کاروبار و پانی دینے میں مشغول ہیں آپنے فرمایا کہ تم مسجد کے کوٹھے پر چڑھکر باواز بلند کہو کہ
اجیبو رسول اللہ پس جناب امیر مسجد کی سقف پر آئی اور ندا کی خدا تعالی نے ہوا کو حکم کیا
کہ پانچ پانچ فرسخ تک اُسنے آپکی آواز کو سب کے کانوں میں پہنچا دیا اور سب لوگ اکٹھا جمع
ہوئے کہ شہر مدینہ میں کوئی ادنی اعلی فقیر و امیر صغیر و کبیر باقی نرہا کہ جو آنکر حاضر نہوا پس
آپنے ارشاد کیا کہ دسترخوان بچھواؤ اور سب کو بٹھلا کر روبرو ہر ایک کے کھانا چنو
غرض سبنے خوب سیر ہو کر کھایا اور پہر اپنی اپنی جگہ پر جا کر بیٹھے جناب رسولخدا نے
ام سلمہ کو حکم دیا کہ تم جاؤ اور حفصہ اور عائشہ اور اسما بنت عمیس زن جعفر طیار کو

اور سب زنان ہاشمیہ کو اپنے ہمراہ فاطمہ ع کے گھر میں لیجاؤ اور فاطمہ کو آراستہ کرکے اور
حلل و زیور اور پوشاک خدیجۃ الکبری کی پہناؤ اور معطر اور خوشبو کرکے علیؑ کے گھر میں
شادی و خرمی کرتے ہوے پہنچاؤ پس سب عورتیں گئیں اور جو کچھ آپنے فرمایا تھا
اُسپر عمل کیا جب شب ہوئی تو جناب رسول مقبول نے فرمایا کہ اسپ شہبا زیر زین
رکھا اور جناب معصومہ کو اُسپر سوار کیا اور سلمان کو فرمایا کہ لجام اسپ اُنہوں نے پکڑی اور
سب خرمی اور شادی کرتے ہوئے اور حجز پڑھتے ہوئے ذکر خدا کرتے ہوئے درود پڑھتے درِ خانہ پہنچے
ہوئے جناب امیر کے گھر پہنچے پس مردان بنی ہاشم تو دروازے پر پہنچکر پھر آئے اور
زنان ہاشم گھر کے اندر داخل ہوئیں منقول ہے کہ جبرئیل اور میکائیل اور دو صف
ملائکہ کی کہ ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے خانہ جناب رسول ہدیٰ سے تا بخانہ
جناب امیرؑ ہوا پہ کھڑے رحمت و مغفرت اور نور نثار کرتے تھے پس جناب رسول خدا نے
جناب امیرؑ کو مسجد سے بلوایا اور سلمان سے کہا کہ علیؑ کو گھر میں بھیجو اور عورتوں کو رخصت
کردو کہ اپنے اپنے گھر جائیں مگر اسماء بنت عمیس کہ اُنکو رہنے دینا اسواسطے کہ وصیت
خدیجہ کبریٰ کے وقت وفات یہ تھی کہ فاطمہ کو وقت عروس تنہا نہ چھوڑنا کہ وہ دلگیر
نہو یہ کہکر وہ جناب رونے لگے غرض سب بیبیاں رخصت ہوئیں اور اسماء بنت عمیس موافق
وصیت خدیجہ رض سات دن تک وہاں رہیں اور بعد تین روز کے جناب ختمی مآب جناب
معصومہ ع کے دیکھنے کو تشریف لائے جناب معصومہ اپنے پدر عالیقدر کیتعظیم اُٹھکر بیٹھیں
اُس جناب نے مبارکباد دی جناب معصومہ ع نے نہایت شرم سے سر جھکا لیا اور بعد ایک
ساعت کے سر اُٹھاکر کہا کہ ای رسول خدا جب مجھی آپنے بھیجا تو صبح کو بہت سی عورتوں
کو دیکھا کہ حسن و جمال اور عورتیں و شمائل مشابہ زنان دنیا سے نہ تھیں اور زینت و لباس

بہی نکا شکل زینت لباس اہل دنیا کے نہ تہا اور نہایت صفا اور خوشبو تہیں جناب رسولخدا نے فرمایا کہ ای نور چشم وہ حور العین تہیں کہ تمہیں مبارکباد عروسی دینے آئی تہیں اسکے ایک شخص آیا اور عرض کی کہ ای رسولخدا زنان قریش تہنیت اور مبارکباد دینے کو با کمال زینت و آرایش آتی ہیں فرمایا آنے دو غرض وہ سب زنان قریش آئیں اور مبارکباد دی جناب امیر اسوقت محراب عبادت پر پشت لگائی بیٹھے تہے اور روبرو اُس جناب کے ایک ستون تہا گوشہ چشم سے اُس ستون کیطرف نظر فرما کر آسمان کیطرف دیکہا اور لب مبارک کو جنبش دی اور کچہ دعا کی فوراً ستون شق ہوا اور دو شاخ سبز اسمیں سے باہر آئیں کہ اُنمیں طرح طرح کے میوے لگے ہوئے تہے جناب امیر نے سلمان سے فرمایا کہ جس قدر میوے ان شاخوں میں لگے ہوئے ہیں اُنکو توڑ کر ان عورتوں کو دو چنانچہ سلمان نے میووں کو توڑ کر طبق بہر کر اُن عورتوں کے آگے لیجا کر رکہا پہر جناب امیر نے فرمایا کہ یہ میوے مخصوص ہمارے دوستوں کے واسطے ہیں جو ہمارا محب صادق ہی اُسکا ہاتہ تو انکی شاخوں تک پہنچیگا اور جو ہمارا مخالف ہے اُسکا ہاتہ نہ پہنچیگا اور ان میووں سے وہ محروم رہیگا غرض محبان صادق تو خوش ہو ہو کر ان میووں کو توڑتے تہے اور کہاتے تہے اور ذخیرہ کرتے تہے اور مخالفین کا ہاتہ اُن تک نہ پہنچتا تہا وہ محروم رہتے تہے اور بجائے میوہ حسرت کہاتے تہے اُسوقت بعض نے تو یہ حال دیکہکر ولایت کا اُس جناب کے اقرار کیا اور بعض کا کفر و نفاق اور زیادہ ہوا

معجزہ بست و ششم ذریعۃ النجاح میں منقول ہے کہ ملک حبشہ میں ایک بادشاہ تہا عظیم الشان رفیع المکان اشکبوس نام اُسکا ایک برادر زادہ حقیقی تہا فتاح نامی شجاع دلیر بطال ہمیشہ اُسمیں اور اُسکے بہائی اشکبوس میں

جنگ جدال اور نزاع و فساد واقع رہتا تھا ایک روز اشکبوس نے فتاح سے کہا کہ جو تو ہمارہ مجھسے قتال و جدال اور جھگڑا اور قصہ کیا کرتا ہے اور ہمیشہ آزار پہنچا تا رہتا ہے اسکا کیا سبب ہے اور مقصد تیرا اس سے کیا ہے فتاح نے کہا کہ اس سے دو مطلب میرے ہیں اگر اُن دونوں کو تو برلائے تو میں تجھسے دایم مقام صلح میں ہوں اور کبھی کسیطرحکا تجھسے فساد و نزاع نکروں ایک تو یہ کہ اپنی بیٹی کا مجھسے عقد کر دے اور دوسرے یہ کہ جس قدر میرے باپ کا تو نے مال و منال لیا ہے وہ مجھے دیدے اور بادشاہی بھی میرے نام پر مقرر کر دے اشکبوس نے کہا کہ اے فتاح کوئی شخص بھی بغیر لیے شیر بہا کے اپنی دختر کسیکو دیتا ہے فتاح نے کہا کہ اے عم سارا ملک و مال میرے باپ کا تو تیرے قبضہ اختیار میں ہے میرے پاس تو نے کیا چھوڑا ہے کہ جسکو میں تجھے شیر بہا میں دوں اشکبوس نے کہا کہ میں تجھسے مال کا طالب نہیں ہوں بلکہ شیر بہا تجھسے یہ چاہتا ہوں کہ ایک بڑا دشمن میرا ہے کہ اُسکا نام علیؑ ہے اُسکا سر کاٹ کے تو مجھے لا دے میں اپنی دختر کا عقد تجھسے کر دونگا اور جس قدر تیرے باپ کا مال و اسباب ہے وہ بھی تجھے دیدونگا فتاح نے چونکہ اُسکی لڑکی پر عاشق تھا اس امر کو قبول کیا اور کہا کہ تو اپنے بیٹے فضل کو بھی مع سات ہزار جوانان جرار کار آزمودہ جنگ دیدہ میرے ہمراہ کر تا میں مدینہ میں جا کر علیؑ کا سر کاٹ لاؤں اشکبوس نے فضل کو مع سات ہزار سپاہ جرار بہادران روزگار فتاح کے ساتھ کرکے مدینہ کیطرف روانہ کیا دو مہینے کے عرصہ میں یہ لوگ طے منازل و مراحل کرکے قریب مدینہ منورہ کے پہنچے اور ایک فرسخ شہر سے دور خیمہ برپا کرکے اُترے اور تھوڑی دیر استراحت اور آسودگی حاصل کرکے فتاح نے ارادہ کیا کہ شہر میں چلکر علیؑ کو دیکھیں کس شان و شوکت کا جوان ہے غرض فتاح اور فضل اور بارہ نفر اور قوی ہیکل طاقتور کو

کہ قوت و زور میں اپنا نظیر و سہیم نرکہتے تھے اپنے ساتھ لیکر شہر کے دروازہ پر پہنچا اتفاقاً
جناب امیر اندر سے شہر کے باہر آتے تھے اور بیلچہ دوش مبارک پر رکھے نخلستان کو پانی
دینے تشریف لیے جاتے تھے فتاح نے فضل سے کہا کہ اس جوان کو پکار لے تاکہ ہم
اس سے حال علی کا پوچھیں فضل نے آواز دی کہ اے جوان ذرا ہمارے پاس ہو تا جا کہ یہ
تجھسے کچھ پوچھتا ہے یہ سنکر وہ جناب اُنکے پاس تشریف لائے جوہیں نظر مبارک آپکی
فتاح پر پڑی فرمایا صدق رسول اللہ فتاح نے پوچھا اے بندۂ خدا علی ابن ابیطالب
کو بھی تو جانتا ہے آپنے فرمایا کہ کوئی شخص علی کو بہتر مجھسے نہیں جانتا تیری غرض علی سے
کیا ہے اور کس مطلب کے واسطے تو اُسکو پوچھتا ہے فتاح نے کہا کہ اے جوان میں بہت دور
سے آیا ہوں فقط اسواسطے کہ علی کا سر کاٹ کر بادشاہ حبش کے لیے تحفہ لیجاؤں
آپنے پوچھا کہ اے شخص علی نے تیرا کیا قصور کیا ہے کہ جو تو اُسکا سر کاٹنے آیا ہے فتاح
نے سارا قصہ اپنا بیان کیا آپنے فرمایا کہ اے شخص اگر تو بت پرستی کو ترک کرے اور اسلام
لاوے تو علی اپنے سر کو تجھپر فدا کرے فتاح نے کہا اے جوان پہلے تو ہیئت اور ترکیب اور
صورت اور شکل اُسکی بیان کر کیسی شکل و شمائل اور کس ہیئت کا وہ جوان ہے آپنے فرمایا
کہ رنگت اُسکی رنگت میری سی ہے اور قد اُسکا قد میرا سا ہے اور زور اُسکا زور میرا سا ہے
غرض جو باتیں مجھ میں ہیں وہ ہی سب باتیں علی میں بھی ہیں مجھ میں اور اُسمیں
کسیطرحکا فرق نہیں ہے پس اگر تو مجھپر غالب آویگا تو علی پر بھی غالب آویگا
فتاح نے کہا کہ پس آمیں اور تو باہم کر محاربہ کریں تا دیکھوں میں کہ علی کے مقابل
ہو سکتا ہوں یا نہیں یہ کہکر فتاح نے ایک تلوار حوالہ فرق مبارک جناب امیر کے کی
آپنے ایک بیلچہ اُسکی تلوار پر مارا کہ وہ ٹکڑے ہو گئی فتاح نے اُسکو پھینکا گرز

گراں فرق مبارک پر آپکے مارا آپنے ہاتھ اُسکا پکڑ کر گرز کو چھین لیا اور فرمایا کہ اے جوان
تُو تُو اپنے کئی وار کر چکا اب میں تجہپر وار کرتا ہوں توشیار ہو جا قتاح نے سنکر سپر کو
سر پر لیا جناب امیر نے بیلچہ اُسکی کمر پر مارا اُسنے اپنے تئیں بچانا چاہا اُس جنابنے
اُسکی کمر میں ہاتھ ڈالکر زین سے اُٹھا لیا اور سر سے بلند کرکے فرمایا کہ اے قتاح مجھے تجہپر رحم
آتا ہے یہ کہکر اُسکو زمین پر رکھدیا اور نقاب اُسکے مُنہ سے اُٹھادی دیکھا کہ ایک مرد
جوان سبزہ آغاز تیئیس تیئیس برس کا سن سال ہے فرمایا کہ اے قتاح آ اور اسلام قبول کر
قتاح نے بھی جان لیا کہ یہی علیؑ ابن ابیطالب ہیں عرض کی کہ اگر تین شرطیں میری
آپ قبول کریں تو میں اسلام لاؤں آپنے فرمایا کہ کہو وہ کیا شرطیں ہیں عرض کیا کہ ایک
شرط اُنمیں سے یہ ہے کہ مجھے اپنی غلامی میں آپ قبول کریں دوسری شرط یہ ہے کہ
حلقہ اپنی بندگی کا میری گوش جان میں ڈالیں تیسری شرط یہ ہے کہ مجھے آپ کبھی
اپنے سے جدا نہ کریں آپنے یہ سب شرطیں اُسکی قبول فرمائیں قتاح نے از روی اخلاص
کلمہ زبان پر جاری کیا اور کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ
و اشہد ان امیر المومنین علیا ولی اللہ و وصی رسول اللہ فضل نے جو حال قتاح کا
دیکھا تو مع سات ہزار جوانوں کے وہ بھی مسلمان ہوا اُسوقت جناب امیر نے قتاح کا
نام قنبر رکھا اور اُسکو اور فضل کو مع جمیع لشکر رسولخدا کی خدمت میں بہیجا وہ جناب قنبر کو دیکھکر
نہایت خوش ہوئے فضل نے جناب رسولخدا سے رخصت چاہی اور عرض کی کہ میں
چاہتا ہوں کہ حبشہ جا کر اپنے باپ کو بھی مسلمان کروں آنحضرت نے اُسکو خلعت فاخرہ
مرحمت فرما کر رخصت کیا پھر جناب امیر سے بھی رخصت ہو کر اپنے شہر کو روانہ ہوا اتین
شخص حضرت کی خدمت میں باقی رہے ایک قنبر دوسرا فخر تیسرا ابو الہیر اور فضل

مع لشکر با عجاز جناب امیر دوسرے دن وقت صباح اپنے شہر مین جا پہنچا گر جناب امیر نے
فضل سے وقت رخصت ارشاد کر دیا تہا کہ جب تجہے کوئی سختی پیش آئی تو مجہے یاد کر لینا
جب فضل قریب حبشہ کے پہنچا تو وزیر اشکبوس نے اُسکا استقبال کیا اور شہر مین لیگیا اور
خلعت اور گہوڑا جو اُسکے باپنے اُسکو بہیجا تہا پیشکش کیا فضل نے اُسکو قبول نکیا اور
کہا کہ خلعت بُت پرستون کا نجس ہے یہ خبر اشکبوس کو خبر دار ونے پہنچائی کہ فضل نے تیرا
خلعت نہیں پہنا خلعت محمد کا پہنے ہوئے ہی اور بتونکو توڑ ڈالا ہی اشکبوس اس خبر کو
سُنکر متغیر ہوا کہ اس حال مین فضل مع لشکر دربار مین داخل ہوا اور کہا کہ سلام ہیں اس مجلس
مین اُس شخص پر ہو کہ جو یہ جانے کہ ہجدہ ہزار عالم مین خدا ایک ہے اور محمد رسول اُسکا ہے
اور علی ولی خدا کا اور وصی اُسکے رسول کا ہی اشکبوس نے پوچہا کہ ای پسر کس خدا کو تو
کہتا ہی کہا اُس خدا کو کہ جسنے مجہے اور تجہے اور آسمان اور زمین اور سب مخلوقات کو پیدا کیا ہی
اور سبکو فنا اور زوال ہی مگر اُسکی ذات کو کہ اُسکو فنا اور زوال نہیں اشکبوس نے کہا کہ ای پسر
تجہے کیا ہوا کہا کہ سعادت دو جہانی کو فائز ہوا اور سلام لایا اور غلامی علی ابن
ابیطالب کو اختیار کیا یہ کہکر فضل نے اپنے باپسے کہا کہ توبہی اسلام کو قبول کر و الا
تجہے بضرب شمشیر ہلاک کرونگا اشکبوس نے یہ سُنکر کفار کو صدا دی کہ فضل کو گرفتار
کرو فضل نے سر آسمان کیطرف اُٹہا کر کہا کہ یا اللہ بحرمت محمد و علی مجہے قوت دے تا
میں ان کفار کو اس دیار سے نکالدون اور توفیق کو رفیق کر کہ ایکبار پہر جمال علی ولی دیکہو
پس یہ کہکر فضل نے تلوار میان سے کہینچی اور ایک حملہ میں بیس کافر ونکو جہنم
پہنچایا اشکبوس نے جو یہ حال دیکہا تو خود کہڑا ہو گیا اور باتفاق کفار فضل کو
گرفتار کر لیا اور جلاد کو بلا کر کہا کہ اسکو لیجا کر قتل کر یہ دیکہکر سات ہزار فوج نے کہ

ہمراہ فضل کے گئے تھے اور مسلمان ہو کر آئے تھے سب نے باتفاق کہا کہ اگر فضل کو قتل کرتے ہو تو پہلے
ہمیں قتل کرو تب اُسے قتل کرنا اشکبوس نے کہا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ فضل کو قتل نکروں تو تم سب ایکدفعہ
ایک دوسرے کے منہ پر ہاتھ رکھلو بمجرد اسکے کہ انہوں نے تعمیل اُسکی کہنے کی کی اُسنے اپنے ہمراہیوں سے
کہا کہ ان سب کی مشکیں باندہ لو اور ایک امیر کو کہ شجاعت اور تہور میں بے مثل و بے نظیر تہا حکم دیا
کہ فضل کو پہلے قتل کر بعد اسکے جماعت کو قتل کرنا پس جب اُس کافر بے دین نے فضل کے قتل کا
ارادہ کیا تو فضل منہ طرف مدینہ مشرفہ کے کر کے پکارا کہ یا علی ادرکنی جلد پہنچئے مجھے اس کافر کے ہاتھ
سے بچاؤ بمجرد اس ندا کے دفعۃً سب قوم کے کانوں میں آواز اللہ اکبر کی آئی اس آواز کو سنکر
خوف کے مارے سب کافر بیہوش ہو گئے اور جب ہوش میں آئے تو ایک سوار پشمینہ پوش کو دیکھا
کہ بارگاہ کے دروازے سے چلا آتا ہے اور فضل کے پاس آنکر کہا کہ اٹھ کھڑا ہو فضل کی نظر جو نہیں روئے
انور جناب امیر عرب پہ پڑی فرط شوق سے خود رفتہ ہو گیا اور باعجاز حضرت علی زنجیر ٹوٹ کر
الگ جا پڑے اور فضل بیساختہ کھڑا ہو کر قدم مبارک پر گر پڑا اور پاہای اقدس کے بوسے لینے لگا
اور رو کر بولا کہ یا مولا اپنے اس غلام کو ان کافروں سے بچایئے آپنے اُسکی تشفی کی اشکبوس نے
آپ کو دیکھکر فضل سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے اُسنے کہا کہ علی ابن ابی طالب ہیں ہر گاہ ایک
چشم زدن میں مدینہ منورہ سے دیار حبش میں تشریف لائے ہیں یہ سنکر اشکبوس نے آپ سے پوچھا
کہ اے پسر ابو طالب کسوقت مدینہ سے چلے تھے فرمایا کہ جسوقت تو نے فضل کے ہاتھ بند ہوائے
تہے اور اُسنے مجھے صدا دی تہی کہ یا علی ادرکنی اسیوقت میں مدینہ سے روانہ ہوا تہا اور ایک
چشم زدن میں یہاں آ نکلا ہوں تا کہ فضل کی مدد کروں پس اگر تو اسلام لایا تو فبہا والا تجہے قتل
کروں گا اشکبوس نے عرض کی کہ یا علی ایک معجزہ میں تم سے طلب کرتا ہوں اگر تم اُسکو
دکہلاؤ گے تو میں اسلام قبول کر لونگا آپنے فرمایا کہ کہو کیا معجزہ چاہتا ہے اُسنے کہا کہ اس

سنگ عقیق ہے کہ تیرے آگے رکھا ہوا ہے وہ چشمے پانی کے جاری ہو جائیں یہ سنکر اُس
جناب نے خداوند ذی الجلال کو بعظمت و بزرگواری یاد کر کے ذوالفقار کو اُس پتھر پر مارا
اور پھر اُسے گھسیٹا تو دو چشمے آب خوشگوار کے اُسمیں سے جاری ہوئے ایک ملازم شکبوس
نے جو چلو پانی کا اُس سے بھر کر منہ میں ڈالا تو اس پانی نے اُسکے منہ میں ذائقہ زہر تلخ کا دیا اور
جب اُن سات ہزار فوج نے جو اسلام لائے تھے اُسکو پیا تو اُنکو خوشگوار مثل شہد کے
شیریں معلوم ہوا شکبوس نے جو جناب امیر سے باعث اختلاف ذائقہ پوچھا تو آپنے فرمایا
کہ یہ باعث انکے کفر و اسلام کا ہے جو لوگ مسلمان ہوگئے اُنکو ذائقہ شیریں دیا اور جو کافر
ہیں اُنکو ذائقہ تلخ دیا شکبوس نے کہا کہ ای علی تجسا ساحر مینے نہیں دیکھا اُس جناب کو
یہ کلمہ اُسکا سنکر غیظ آیا اور اُسکی کمر میں ہاتھ ڈالکر سر سے بلند کیا اور زمین پر دے مارا
فضل نے عرض کی کہ یا امیر المومنین ایکدفعہ اسکو اور دین اسلام کیطرف دعوت کرو
اگر اسلام قبول کرے تو بہتر ورنہ پھر آپ اسکو قتل کرنا جناب امیر نے ہر چند اُسکو فرمایا
کہ تو اسلام قبول کر مگر وہ اسلام نہ لایا آخر فضل نے اپنے باپ کا سر کاٹ لیا اہل حبشہ
نے جو یہ حال دیکھا تو سب با خلاص تمام اسلام لائے مگر وزیر شکبوس کہ وہ بھی اسلام نہ لایا
اور آدمیوں کو کفر کیطرف رغبت دلاتا تھا فضل نے اُسکو بھی قتل کیا جناب امیر نے فضل
کو وہاں کا بادشاہ کیا فضل نے سب بتخانے خراب و مسمار کر کے مسجدیں بنوائیں اور جناب امیر سے
عرض کی کہ قنبر طالب تھا میری بہن کا اگر اب وہ چاہے تو میں اُس سے عقد
اُسکا کر دوں اور جناب نے قنبر سے پوچھا اُسنے عرض کی کہ یا حضرت اب میں
آپکے ساتھ رہنا چاہتا ہوں اُسکی بہن کو لیکر کیا کروں غرض ہر چند اُس سے اصرار
کیا اُسنے انکار کیا جناب امیر اہل شہر کو وداع کر کے مدینہ منورہ میں تشریف لائے

یہودیوں نے قنبر سے پوچھا کہ علیؑ ابن ابیطالب تو ایک چشم زدن میں سوار حبشہ سے مدینہ میں آئے تو پیادہ اُنکے جلوس میں کیونکر آیا قنبر نے کہا کہ بخدا علیؑ سرخدا ہیں میں اُنکی جلو ہی میں آیا ہوں معجزہ بست و ہفتم منقول ہی کہ ایک روز سید الابرار بعد ادای نماز صبح پیش اصحاب وعظ فرماتے تھے کہ اثناء وعظ میں ایک درویش نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں ایکہزار روپے کا قرضدار ہوں کوئی شخص میرے قرض کو ادا کرے کہ دو لڑکے میرے قرضخواہ نے پکڑ رکھے ہیں اور مجھے مقدور میسر نہیں آتا کہ قرضخواہ کو دیکر اپنے لڑکوں کو اُسکے ہاتھ سے چھڑاوں جناب امیرؑ نے یہ سنکر اُس سائل سے فرمایا کہ تو اسقدر صبر کر کہ جناب رسولخداؐ وعظ فرما چکیں تو میں تجھے ہزار دینار دونگا فقیر آپکے فرمانے سے بیٹھ گیا سعد وقاص نے کہا کہ تو علیؑ کے کہنے پر تکیہ نکر کہ وہ خود محتاج ہیں ہمیشہ نان جو کہاتے ہیں اور اکثر اُنپر فاقہ گذرتا ہی وہ اپنی مایحتاج پر تو قادر ہی نہیں تجھے ہزار دینار کہاں سے دینگے تو کھڑا ہو کر پھر سوال کر فقیر نے اُسکے ورغلانے سے پھر کھڑے ہو کر سوال کیا جناب امیرؑ نے پھر اُسسے ارشاد کیا کہ ای شخص تو بے صبری نکر اتنی دیر ٹھیر کہ جناب سرور انبیاؐ وعظ فرمانے سے فارغ ہو جائیں تو میں تجھے دو ہزار دینار دونگا فقیر پھر بیٹھ گیا سعد نے پھر اُسکو ورغلایا پھر اُسنے سوال کیا پھر جناب امیرؑ نے اُسکی تشفی کی اور فرمایا کہ تو نہ گھبرا جب جناب رسالتمآبؐ منبر سے اُتر چکے تو میں تجھے تین ہزار دینار دونگا پھر وہ سائل خاموش ہو کر بیٹھ گیا غرض اسیطرح ہر بار وہ بسبب اغوای سعد کے کھڑا ہو کر سوال کرتا تھا اور جناب امیرؑ ہر بار ایکہزار دینار اور زیادہ کرتے تھے تا اینکہ بارہ ۱۲ ہزار دینار کی نوبت پہنچی اور آپنے فرمایا کہ تو صبر سے بیٹھا رہو انشاء اللہ میں تجھے بعد وعظ کے بارہ ہزار دینار دونگا الغرض جناب ختمی مآبؐ وعظ فرما چکے تو جناب امیرؑ فقیر کو اپنے ہمراہ دولتسرای میں لائے

اور دسترخوان بچھوا کر دو نان جوین اُس فقیر کے روبرو رکھیں اُس کو وہ نان جوین بلکہ
سعد کے کہنے کا یقین ہوا اور اضطرار کے سبب لقمہ حلق سے نہ اترا جناب امیر نے اسکا یہ
حال دیکھکر قنبر سے ارشاد کیا کہ دسترخوان اُٹھالے کہ سعد نے ہمکو بہتوں میں ڈالدیا فقیر
جو جانا کہ وہ جناب امیر مافی الضمیر پر آگاہ ہوگئے تو عرض کی کہ یا حضرت آپ سچ فرماتے
ہیں مجھے سعد کے کہنے سے شک پیدا ہوگیا تھا القصہ جناب اُس فقیر اور قنبر وغیرہ کو لیکر
محلہ ترسا میں تشریف لائے اور جمشید کشیش رئیس ترسا کے گھر پر پہنچکر زنجیر در ہلائی
جمشید نے غلام سے کہا کہ دیکھ باہر کون ہے غلام نے دروازہ کھولکر آپ کو کھڑا دیکھا اور
نام دریافت کر کے جمشید سے جاکر کہا کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ دروازہ پر تشریف رکھتے
ہیں جمشید نے غلام سے کہا کہ جلدی سے جاکر تو دروازہ بند کر آ غلام نے ایسا ہی کیا
پھر حضرت نے کئی بار زنجیر کو کھڑکایا اور آواز بھی دی کسی نے جواب نہ دیا جناب امیر نے خفا ہوکر
انگلی سے ایک آواز مہیب کی کہ گھر میں جمشید کانپ اُٹھا اور لرزتا کانپتا باہر
آیا اور جناب امیر پر سلام کر کے عرض کی کہ میں ہر سال جو روپیہ جزیہ کا مجھپر مقرر کیا ہے
ادا کر رہا ہوں اور اس سال کا بھی روپیہ تیار ہے آپنے کیوں تکلیف کی جناب امیر نے
فرمایا کہ میں اس کام کے واسطے نہیں آیا مجھے بارہ ہزار دینار اس فقیر کو دینے ہیں انکو تجھسے
قرض لینے آیا ہوں جمشید نے کہا کہ دینار حاضر ہیں بشرطیکہ کوئی چیز آپ رہن رکھیں اُس
جناب نے فرمایا کہ میرے پاس ایک دلدل ہے اور ایک قنبر اور ایک ذوالفقار ان تین چیزوں
میں سے جسکو تو کہے تیرے پاس رہن رکھدوں جمشید نے کہا کہ یا حضرت دلدل آپکے
سوائے کسیکو سواری نہیں دیتا اور قنبر بغیر آپکے کسیکی متابعت نہیں کرتا ذوالفقار
بجز آپکے ہاتھ کے اور کسی سے چلتی نہیں سوائے انکے اگر اور کوئی چیز آپ

بہت رکھیے اور روپیہ موجود ہے یہ سنکر وہ جناب متردد ہوئے اتفاقاً حسنینؑ اسی راہ سے مکتب
[illegible] لیے جاتے تھے اپنے پدر بزرگوار کو متردد دیکھکر پوچھا کہ یا ابتا آپکو کس امر کا تردد
ہے [illegible] بیان کیا [illegible] عرض کی کہ اگر حبشی ہماری ضمانت قبول کرے تو ہم اپنی
ضمانت [illegible] کہا کہ تجھے انکی ضمانت قبول ہے جناب امیر نے [illegible]
[illegible] حسنینؑ [illegible] حبشی کو دیا اور بارہ ہزار دینار اس سے لیکر تقسیم
[illegible] کیے حبشی نے [illegible] اداے زر حسنینؑ کو آپ میرے سپرد فرمائیں کہ [illegible]
[illegible] شاہزادوں کو اسکے سپرد کیا اور آپ قبرستان کیطرف تشریف
لیگئے اور [illegible] فاطمہ سے یہ حال بیان نکرنا کہ وہ حسنینؑ کا یہ حال سنکر
گھبرائیں [illegible] حسنینؑ کو گھر میں لایا اور ایک حجرہ تاریک میں لاکر بٹھلایا اور کہا
کہ میں جانتا ہوں کہ تمہارے باپ سے کبھی یہ قرض ادا نہوگا لہذا تمہیں لازم ہے کہ تم میری
متابعت سے سرتابی نہ کرو اور ہمیشہ میرے حکم میں رہو اور جو کام میں تمسے کہوں اسکی
تعمیل کرو حسنینؑ نے فرمایا کہ اے حبشی ہم فرزند مصطفیٰؐ اور جگرگوشگان علی مرتضیٰ اور
نوردیدگان فاطمہ زہراؑ ہیں اگر تو ہماری حرمت نہیں کرتا تو آزار بھی ندے حبشی نے
دروازہ حجرہ کا بند کرکے مقفل کردیا اور کھانا کھانے میں مشغول ہوا حسنینؑ تاریکی
حجرہ اور کثافت مکان سے دل تنگ ہوئے اور باہدگر فرمایا کہ یہ شخص ہمسے
عداوت دینی رکھتا ہے ہم توکل کرتے ہیں جناب کبریا پر اس گفتگو میں تھے کہ یکایک
سقف حجرے کی شق ہوئی اور دو کرسیاں یاقوت سرخ کی آنکر رکھی گئیں اور
حجرے میں اسقدر روشنی ہوئی کہ آنکھیں اسکے دیکھنے سے خیرہ ہوتی تھیں پس ندا آئی
کہ اے نوردیدگان علیؑ بفراغت تمام ان کرسیوں پر بیٹھو من بعد ایک طبق پُر از میوہ

بہشت روبرو آنکر رکھا گیا اور آواز آئی کہ اس میوے کو تناول کرو حسنین یہ دیکھکر بہت
مسرور اور شاد ہوئے اور جمشید جب کھانے سے فارغ ہوا تو غلام سے کہا کہ پسران علیؑ کو
میرے روبرو لا تا انکو نخلستان میں ٹہلاؤں اور انسے پانی کھینچواکر سب درختوں کو
دلوائیں اور اگر اس سے عمدہ باغ ہو سکے تو پھر انکو آزار پہنچاؤں غلام انکے حسب
الحکم دروازے پر حجرے کے گیا دیکھا کہ اندر حجرہ میں ایسا روشن ہو رہا ہے کہ جس سے
آنکھوں کو خیرگی حاصل ہوتی ہے [illegible] پھرا اور جمشید کی خدمت
میں آنکر عرض کی کہ میں نے تو حجرے میں چراغ بھی نہیں جلایا مگر اسمیں اسقدر
روشنی ہو رہی ہے کہ آنکھوں کو طاقت دیکھنے کی نہیں ہے جمشید نے کہا کہ تجھے
میلان ہے انکی طرف اور تو بہت ہوا خواہوں انکے سے ہے تونے ہی چراغ
جلایا ہوگا اسنے کہا کہ کنجی حجرہ کی تو تیرے پاس ہے پھر مینے کیونکر چراغ جلایا جمشید نے
کہا کہ میں چلتا ہوں اگر تونے چراغ جلایا ہوگا تو تجھے برابر انکے قتل کروں گا
غلام نے کہا کہ وہ فرزندان رسول اور جگر گوشگان علیؑ و بتول ہیں اگر تو انکو آزار
دیگا تو فردائے قیامت خدا اور رسول کو کیا جواب دیگا جمشید یہ سنکر خفا ہوا اور
طپانچہ غلام کے منہ پر مارا اور کہا کہ مینے تجھے پند و نصیحت کیواسطے نہیں خریدا
آخر جمشید در حجرے پر آیا اور دروازہ کھولکر اندر گیا دیکھا کہ ایسی روشنی ہو رہی ہے
کہ نسو مشعل اور شمع کے نور کو بھی اسکے سامنے کچھ ظہور نہیں اور شاہزادے
کرسیوں پہ یاقوت کی بیٹھے ہیں اور آگے انکے شمعہائے کافوری روشن
ہیں اور خوان میووں کے روبرو رکھے ہیں اور میوے ان میں سے تناول
فرماتے ہیں جمشید نے غلام کو آواز دی کہ جلد آنکر تماشا دیکھ کہ یہ کسطرح

بیٹھے ہیں غلام نے دیکھکر کہا کہ میں کہتا تہا کہ یہ فرزند رسولؐ کے ہیں تو دیکہ پیش خدا تمہاری منزلت انکی کیسی ہی جمشید نے کہا کہ یہ گمراہ عداوت اور دشمنی علیؑ کی میرے دل میں جم گئی ہی پہر ان صاحبزادوں سے پوچہا کہ یہ میوے اس جگہ تمہارے لئے کون لایا ہی فرمایا کہ فرشتے بحکم خدا بہشت سے ہمارے لیے لائے ہیں جمشید نے قدم آگے رکہا اور کہا ایک دانہ مجہے بہی دیجیے میں بہی کہتا ہوں کہ میں نے انجیل میں دیکہا ہی کہ جو شخص میوہ بہشت کا کہا ئیگا آتش دوزخ اسپر حرام ہوگی امام حسنؑ نے فرمایا ای جمشید جب تک تو اسلام نلائیگا یہ میوہ بہشت کا تجہپر حرام ہی اور تو کبہی نہ کہا سکیگا غلام نے بہی کہا کہ ای خواجہ یہ سچ فرماتے ہیں کچہ دروغ یہ نہیں کہتے اگر تو اسلام لائی اور انکو نہ ستائی تو البتہ فردای قیامت میوے بہشت کے کہائی جمشید غلام پر خفا ہوا اور ایک دانہ طبق سے اوٹہا کر منہ میں ڈالا جو ہیں دانت اسکے اسپر لگے وہ دانہ پتہر کا ہوگیا اور آگے کے دو دانت اسکے ٹوٹ گئے اور درد ہونے لگا جمشید نے کہا کہ ای پسران محمدؐ و علیؑ خوب سحر تمہیں سکہایا ہی کہ میرے دانتونکو تمنے توڑ ڈالا جب تک کہ میں اسکا بدلا تمسے نہ لونگا مجہے قرار نہ ہوگا اب چلو تم میرے ساتہ اور جس کام کو میں تمہارے سپرد کروں اسمیں مشغول ہو یہ سنکر حسنینؑ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر اوٹہ کہڑے ہوئے جمشید نے غلام سے کہا کہ ڈول اور رسی انکے سپرد کر اور میں آگے چلتا ہوں اور تو انکو اپنے ہمراہ نخلستان میں لا غلام لاچار شاہزادوں کو اپنے ساتہ لیکر نخلستان کو روانہ ہوا اثنائے راہ میں غلام نے حسنینؑ سے عرض کی کہ ای مخدوم زادہ میں غلام اس شخص کا ہوں بجز اسکے متابعت کے اور کچہ مجہے چارہ نہیں ہے جب میں تمہیں نخلستان میں پہنچا دونگا اور خواجہ چلا جائیگا تو میں عوض تمہارے پانی

پہر دونگا اور کھانا اور پانی بہی تمہیں پہنچا دونگا حسنینؑ نے فرمایا کہ ای فرخ ہم تجہسے کچہ
گانہیں کرتے ہیں تجہے معاف کیا تو کچہ فکر ہمارے آب طعام کا نکر کہ خدا رازق ہے
غرضکہ نخلستان میں پہنچے جمشید نے کہا کہ اس ڈول اور رسی کو لو اور اتنا پانی چاہ سے
کہینچو کہ یہ حوض بہی بہر جاوے اور سب اشجار سیراب ہو جائیں میں غلام کو اپنے ہمراہ لیے جاتا ہو
تہوڑی دیر بعد اسکو پہر بہیجونگا اگر تمنے ان حوضوں کو بہر دیا اور نخلستان کو سیراب
کر دیا تو بہتر ورنہ تم دیکہوگے کہ میں تمسے کیا سلوک کیا یہ کہکر وہ دروازہ باغ کی بند کرکے
چلا گیا حسنینؑ نے ایکساعت تو باغ کی سیر کی اور شکر خدا بجا لائے من بعد جناب امام حسینؑ نے
امام حسنؑ سے فرمایا کہ ای بہائی اول دو ڈول میں کہینچتا ہوں پہر تم دو ڈول کہینچنا شاید کہ یہ
حوض بہر جاوے اور جمشید سے ہمیں کوئی آزار نہ پہنچے یہ فرما کر دونوں صاحبزادوں نے دو دو ڈول
کہینچے اور من بعد مناجات پیش قاضی الحاجات اسطرح پر کی کہ ای خداوند غفار نہ چہوڑ
ہمیں تا کہ جمشید سے کوئی ضرر ہمیں پہنچے اور جلد ہمارے پدر عالیقدر کو ہمارے پاس بہیج ہنوز
دعا تمام نہوئی تہی کہ تیر دعا ہدف قبولیت و اجابت پر پہنچا فوراً پانی چاہ سے جوش مار کر
اوپر آیا اور آواز ہاتف کی آئی کہ ای نور دیدگان علی مرتضیٰؑ تم فلاں درخت کے سایہ میں
جا کر استراحت کرو اور کسی طرح کے فکر اور تردد کو اپنے دلمیں راہ ندو کہ جلد تمہارا باپ تمہارے
پاس پہنچتا ہی پس حسنینؑ اس درخت کے نیچے آنکر بیٹھے اور چاہ سے اس قدر
پانی ابلا کہ نخلستان مثل دریا کے ہوگیا اور پانی مانند حصار کے گرد حسنینؑ کے
کھڑا ہوگیا جمشید نے بعد ایک ساعت کے غلام کو بہیجا کہ دیکہ پانی حسنینؑ نے کہینچا ہے
یا نہیں اگر نہ کہینچا ہو تو انپر تاکید کر اور اگر کہانا مانگیں تو کہنا کہ جمشید بہیجے دیتا ہے
پس اگر تمنے نخلستان کو سیراب کیا تو وہ تمہیں کہانا دیگا اور جو نہیں تو تمہیں آزار

پہنچائیگا اور اگر تو دیکھے کہ پانی کے کھینچنے میں کچھ اہمال کرتے ہیں تو تو انکو مارنا اور انکے باپ
سے کچھ خوف نکرنا کہ وہ میرے قرضدار ہیں غلام یہ سنکر باغ کیطرف روانہ ہوا اور راہ میں
اپنی انگشتری ایک نانبائی کو دی اور کچھ روٹیاں اس سے خریدیں یہ خیال کر کہ اگر حسنینؑ
خواہش طعام کی کرینگے تو میں انکو یہ کھلا دونگا غرض جب میں باغ کے دروازے پر پہنچا تو
دیکھا کہ سارا باغ پانی سے بھر گیا ہے اور باغ کی دیواروں سے پانی ٹپک رہا ہے یہ حال دیکھکر
غلام الٹا پھرا اور خواجہ سے آنکر کہا کہ اے خواجہ جلد دکان کو اٹھا اور چلکر دیکھ کہ سارا باغ
تیرا پانی میں ڈوب گیا اور مثل دریا کے ہوگیا اور نہالان بوستان ثمرات کا کہیں نشان نہیں پیدا ہے
جمشید یہ سنکر نہایت دلتنگ ہوا اور جلد باغ میں آیا دیکھا کہ باغ کی دیواروں سے پانی
ٹپکتا ہے غلام سے کہا کہ اے غلام حسنینؑ نے میرے دانت توڑے تھے خدا نے انسے میرا عوض لیا
اور انکو غرق کیا غلام نے کہا کہ میں ہرگز اس حرف کو قبول نکرونگا اسواسطے کہ حسنینؑ
ہمیشہ ان باغ ثمرات بھر گیا ہے چونکہ تو نے اسلام قبول نکیا اور اوپر خلاف ملت پیغمبر کے
تھا اسواسطے تیرا میوہ تیرے منہ میں پتھر ہوگیا اور تیرے دانت ٹوٹ گئے جمشید نے کہا
اے غلام تو بہت باتیں بناتا ہے میں تجھپر بہت رحم کرتا ہوں بہرحال اگر لوگ تجھسے حال
فرزندان علیؑ کا پوچھیں تو کہیو مجھکو ان کے حال کی کچھ خبر نہیں کہنا اور اگر تو اس راز کو
فاش کریگا تو میں تجھے قتل کرونگا یہانتک تو یہ حال تھا اب سنیے حال جناب امیرؑ کا کہ وہ
جناب حسنینؑ کو سپرد جمشید کرکے قبرستان بقیع میں تشریف لیگئے اور وہاں سے فاتحہ
مومنین کے مزار پر پڑھکر نیچے ایک درخت عظیم کے آکر بیٹھے دیکھا کہ درخت پر ایک مرغ بہت
بڑا عظیم الجثہ کہ جسکے پر و بال در و یاقوت کے تھے بیٹھا ہے جناب امیرؑ نے دفعۃً پاؤں اس
مرغ کا پکڑ لیا اس مرغ نے اڑنا چاہا جناب امیرؑ نے پاؤں اسکا ایسا مستحکم پکڑا تھا کہ

کہ وہ مرغ اُڑنے سے رہگیا مرغ بحکم خداوند جلیل گویا ہوا اور عرض کی کہ السلام علیک
یا ولی اللہ میرے پاؤں پر زور نفرمائیے کہ میں آپکے زور کی طاقت نہیں رکھتا اور
نبوت محمدؐ اور تیری ولایت کا اقرار رکھتا ہوں حکم حق سبحانہ تعالیٰ کا مجھے ایسا ہوا ہے
کہ آپ میرا پاؤں پکڑلیں اور میں پرواز کروں اور تمہیں جہاں کا حکم ہوا ہے وہاں پہنچا
دوں تاکہ وہ بارہ ہزار دینار تاکہ جنکی نیت راہ خدا میں فقیر کو دیے ہیں سرانجام داد
ہوجائے یہ سنکر جناب امیرؑ نے اپنے ہاتھ کو سبک اور ڈھیلا کردیا اور وہ مرغ اڑا اور
ایک ساعت کے بعد جائے مامور پر پہنچا دیا جناب امیرؑ نے ایک شہر دیکھا نہایت وسیع مرغ
نے کہا کہ یا حضرت آپ اس شہر کے اندر تشریف لیجائیں اور اہل شہر کو مسلمان کریں
اور بعد حصول مدعا پھر آپ یہیں تشریف لے آئیں مجھے آپ اسی جگہ پائینگے یہ کہکر
وہ مرغ ایک دیوار بلند پر جا بیٹھا جناب امیرؑ بسم اللہ کہکر دروازے میں شہر کے پاؤں رکھا
اور چالیس دروازے اس شہر کے تھے جناب امیرؑ نے ان چالیس دروازوں کو
طے کیا مگر کسی آدمی کو انہیں نہ دیکھا جب شہر میں پہنچے تو جانب راست دیکھا کہ ایک
خلق کثیر بادشاہ کے دروازے پر جمع ہے اور آگے بارگاہ شاہی کے ایک میدان
بہت بڑا ہے اور اس میدان میں ایک منبر کھڑا ہے اور کنارے پر اس میدان کے ایک حوض
پانی کا بہت طویل و عریض ہے جناب امیرؑ کنارے پر اس حوض کے جا کر بیٹھے اور تماشا
دیکھنے لگے کہ اسمیں ایک پیر مرد چالیس آدمیوں کے ساتھ مشکیں دوش پر
رکھے اس حوض کے کنارے پر آیا اور ایک جوان پشمینہ پوش کو دیکھا کہ نور اسکے
رخ انور سے تاباں ہے پیر مذکور آگے آیا اور جناب امیر کو سلام کیا
آپنے جواب سلام کا دیا اور پوچھا کہ اے عبداللہ کس ارادے پر یہاں آیا ہے

اور کیا کریگا تو وہ پیر مرد حیران ہوا اور کہا کہ ای جوان نورانی نہ مینے کبھی تجھے دیکھا اور نہ تونے کبھی مجھے دیکھا پھر تو نے مجھے کیونکر پہچانا اور نام میرا کیونکر جانا میں جانتا ہوں کہ تو غریب و مسافر ہے شاہ ولایت نے فرمایا کہ ای عبداللہ سبھی غریب و مسافر ہیں عبداللہ نے کہا کہ ای جوان نیکوخو تم یہ نکہو کہ میں مسافر اور غریب ہوں یہاں مسافرونکو بہت آزار پہنچاتے ہیں حضرت نے پوچھا کہ ای عبداللہ اس شہر کا کیا نام ہی اور یہاں کے باشندی کیا دین رکہتے ہیں پیر نے کہا کہ اس شہر کو جابلسا کہتے ہیں اور یہ شہر شہرہائے مغرب سے ہی اور ساکنین اس طرف کے ملت حضرت عیسیٰ کی رکہتے ہیں اور ان لوگوں کا ایک پیر ضعیف امام اور پیشوا ہی کہ ہمیشہ خلوت میں رہتا ہی مگر تمام سال میں ایک مرتبہ باہر آتا ہے اور سبکو وعظ و پند کرتا ہی اور آج دن اسکے باہر آنیکا ہی اور یہ منبر کہ اس میدان میں رکھا گیا ہی اُسہی پیر راہب کے واسطے ہی اور اسی لحظ باہر آئیگا اور اسی منبر پر جاکر وعظ کہیگا اور ہمارے بادشاہ کا نام خسرو جابلسا ہے سب امیر اور رئیس اور وزیر اور بادشاہ اس منبر کے نیچے آنکر جمع ہونگے اور وہ راہب ہرسال سب کو نصیحت کرتا رہتا ہی کہ مکہ اور مدینہ میں ایک شخص محمدؐ نام پیدا ہوگا دعوی پیغمبری کا کریگا اور اس سبب سے ہمارا بادشاہ جس شخص کو دین محمدی پر دیکھتا ہے اُسکو قتل کرتا ہے اور ہم چالیس جوان اس میدان میں آبپاشی کیا کرتے ہیں غرض عبداللہ سقے نے جب چاہا کہ میدان میں آبپاشی کرے جناب امیر نے کہا کہ ای عبداللہ ڈول مجھے دے اور اُس سے ڈول لیکر چاہ سے پانی بھرا اور عبداللہ سے کہا کہ دہانہ مشک کا کھول اور اُسمیں حضرت نے پانی ڈالا کہ مشک بھر گئی اور ڈول کا پانی ذرا کم نہوا جیسا تھا ویسا ہی بھرا رہا اسیطرح آپنے چالیس مشکوں کو بھر دیا اور ڈول بھرا کا بھرا ہی رہا کچھ کم نہوا عبداللہ سقہ یہ حال دیکھکر قدموں پر گر پڑا اور کہا کہ ای

جوان ظاہر ہوا تو عیسی پیغمبر ہے کہ خلایق کو ہدایت کرنیکے آیا ہے آپنے فرمایا کہ عیسی پیغمبر میرے
بہائی ہیں میں دین محمد بن عبداللہ بن ہاشم بن عبد مناف پر ہوں عبداللہ سقہ نے کہا
کہ اے جوان اول ایمان مجہپر عرض کر اور مجہے مسلمان کر حضرت نے اُن چالیسوں کو مسلمان کیا
اور باتفاق عبداللہ اور سب سقوں کے میدان میں تشریف لائے اور ڈول حضرت کے ہاتہ میں تہا
چالیس خم کلان میدان میں رکہے ہوئے دیکہے کہ چار طرف میدان میں رکہے ہوئے
ہیں اور ایک ایک خم میں چالیس چالیس مشک پانی کی آتی ہے جناب امیر
نے سقوں سے فرمایا کہ اے دوستو ان خموں کو بہر دو ایک سقہ نے ایک ایک
مشک سے ایک ایک خم کو بہرا اور باعجاز جناب امیر مشک کا پانی کم نہوا سقے
حیران تہے کہ دفعتہ ہوا چلی اور اُس جناب نے ڈول کو حرکت دی بس ہوا نے پانی
کو سارے میدان میں چہڑک دیا اور ڈول پانی سے بہرا رہا کہتے ہیں کہ وہ میدان
اسقدر طویل و عریض و کشادہ تہا کہ اگر تین سو مشکیں ہوتیں تو بہی وہ میدان چہڑکا
نجاتا عبداللہ نے یہ حال دیکہکر کہا کہ اے جوان تجہے قسم ہے اُس خدا کی کہ جسکی تو پرستش
کرتا ہے اور یہ کرامت تجہے عنایت کی ہے بتا کہ تو کون ہے آپنے فرمایا کہ اے عبداللہ میں
ہوں علی ابن ابیطالب داماد محمد مصطفی عبداللہ نے کہا کہ الحمد للہ کہ یہ دولت عظمی
ہمیں میسر ہوئی غرض جناب امیر نے دیکہا کہ نہر کے برابر ایک تخت بچہا ہوا ہے
اور وہ تخت خسرو کے بیٹہنے کی جگہ ہے جناب امیر اُس تخت پر جا بیٹہے بعد
ایک لمحہ کے بہت سے آدمی اطراف و جوانب سے آئے اور اپنی اپنی جگہ بیٹہے
مگر جس شخص کی نظر روے انور جناب امیر پر پڑتی تہی ہیبت اور دہشت سے
اُسکی کانپنے لگتا تہا اور آپس میں کہتے تہے کہ یہ شخص کون ہے جو خلیفہ کی جگہ پر آ بیٹہا ہے

اب جو خلیفہ آئیگا تو اس جوان کو تخت سے نیچے گرا دیگا اور عبد اللہ سقہ بھی مع اپنے مریدوں
کے صف باندہے روبرو اس جناب کے کھڑا تھا اور فکر میں تھا کہ مبادا خلیفہ آنکر نسبت
اس جناب کے کچھ بے ادبی کرے اور اپنے مریدوں سے کہا کہ اگر حضرت علی اہل اس شہر سے
مقاتلہ کریں تو تم بھی اپنی جان آپکے قدموں پر نثار کرنا کہ اس اثنا میں خسرو جابلسا مع
امرا اور لشکر اور حشم اور خدم کے آیا اور ہر شخص اپنی اپنی جگہ بیٹھ گیا تبہی خسرو نے
حکم دیا کہ پیر واعظ کو لاو ایک جماعت گئی اور اسکو دیر سے باہر نکال کر لائی پیر واعظ
جو ہیں منبر پر گیا تو دیکھا کہ ایک جوان خوش رو کہ جسکے نور جبین سے تمام میدان پر از نور ہو رہا
خلیفہ کی جگہ پر بیٹھا ہی اپنے دلمیں حیران ہو کر کہا کہ آیا یہ کون شخص ہے پس خلیفہ متوجہ دارف
منبر کے ہوا تا کہ تخت پر اپنی جگہ جا کر بیٹھے انظار اسکی جمال با کمال جناب امیر پر پڑی بیہوش
ہو گیا اور پیر واعظ بھی منبر پر چپ بیٹھا تھا اور منہ سے کچھ نہ کہتا تھا خسرو جب ہوش میں
آیا تو ایک شخص کو پیر کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ آج تجھے کیا ہو گیا ہی کہ تو خاموش
بیٹھا ہے اور کچھ نہیں کہتا پیر منبر پر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ ای خسرو تو ان خلایق کو
ملامت اور سرزنش نہیں کرتا کہ کوئی شخص اس مجلس میں حاضر ہے کہ اسکے علم کی برابر
کوئی علم نہیں رکھتا اور نہو گا اور میں جسوقت قصد تکلم کا کرتا ہوں کہ کچھ کہوں تو آواز ایک
عالم غیب سے پیدا ہوتا ہی اور کہتا ہے کہ پیر چپ کا رہ کہ اسجگہ جبرئیل کو بھی مجال کلام کرنیکی
نہیں ہے خسرو نے یہ سنکر سب دیووں کو صدا دی کہ تم میں غریب اور مسافر کونسا ہے
اسکو پیدا کر کے قتل کرو کہ مبادا محمدی ہو پیر راہب نے کہا کہ ای خسرو تو صبر کر میں خود
اسکو پیدا کر کے تمہیں دکھا دیتا ہوں تم سے وہ شخص پیدا نہیں ہونیکا یہ کہکر با آواز بلند
کہا کہ ای مرد عالیقدر اگر تو آج یہاں آیا ہی اور دین محمدی کہتا ہی تو کھڑا ہو جا تا سب تجھے

دیکھیں اور معلوم کریں کہ تو کس کام کے لیے یہاں آیا ہے یہ سنکر وہ جناب ٹھہر گئے خسرو اور سب خلایق کی نظر جو بیں جمال پر نور اُس جناب پر پڑی تو خوف کے مارے مثل بید کانپنے لگے خسرو نے لشکر کو آواز دی کہ اسکو پکڑ لو جناب امیر نے خسرو کیطرف ایسی نگاہ تند و تیز سے دیکھا کہ قریب تہا زہرہ اسکا آب ہو جائے راہب نے جو دیکھا کہ خسرو ارادہ حضرت کے پکڑ لینیکا رکہتا ہے تو کہا ای خسرو صبر کر تا میں اس سے پوچھوں کہ وہ کس پیغمبر کے دین پر ہے پہر جو تیرا جی چاہیگا وہ کرنا خسرو نے کہا کہ ای پیر جو تو کہیگا وہ کرونگا مگر یہ شخص اگر محمدی ہے تو اسسے وہ کام کرونگا کہ پہر کوئی محمدی اسطرف رُخ نہ کریگا پیر نے کہا کہ ای خسرو اگر یہ شخص محمدی ہے تو تو اور سب خلایق اُسپر غلبہ پا سکیں گے اسواسطے کہ مینے انجیل میں دیکہا ہے کہ اس سال ایک شخص اس دیار میں آئیگا کہ مظہر العجائب مظہر الغرائب داماد محمد مصطفیٰ علی نام ہوگا خسرو یہ سنکر غضب میں آیا اور کہا کہ اے پیر یہ کیا باتیں ہیں جو تو کرتا ہے اگر یہ شخص محمدی ہے تو میں اسکو امان نہ دونگا پیر نے کہا کہ اگر یہ جوان ہی ہے کہ جسکو میں کہتا ہوں تو ستیزہ اور جنگ و جدال اس سے عبث ہے والا جو تیرا جی چاہیگا وہ کرنا خسرو نے کہا کہ جو کچھ انجیل میں ہے میں اسکو قبول کرتا ہوں پہر راہب جناب امیر کے پاس آیا اور باادب سلام کیا اور کہا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں آپنے فرمایا کہ مدینہ پیغمبر سے آتا ہوں راہب نے کہا کہ مدینہ سے اس شہر تک تین مہینے کی راہ ہے آپنے فرمایا کہ میں ایک ساعت میں آیا ہوں راہب نے کہا کہ صدق اللہ العظیم فرماؤ کہ کیا نام ہے آپکا ارشاد کیا کہ حلال مشکلات خسرو کو معلوم ہوا کہ یہ محمدی ہے کہ بات کرنا اس سے غلط ہے راہب نے کہا کہ اے خسرو میں ان سے انجیل کے کئی مسئلے پوچھتا ہوں اگر اُنکا جواب دیا تو یقیناً یہ وہی شخص ہے کہ جسکی خبر

عیسیٰ نے انجیل میں دی ہی ہے اور اگر عاجز آیا تو پھر یہ اسیر اور قیدی تمہارا ہے حضرت نے فرمایا کہ
جو چاہو وہ پوچھو راہب نے کہا کہ میں بارہ مسئلے پوچھتا ہوں بتاؤ کہ وہ کونسی ایک چیز ہے
کہ جسکا دوسرا نہیں۔ اور وہ دو کونسی ہیں کہ جنکا تیسرا نہیں اور وہ تین کونسی ہیں کہ جنکا
چوتھا نہیں اور وہ چار کونسی ہیں کہ جنکا پانچواں نہیں اور وہ پانچ کونسی ہیں کہ جنکا چھٹا نہیں
اور وہ کونسی چھ ہیں کہ جنکا ساتواں نہیں اور وہ سات کونسی ہیں کہ جنکا آٹھواں
نہیں اور وہ آٹھ کونسی ہیں کہ جنکا نواں نہیں اور وہ نو کونسی ہیں کہ جنکا دسواں نہیں
اور وہ دس کونسی ہیں کہ جنکا گیارہواں نہیں اور وہ گیارہ کونسی ہیں کہ جنکا بارھواں نہیں
راہب نے یہ مسائل پوچھے تو ایک غریو اور غلغلہ خلایق سے پیدا ہوا اور سب نے کہا کہ اگر عیسیٰ
آسمان سے نزول کریں تو ان مسائل کا جواب دیں اُس جناب نے یہ سنکر فرمایا کہ ای قوم
ترسا میں ہوں وارث علوم جمیع انبیا کا تم غل نکرو اور خاموش رہو تا میں ان مسائل
کا جواب دوں پس جب سب خاموش ہوگئے تو حضرت نے فرمایا کہ راہب وہ ایک کہ جو دو نہیں
ہو سکتا وہ خدا وحدہ لا شریک ہے کہ جسکا کوئی شریک نہیں اور وہ دو کہ جو تین
نہیں وہ روز و شب ہیں اور وہ تین کہ جو چار نہیں وہ تین طلاق ہیں اور وہ چار
جو پانچ نہیں وہ عناصر اربعہ ہیں یعنی خاک اور باد اور آتش اور آب اور وہ پانچ
جو چھ نہیں وہ حواس پنجگانہ ہیں اور وہ چھ جو سات نہیں وہ شش جہت ہیں اور
وہ سات جو آٹھ نہیں وہ ہفت زمین ہیں اور وہ آٹھ کہ جو نو نہیں وہ آٹھ بہشت
ہیں اور وہ نو جو دس نہیں وہ نو فلک ہیں اور وہ دس جو گیارہ نہیں وہ دس روز
حاجیوں کے ہیں اور وہ گیارہ جو بارہ نہیں وہ فرزند یعقوب پیغمبر کے ہیں اور وہ بارہ
جو تیرہ نہیں وہ بارہ وصی حضرت محمد مصطفےٰ کے ہیں کہ اول انکا میں ہوں اور

آخر انکا مہدی ہوگا اور ای راہب اگر تو اسکو قبول نہیں کہتا تو وہ بارہ برج آسمان کے ہیں یا بارہ مہینے سال کے ہیں پیر نے یہ سُنکر کہا کہ قول تمہارا درست اور سخن تمہارا حق ہے جناب امیر نے فرمایا کہ ای راہب میں بھی تجھسے ایک سوال کرتا ہوں اگر تجھے معلوم ہو تو جواب دے ورنہ چپ ہو رہو راہب نے کہا کہ میں نے جانا کہ علم اولین و آخرین کا تجھہ میں جمع ہے پوچھو اگر جانتا ہونگا تو جواب دونگا والا عالم الغیب سب کا خدا ہے حضرت نے فرمایا کہ اے پیر جسوقت خدا تعالے نے عرش کو خلق کیا تو وہ قرار نہ پکڑتا تھا خدا تعالیٰ نے قلم کو حکم کیا کہ لکھہ بس قلم نے کیا لکھا کہ جو عرش نے قرار پکڑا راہب یہ بات سُنکر سر پکڑ کر بیٹھہ گیا اور کچھہ جواب نہ دیا خسرو نے پیر پر ایک چیخ ماری اور کہا کہ ای پیر ہر سال اطراف و جوانب سے تیرے پاس ہزاروں روپے آتے ہیں اور سوائے اسکے ہمیشہ تو ہمسے کہا کرتا تھا کہ میری مانند علم میں کوئی نہیں علیؑ نے تیرے بارہ مسئلوں کا جواب دیا تو اسکے ایک مسئلہ کے جواب میں عاجز ہوا پیر نے کہا کہ اگر تو مجھے امان دے تو میں اسکے مسئلہ کا جواب دوں اُسنے امان دی پیر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ ای خلایق تم سنو کہ میں کہتا ہوں اور جناب امیر کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ ای علیؑ تمنے ایسا سوال کیا کہ جس سے مجھے اور آپ کو قتل کروایا حضرت نے فرمایا کہ ای پیر تو نڈر کہ کلمہ حق حصار ہے دوستوں کا ہے پس پیر نے کہا کہ ای جماعت آگاہ ہو کہ جسوقت خداوند عالم نے عرش کو خلق کیا اور وہ بیقرار ہوا تو خداوند لم یزل و لایزال نے قلم کو حکم دیا کہ لکھہ پس لکھا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ و اشہد ان علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ خسرو نے جو یہ کلمات سنے تو اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا اور کہا کہ ای پیر تو مجھسے نڈر ا

کہ یہ کلمات زبان پر جاری کیے پیر نے کہا کہ خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے نہ اور کسی سے خسرو نے اپنے
لشکر کو آواز دی اور کہا کہ پکڑ لو اس پیر بے حقیقت کو اور قتل کرو اسکو حسب الحکم ملک کی قوم
ترسا نے تلواریں کھینچ لیں اور پیر کیطرف دوڑی پیر نے فریاد کی کہ یا علیؑ میں نے کلمہ شہادت
زبان پر جاری کیا اور کلمہ پڑھا آپ میری مدد کو پہنچیں جناب امیرؑ یہ سنتے ہی زیر منبر تشریف لائے
اور تلواریں ہاتھوں سے ترسایوں کے چھین لیں اور ایک ایک کا سر پکڑ پکڑ کر دوسرے کے سر سے
ایسا ٹکرایا کہ دماغ انکے سروں سے نکل پڑے بعد ایسا نعرہ اللہ اکبر کا کیا کہ سب بیہوش ہو گئے
جب وہ ہوش میں آئے تو آپنے فرمایا کہ اے قوم تم سب اسلام کو قبول کرو والا ایک کو تم میں سے زندہ
نہ چھوڑونگا اور تمہارے شہر کو مثل شہر لوط کے الٹ دونگا خسرو نے کہا کہ اے جوان ہم
اسکو قبول نہیں رکھتے کہ تو ہی علیؑ ہے اسواسطے کہ ہمنے سنا ہے کہ علیؑ کے پاس ایک شمشیر
ہے کہ غلاف میں تو وہ ساڑھے تین گز کی ہے اور جب غلاف سے باہر آتی ہے تو سات گز بلکہ
نو گز کی ہو جاتی ہے اور ایک ضرب میں ستر آدمی کے سر کاٹتی ہے اگر تو علیؑ ابن ابیطالب
ہے تو وہ تلوار ہمیں دکھا آپنے فرمایا کہ وہ تلوار مدینہ میں ہے میرے پاس نہیں ہے خسرو نے کہا
کہ اگر دین محمدؐ برحق ہے تو وہ تیغ ہمیں دکھلا آپنے فرمایا کہ صبر کرو میں تمہیں دکھلاتا ہوں یہ کہکر
درگاہ خداے لایزال میں دست مناجات بلند کیے اور عرض کی کہ اے قادر ذوالجلال
اتنی قدرت مجھے دے کہ یہاں سے میں ہاتھ دراز کروں اور مدینہ سے ذوالفقار اٹھا
لاؤں اور اس قوم ترسا کو مسلمان کروں فوراً حضرت کے گوش مبارک میں آواز
آئی کہ اے علیؑ تم ہاتھ اپنا دراز کرو اور ہماری قدرت کا تماشا معاینہ کرو آپنے
فرمایا کہ اے قوم آنکھیں بند کر لو اور پھر کھول دینا قوم نے آنکھیں بند کرکے جو کھولیں تو
دیکھا کہ دست مبارک آپکا مدینہ کیطرف دراز ہے حضرت نے ایک نعرہ اللہ اکبر کیا کہ

سب بیہوش ہوگئے جب ہوش میں آئے تو دیکھا کہ ذوالفقار آپکے ہاتھ میں ہے راوی کہتا
ہے کہ جناب فاطمہؑ اسوقت حجرہ میں تہیں دیکھا کہ ایک باز ہوا میں پیدا ہوا اور ذوالفقار
کو منقار میں پکڑ کر لیگیا وہ معصومہ اپنے پدر عالیقدر کنیدستمیں تشریف لائیں اور
عرض کی کہ یا ابتا ایک باز ہوا سے پیدا ہوا اور ذوالفقار کو اُٹھا کر لیگیا جناب
رسول مقبول نے فرمایا کہ ای جان پدر وہ علیؑ ابن ابی طالب ہی تہا اور اسیوقت
وہ ذوالفقار کو لیکر آتا ہی پس اُس جناب نے ذوالفقار کو کمر سے لگایا اور جب اسکو غلاف
سے نکالا تو سات گز کی تہی اور خسرو اُس جناب سے ستر گز دور تہا اُس جناب نے ذوالفقار
کو اُسکی جانب حرکت دی تو دو سو پچاس گز لمبی ہوگئی اور خسرو کے سر پر پہنچی اور سر
ذوالفقار سے ایک دہواں بلند ہوا مگر جناب امیر چونکہ ازراہ اعجاز جانتے تہی کہ خسرو
مسلمان ہوجائیگا اسواسطے ذوالفقار کو اُسکے سر سے جدا رکہا خسرو نے جو اپنے
سر پر ذوالفقار کو دیکہا تو سر کو اپنے نیچے کو جہکالیا اور فریاد کرنے لگا کہ مینے دین
محمدی کو قبول کیا اور حکم کیا کہ ناقوسوں کو توڑ ڈالیں اور آخر کار سب ترسا مسلمان
ہوگئے اور خسرو مع پیر قدم مبارک جناب امیر میں آن گرے اور عرض کی کہ یا علیؑ
آپکے مکارم اخلاق سے امید ہے کہ چند روز آپ یہاں اور تشریف رکہیں تا ہم آپکی ملازمت
سے بہرہ یاب ہوں آپنے فرمایا کہ مجہے اسیوقت مدینہ میں جانا ضرور ہے کہ بارہ ہزار دینار
مینے قرض لیے ہیں اور وعدہ نماز پیشین کا کیا ہی تم جاؤ اور وہ ہمیانی کہ
فلاں کیسے میں ہے اور سفید بند اُسپر بندہے ہوئے ہیں اور اسی وقت
اُسکو مدینہ سے لائے ہیں وہ لے آؤ کہ میں جلد جایا چاہتا ہوں چنانچہ وہ ہمیانی
حضرت کو لاکر دی اور سب نے عرض کی کہ یا حضرت آپ پاس کوئی سواری نہیں

کیونکر تشریف لیجائیں گے آپ نے فرمایا کہ مرکب میرا فلاں دروازے پر کھڑا ہی غرض سب آدمی آپ کے ہمراہ وہاں آئے دیکھا کہ ایک مرغ کھڑا ہے اس جناب نے پاؤں مرغ کا پکڑ لیا اور مرغ اس جناب کو لیکر اڑا اور ایک لحظہ میں نخلستان میں آن پہنچا وہ جناب ہمیانی کو لیکر جمشید کے گہر پر تشریف لائی اور وہ وقت نماز پیشین کا تہا اور آواز دی جمشید نے غلام سے کہا کہ اب میں علیؑ کو کیا جواب دونگا غلام نے کہا کہ حسنین تو غرق ہوگئے تو اپنا روپیہ لیلے غرض جمشید باہر آیا جناب امیرؑ نے وہ ہمیانی جمشید کے روبرو ڈالدی اسنے ہمیانی کو جو دیکہا تو اپنی مہر اسپر لگی ہوئی دیکہی حیران ہوا اور پوچہا کہ یا علیؑ یہ ہمیانی کہاں سے لائے ہو آپنے فرمایا کہ آج میں شہر جابلسا میں گیا تہا تمہارے پیر کو اور بادشاہ اور سب اہل شہر کو مسلمان کرکے آیا ہوں اور اس نے فی کو وہیں سے لایا ہوں جمشید نے کہا یا علیؑ تمنے شک میرے دل سے دور کیا اب اسلام کو بہی مجہپر عرض کرو میںنے جانا کہ دین محمدی برحق ہی پس اس جنابنے کلمہ اسکو پڑہایا اور مسلمان کیا من بعد جمشید رونے لگا اور کہا کہ یا علیؑ تمہارے فرزندوں کو میںنے باغ میں بہیجا تہا قضارا زمین سے پانی اسقدر جوش مارا کہ سارا باغ ڈوب گیا صاحبزادے بہی غرق ہوگئے آپنے فرمایا کہ ای جمشید تو غم نہ کہا کہ وہ صحیح او سلامت ہیں تو میرے ساتہ باغ میں چل غرض جب وہ جناب متصل باغ کے پہنچے تو دیکہا کہ باغ میں پانی بہرا ہے کہ اسکی دیوار سے پانی ٹپکتا ہی جمشید نے دیکہکر کہا کہ یا اللہ تو رحم کر حضرت نے فرمایا کہ الحمد للہ ای جمشید تو شرف اسلام کو پہنچا ورنہ خوف یہ تہا کہ آگ تیرے گہر کو جلا دیتی پس اس جنابنے ہاتہ بڑہا کر دروازے پر باغ کے رکہا بفرمان حق تعالی فوراً دروازہ کہل گیا اور پانی دونوں طرف بطریق کوچہ کہڑا ہوگیا وہ جناب مع جمشید

اور غلام داخل باغ ہوئے اور آئے اُس درخت کیطرف کہ جسکے سایہ میں حسنینؑ تشریف رکھتے تھے جمشید فریاد کرنے لگا کہ یا امیر تین برس سے اس درخت کے نیچے ایک اژدہا پیدا ہوا ہے کہ کسی کی طاقت نہیں کہ اس درخت کے پاس جا سکے حضرت نے ہاتھ جمشید کا پکڑ کر کہا کہ آگے آ جب وہ آگے آیا تو دیکھا کہ حسنینؑ گردن میں ایک دوسرے کے ہاتھ ڈالے سوتے ہیں اور ایک اژدہا گلدستہ ہاتھ میں لیے اُنکو ہوا دے رہا ہے اور اُنکا منہ مل رہا ہے کہ اسمیں حسنینؑ خواب سے چونکے اور روئے مبارک اپنے پدر بزرگوار کا دیکھکر خوش ہوئے اور سلام کیا اور وہ اژدہا بحکم خدا گویا ہوا اور جناب امیر پر سلام عرض کرکے کہا کہ اے ولی خدا میں اژدہا نہیں ہوں بلکہ فرشتہ ہوں ہزار برس ہوئے کہ ایک دن میں ہمراہ جبرئیل امین اس جگہ پہنچا تھا میں جبرئیل نے اسجگہ دو رکعت نماز پڑھی اور بعد اُسکے دعا کی تھی کہ خدایا بحرمت حسنینؑ مجھپر رحمت کر مینے جبرئیل سے پوچھا تھا کہ جنکے وسیلہ سے دعا مانگی ہے تمنے وہ کون ہیں جبرئیل نے جواب دیا کہ یہ پیغمبر آخر الزماں کے فرزند ہونگے اب عرصہ تین سال کا ہوا کہ پھر ہم دونوں کا اتفاق یہاں آنیکا ہوا ہمنے دیکھا کہ یہی جمشید اس جگہ شراب پیتا تھا جبرئیل نے کہا کہ میں نافرمانی خدا کی نہیں کرسکتا ورنہ اس کشش کو ابھی برباد کرتا اسواسطے کہ بعد تین سال کے حسنینؑ اسی درخت کے نیچے آنکر استراحت کرینگے یہ سنکر مینے خداوند عالم سے دعا کی کہ مجھے بصورت اژدہا بنا دے پس اُس روز سے میں اس جگہ آیا کرتا ہوں تا اسجگہ کوئی شخص آنکر بے ادبی نکرنے پائے اب مینے آپکو یہاں دیکھا آپ میرے حق میں خداوند عالم سے دعا کریں کہ مجھے اپنی صورت اصلی پر کردے اور صفوف ملائکہ میں جگہ دے چنانچہ آپنے اُس فرشتہ کے حق میں دعا کی کہ وہ بصورت فرشتہ ہو کر آسمان کو عروج کر گیا

پس جناب امیر مع حسنین مسجد میں تشریف لائے اور سب حالات گذشتہ رسولخدا کے
روبرو بیان کیے اور جمشید مع پچاس آدمی کے خدمت رسولخدا میں حاضر ہوا اور سب اسلام
لائے **معجزہ بست و ہشتم** سلمان فارسی اور ابوذر غفاری اور جابر انصاری سے
روایت ہی کہ ایک روز جبرئیل امین جانب رب جلیل سے رسول خدا کے پاس
یہ حکم لائے کہ ساٹھ ہزار خیبری اور مرحب اور علقمہ ارادہ اس سمت کا رکھتے ہیں
اگر وہ آگئے تو اس مملکت کو خراب کرینگے اور صغیر و کبیر کو تیری امت سے قتل کرینگے تو
جلد قلعہ خیبر پر اپنے تئیں پہنچا اور انسداد اس امر کا کر یہ حکم سنکر جناب رسولخدا نے علی
ابن ابی طالب کو مدینہ میں اپنا قایم مقام کیا اور عمر و معدی کرب کو دس ہزار سپاہ کے ساتھ
پہلے اس سے روانہ فرمایا اور عقب اُسکے آپ بھی چھتیس ۳۶ ہزار سپاہ جرار سے روانہ
خیبر ہوے عمرو معدی کرب نے زیر قلعہ خیبر خیمے برپا کیے پھر آپنے ایک ٹیلہ پر چڑھکر
قلعہ کیطرف نظر کی دیکھا کہ وہ ایک پہاڑ بلند سر بہ فلک کشیدہ پر نہایت مضبوطی اور
کمال استحکام کے ساتھ بنا ہوا ہی اور برابر اُسکے ایک پہاڑ وسیع اور سات حصار اُس قلعہ کی ہیں
یہ دیکھکر وہ پشتہ سے اُتر آیا خبر داروں نے خیبریونکو لشکر اسلام کے آنیکی خبر پہنچائی مرحب نے
یہ سنکر چاہا کہ قلعہ سے باہر نکل کر عمرو معدی کرب سے مقابلہ اور مقاتلہ کرے کہ اسمیں جناب رسولخدا
بھی آن پہنچے مرحب کو سپاہ کثیر دیکھکر تردد ہوا سعدی نامی منجم کو کہ فن نجوم و رمل میں بیمثل تھا
بلا کر کہا کہ نجوم میں دیکھ کہ غلبہ کسکی جانب ہے اور محمد ہمارے قلعہ کو فتح کریگا یا نہیں منجم مذکور نے
قواعد نجوم کو دیکھکر کہا کہ ای مرحب طالع تمہارے نہایت ضعیف اور طالع خدا اور رسول
کے بنہایت قوی ہیں مرحب نے یہ سنکر منجم سے کہا کہ تو جھوٹا ہی اور قتل کا اُسکے
حکم دیا بادشاہ نے مرحب کو قتل منجم سے منع کیا مرحب نے منجم سے کہا کہ تو یہ شرط کر

کہ حکم تیرا جھوٹا نکلے تو خون تیرا ہمارے اوپر حلال ہو منجم نے سب کو گواہ کرکے کہا کہ
اے یارو تم گواہ ہو میرے اس بات کے کہ بعد چالیس[۴۰] دن کے ایک مرد پیدا ہوگا کہ
وہ نہایت زور آور ہوگا کہ وہ دروازے کو اس قلعہ کے اکھاڑ کر پھینکدیگا پس
اگر یہ حکم میرا غلط ہو تو خون میرا مرحب پر حلال ہے اور وہ شخص کہ جسکی یہ صفت
بیان کرتا ہوں میں وہ ابن عم محمدؐ اور داماد اسکا ہے کہ نام اسکا علیؑ ہے یعنی چالیسویں
روز آج سے دوپہر کو وہ اس خندق کو کود کر اس در کو اکھیڑیگا مرحب نے پوچھا
کہ پھر وہ ہمارے سر پر کیا بلا لائیگا منجم نے کہا کہ تمہارے زن و فرزند کو
اسیر کریگا مرحب نے یہ سنکر منجم کے سر پر ایک دھول ماری سرداروں نے پھر
اسکو منع کیا آخرکار اسکو قیدخانہ میں بھیجدیا اور مرحب برج قلعہ پر آیا اور
کہا کہ اے محمدؐ تو دعوی پیغمبری کا کرتا ہے کہو کہ اس قلعہ کو کتنے روز میں فتح
کریگا فرمایا کہ انشاء اللہ چالیس[۴۰] روز میں مرحب نے یہ سنکر کہا کہ سو برس میں بھی
نہ لے سکوگے یہ کہکر مرحب دو ہزار مرد مکمل و مسلح کے ساتھ قلعہ سے باہر
نکلا اور لشکر اسلام سے مقابلہ اور محاربہ شروع کیا القصہ بتیسویں[۳۲] دن تک
لشکر اسلام سے جو شخص مرحب سے لڑنے جاتا تھا وہ مغلوب ہوکر پھر آتا تھا تینتیسویں[۳۳]
روز لیث اور قیث پہلوان خیبری میدان میں آئے مالک اشتر اور ابراہیم انکا بیٹا
دو ہزار آدمی لیکر بمقابلہ لیث و قیث کے آئے اور داد شجاعت اور مردانگی کی
دی اسیطرح پر کہ غریو اور فغاں دونوں لشکر سے بلند ہوا آخرکار ابراہیم
بدعاے مالک اشتر قیث پر غالب آیا اور ایک نیزہ اسکے سینہ پر
ملا کہ وہ پشت کے پار ہوگیا اور اسکو خندق میں پھینکدیا مالک اشتر

یہ دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور لشکر کو آواز دی کہ خیبریوں پر حملہ کرو یہ سنکر لشکر اسلام
خیبریوں پر حملہ آور ہوا اور ایکہزار پانسو خیبریوں کو ایک لحظہ میں دار بوار کو پہنچایا
جناب رسولخدا یہ سنکر نہایت خوش ہوئے اور انکے حق میں دعا کی پس برکت
دعای جناب رسول مقبول لشکر اسلام نے تین قلعہ خیبر کے مفتوح کیے جب چوتھے قلعہ
پر پہنچے تو دیکھا کہ گرد اسکے خندق تیس گز کی چوڑی کہودی ہوئی ہی اور دروازہ اسکا
چالیس گز کا لنبا ہی مالک اشتر کو یہ دیکھکر کمال حزن و ملال ہوا اور رسولخدا
کی خدمت میں آنکر عرض کی کہ میرا ارادہ یہ تہا کہ جبتک قلعہ کو مسخر نہ کروں اُٹہا نہ پہروں
مگر خندق اور در نے لاچار کیا آپنے مالک اشتر کو تحسین و آفرین فرمائی
اور پیشانی پر دونوں باپ اور بیٹے کے بوسہ دیا اور فرمایا کہ یہ لڑائی تمہاری
یادگار زمانہ رہیگی غرضکہ کوئی شخص لشکر اسلام سے اہل قلعہ پر غالب نہ آیا کہ انتالیسواں
دن شروع ہوا مرحب وغیرہ یہودی برج قلعہ پر آئی اور طعنہ زن ہوئے کہ ای محمد تمہاری
بات جہوٹی نکلی فردا روز چہلم ہے جب کل کا نصف روز گذر جائیگا تو ہم تمہیں
مع تمہارے لشکر کے قتل کرینگے ابو بکر اور عمر نے یہ سنکر باہم گر کہا کہ ظاہرا خیبری سچ کہتے
ہیں یہ باتیں سب کی سنکر جناب رسولخدا مغموم ہوئے اور خیمہ میں تشریف لاکر عمار یاسر
کے زانو پر سر مبارک رکہکر لیٹ گئے اور آنسو دیدہای مبارک سے جاری تہے کہ اتنے میں
جبرئیل جانب رب جلیل سے بعد تحفہ سلام پیغام لائی کہ ای حبیب کلید اس قلعہ
کی علی ابن ابی طالب ہے جب تک وہ نہ آئیگا قلعہ لیا نجائیگا تو خاطر جمع رکہ کہ
کل وقت طلوع آفتاب علی آنکر پہنچیگا یہ سنکر اس جناب نے اصحاب کو بشارت دی

اور فرمایا کہ لاعطین الرایۃ غدا رجلا کرارا غیر فرار یحب اللہ و یحبہ اللہ یہ سنکر

منافقین کو قول آپکا غلط معلوم ہوا اور مومنین خوش ہوئے اور انکو اسکا یقین ہوا
القصہ جب شب گذری اور جناب رسالت مآب نماز سے فارغ ہوئے تو لشکر اسلام نے
برابر قلعہ کے صف کو آراستہ کیا کہ خیبریونے قلعہ پر سے آواز دی کہ ای محمد تمہارے وعدے
میں نصف روز باقی رہا ہے اس آدھے دن میں تم قلعہ کو فتح کر لوگے عمر نے کہا
کہ یا حضرت کل آپنے فرمایا تھا کہ میں آج کو رایت ایسے شخص کے ہاتھ میں دونگا
کہ وہ قلعہ کو مسخر کریگا اب کیوں آپ تغافل کرتے ہیں آپنے فرمایا کہ حکم خدا
میں تغیر نہیں وہ شخص ہنوز مدینہ میں سجادہ پر بیٹھا ہی اور آنکھوں میں اسکے درد ہے
اور اسی لحظہ حکم خدا سے حاضر ہوگا یہ فرماکر منہ طرف مدینہ کے کیا اور نادعلی
کے پڑھنے میں مشغول ہوئے منقول ہے کہ جب اول دفعہ آپنے نادعلی پڑھی
جناب امیر نے کہ نماز سے فراغت کرکے سجادہ پر بیٹھے ہوئے تھے قنبر سے کہا کہ
دلدل کو حاضر کر کہ جناب رسالت مآب نے مجھے طلب کیا ہی اور جب دوسری دفعہ نادعلی پڑھی
تو جناب امیر نے عرض کی کہ لبیک یا رسول اللہ اور سب کو وداع فرماکر دلدل پر سوار
ہوئے اور پیچھے اپنے قنبر کو دلدل پر بٹھلالیا پس جبکہ تیسری دفعہ پھر حضرت کی
آواز سنی تو پھر کہا لبیک یا رسول اللہ اور تازیانہ دلدل پر مار کر فرمایا کہ ای
دلدل اگر ایک طرفۃ العین میں مجھے تو نے خدمتمیں رسولخدا کے نہ پہنچایا تو
میں پھر کبھی تجھپر سوار نہونگا دلدل نے بزبان حال پیش قادر ذوالجلال
استغاثہ کیا کہ خدایا اس راہ کو مجھپر آسان کر کہ میں تاب غضب امیرالمومنین
نہیں رکھتا پس خدا تعالی نے ملائکہ کو حکم دیا کہ طنابیں زمین کی کھینچ لیں اور
دلدل کو اسقدر طاقت دی کہ ایک مہینے کی راہ ایک چشم بر ہم زدن میں

ملے کی اور اپنے تئیں پہلوی قلعہ خیبر میں پہنچایا تینتیس ہزار آدمیونکی آنکھیں راہ مدینہ پر
لگی ہوئیں تہیں کہ ناگاہ مظہر العجائب مظہر الغرائب علی ابن ابی طالب دو رسے نمودار ہوئے
سب دیکھکر خوش ہوئے حضرت دُلدل سے اُترکر رسولخدا کی خدمتمیں حاضر ہوئے اور سلام
کرکے بغلگیر ہوئے حضرت نے ارشاد کیا کہ ای علی حکم خداوند جلیل کا تمکو یہ ہے کہ آج بعد
چار ساعت کے اس قلعہ کے دروازیکو اکھیڑو جناب امیر نے عرض کی کہ یا حضرت
خیبریوں نے اس در کو صیقل کر رکہا ہے اور آفتاب کی شعاع سے وہ چمکتا ہے اور
آنکھیں میری دکھتی ہیں روبرو اسکے نہیں ہو سکتیں آپنے فرمایا کہ ای علی مینے
اللہسے اقرار کیا ہے کہ دو پہر کو میں اس قلعہ کو لیلونگا اگر یہ وقت گذر جائیگا تو خلاف
ہوگا میرے وعدہ کے آپ یہ فرما رہے تہے کہ جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا
کہ اے رسولخدا خداوند عالم فرماتا ہے کہ زبان مبارک اپنی علی کی آنکھوں میں
پھیرو کہ ابھی اچھی ہو جائینگی چنانچہ اُس جناب نے زبان مبارک جناب امیر کی
آنکھوں میں پھیری فوراً اچھی ہو گئیں پس جناب رسول مقبول نے رایت جناب امیر
کے ہاتھ میں دیا اور وہ جناب قلعہ کیطرف روانہ ہوئے ایک جماعت نے محبان حضرت
سے عرض کی کہ یا امیر عرب ایک کافر قلعہ کے اوپر ہے کہ تیر اُسکا دو سو قدم سے
آنکر لگتا ہے پس جو کوئی آگے جاتا ہے وہ اُسکو تیر سے مار دیتا ہے سعد وقاص نے عرض کی
یا امیر المومنین میں آپکے آگے چلتا ہوں اور اپنی جان آپ پر سے فدا کرتا ہوں آپ نے
فرمایا کہ ای وقاص تو کیوں اپنی جان کو معرض تلف میں ڈالتا ہے تو خاطر جمع رکہ کہ یہ
کام اُس یہودی کا پہلے اور یہودیوں سے درست کرونگا یہ کہکر صف لشکر سے
باہر تشریف لائے اور اُن یہودیوں پر ایک نعرہ مارا کہ ای ملاعینو تم

کس خیال میں ہو میں آن پہنچا ہوں اُس یہودی نے کہا کہ ای علی ابن ابی طالب میں
چاہتا تھا کہ بیخبر تجھکو تیر سے بیجان کروں مگر میں تجھکو خبردار کرتا ہوں کہ تیر
میرا کبھی خطا نہیں کرتا یہ کہکر حضرت کیطرف تیر مارا خدا کی قدرت سے تیر نے خطا
کی حضرت امیر نے سعد سے کہا کہ تو عوض میرے اس کافر کو تیر سے ہلاک کر سعد نے
کہا کہ ہرگز تیر میرا اُس تک نہ پہنچیگا مالک اشتر سے کہا کہ تم اس کافر کو تیر ماراں کرو
مالک اشتر نے بھی عذر کیا کہ میرا تیر بھی اُس تک نہ پہنچیگا اُسوقت خود جناب امیر نے
ایک تیر مالک سے لیا اور بسم اللہ کہکر انگشتان مبارک سے وہ تیر اُس کافر پر مارا۔
مروی ہے کہ وہ کافر اُسوقت جناب امیر کو ناسزا اور بُرا کہہ رہا تھا کہ تیر اُسکے منہ پہ
آنکر لگا اور پشت سر سے نکل گیا اور وہ لعین خندق میں گر پڑا جناب امیر نے کہا کہ
ای یار و تم پیچھے میرے چلے آؤ اور آپ خندق کیطرف روانہ ہوئے کفار نے برجو نپر سے
تیروں کا آپ پر مینہ برسایا مگر قدرت خدا سے ایک تیر حضرت سے قریب نہ آیا سب ادھر
اُدھر چلے گئے غرض وہ جناب خندق کے کنارے پر پہنچے اور عرض اُسکا دیکھکر دعا کی
کہ خداوند مجھے اتنی طاقت دے کہ میں جست کرکے خندق کے اُسطرف کود جاؤں اور
دروازیکو اس قلعہ کے اُکھیڑ لوں یہ دعا فرما کر جست کی اور فوراً اُسطرف خندق کے
جا پہنچے اور دروازی قلعہ پر تشریف لائے اور اُسکو دیکھا منقول ہے کہ مدینہ میں نذر کی
تھی کہ اول دو رکعت نماز پڑہکر دروازیکو اُکھیڑونگا سجادہ بچھا کر نماز میں مشغول ہوئے
کہ یہودیوں نے فرصت پاکر حملہ کیا اور ایک پاٹ چکی کا دروازی پر قلعہ کے تھا
اور وزن اُسکا چار ہزار سات سن کا تھا سب یہودیوں کی یہ صلاح ہوی
کہ اس سنگ کو آپ کے سر پر گرا دیں اسمیں مرحب منجم کو لیکر آیا اور کہا

کہ اے منجم زبان تیری لال ہو جو کچھ تو نے زبان سے نکالا تھا اثر اُسکا پیدا ہوا اب بتا
اگر ہم اس سنگ کو اس پشمینہ پوش یعنی علی پر پھینکیں تو علاج اسکا ہوگا یا نہیں منجم نے
کہا کہ اے مرحب مظہر العجائب سے اسپر کسیکی دسترس نہو گی اور اسی لحظہ یہ در کو اکھیڑ لیگا
مرحب یہ سنکر غصہ ہوا اور منجم کو مع سنگ برج سے نیچے پھینکا منجم نے صدا دی کہ یا علی
ادرکنی حضرت نے جو یہ حال دیکھا تو سجادے سے اُٹھکر پہلے منجم کو پکڑ کر زمین پر اُتار دیا
اور پھر ذوالفقار کو اُس سنگ پر مارا کہ مثل قرص پنیر دو ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا تو
خندق میں جا پڑا اور ایک ٹکڑے کو حکم کیا کہ یا حجر قف بامر اللہ پس وہ نیمہ در گرو میں
حضرت کے سر پر کھڑا ہو گیا من بعد اُس جناب نے دو انگلیاں حلقہ در میں ڈالکر ایسا ہلایا
کہ زمین پر گر پڑا اور وہ ساتوں قلعے ایسے ہلے کہ علقمہ اور دختر اسکی تخت سے نیچے گر پڑی
اسکی دختر صفیہ خاتون نامی نے کہا کہ دین محمد برحق ہے پھر جناب امیر نے اُس
در کو اٹھا کر طرف آسمان کے پھینکا اسقدر اونچا گیا کہ مثل ستارے کے دکھلائی دینے
لگا اور جب نیچے کو آیا تو اُس جناب نے راہ ہی میں ہاتھوں پر لیلیا اور زمین پر
گرنے نہ دیا اور پھر اُسکو خندق کا پل کر دیا ایک بالشت خندق سے وہ کم رہا پس آپ نے
قدم مبارک کو پانی پر رکھا اور ہاتھوں پر اُسکے سر کو رکھ لیا اور فرمایا کہ اے دوستان
محمدؐ آؤ اور اُس پر سے گذر جاؤ اور قلعہ کے اندر جا کر ان کافروں کو ہلاک کرو غرض
ایک طرف سے وہ جناب سر اُسکا دونوں ہاتھوں پر اُٹھائے رہے پس تینتیس ۳۳ ہزار
آدمی اُس در پر سے گذر گئے کہ نہ در ہلا اور نہ پاؤں حضرت کے لغزش میں آئے اور
سب آدمی اندر قلعہ کے داخل ہوئے ایک ساعت نہ گذری تھی کہ سب فریاد کرتے
ہوئے اندر سے بھاگے ہوئے آئے اور کہتے تھے کہ یا علیؑ ہماری مدد کو پہنچو جناب امیر نے

یہ حال اپنی فوج کا دیکھکر درکو مثل سپر ہاتھ میں اٹھا لیا اور ذوالفقار کو نیام سے
کھینچ لیا کہ اسمیں ملک اشتر کو دیکھا کہ وہ بھی فریاد کرتے چلے آتے ہیں اور کہتے ہیں
کہ یا علیؑ پہنچو اور بچاؤ کہ مرحب تیغ عظیم لیے ہوئے چلا آتا ہے اُس جنابنے راہ مرحب
کی روکی اور سد راہ اُسکے ہوئے مرحب نے جو دیکھا کہ تینتیس من کا در بجائے سپر ہاتھ
میں لیے ہیں تو کہا کہ ای علیؑ اگر تم مرد ہو تو اس در کو کہ جو تمہاری پناہ ہے
زمین پر پھینکدو اور پھر مجھسے حرب کرو یہ سُنکر اُس جنابنے اُس در کو زمین
پر پھینکدیا مرحب نے تلوار زہر دار کا وار اُس جناب پر کیا اُس جنابنے
ذوالفقار اُسکے ہاتھ پر ماری کہ بند دست اُسکا کٹکر مع تلوار زمین پر
گر پڑا مرحب کو خواب اور نصیحت اپنی ماں کی یاد آئی کہ اُسنے کہا تھا کہ
جس کسی سے جنگ کرے اول نام اُسکا پوچھ لیجیو جسکا نام اسد ہو اُس سے نہ
لڑیو والا ہلاک ہوگا تو اُسنے پوچھا کہ ای علیؑ سوا اس نام کے اور بھی نام تمہارا ہے
فرمایا کہ ای کافر ملعون میرا ایک نام اسد اللہ بھی ہے یہ کہکر بند بند اُسکا لرزنے لگا اور
چاہا کہ بھاگے مگر ہمسروں سے شرم آئی کہ وہ طعن کرینگے سپر سر پر لی اور کہا کہ ای
علیؑ اب تمہیں مجھپر دست قدرت نہیں ہے اُس جنابنے ذوالفقار اُسکے سر پر
ماری کہ سپر کو اور اُسکے خود کو اور اُسکے سر و سینہ و کمر کو دو ٹکڑے
کرکے پتھر میں گھس گئی غریو اور فغاں دونوں لشکر سے بلند ہوا اور
تحسین و آفرین کا شور و غل مچا اور اُسکے بعد عشام خیبری آپکے
مقابلہ پر آیا اُس جنابنے اُسکو بھی مار کر دار البوار پہنچایا یہ دیکھکر سب
اہل قلعہ نے آواز الامان الامان کی بلند کی اور دین اسلام کو قبول کیا

مروی ہے کہ دوبارہ پہر اُس جناب نے بعد لینے خیبر کے اُس دروازہ کو اسیطرح خندق پر پل کیا اور پانی پر کھڑے ہو کر ایک سر اُسکا پکڑے رہے اور لشکر سے کہا کہ قلعہ سے نکلکر اس پل پر سے چلے جاؤ چنانچہ سب اُسپر عبور کر گئے عمر ابن خطاب نے اپنے غلام سے کہا کہ بہت سے خچروں میں خاک اور ریگ کو بہر کر اس پل پر لاؤ اور اُنکو کوڑا مار تا وہ کودیں اور اُچھلیں اور منظور اُسکو اس حرکت سے یہ تہا کہ دروازہ ہاتہ سے چہوٹ کر گر پڑے اور آپکو صدمہ پہنچے حضرت نے یہ حال دیکھکر خچروں کو نفرین کی اور فرمایا کہ الٰہی آیندہ انکو تخم نہو اور یہی باعث ہی کہ حضرت کی بد دعا سے خچر کے بچہ نہیں ہوتا پس عمر نے جب یہ دیکہا کہ خچروں نے دربر لکد کوبی ہی کی اور اُچھلے ہی کودے بہی مگر مطلقاً اُس جناب کے بازو میں خم بہی نہ آیا تو رسول خدا کیخدمت میں آنکر کہا کہ یا رسول اللہ ایک جماعت کہتی ہے کہ علی بڑا ساحر ہے کہ پانی کے اوپر کہڑا ہوا ہے اور پاؤں بہی تر نہیں ہوتے حضرت نے فرمایا کہ وائے ہو تجہپر اے عمر علی کے پاؤں جبرئیل کے پروں پر ہیں عمر نے کہا کہ یا حضرت علی کو اسقدر قدر و منزلت ہے کہ جبرئیل کے پر پر قدم اپنے رکھے آپنے فرمایا کہ اے عمر تیرے نزدیک مجہی جبرئیل پر فضیلت ہے یا اُسکو مجہپر ہے کہا نہیں آپ کو جبرئیل پر فضیلت ہے فرمایا کہ پس جبکہ علی میری دوش پر قدم رکھیگا اور کعبہ میں سے بتوں کو گرائیگا تو پہر جبرئیل کے پروں پر پاؤں کیوں نہیں رکہ سکتا القصہ سب مال و اسباب لوٹ کا اُس جناب کے پاس حاضر کیا اور سلمان فارسی ایک ماہرو خوبصورت عورت ہمراہ اپنے لائے حضرت نے اُس سے پوچہا کہ تیرا کیا نام ہے اُسنے عرض کی کہ نام میرا صفیہ ہے اور میں بیٹی ہوں علقمہ کی کہ جو بادشاہ خیبر کا ہے مینے قبل اسکے آپکو خواب میں دیکہا تہا اور میں اسلام

لائی تھی اب آرزو میری یہ ہے کہ آپ مجکو اپنی کنیزی میں قبول کریں کہ جبرئیل امیں جانب رب جلیل سے نازل ہوئے اور عرض کی کہ خداوند عالم بعد تحفہ سلام کے ارشاد کرتا ہے کہ صفیہ ہمارے دوستوں میں سے ہے اسکو اپنے حبالہ نکاح میں لاؤ پس آپنے اُس سے عقد کیا اور سب مال اسیر تقسیم کیا منقول ہے کہ خالد اور بہت سے آدمی زور آوروں نے ملکر اُس در کو حرکت دینا چاہا وہ ذرا جنبش میں نہ آیا اسمیں جبرئیل پھر نازل ہوئے اور رسول مقبول سے عرض کی کہ خداوند عالم نے ارشاد کیا ہے کہ علیؑ اس سونے کے در کو سب پر تقسیم برابر کردے یہ سنکر جناب رسولخدا نے سب فوج کو حکم دیا کہ اپنا اپنا حصہ آن کر علی سے لیلے چنانچہ ہر ایک آتا تھا اور وہ جناب اُسمیں سے ٹکڑا توڑ کر دیدیتے تھے جیسے کہ خمیر میں سے ٹکڑا توڑ لیتے ہیں پس سب نے آنکر نصیبہ اپنا لیلیا اور کوئی باقی نرہا مگر عمر کے حصہ میں ٹکڑا کم آیا اور اُسنے اُس ٹکڑے کو ہرچند زمین پر سے اُٹھانا چاہا اور زور کیا وہ ٹکڑا زمین سے نہ اُٹھا اُسنے غلاموں سے کہا کہ تم اُٹھاؤ اُن سے بھی نہ اُٹھا آخر عمر اپنے حصہ کے پاس بیٹھ گیا یہ خبر رسولخدا کو پہنچی آپنے فرمایا کہ اے علیؑ جو ہم سے بہتی نہیں رکھتا اسیطرح درماندہ اور عاجز ہوتا ہے جناب امیر نے فرمایا کہ یا حضرت عمر کو نہایت حسد ہے اس سبب اس بلا میں گرفتار ہے حضرت نے عمر کو بلاکر فرمایا یا ابن الخطاب شرط کر کہ پھر بار دگر علی سے حسد نکرونگا اور بے ادبی عمل میں نہ لاؤنگا تا اس بلا سے نجات پاوے تو عمر نے شرط کی آپنے فرمایا کہ اب تو جا اور حصہ کو اپنے اُٹھا تا مابین اصحاب شرمندہ نہو غرض وہ آیا اور حصہ اپنا جو اُٹھایا تو وہ اُٹھ آیا اُس کو اُٹھا کر گھر میں لیگیا

اور دو روز تک غم کے مارے روٹی نہ کہائی اور پہر اُسکے سر پر نہ گیا۔ نقل ہے کہ جب اصحاب مدینہ میں آئے تو اپنے اپنے حصہ کو تولا تو ایک ایک من کا تہا سوائے حصہ عمر کے کہ وہ من بہر سے کم تہا بسبب اسکی وہ گستاخی کے ساتہ جناب ولایت مآب سے پیش آتا تہا معجزہ لبست و نہم منقول ہے کہ جب جناب رسالت مآب نے مع اصحاب خیبر کو فتح فرما کر مراجعت کی اور جب ایک منزل مدینہ رہا تو اہل مدینہ اور حسنین نے آپکا استقبال کیا جناب رسول مقبول مع اصحاب خیمہ میں بیٹہے سیر صحرا کی فرما رہے تہے کہ ناگاہ اُس صحرا سے ایک آہو پیدا ہوا کہ طوق اُسکی گردن میں تہا اور شاخیں اُسکی طلاکار تہیں اور ایک قمقمہ اُسکے سینگ میں لٹکا ہوا تہا وہ آہو در خیمہ پر آنکر کہڑا ہوا حضرت نے اصحاب سے فرمایا کہ کوئی شخص ایسا ہے کہ اس آہو کو حسنین کیواسطے پکڑلے قنبر نے عرض کی کہ اگر مجہے رخصت ہو تو میں اسے پکڑوں آپنے فرمایا اچہا قنبر جناب امیر سے بہی رخصت خواہ ہوا آپنے فرمایا کہ ایک شرط سے رخصت ہے کہ ایک فرسنح سے زیادہ اُسکی پیچہے نجائیو والا تو گرفتار ہو جائیگا اور تین روز تک مجہے نہ دیکہیگا غرضکہ قنبر نے گہوڑا اُس آہو کے پیچہے ڈالا اور کمند اُسپر ڈالی وہ کمند سے صاف نکل گیا پہر قنبر نے ایک فرسنح پر جا کر اُسپر کمند ماری پہر وہ کمند سے نکل گیا قنبر کو بہت خجالت معلوم ہوئی اسواسطے کہ اُنکی کمند سے کبہی صید باہر نکلکر نجاتا تہا غرض مارے غیرت کے سات فرسنح آہو کے پیچہے گہوڑا اڑائے گئے اور سات دفعہ اُسپر کمند ڈالی اور ہر دفعہ وہ کمند سے نکل گیا جب قنبر اُسکے زندہ پکڑنے سے عاجز آئے تو ارادہ کیا کہ اولا اسکو تیر سے مجروح کرکے پکڑلیں اس مدنیتہ میں

سے کہ جانب راست سے آواز آئی کہ خبردار آمو پر تیر نہ مارو وا لا تجھے ہلاک کرونگا
قنبر کو اسوقت نصیحت جناب امیرؑ کی یاد آئی تیر کو ترکش میں کیا اور نیزہ ہاتھ میں لیا
دیکھا کہ ایک شخص مثل کوہ بزرگ مرکب باد رفتار پہ سوار سراپا سلاح میں مستغرق مسلح و
مکمل ایک بت مرصع گردن میں ڈالے چلا آتا ہی اور قنبر کے پاس آنکر ایک نعرہ کیا کہ تو
کون ہے کہ ہیرے پیک اور قاصد کو تیر مارا چاہتا ہی قنبر نے کہا کہ میں بندہ خدا اور اُمت
محمد مصطفےٰ ہوں تو کون ہے اے ملعون اُسنے کہا کہ میں غشام بن ہشام خیبری
ہوں قنبر نے نام اُسکا سنکر کہا البتہ بموجب فرمودہ جناب امیرؑ تو اُنکے ہاتھ میں گرفتار
ہو گا پس اُس ملعون نے قنبر سے کہا کہ تیرا نام کیا ہی تا بے نام اُس دشت میں تو مارا نہ جائے
کہ آج مجھے دس روز ہوئے ہیں کہ اس نواح مدینہ میں اپنے دشمن کو ڈھونڈتا ہوں قنبر نے
پوچھا کہ دشمن تیرا کون ہے کہا علیؑ ابن ابی طالب ور میں نے سنا ہی کہ علیؑ نے میرے
باپ ہشام کو قتل کیا ہی اور اسی سبب میں نے نذر کیا ہو کہ مسلمانوں میں سے قتل کیا ہے
اب امیدوار ہوں کہ جیسے تو میرے دام میں گرفتار ہوا ہی علیؑ بھی میرے دام
میں گرفتار ہو قنبر نے سنکر کہا کہ او ملعون تیری کیا طاقت ہی کہ تو علیؑ کو
گرفتار کرسے اگر تو اُنکی نفر اعدا اگر ہو سنے تو پھر تجھے طاقت حرب زدن کی
نہ ہے یہ سنکر وہ ملعون قنبر سے لڑنے لگا اور بعد رد و بدل طعن نیزہ و
سنان کے وہ ملعون قنبر پہ غالب آیا اور انکو ہلاک کرنا چاہا قنبر کو اسوقت
ہنسی آئی اُس ملعون نے پوچھا کہ یہ وقت ہنسی کا کیا ہی قنبر نے کہا کہ دو
باعث ہیں میری ہنسی کے ایک تو یہ کہ جسوقت تو مجھے ذبح کریگا تو فوراً میں
بہشت میں چلا جاؤنگا اور دوسرے یہ کہ میں غلام ایسے شہسوار کا ہوں

که اگر تو اسکا نام سنے تو زہرہ تیرا آب ہو جائے اسنے پوچھا کہ تیرے آقا کا کیا نام ہے کہا علی
ابن ابی طالب که ابھی چند روز ہوئے کہ اسنے در خیبر کو اکھاڑا اور قلعہ کو فتح کیا اور
تیرے باپ ہشام اور مرحب کو جہنم واصل کیا یہ سنکر غشام نے قنبر کے قتل سے ہاتھ
اٹھایا اور کہا کہ تیرا نام قنبر ہے کہا ہاں اس ملعون نے کہا کہ جب تونے ایسا
کچھ کہا تو اب میں اول علی کو تیرے برابر اور تیرے سامنے قتل کرونگا تب تجھے قتل
کرونگا یہ کہکر قنبر کے ہتیار چھین لیے اور ہاتھ انکے مضبوط باندھے اور انکا عمامہ سر سے
اتار کر ایک سر اسکا انکی گردن میں باندھا اور ایک سر اپنے گھوڑے کی زین سے
باندھا اور انکے گھوڑے کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے اور قنبر سے کہا کہ یہاں سے
میرا مقام تیس فرسخ ہے پس تجھے ایک رات دن پیادہ میرے گھوڑے کے ساتھ
دوڑنا پڑیگا اور اگر نہ دوڑیگا تو تجھے ہلاک کرونگا یہ کہکر قنبر کے سر پر ایک تازیانہ مارا
کہ سر اسکا پھٹ گیا قنبر نے درگاہ خدا میں دعا کی کہ خداوندا یہ ملعون چونکہ دشمن شاہ
مردان کا ہے اور پیادہ پابرہنہ تیس فرسخ مجھے لیجائیگا تو اس مشقت کو مجھپر آسان
کر اور اس جناب کو جلد میرے پاس پہنچا یہ کہکر روانہ ہوے راوی کہتا ہے کہ جب
ایک شب و روز قنبر کی خبر جناب امیر کو نہ آئی تو خدمت رسولخدا میں حاضر ہوئے اور
عرض کی کہ یا حضرت معلوم ہوتا ہے کہ قنبر کسی بلا میں مبتلا ہوا اور کوئی قضیہ ہائلہ اسکو
در پیش آیا صلاح یہ ہے کہ اہل مدینہ آپکے استقبال کو آئے ہیں آپ تو انکے ساتھ مدینہ میں
تشریف لیجائیں اور میں قنبر کی جستجو میں جاتا ہوں پس وہ جناب اسطرف کو چلے کہ جدہر
سے آہو آیا تھا مگر شب روشن اور پر نور و ضیا تھی جب صبح [illegible] گھوڑے
سے اتری اور نماز صبح ادا کی اور بعد ورد و وظائف سوار ہو کر آگے کو روانہ ہوئی قدر

تشریف لیگئے تھے کہ دور سے گھوڑا قنبر کا نظر آیا کہ سر اُٹھاتا ہے اور پھر زمین پر
رکھدیتا ہے جب آپ اُسکے قریب پہنچے تو دیکھا کہ چاروں ہاتھ پاؤں اُسکے کٹے ہوئے
زمین پر پڑا ہے اور زرہ قنبر کی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھری ہے وہ جناب گھوڑی سے نیچے اُترے
اور ہاتھ اور پاؤں اُسکے ملا کر سورہ حمد کو پڑھا فوراً قدرت خدا اور اعجاز اُس معجزنما
سے ہاتھ اور پاؤں گھوڑے کے درست ہوگئے اور گھوڑا کھڑا ہوگیا آپ نے گھوڑے سے
کہا کہ تو مدینہ کی سمت روانہ ہو اور جلد خدمت رسولخدا میں پہنچ اور میں عنقریب
تیرے راکب کو تجھسے لا کر ملاتا ہوں یہ فرما کر آگے کو روانہ ہوئے قریب غروب
آفتاب ایک بڑا ٹیلہ نظر آیا حضرت اُس پشتہ پر تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ ٹیلہ
نہایت سرسبز ہو رہا ہے اور اشجار ثمردار وغیرہ کثرت سے ہیں اور ایک چشمہ پانی
کا ہے آپ چشمہ پر گھوڑے سے اُتر کر بیٹھ گئے اور گھوڑی کو چرنے کیواسطے چھوڑ دیا
اُسمیں اُس جناب نے دیکھا کہ ایک طرف چشمہ کے ایک خیمہ ایستادہ ہے اور گرد
خیمہ کے ایک لشکر عظیم اُترا ہوا ہے کہ ستر ہزار آدمی اور ستر نشان اُس
لشکر میں ہیں راوی کہتا ہے کہ اُس خیمہ میں ایک دختر بیٹھی تھی کہ حسن و جمال میں
اپنا نظیر و سہیم نہ رکھتی تھی اور غلام پردہ خیمہ کے اُسکے آگے سے اُٹھائے ہوئے تھے اور
وہ دختر مرغزار کا تماشا کر رہی تھی کہ نظر اُسکی دلدل پر پڑی نقشہائے رنگارنگ دلدل
سے دختر حیران ہوئی اور آدمیوں سے کہا کہ اسے پکڑ لاؤ غلاموں نے عرض کی کہ وقت شب کا ہے
صبح کو پکڑ لائیں گے غرض جب صبح ہوئی تو آدمی بہت سے اُسکے گرفتار کرنیکو آئے
دلدل نے بہت سے آدمیوں کو ہلاک کیا اور کچھ جو بچے تو اُنہوں نے اُس
دختر سے آنکر کہا کہ تو نے طمع میں اُس دلدل کے ناحق اکثر آدمیوں کا خون کرایا

دختر نے یہ سنکر کہا کہ کیا میں اسکو چھوڑدوں گی اور آپ کھڑی ہوگئی اور مع غلام عاقل
کے دُلدُل کیطرف آئی دُلدُل نے ایسی نگاہ ہیبت و صلابت سے اُسکی طرف
دیکھا کہ دختر خوف سے کانپنے لگی اور ایسی بدحواس ہوکر بھاگی کہ راہ خیمہ کی گم
کرکے سر چشمہ پر جا پہنچی دیکھا کہ ایک پشمینہ پوش سجادہ پر بیٹھا عبادت خدا میں
مصروف ہے اور اُسکی ہیبت و صلابت سے زمین لرزے میں ہے اور روئے انور کے نور سے
تمام مرغزار صحرا روشن ہو رہا ہے دختر نے غلام سے کہا کہ اس جوان کو تو نے دیکھا
وہ غلام اتفاق مسلمان تھا اور دوستان امیر جناب سے اور اُسنے آپ کو پہچانا اور
کہا کہ ہاں دیکھا دختر نے کہا کہ ای غلام تو خیمہ میں جا بعد عشاء کے انکا وقت ہے پس
اگر وہ آجاوے تو مجھے خبر کر اور میں اس جوان سے حال اسکا پوچھتی ہوں غلام نے کہا
کہ بہت ادب سے کلام کیجیو پس دختر آپکے پاس آئی اور کہا کہ ای جوان سر زانو سے اٹھا
تا میں تجھسے کچھ پوچھوں آپنے اُسکی طرف کچھ التفات نہ کی اُس دختر نے کہا کہ
ای شخص بادشاہان عالم میری حسرت میں ہیں اور آرزو کرتے ہیں کہ ایکمرتبہ میری صورت
کو دیکھیں اور کلام کریں مگر اُنکو میسر نہیں آتا اور اب میں خود تجھسے باتیں کرتی ہوں اور
تو جواب نہیں دیتا اور اُس عورت نے چاہا کہ ایک کف آب اُس جناب پر ڈالے کہ آپنے فرمایا کہ ای
عورت اگر تو چاہتی ہے کہ میں تجھسے باتیں کروں تو تو نقاب اپنے منہ پر ڈال اُسکو سنکر نہایت
تعجب آیا اور نقاب منہ پر ڈال لی پس حضرت نے فرمایا کہ پوچھ کیا پوچھتی ہے کہا کہ یہ گھوڑا صحرا میں
چرتا پھرتا ہے تیرا ہے آپنے فرمایا کہ ہاں میرا ہی ہے کہا اسنے میرے بہت غلاموں کا خون کیا ہے
میں آئی ہوں کہ اس سے انتقام لوں آپنے فرمایا کہ اگر تیرے آدمی اسکے گرفتار کرنیکو
نہ آتے تو یہ کیوں انکو مارتا اور وہ کیوں مارے جاتے اور ای دختر اگر تمام لشکر تیرا اسکے

پکڑنیکو آئیگا تو بھی یہ سب کو مار کر بھگا دیگا اور کسیکے ہاتھ نہ آئیگا یہ سنکر اُس دختر نے کہا
کہ تم اسکو میرے ہاتھ بیچ ڈالو اگر مرضی میری آسنے تو اسکی قیمت میں زر نقد لیلو یا
اسکے عوض گھوڑا لیلو آپنے فرمایا کہ یہ گھوڑا بیش قیمت بہت رکھتا ہے تو اُسکی قیمت کو
ادا نہیں کر سکتی ہے اُسنے کہا کہ اے شخص تو مجھے نہیں جانتا یار سوا دختر کے پر لہنرا نہ
چلتا ہے آپنے فرمایا کہ اے دختر اگر تمام روئے زمین کے دریا موتی و جواہر سے بھر جائیں
اور تو اُن سب کو اسکی قیمت میں دے تو بھی اسکے ایک بال کی قیمت نہو اُس عورت نے
کہا کہ جو قیمت تم کہو گے میں دونگی بشرطیکہ اسکو میرا تابعدار کردو آپنے فرمایا کہ اگر تو
بت پرستی کو ترک کر دے تو یہ تیرا رام اور تابعدار ہو جاے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ جانب بیابان سے ایک
گرد نمودار ہوئی اور اُس گرد میں وہی آہو کہ جسکے عقب میں قنبر گئے تھے پیدا ہوا اور
دونوں شاخوں میں اسکے دو رقعہ لٹکے تھے اور وہ آہو خیمہ کیطرف روانہ ہوا حضرت نے
اُس آہو کو دیکھکر تبسم فرمایا دختر نے باعث تبسم کا پوچھا فرمایا کہ جو میں چاہتا
تھا وہی ہوا کہ اسمیں آہو خیمہ میں داخل ہوا خیمہ میں دو شیر بندھے ہوئے تھے
وہ شیر آہو کو دیکھکر خوش ہوئے حضرت نے تعجب کیا اور فرمایا کہ سبحان اللہ
اس جماعت نے دو دشمنوں کو باہم دوست کر رکھا ہے اور کیسا تابعدار
اپنا کیا ہے کہ نہ شیر قصد آہو کے ہلاک کا کرتے ہیں نہ آہو شیروں سے
خوف کرتا ہے کہ اسمیں وہ آہو اُس دختر کے پاس آیا اُسنے
اُس کو پکڑ کر پیار کیا اور منہ چوما اور کہا کہ اے آہو میرے
یار سے کیا خبر لایا ہے اور ایک رقعہ کہ جو شاخ چپ آہو پر
لٹکتا تھا کھول کر پڑھا اور اُس کو پھاڑ کر دور پھینکدیا

پھر دوسرے رقعہ کو شاخ راست آہو سے کھولکر پڑہا اسکو پڑہکر خوش ہوئی اور اُس جناب
سے کہنے لگی کہ اے جوان عربی تیرا قدم مجہپر بہت مبارک ہوا اپنی حقیقت حال کی
اس سے پوچھی اُسنے کہا کہ یہ آہو پیک ہے غشام خیبری کا ای شخص آگاہ ہو کہ ایک میرا دشمن
ہے کہ نام اسکا علیؑ ابن ابی طالب ہے اور سنا ہے کہ وہ بہت شجاع اور بڑا دلیر اور
بہادر اور زور آور ہے اور مینے اپنے عاشقوں سے شرط کی ہے کہ جو کوئی اسکا سر لائیگا اسکے
ساتھ وصلت قبول کرونگی اور اُسکی ہمدم اور یار ہونگی اور یہ غشام میرے عاشقوں میں
سب سے زیادہ پہلوان اور بہادر اور زور آور ہے بموجب اپنی شرط کے کہ مجہسے شرط کی ہے
علیؑ کے قتل کرنیکو گیا ہوا ہے نامہ اول میں اُسنے لکھا تہا کہ دس دن کے عرصہ میں
میں چار جانب مدینہ کے پہرا اور جب سے احوال علیؑ کا پوچہا اُسنے کہا کہ قلعہ خیبر پر واسطے
مدد محمد کے گیا ہے اور اب میں تیرے پاس آتا ہوں جبتک کہ علیؑ خیبر سے پہرے اور دوسرے
نامہ میں لکھا تہا کہ قنبر غلام علیؑ کو مینے پکڑا ہے اور بعد ذلت و خواری اپنے ہمراہ لاتا ہوں
اور یقین ہے کہ علی بہی اسکے پیچہے آئیگا پس جب وہ آئیگا تو اُسے قتل کرونگا اس
خبر سے میں بہت خوش ہوئی اُن جنابنے فرمایا کہ ای دختر علیؑ نے تیرا کیا قصور کیا ہے
کہ تو اُسکے خون کی تشنہ ہے اُسنے کہا علیؑ نے میرے باپ فم الحمار کو قتل کیا ہے جبتک
میں اپنے باپکے خوں کا بدلا اُس سے نہ لونگی چین نہ آئیگا اس گفتگو میں تہے کہ ناگاہ
غشام آن پہنچا اُس عورت نے کہا کہ اے جوان اب تو اس جگہ سے چلا جا مبادا غشام
سے تجہے کچہ ضرر پہنچے آپنے فرمایا کہ تو اپنا فکر کر میں اپنی آپ حفاظت کرونگا اور
اگر میں اُس سے ڈرتا تو یہاں کیوں آتا غرض وہ دختر تو روانہ ہوئی اور پہنچی خیمہ
کے پاس اور جو ہیں نظر اُسکی قنبر پر پڑی تو دوڑ کر اُسکے منہ پر ایک طپانچہ مارا

اور کہا کہ ای غلام کب تیرا آقا میرے دام ظلم میں گرفتار ہوگا قنبر نے کہا کہ ای دختر صبر کر
کہ بہت جلد وہ تشریف لاتے ہیں غشام نے دست و پا قنبر کے باندہکر اور خندق
کے لایا کہ تیس گز اُس خندق کا عمق تہا اُسکے کنارہ پر قنبر کو ڈالکر ایک لات
ماری کہ قنبر خندق کے اندر گر پڑا جناب امیرؑ کو یہ دیکہکر نہایت غیظ آیا اور غضب
سے رنگ مبارک سُرخ ہوگیا اور نہایت رنج و ملال حاصل ہوا اور چاہا کہ اسیوقت
اُس لعین کا کام تمام کریں اور قنبر کا انتقام لیں مگر کچہ سوچ کر تحمل کیا اور کہا کہ
خداوندا مجہے توفیق دے کہ میں بہی اِس کافر کا سر اگر سلام قبول نہ کرے تو مثل قنبر
اس خندق میں ڈالوں پس غشام خیمہ میں آیا اور قضہ سے کہا کہانا لا اُسنے کہانا
منگوایا اور دسترخوان بچہا کر دونوں کہانے پر بیٹہے چند لقمہ کہا سکے تہے کہ نظر
غشام کی جناب امیرؑ پر پڑی دیکہا کہ ایک جوان کنارہ پر چشمہ کے بیٹہا ہی لقمہ
ہاتہ سے پہینکدیا اور طپانچہ مُنہ پر اُس دختر کے مارا اور کہا کہ ای گیسو بریدہ
چونکہ آوازہ تیرے حسن و جمال کا سب طرف پہنچا ہی تو یہ جوان تیرے واسطے
اس جگہہ آیا ہی میں اسیوقت اُسکو قتل کرتا ہوں اور پہر تجہے تیری سزا کو پہنچاؤنگا
اُس دختر نے بُت کو گردن سے نکالکر قسم کہائی کہ اس جوان نے میری صورت تک بہی نہیں دیکہی
اور جبتک مینے نقاب مُنہ پر نہ ڈالی مجہسے اُسنے بات نہ کی اور مینے جو سبب یہاں
آنیکا پوچہا تو کہا کہ میرے غلام کو چرا کر لے آئی ہیں اُسکے واسطے آیا ہوں غشام نے
جو یہ بات سُنی تو عذر کرنے لگا کہ ای آرام دل یہ بے ادبی جو مجہسے تیری
خدمت میں ہوئی باعث اسکا فرط محبت اور زیادتی عشق کا تہا مجہے معاف کر
اور اسکی عوض میں جو تیرا مطلب ہو وہ بیان کر کہ میں اُسکو بجا لاؤں

اُسنے کہا کہ اے غشام میں چاہتی ہوں کہ اسکو خیمہ میں لا کر اسکی ضیافت کرے بیشک تمام عمر میں اس سیرت و صورت کا کوئی شخص نہیں دیکھا کہ تمام خیمہ اور صحرا اسکے نور سے روشن ہو رہا ہے غشام نے کہا کہ بپاس خاطر تیرے ضیافت تو اسکی کر دیتا ہوں مگر خیمہ میں اسکو نہ لاؤنگا کہ مبادا یہ مخبر ہو پس غشام نے غلام کو در پردہ مسلمان تھا بلا کر کہا کہ اس جوان کے پاس کھانا لیجا اور میری طرف سے نذر خواہی کیجیو پس غلام کھانا اُس جناب کی خدمت میں لایا اور عرض کی کہ السلام علیک یا ابا عبداللہ میری جان آپ پر سے فدا ہو میری ملکہ نے یہ کھانا آپکے واسطے بھیجا ہے کہ آپ تناول فرمائیں اور میں یہ یقین جانتا ہوں کہ آپ اسکو تناول نفرمائیں گے لیکن میں حق بندگی کا بجا لایا ہوں آپنے جواب سلام کا دیا اور فرمایا کہ اے ادراک جزاک اللہ خیرا تجھے خدا جزای نیک دے انشاء اللہ فردا تجھے ان کفار کے ہاتھ سے چھڑا دونگا ادراک کو یقین ہوا کہ علی ع ابن ابیطالب ہیں حضرت کے پای مبارک پر بوسہ دیا اور عرض کی کہ اے ولی خدا چار برس سے میں اس دختر کے قبضہ اور کفار کے ہاتھوں میں گرفتار ہوں الحمد للہ کہ آپ کی زیارت مجھے نصیب ہوئی اُس جنابنے فرمایا اس کھانیکو لیجا اور کہو کہ میں علیؑ ابن ابی طالب ہوں جسوقت تو پہنچا تھا اُسیوقت مینے چاہا تھا اور میرا ارادہ ہوا تھا کہ تجھ لعین کا کام تمام کروں اور جلد تجھے جہنم میں پہنچاوں مگر چونکہ تو گرسنہ اور تشنہ تھا لہذا تجھپر رحم کیا اب انشاء اللہ جسطرح تونے قنبر کو خندق میں ڈالا ہے اُسیطرح تیرے سر کو بھی خندق میں ڈالدونگا غلام غشام پاس آیا اور جو کچھ دیکھا اور سنا تھا من و عن پیغام حضرت کا اُس لعین کو پہنچایا اُس دختر نے کہا کہ غشام اب کیا دیر ہے جلد کھڑا ہو اور علیؑ کو پکڑ کر میرے پاس لا

اور غدر کو موقوف کر اور اگر اسکو نہ پکڑیگا تو پھر کبھی منہ میرا نہ دیکھیگا غرض ایسی باتیں کہتی
تھیں اور وہ لعین اس فکر میں تھا کہ وہ جناب سجادے سے اٹھے اور دلدل پر سوار ہو کر
جانب کوہ کہ برابر اُس جناب کے تھا روانہ ہوئے اور پہاڑ کے اُس طرف جو پہنچے
تو دیکھا کہ ایک مرغزار نہایت سرسبز اور شاداب ہے آپنے دلدل کو اس مرغزار
میں چرنیکے واسطے چھوڑ دیا اُس دختر نے غشام سے کہا کہ اے بد بخت جسوقت
کہ علیؑ تنہا تھا تو نے نہ پکڑا تو پھر کب اسکو پکڑیگا تو اس خیمہ سے نکل جا اور
نہ آیو غشام نے کہا اے دختر میں نے اپنا کام کر لیا ہے کہ اسکے غلام کو گرفتار کر لایا ہوں
اور وہ میری قید میں ہے اگر وہ علی ابن ابی طالب ہے تو پھر آئیگا تو گھبراتی ہیں
اور وہ جناب اُسطرف کوہ کے سیر فرمارہے تھے اور قدرت خدا کا تماشا کر رہے تھے
کہ ناگاہ ایک طرف سے صحرا کے آواز آئی کہ اے خدائے محمدؐ جلد علیؑ ابن ابیطالب کو
میرے پاس پہنچا یہ آواز سنکر اُس جناب کو تعجب آیا کہ یہ کون شخص ہے جو میرا طالب ہے
غرض آپ اُس شخص کے پاس آئے سنا کہ وہ کہہ رہا ہے کہ اے بت شبازور میں نے تجھسے
دعا کی کہ تو علیؑ کو میرے پاس پہنچا تو نے نہ پہنچایا اب میں خدائے محمدؐ سے اسکو طلب
کرتا ہوں اگر اسنے پہنچایا تو پھر کبھی تجھے سجدہ نکرونگا اس جناب نے نزدیک اسکے آکر
پوچھا کہ اے کافر تو علیؑ سے کیا کام رکھتا ہے وہ شخص حضرت کو دیکھکر اور انکی
آواز سنکر خائف و ترساں ہوا اور کہا کہ اے جوان عرب تو کون شخص ہے
کہ تیرے نور جمال سے صحرا روشن ہوگیا آپنے فرمایا کہ تو اپنے مطلب کو بیان کر
اُسنے کہا کہ اول تم اپنا نام بتاؤ اور بیان کرو کہ کس شہر کے باشندہ ہو آپنے
فرمایا کہ میں مدینہ کا رہنے والا ہوں اُسنے نام مدینہ کا سنکر ایک آہ سرد

سینہ پر زور سے کھینچی اور کہا کہ ای عبد اللہ [illegible] آن آی کہ جسکی تو پرستش
کرتا ہی کہو کہ علی ابن ابیطالب داماد پیغمبر کو بھی جانتا ہی فرمایا کہ ہاں مجھسے بہتر انکو کوئی
نہیں جانتا علی اسد اللہ اور مظہر عجائب اور مظہر غرائب ہے خدا تعالی نے ایسی
قوت اور طاقت اسکے بازوں میں عطا کی ہی کہ دو انگشت سے در خیبر کو اکھاڑا اس شخص
نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ وہ کسیطرح میرے روبرو آئے آپنے فرمایا کہ اگر تو انکو از روئے
اخلاص کے طلب کرے تو وہ تیرے پاس بیشک آوینگے میں نے پوچھا کہ خلاص کیا چیز ہی آپنے
فرمایا کہ مسلمان ہوجا اور وحدانیت خدا اور رسالت محمد مصطفے کا اقرار کر پھر آپنے پوچھا
کہ ای کافر تجھے علی سے کیا کام ہی اور کسواسطے تو انکا طالب ہے اُسنے کہا کہ ای جوان ایک
روز میں صحرا کی سیر کرتا پھرتا تھا کہ ناگاہ دختر ذوالحمار کو دیکھا اور اُسپر عاشق ہوگیا ہوش
میرے جاتے رہے جب میں ہوش میں آیا اور اُس سے پوچھا کہ ای گل چمن محبوبی تو
کسکی دختر ہے کہ مجھے صید اپنا کیا اُسنے کہا کہ میں دختر ذوالحمار کی ہوں اور غشام بن ہشام
سے نامزد ہوں میںنے اُس سے کہا کہ تو ہوس غشام کی چھوڑ دے تاجو کچھ تیرا مطلب ہے میں
اُسکو پورا کر دوں اُسنے کہا کہ میرا مہر اور شیربہا ایسا ہی کہ سوائے غشام کے اور کسیکو
اُسکے ادا کی طاقت نہیں ہے میںنے اُس سے پوچھا کہ وہ کیا ہی کہا سر علی ابن ابیطالب کا
پس ای جوان مجھہ میں اور اُسمیں یہ شرط ہوئی ہی کہ اگر پہلے غشام کے سر علی کا اُسکے
پاس لیجاؤں تو اُسکا مالک اور اُسپر متصرف ہوجاؤں اور آج دس دن کا عرصہ ہوا
کہ میں اُسکی جستجو میں ہوں اور غشام بھی اُسکی تلاش میں سرگردان ہے اور میں مدینہ
میں بھی گیا اور اُسکا حال پوچھا معلوم ہوا کہ وہ قلعہ خیبر پر گیا ہوا ہی اور سب نے
مجھسے یہ بھی کہا کہ تو حریف اور مقابل علی کے نہیں ہے ای عبد اللہ میں چاہتا ہوں

کہ تو نشان علیؑ کا بتا کہ وہ کس ہیئت کا جوان ہی تا کہ میں اُسکو دیکھکر پہچان لوں آپ نے
فرمایا کہ ای علقمہ رنگ علیؑ کا رنگ میرا سا ہی قد علیؑ کا قد میرا سا ہی زور علیؑ کا زور
میرا سا ہی مجھ میں اور علیؑ میں کچھ فرق نہیں ہے علقمہ نے یہ سُنکر کہا کہ ای شخص تو جھوٹ کہتا ہے
اسواسطے کہ مینے سُنا ہے کہ علیؑ نے آٹھ برس کے سن و سال میں جبلہ زنگی کے
سر پر تلوار ماری کہ چار پارہ ہوگیا حالانکہ اُس زنگی کا قد چالیس گز کا تھا اور تم
تو کہتا ہی کہ زور اُسکا زور میرا سا ہی اے عبداللہ میرا ارادہ ہوا تھا کہ گھوڑا تجھسے
لیکر تجھے آزاد کروں مگر اب مجھپر لازم ہوا کہ تجھے قتل کروں تا جانوں کہ
میں حریف اُسکا ہوسکتا ہوں یا نہیں یہ کہکر نیزہ آپ پر مارا آپنے ہاتھ بڑھا کر
سنان نیزہ کی پکڑلی اور ایک جھٹکا مارا کہ اُسکے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا اور گھوڑے
پر سے نیچے گر پڑا اُس جناب نے مرکب سے اُتر کر زانوی مبارک اُسکے سینہ پر رکھدیا
اور اُسکی گردن سے تبر کو نکال کر زمین پر مارا کہ ٹکرے ٹکرے ہوگیا پھر نقاب
اُسکے منہ پر سے اُٹھائی دیکھا کہ جوان خوشرو ہی فرمایا کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ بت کو
سجدہ کرتا ہے اب توبہ کر بت پرستی سے اور وحدانیت خدا اور نبوت محمد مصطفےٰ اور
اور امامت علیؑ مرتضی کا اقرار کر علقمہ نے کہا کہ بیشک علیؑ تو ہی ہی اور جانا کہ خدای محمد
برحق ہی مگر کیا کروں کہ دختر ذوالحمار پر عاشق ہوں حضرت نے فرمایا کہ اسلام کو قبول کر
تا میں سر اپنا راہ خدا میں تجھے دوں علقمہ نے کہا کہ مجھے کیونکر یقین ہو کہ اگر میں مسلمان ہو جاؤں
تو تم سر اپنا راہ خدا میں مجھے دوگے اُس جناب نے یہ سُنکر ذوالفقار علقمہ کے ہاتھ
میں دیدی اور سر مبارک جھکا کر اُسکے روبرو ہو بیٹھے اور فرمایا کہ سر میرا
کاٹ لے علقمہ نے کہا کہ یا علیؑ میں تم سے خوف کرتا ہوں مجھے اجازت دو کہ

اول تمہارا ہاتھ باندہ دوں پہر تمہارا سر جدا کروں حضرت نے فرمایا کہ اے علقمہ آج تک
میرے ہاتھ کسی نے نہیں باندہے ہیں مگر تیرا اگر یہی مطلب ہے تو میں اسکو بہی گوارا کرونگا
پس آپ نے فرا کر ہاتھ دونوں ملا لیے اور فرمایا کہ لے انکو باندہ لے علقمہ نے جب حال اس جناب کا
دیکھا کہ راہ خدا میں سر دینے کو آمادہ و مستعد ہو گئے ہیں تو اُسنے ذوالفقار کو بوسہ دیا
اور حضرت کے سامنے رکہدی اور عرض کی کہ ہزار جان میری تم سے فدا ہو یا علی میں
اپنے افعال سے توبہ کرتا ہوں غرض اُسنے کلمہ شہادت اوپر زبان کے جاری کیا اور
کہا کہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمداً رسول اللہ و اشہد ان امیر المومنین
علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ اور مسلمان ہوا اُس جناب نے علقمہ کی پیشانی پر
بوسہ دیا اور فرمایا کہ اے علقمہ تو غم نہ کہا کہ فردا بعد طلوع آفتاب دختر ذوالخمار کو انشاء اللہ
تیرے عقد میں لاؤنگا بشرطیکہ غشام نے اسلام قبول نہ کیا و الا اُسکو قتل کرونگا
علقمہ نے عرض کی کہ یا حضرت اسجگہ سے تا منزل ذوالخمار بیس فرسخ ہے اور صبح بہت
قریب ہے کیونکر آپ وقت طلوع آفتاب دختر ذوالخمار کو میرے عقد میں لا سکیں گے آپ نے
فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا تو اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر رکہدے اور آنکھیں اپنی بند کر لے
علقمہ کہتا ہے کہ جو میں نے آنکھیں بند کیں مجھے ایسا معلوم ہوا کہ دفعۃً زمین پاؤں
کی نیچے سے نکل گئی اور چند قدم چلا تہا میں کہ آپنے فرمایا آنکھیں کہولدے
جو میں نے چشم وا کی دیکھا کہ کنارے پر اُسی چشمہ کے کہڑا ہوں کہ جہاں
خیمہ دختر ذوالخمار کا ایستادہ ہے پس ہم اُترے حضرت نے فرمایا کہ جبطرح میں
وضو کروں تو بہی اُسیطرح وضو کر اور نماز پڑہ کہ دو رکعت نماز تیری ستر برس کی
عبادت کی برابر ہی کریگی پس آواز نماز کی بلند ہوئی تو دختر نے علقمہ کو دیکہا

اور بھیجا تا غشام سے کہا کہ علیؑ نے علقمہ کو اپنے سے موافق کر لیا غشام نے اپنی غلامان
کو صدا دی کہ ہمارے لشکر سے کہو کہ جلد تیار ہو جاوے اور آپ بھی ہتیار لگا کر سوار ہوا
علقمہ بیتے جو لشکر کو دیکھا تو ڈرا اور کہا کہ یا حضرت میں خنر ذوالحمار سے درگذرا آپ
اسنے ارادہ جنگ کا نہ کریں آپنے فرمایا کہ تو کچھ خوف نہ کر اور میری پشت پر رہ علقمہ نے
کہا کہ یا علیؑ آپ یکہ و تنہا ہیں اور یہ ستر ہزار آدمی ہیں آپ اسنے کیونکر بسر آئینگے
آپنے جب یہ دیکھا کہ علقمہ نہایت خوفناک ہے تو فرمایا کہ ای علقمہ تو چاہتا ہے کہ میری
سپاہ کو دیکھے عرض کی کہ ہاں اس جناب نے دست مبارک علقمہ کی آنکھوں پر پھیرا
علقمہ نے جو نگاہ کی تو دیکھا کہ آسمان سے زمین تک فرشتے ہیں کہ جنکا ایک بازو
مشرق تک ہے اور ایک مغرب تک دیکھکر علقمہ کا خوف جاتا رہا اور عرض کی
کہ یا حضرت میری آنکھوں کو حالت اصلی پر کر دیجیے کہ آنکھوں کو خبر کی حاصل
ہوتی ہی آپنے پھر ہاتھ اسکی آنکھوں پر پھیرا کہ اسکو فرشتے دکھائی دینے سے
رہ گئے غرض غشام نے پہلے دونوں شیروں کو اس جناب کیطرف بھیجا تا کہ کام اس
جناب کا تمام کریں علقمہ نے جو شیروں کو آتے ہوئے دیکھا تو فریاد کی کہ یا علیؑ مجھی انسے
بچاؤ اور میری فریاد کو پہنچو آپ ان شیروں کی طرف متوجہ ہوئی اور کچھ
کلمات اُنسے فرمائے وہ دونوں شیر حضرت کے قدم مبارک پر گر پڑے
اور باعجاز حضرت زبان انکی گویا ہوئی اور عرض کی کہ یا حضرت ہم نے
آپ کو نہ پہچانا تھا کہ بے ادبانہ آپ کیطرف آئے آپ ہمکو رخصت فرمائیے
کہ ہم غشام کو جا کر پارہ پارہ کریں آپنے فرمایا کہ ای شیرو میں چاہتا
ہوں کہ اول غشام کو اسلام کیطرف دعوت کروں اگر وہ قبول کرے

تو بہتر والا اُسکو قتل کروں اب تم شرط کرو کہ کبھی میرے دوستوں کو آزار نہ پہنچانا اور
تم صحرائے بغداد میں جاؤ جب سلمان فارسی وفات پائیں تو تم اُنکی قبر پر مقیم رہنا
شیروں نے یہ سنکر زمین پر جبین ملی اور بغداد کو روانہ ہوئے غشام نے جو یہ تمام سلوک شیروں کا
اُس جناب سے دیکھا تو شیروں کو آواز دی انہوں نے اُسکی طرف کچھ التفات نکیا اور چلے گئے
وہ ملعون گھوڑے پر سوار ہوا اور جناب امیر کیطرف آیا آپ بھی دُلدُل پر سوار ہوئے
اور علقمہ سے کہا کہ تو بھی حجازی پر سوار ہو اور میری پشت کی جانب ہو دختر نے علقمہ
سے کہا کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ تو پیچھے علیؑ کے ہے آخر باپ تیرا کون تھا علقمہ نے
کہا کہ میرا باپ کمتر سگ سے تھا مگر تجھے بدولت علیؑ ابھی اپنے عقد میں لاتا ہوں
اور اپنی آغوش میں لیتا ہوں غشام نے چاہا کہ علقمہ پر وار کرے کہ دختر نے کہا کہ
ذرا صبر کر کہ میں اس سے دو باتیں کر لوں اور علقمہ کے نزدیک آ کر کہا کہ تجھے ننگ
و عار نہیں آتا کہ خدایتعالیٰ کی پرستش کرتا ہی علقمہ نے کہا کہ ای دختر تجھے شرم
نہیں آتی کہ تو غیر خدا کی پرستش کرتی ہی اور مطلب میرا یہ تھا کہ کسیطرح وصال کو
پہنچوں تو ابھی غشام مارا جاتا ہے اور میں تیرے وصال کو پہنچتا ہوں دختر یہ سنکر
غیظ میں آئی اور ایک تلوار علقمہ کے سر پر ماری کہ سر کو اُنکی کاٹ کر ران کو مع
ہڈی کے کاٹا قریب تھا کہ علقمہ اس صدمہ سے زمین پر گرے کہ جناب امیرؑ
علیہ السلام پہنچے اور فرمایا کہ اے علقمہ مرد زخم سے نہیں ڈرتے خصوص وہ
زخم جو عورت کے ہاتھ سے لگے اسمیں غشام نے نیزہ حوالہ جناب امیر علیہ السلام
کیا اُس جناب نے نیزہ اُسکے ہاتھ سے کھینچ کر دور پھینک دیا غشام نے
غصہ میں آن کر عمود گراں سنگ اُس جناب کے فرق مبارک پہ

مارا اُس قوت بازوے مصطفویؐ نے ہاتھ بڑھا کر غشام کا ہاتھ پکڑ لیا اور
دیکھا کہ دختر نے تلوار بلند کی ہے اور چاہتی ہے کہ علقمہ کے مارے کہ آپنے
ایک ایسا نعرہ کیا کہ ہاتھ اُس دختر کا خوف کے مارے اُوپر ہی رہ گیا
پھر آپ نے غشام کی کمر میں ہاتھ ڈالکر زین سے اُٹھایا اور سر سے
بلند کیا قنبر نے جو خندق میں آواز نعرہ جناب امیرؑ سُنی تو مارے
خوشی کے بند قید کو توڑ کر خندق سے باہر نکل آیا جناب امیرؑ کو اور غشام
کو آپ کے ہاتھ میں گرفتار دیکھکر نہایت خوش ہوا اور پاس آن کر
کہا کہ السلام علیک یا مولائی و مقتدائی آپ نے جواب سلام کا دیا
اور فرمایا کہ اے قنبر تو علقمہ کی خبر لے کہ مبادا ملاعین سے اُسکو کچھ ضرر پہنچے
قنبر علقمہ کے پاس آیا اور اُسکو جمازہ سے نیچے اُتارا اور کہا کہ اے علقمہ
تو اس زخم سے کچھ خوف نہ کر کہ تجھے اس سے کچھ ضرر نہ پہنچیگا۔ جناب امیرؑ نے
غشام سے کہا کہ اسلام قبول کرو الا تجھے زمین پر ایسا پٹکوں گا کہ استخوان تیری
ریزہ ریزہ ہو جائیں گی اُسنے اسلام لانے سے انکار کیا آپنے اُسکو زمین پر دے مارا
اور دُلدل سے اُتر کر اُسکے سینہ پر چڑھ بیٹھے اور قنبر سے کہا کہ جسطرح سے
اسنے تجھے باندھا تھا اسیطرح اب تو اسکو باندھ قنبر نے اُسکو خوب طرح سے
جکڑا پھر اُسکو اُٹھا کر خندق کے کنارے پر لائے اور اُس سے پھر ارشاد کیا
کہ اگر اب بھی تو کلمہ پڑھے تو میں تجھے نجات دوں اُس لعین نے کہا کہ تم مجھے ٹکڑے
کر ڈالوگے جب بھی اسلام نہ لاؤنگا یہ انکار اُسکا آپنے دیکھکر ایک ہاتھ اُسکے
حلقوم پر مارا کہ مثل خیار سر اُسکا تن سے جدا ہو کر خندق میں جا پڑا

لشکر نے دیکھکر چاہا کہ آپ پر سب حملہ کریں غشام کا ایک وزیر شاہ بند نامی بہت
زیرک اور دانا تہا اُسنے سب سے کہا کہ ای بے وقوفو تم ہرگز علیؑ کے متعرض ہو کہ اگر
تمام عالم جمع ہو کر اُنکو ضرر پہنچانا چاہیگا تو کوئی بہی ضرر نہ پہنچا سکیگا سب نے قول
وزیر کی تصدیق کی اور الگ ہو کر کہڑے ہو گئے حضرت نے قنبر سے کہا کہ تو دختر دوبہما
کو میرے پاس لا جب وہ آئی تو آپ پر سلام کیا تو آپنے بعد جواب سلام فرمایا کہ حکم خدا سے
اب میں تیرا محرم ہو گیا اب تو اسلام لا اُسنے عرض کی کہ میں آپ سے ایک معجزہ چاہتی
ہوں کہ اگر علقمہ کا زخم آپ اچہا کردیں تو میں آپکے فرمانیکو قبول کروں اسواسطے کہ
میں نے ناحق اُسکو زخمی کیا ہے آپنے فرمایا کہ ای دختر تو علقمہ کو جاکر آواز دی اگر وہ
زندہ ہی تو جواب دیگا یہ خبر کر دختر علقمہ کے روبرو آئی اور مؤدب دو زانو ہو کر اُسکے
روبرو بیٹہی اور کہا کہ ای علقمہ تو تقصیر میری معاف کر کہ میں تیرے آزار سے
ملول و دلگیر ہوں علقمہ نے کہا کہ ای دختر اگر تو مسلمان ہو جائے تو میں تجہسے راضی
ہو جاؤں دختر جناب امیر کے خدمت میں آئی اور گردن سے بُت کو نکالکر توڑ ڈالا اور
اسلام لائی اور کہا کہ یا علیؑ میں استدعا کرتی ہوں کہ آپ میرے گناہ کو معاف کریں
اور گناہ میرا بخشیں آپنے فرمایا کہ ہرگاہ تو مسلمان ہوئی تو میں بہی تجہسے راضی
ہوں اور خداوند ذوالجلال جل جلالہ بہی تجہسے خورسند اور خوشنود ہی دختر نے کہا
کہ یا حضرت آپ دعا کریں کہ علقمہ کا زخم اچہا ہو جائے تا سب لشکر بہی میرا اسلام
لائے آپنے علقمہ کو پاس بلایا اور زخم اُسکا کہلوایا حضار نے جو زخم اُسکا دیکہا
تو کہا کہ یہ زخم زہر دار تلوار کا ہی اسکا اچہا ہونا غیر ممکن ہے اُس جناب نے یہ سنکر
لعاب دہن مبارک اُسپر ڈالا اور سورہ فاتحہ پڑہی فوراً زخم اُسکا ایسا اچہا

ہوگیا کہ ذرا اثر زخم کا باقی نرہا یہ معجزہ اُس شاہ ولایت کا دیکھکر وزیر اور اہل لشکر
نے بیساختہ از سر اخلاص کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً رسول اللہ
و اشہد ان امیر المومنین علیاً ولی اللہ وصی رسول اللہ پھر اُس جناب نے دختر
سے کہا کہ اگر میری خوشنودی چاہتی ہو تو علقمہ سے عقد کر اُسنے کہا کہ ایکو
اختیار ہے میرے سب امور کا اُس جناب نے دختر کا عقد علقمہ سے کیا اور آپ اُسکا
صیغہ پڑھا اور پھر علقمہ سے فرمایا کہ تو اپنے شہر میں جا اور اپنے باپ کو مسلمان کر
اور جو وہ مسلمان نہو تو اُسے قتل کر اور قنبر سے کہا کہ تو خزانہ غشام کا مدینہ میں پہنچا
قنبر نے چار سَو اونٹوں پر خزانہ غشام کا بار کیا اور روانہ مدینہ ہوا اور وہ آہو کہ جو
پاس غشام کا تہا وہ خزانہ کے آگے آگے جاتا تہا پس جب وہ جناب قریب مدینہ
کے پہنچے تو اہل مدینہ اور حسنین دروازہ شہر پر واسطے استقبال کے آئے اور وہ جناب
شہر میں داخل ہوئے راہ میں ایک اندہا بیٹھا بھیک مانگ رہا تہا آواز سُم اسپان دُم
دُلدل سنکر روٹی کا سوال کیا آپنے قنبر سے ارشاد کہ اُسکو روٹی دے قنبر نے عرض کی
کہ یا حضرت دستر خوان روٹیوں کا اونٹ کے شلیتے میں درمیان اسباب کے
بندہا ہوا ہے فرمایا سب قطار اُنٹونکی اس اندہے کے حوالہ کر قنبر قطار اُنٹونکی فقیر کے پاس
چہوڑکر الگ جا کہڑا ہوا آپنے فرمایا کہ اے قنبر تو کیوں اسطرح سے قطار چہوڑکر دور
جا کہڑا ہوا قنبر نے عرض کی کہ یا حضرت مجہے خوف ہو کہ مبادا آپ مجہی بہی
قطار کے ساتہ فقیر کو بخشدیں غرض فقیر نے جو ہاتہ ہر طرف پہیرا تو مہار
ایک شتر کی اُسکے ہاتہ میں آگئی اندہے نے متعجب ہوکر کہا کہ یہ کیا ہے
قنبر نے کہا کہ اے گدا تونے جو شاہ آسمان سخا و جود سے روٹی مانگی ہو تو

اُس بحر کرم نے سجھے جیا سو اونٹوں کی قطار پر از لعل و دُر و یاقوت عنایت کی
اُس اندہے نے کہا کہ ای قنبر رای خدا ذرا مجھے اُس جناب تک پہنچا دی جب قنبر
اُسکو حضرت کے پاس لایا اندہے نے عرض کی کہ یا جناب امیدوار ہوں کہ اپنا دامن
فیض دامن ذرا میرے ہاتہ میں عنایت فرمائیے آپنے اپنا دامن اُسکے ہاتہ میں دیا اُس
اندہے نے حضرت کے دامن کو اپنی آنکھوں سے ملا بمجرد ملنے کے دونوں آنکھیں اُسکی روشن ہوگئیں
اُسنے عرض کی کہ یا حضرت اب مجھے کسی چیز کیطرف احتیاج نہیں ہی آپ اس مال کو
اور کسیکو عنایت کر دیں حضرت نے فرمایا کہ یہ مال میں تجھے دے چکا تو جو چاہے وہ کر اور آپ
خدمت رسول مقبول میں حاضر ہوئے اور تمام و کمال قصہ عرض کیا معجزہ بست و یکم
کتاب ذریعۃ النجاح اور کتاب مصابیح القلوب اور کتاب اربعین اور کتاب
بصائر الدرجات اور کتاب کفایۃ المومنین میں منقول ہی کہ ایک عورت قبیلہ
انصار سے فروہ نامی شیوہ دینداری اور الفت جناب اہلبیت میں سر دانہ تہی اور
ایک مدت تک خدیجہ کبری حرم محترم رسول خدا میں بسر کی تہی اور بعد اُنکے خدمت
جناب فاطمہ علیہا الف التحیۃ والثنا کے آمد و شد رکہتی تہی جبکہ صحابہ میں اختلاف
دہوا اور ابو بکر خلیفہ ہوا تو ہمیشہ آدمیوں کو بیعت ابو بکر پر ملامت اور بیعت
جناب امیر پر تحریض و ترغیب کرتی تہی تا اینکہ ابو بکر نے یہ سنکر اُسکو بلایا اور کہا کہ
ای جاریہ تو کون ہے کہ سنگ تفرقہ ما بین اہل اسلام ڈالتی ہی تو میری خلافت
میں کیا کہتی ہے اُسنے کہا کہ تو ہرگز خلیفہ نہیں چند آدمیوں نے تجھے اپنا رئیس کر لیا ہی
کہ اگر وہ تیرے حال پر اطلاع پائیں اور ہوا ہای نفسانی مانع نہو تو تجھے ریاست
سے معزول کریں امام برحق اور مفترض الطاعت وہ شخص ہے کہ جسکو خدا اور رسول نے

امام کیا اور اُسکی امامت پر نص کی اور علم ظاہر اور باطن کا اُسکو حاصل ہی اور
جو کچھ مشرق اور مغرب میں خیر و شر سے حادث ہوتا ہے سب کو جانتا ہے تونے
چھیاسٹھ برس تک بتوں کو پوجا ہے اور اصنام کی پرستش کی ہی اور جائز نہیں
امامت اُس شخص کی کہ جسنے بت پرستی کی ہو اور بعد کفر اسلام لایا ہو ابو بکر
نے کہا کہ میں وہ امام ہوں کہ جسکو خدا تعالی نے اپنے بندوں کے واسطے اختیار
کیا ہے فروہ نے کہا کہ تو جھوٹ بولتا ہے بخدا اگر تجھے خدا نے اختیار کیا ہوتا
تو تجھے بھی قرآن میں یاد کرتا جیسے کہ علیؑ کو یاد کیا ہے اور فرمایا ہی کہ وجعلنا
منهم ائمة یهدون بامرنا لما صبروا و کانوا بایاتنا یوقنون اور قطع نظر اسکے
اگر تو امام بحق ہے تو ساتوں آسمانوں کے نام مجھے بتا کہ کیا کیا ہیں ابو بکر نے
کہا کہ نام آسمانوں کے خدا ہی جانتا ہے کہ جسنے اُنکو پیدا کیا ہی میں نہیں جانتا
کہ اُنکے نام کیا کیا ہیں فروہ نے کہا کہ اگر تعلیم کرنا عورت کو کام مردوں کا جائز ہوتا تو میں
تجھے اُنکے نام تعلیم کرتی ابو بکر نے جل کر کہا کہ ای دشمن خدا اگر تو اُنکے نام جانتی
ہے تو کیوں نہیں کہتی فروہ نے کہا کہ دشمن خدا وہ ہی کہ جو دعوی امامت کا کرے
اور مجھسے مسئلہ یاد کرے مگر میں نام آسمانوں کے تجھسے بیان کرتی ہوں کہ سوا امیر
علی ابن ابیطالب ایسے علوم کو کسی سے دریغ نفرماتے تھے اور میں نے اُن جناب
سے تعلیم پائے ہیں اور سب نام آسمانوں کے روبرو ابو بکر کے بیان کیے
اور کہا کہ فرشتے آسمانوں کے کسطرح عبادت کرتے ہیں اور کیا کیا چیز
جانتے ہیں اور پھر آپ ہی اُن کو بیان کیا حاضرین مجلس فصاحت
اور بلاغت فروہ کی دیکھکر حیران ہوئے پھر ابو بکر نے پوچھا اے

تو حق ہیں علی ابن ابی طالب کے کیا کہتی ہے اُسنے کہا کہ وہ جناب امام ہیں اور وصی بلا
فصل رسول خیر الانام ہیں اُنکے نور سے زمین و آسمان روشن ہیں اور ایمان حاصل
نہیں ہوتا مگر اُنکے ولا اور دوستی سے اور اُنکے دشمنوں کی بیزاری کرنیسے اور تو نے
اے ابو بکر دین کو دنیا سے بیچا اور خلایق کو گمراہ کیا ابو بکر نے یہ سنکر غلام سے کہا
کہ اسکو باہر لیجا کر قتل کر کہ خلایق یہ باتیں سنکر گمراہ ہو گی چنانچہ غلام نے اُسکو قتل
کیا قوم انصار نے جو سُنا تو ابو بکر پر چڑھ کر آئے اور بہت سخت اور سُست اُسکو
باتیں کہیں اور اُسوقت جناب امیر مدینہ سے آٹھ فرسخ پر تھے ام القرا میں کہ
وہاں آپنے زراعت کر رکھی تھی پس جب وہ جناب شہر مدینہ میں تشریف لائے
تو حال ام الفروہ کا سُنکر کمال تاسف کیا اور اُسکی قبر پہ تشریف لائے دیکھا کہ چار مرغ
سفید اُسکی قبر پر ہیں کہ منقاریں اُنکی سُرخ ہیں اور ہر ایک کی چونچ میں ایک ایک دانہ
انار بہشت کا ہے وہ مرغ اُس جناب کو دیکھکر آوازیں کرنے لگے اور حضرت کے گرد پھر کر
تصدق اور قربان ہونے لگے آپنے اُنھیں کی زبان میں اُنسے کچھ باتیں کیں پھر
وہ مرغ آسمان کیطرف اُڑ گئے جناب امیر نے ہاتھ واسطے دعا کے بلند کیے اور درگاہ
خداوند عالم میں عرض کی کہ اللہم بحق ہذہ الاسماء المکنونات علی کرسی کرامتک یا
محی النفوس بعد الموت یا محی العظام الدارسات بعد الفوت احی ام الفروۃ
واجعلہا عبرۃ لمن عصاک ہاتف نے آواز دی کہ امض لامرک فامرک طاعۃ یعنی حکم کر
کہ حکم تیرا قبولیت کے ساتھ مقرون ہے پس اُس جناب نے فرمایا کہ باہر آ اے مومنہ
صادقہ پس قدرت خدا اور اعجاز امام دوسرا سے ام الفروہ قبر سے
باہر نکل آئی اور چادر سبز سر سے لپیٹی تھی اور کہا السلام علیک

یا امیر المومنین پسر قحافہ نے چاہا تہا کہ تیرے نور کو بجہا دے مگر نہ بجہا سکا
اور خداوند عالم نے اُسکے ذلیل کرنے کو مجہے زندہ کیا پس یہ خبر تمام شہر میں
منتشر ہوئی اور ام فروہ گہر میں جناب امیر کے تہی تمام لوگ اُسکے دیکہنے کو آتے
تہے ابو بکر نے سلمان سے حال اُسکے زندہ ہونے کا پوچہا اور کہا کہ اگر علی
دعا کرے کہ تمام امتیں انبیای سابقین کی زندہ ہو جائیں تو بیشک دے
اُسکی سب زندہ ہو جائیں ۔ قطب راوندی نے لکہا ہے کہ جناب امیر نے
فروہ کا عقد ایک مرد مومن سے کر دیا اور اُس سے دو بیٹے پیدا ہوئے اور
مہینے تک بعد انتقال جناب امیر وہ جیتی رہی پہر انتقال کیا ضعی بعد فوت

معجزہ لبست و یکم منقول ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
مدینہ منورہ میں تشریف رکہتے تہے کہ ایک روز غوغا اور غلغلہ عظیم شہر میں
پیدا ہوا اور تمام اہل شہر جمع ہو کر خدمت جناب رسول خدا میں حاضر
ہوئے اور عرض کی کہ یا حضرت ایک دیو عظیم مثل کوہ کلاں شہر میں آگیا ہے
اور قد اُس کا اکتیس گز کا لنبا اور بال اُسکے بدن پر مانند سانٹے گز
کے لنبے ہیں اور چار دانت اُسکے مُنہ میں ہیں کہ ہر ایک مثل سلیچہ بزرگ کے
ہے اور دونوں ہاتہ اُسکے لیف خرما سے بندہے ہوئے ہیں ابہی لوگ یہ کہتے
تہے کہ وہ بہی آپکی خدمت باعظمت میں دوڑ کر حاضر ہوا اور زمین
خدمت کو بوسہ دے کر عرض کی کہ اے بہترین خلق جہان
والے پیغمبر آخر الزمان واسطے رہنمائے انس و جان واسطے
حاجت روائے عالمیان ایک مشکل مالا ینحل رکہتا ہوں

کہ وہ کسی سے حل نہیں ہوتی امیدوار ہوں کہ اُس میری مشکل کو حل کریں
اور وہ مشکل میری یہ ہے کہ میں تیس ہزار سال پہلے پیدا ہونے آدم علیہ السلام
کے پیدا ہوا تہا اور ہمیشہ کام میرا یہ تہا کہ میں خلق کو آزار اور ایذا پہنچاتا رہتا تہا
اور کوئی ذی رُوح میرے ہاتھ سے بچکر نجاتا تہا اور مطلق میرے دلمیں رحم نہ تہا کہ
ایک روز ایک جوان رعنا خوش منظر و خوشرو سرو قد رُخ انور مثل آفتاب کے تاباں
برابر میرے نمودار ہوا میری نظر جو اُسپر پڑی تو میںنے قصد اُسکے ہلاک کرنیکا کیا جب
میں اُسکے قریب گیا تو اُسنے ایک ایسا طپانچہ میرے رخسار پر مارا کہ رخسار اور کان میرے
زخمی ہو گئے اور اُس روز سے آج تک برابر پیپ اور لہو اُس زخم سے جاری ہے
اور کسی طبیب کا علاج کارگر نہیں ہوتا اور کوئی دوا اور کوئی مرہم فائدہ نہیں کرتا
غرض جبکہ میںنے اُسکا طپانچہ کہایا تو روبرو اُسکے اپنے تئیں مثل پشہ کے کمال ضعیف
اور ذلیل اور حقیر پایا من بعد اُس جوان خوشرو نے ہاتھ میرے رشتہ خرما سے
باندہ دیے ہر چند میں نے چاہا کہ ہاتہوں کو کہولوں کسیطرح کُہل نہ سکے اور
دیووں سے امداد چاہی مگر کسی سے نہ کہلے لاچار ہوکر صبر کیا تا اینکہ حضرت
آدم پیدا ہوئے میں اُنکی خدمتمیں حاضر ہوا اور بہت سے عجز و انکسار کے
ساتھ عرض کی کہ آپ ہاتھ میرے کھولدیں اُنکو میرے حال پر رحم آیا اور
میرے ہاتھوں پر زور کیا جتنا کہ زور آپ میں تہا مگر ہاتھ میرے نہ کہلے غرض اسیطرح
جو نبی پیدا ہوا میں اُسکے پاس حاضر ہوا مگر یہ عقدہ لاحل کسی سے حل نہوا تا اینکہ حضرت
سلیمان کے پاس آیا اُنسنے بہی باوجود بادشاہت جن و الانس کے ہاتھ میرے نہ کہلے کہ
اسمیں جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا کہ اے سلیمان جس شخص نے اسکے ہاتھ

باندہے ہیں وہی انکو کہولے گا اور کسی سے یہ نہیں کہلینگے اے سلیمان آخر زمانہ میں ختم الرسل محمد مصطفےٰ پیدا ہوگا اُسکے زمانہ میں ایک شخص پیدا ہوگا کہ جسنے اسکے ہاتہ باندہے ہیں اُسکا نام علیؑ ابن ابی طالبؑ ہوگا حضرت سلیمانؑ نے جبرئیل سے سُنکر مجہسے یہ حال بیان کیا غرضکہ مینے بہزار جور وجفا اور مصیبت وبلا یہ زمانہ بسر کیا اب مینے سُنا کہ پیغمبر آخرالزمان محمد مصطفےٰ پیدا ہوئے ہیں سو الحمدللہ کہ شرف ملازمت حضور سے مشرف ہوا لیس اے حلال مشکلات میری مشکل کو حل کر اور اس مصیبت سے چہڑا یہ سُنکر عمر اور ابوبکر وغیرہ ایک ایک شخص اُٹہا اور خنجر اور کارد سے اُس لیف کو کاٹنا چاہا اور زور کیا مگر کسی سے نہ کٹا سب شرمندہ اور منفعل ہوکر اپنی جگہہ پر جا بیٹھے کہ اس اثنا میں جناب امیرؑ سامنے نمودار ہوئے اور سن مبارک آپ کا بہت کم تہا لکہا ہے کہ شش سالہ تہے کہ پس جو ہیں نظر اُس دیو کی آپ پر پڑی نہایت خائف وترساں ہوا ایک ایک کے پیچہے چہپنے لگا جناب رسولخدا متبسم ہوئے اور اُس دیو کو آپنے پاس بلاکر باعث خوف اور ترس کا پوچہا اُسنے عرض کی کہ یا حضرت یہ لڑکا وہی ہے کہ جسنے میرے طپانچہ مارا تہا اور ہاتہ میرے باندہے تہے آج تک اسکا خوف میرے دلمیں سمایا ہوا ہے اور صورت اسکی میرے دلمیں منقوش ہے آپنے فرمایا کہ اسطرح کے امور علیؑ کی ذات سے بعید نہیں ہیں قدر اور منزلت اسکی اس سے زیادہ ہے کہ خیال کو اسمیں راہ ہو اور بعض فضائل جناب امیرؑ کے حضرت نے ارشاد کیے من بعد کہا کہ اے علی جسطرح تمنے اس دیو کے ہاتہ باندہے ہیں اُسیطرح کہول بہی دو کہ ایک مدت سے یہ دیو تعب واذیت میں گرفتار ہے پس اُس

جناب نے حسب الحکم جناب رسولخدا دیو کے ہاتھوں کیطرف اشارہ کیا فوراً وہ کھل گئے یہ دیکھکر ایک شور مرحبا اور احسنت کا حاضرین سے بلند ہوا اور سب نے کہا کہ ای علی حقا کہ تو شیر خدا ہے اور چالیس آدمی یہ اعجاز دیکھکر مسلمان ہوئے اور دیو نے بھی بصد عجز و انکسار کہا کہ یا حضرت میں چاہتا ہوں کہ جسقدر میری عمر باقی رہی ہے اسکو خدمت میں علی ابن ابی طالب کے بسر کروں آپنے فرمایا کہ ای علی تم اسکو اپنی خدمتمیں رکھو

فصل بست و دوم منقول ہے کہ ایک زمانہ میں حوالی مکہ میں ایک اژدہا نے عظیم مثل کوہ بزرگ پیدا ہوا کہ چار سو گز کا اسکا قد و قامت تھا اور سر پر اسکے مثل چنار دو شاخیں تھیں اور دونوں آنکھیں اسکی مانند دو مشعل کے روشن تھیں سر مثل کوہ کے اور دہن مانند غار کے اور ایک ایک دانت اسکا چار چار بالشت کا عریض اور منہ اسکا بیس گز کا چوڑا جسوقت کہ وہ سانس کھینچتا تھا تو دور دور سے جانور اور مرغ اور کوڑا وغیرہ کھچکر اسکے منہ میں چلے آتے تھے اور اکثر اوقات اسکے منہ سے شعلے نکلتے تھے غرضکہ مردم اُس نواح کے اُس اژدہے سے نہایت تنگ آئی تھے اور زیادہ سبب اُنکے تنگ ہونے کا یہ تھا کہ کوئی حربہ اُسکے بدن پیکار گر ہوتا تھا تا اینکہ ایک بادشاہ اُسطرف کا لشکر عظیم ہمراہ لیکر اسکے مارنیکو گیا مگر وہ اژدہا اُس سے مارا نہ گیا بادشاہ عاجز ہوکر پھر آیا اتفاقاً ایک روز اُس اژدہے نے رُخ طرف شہر مدینہ کی کیا اور جب شہر میں داخل ہوا تو اُسکے خوف سے ایک شور و غل پڑ گیا اور قیامت سی برپا ہوگئی اکثر آدمی گھر چھوڑکر صحرا کو بھاگ گئے اور عجب طرحکی شہر میں ہلچل پڑگئی غرض وہ اژدہا آتے آتے ابوطالب کے گھر میں آیا اور زمانہ جناب امیر کی طفولیت کا

تہا آپ گہوارے مین لیٹے تہے جب وہ اژدہا قریب گہوارے کے آیا تو جناب امیر نے دونوں ہاتہوں سے
اُسکے دونوں لب پکڑکر ایک نعرہ اللہ اکبر کیا اور اُس اژدہے کو سر سے تا دم چیر کر
دو ٹکڑے کر دیا اور گہوارے سے آپنے ہلا حرکت نہ کی اور نہ ایک قطرہ اُسکے خون
کا آپکے کپڑوں پر گرا اور تا دیر آپ اژدہے کو دست مبارک مین اُٹھائے رہے جیسے
کہ کوئی سبک شے یا خفیف لکڑی کو ہاتہ میں لیے رہتا ہے اور نصف بدن اُسکا
گہوارے کے پاس زمین پر پہینکدیا یہ سنکر خلایق شہر کی دیکہنے کو دوڑی پس جو
دیکھتا تھا وہ حیران و ششدر ہو جاتا تہا اور انگشت تعجب دانتوں میں پکڑتا تہا اور حمد
و ثنا اُس جناب کی کرتا تہا اور سب دیکہتے تہے کہ دو پہاڑ کے ٹکڑے گہوارے کے نیچے
پڑے ہیں اور دریائی خون اُس سے جاری ہے جناب نے سَو لوگون آدمیونکی طرف اشارہ
کیا کہ اُس اژدہے مُردہ کی ٹکڑوں کو یہاں سے اُٹھا لیجاؤ چار سَو آدمی نے کمال طاقت
اور زور کرکے نصف بدن اژدہے کا اُٹھایا اور اَور چار سَو آدمیونے دوسرا ٹکڑا اُسکا
اُٹھایا اور شہر کے باہر لیجا کر ڈالا اور ہر شخص تحسین و آفرین جناب امیر پر کرتا تہا
معجزہ بست و سوم منقول ہے اور کتاب تاریخ ابو حنیفہ میں مسطور ہے کہ ایک روز
جناب رسالتمآب مسجد میں تشریف فرماتے تھے کہ ایک سائل نے کہا کہ اے رسول خدا ساٹھ
ہزار درہم کا میں قرضدار ہوں اور قرضخواہ بسبب اسکے کہ سب کافر ہیں مجھے تنگ کرتے
ہیں اور آزار دیتے ہیں آپنے اصحاب کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ آیا ایسا تم میں کوئی ہے
کہ اسکے قرض کو ادا کرے کسی نے جواب دیا اُس جناب نے حضرت امیر سے
فرمایا کہ یا علی تم اسکے قرض کو ادا کرو آپ یہ سنکر اُٹہ کہڑے ہوئے اور
اور سائل کا ہاتہ پکڑ کے باہر مسجد کے لائے اور فرمایا کہ تو اپنی آنکہیں بند کر

[illegible]

دریں لمحہ [illegible] وہ پایا کہ آپ [illegible] جلدی اُس سائل نے جو آنکھیں کھولیں تو ایک شہر عظیم نہایت
آباد نظر آیا مکان پاکیزہ اور لطیف آب و ہوا خوش آیندہ و خوشگوار کثرت باغ و بوستان
اور نہر و چشمہ ہائے نمونہ بہشت عنبر سرشت مگر خلایق اُس شہر کی سب جہود تھی آپنے
اُس سائل سے کہا کہ اب تو مجھے اس شہر میں بیچ لے اور اپنے قرض کو ادا کر
سائل نے کہا کہ ای سرحلقہ اولیا و برگزیدہ اوصیا میرا کیا مقدور اور کیا طاقت
کہ یہ کام میں کروں اگر دفعتاً ایسے ہزار ہا بڑے کریں تو بھی یہ کام مجھسے نہو سکیگا آپنے
فرمایا کہ یہ حصہ میں کہتا ہوں تو اُسکی متابعت کر کہ اسمیں ایک مصلحت ہے میں چاہتا ہوں
کہ اہل شہر [illegible] مسلمان کروں سائل نے یہ سُنکر آپ کو بادشاہ شہر کے پاس لایا اور اُس سے کہا
میرے پاس ایک غلام ہے کہ شجاعت اور بہادری میں بے نظیر اور سہیم نہیں رکھتا اور اگر
کسی شخص کو سو ہزار مشکلیں پیش ہوں تو وہ ایک لمحہ میں سب مشکلات کو حل کرتا ہے
اور اسیطرح بہت سے فضائل آپکے اُس بادشاہ کے روبرو بیان کیے بادشاہ یہ سُنکر بہت
خوش ہوا اور پوچھا کہ تیرے غلام کی کیا قیمت ہے اُسنے کہا کہ قیمت اُسکی یہ ہے کہ
ایک پلہ ترازو میں اُسکو بٹھا اور دوسرے پلہ میں جواہر آبدار اور گوہر شاہوار ڈال بادشاہ
نے کہا کہ اس قدر تو جواہرات میرے خزانہ میں نہیں ہیں مگر میں اُسکو برابر زر کے
تو خریدتا ہوں جناب امیر نے فرمایا کہ میں پاؤں اپنا پلہ ترازو میں رکھدیتا ہوں
اور تو دوسرے پلہ میں زر کو ڈال لیں جسوقت کہ میرا پاؤں حرکت کر جائے اور اُٹھ
جائے وہی قیمت میری ہے یہ سُنکر بادشاہ نے حکم دیا کہ سات خروار زر کے
لاؤ پس جناب امیر نے پاؤں اپنا ایک پلہ میں رکھا اور دوسرے پلہ میں اُن خروار زر کو
ڈالا پائی مبارک نے آپکے ذرا حرکت نہ کی غرض اسیطرح چالیس خروار اُسمیں ڈالے

اور اُس جناب کے پاؤں کو حرکت نہوئی اہل شہر دیکھکر متعجب ہوئے سائل بھی اپنے اس
فعل سے خجل ہوا اور کہا کہ بس مجھے اسیقدر زر بھی بہت ہیں کافی ہے جناب امیر نے
پاؤں اپنا ترازو سے اُٹھالیا سائل نے اُس زر و مال کو ایک شخص معتمد کے سپرد کیا
بادشاہ نے حضرت سے نام پوچھا آپنے فرمایا کہ نام میرے بہت ہیں لیکن اُنمیں سے اسداللہ
بھی ہے اب تو کوئی خدمت مجھے بتا کہ میں اسکو بجا لاؤں بادشاہ نے کہا کہ خدمت
تیری یہ ہے کہ ہر روز چالیس خروار لکڑیوں کے میرے مطبخ خانہ کیواسطے لایا کر آپنے قبول
کیا اور فرمایا کہ اگر تو کہے تو میں ایکدفعہ ہی تمام ہیزم ہمیشہ کو جمع کردوں اُس نے کہا کہ نہیں
بتدریج لاؤ غرض چالیس اونٹ آپکے ہمراہ ہیں اور تین آدمی ہمراہ ساربان چلے شتر
راہ میں سو جن آپکی خدمتمیں آکر حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے میرے رب ہمیں
اجازت دو کہ ہم لکڑیاں آپکے واسطے جمع کردیں آپنے اُنکو اجازت دی اور آپ مشغول
سیر ہوئے ناگاہ صحرا سے ایک شیر عظیم پیدا ہوا اور اُن چالیس اونٹونکو ہلاک
کیا اُن تین آدمیوں نے جو یہ دیکھا تو ڈرے اور جناب امیر کو خبر دی آپنے
شیر کے روبرو آنکر ایک نعرہ اسداللہی کیا اور فرمایا کہ او شیر تو نے یہ کیا
حرکت کی مگر شیر یزداں سے نہ ڈرا اور کچھ خوف شیر الٰہی کا نکیا شیر نے
بزبان فصیح کہا کہ یا علیؑ مینے بہت برا کیا اور میں نجانتا تہا کہ یہ تمہارے ایسے
تعلق رکھتے ہیں اب اگر آپ مجھے حکم دیں تو یہ بوجھ چالیس اونٹونکا میں
شہر میں پہنچا دوں آپنے فرمایا کہ اچھا اور جنات کو حکم دیا کہ ہیزم لاکر یہاں
لادو پس اُن جنوں نے چالیس خروار ہیزم کی اُس شیر پر لادی لیکن جناب
امیر تو آگے آگے جاتے تھے اور وہ شیر پیچھے آپکے چلا آتا تھا تا اینکہ داخل

شہر ہوے شیر کے آنے سے ایک غلغلہ عظیم شہر میں پڑ گیا اور آدمیوں نے بہ تعجیل تمام بادشاہ
کو خبر پہنچائی بادشاہ یہ سنکر جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہوا اور حال پوچھا آپنے فرمایا
کہ یہ شیر ہر روز چالیس خروار ہیزم کے تمہارے باورچیخانہ کے لیے لادیا کریگا اور کچھ
کھانا اور پانی تم سے نہ مانگیگا اور تمہارے سب حیوانوں کی پاسبانی اور حراست
کیا کریگا جماعت یہود نے کہا کہ یہ شیر مردم آزار ہے آپنے فرمایا کہ میں نے اس شیر کو منع
کر دیا ہے یہ کسی شخص کو تم میں سے آزار نہ پہنچائیگا اگر ایک لڑکا بھی اسکو صحرا میں
لیجائیگا تو اُسکے ساتھ بھی چلا جائیگا بادشاہ نے چالیس خروار گندم اُسکی پیٹھ پر
لادے اور ایک قیدی کو جیلخانہ سے بلوا کر اُسکے ساتھ کیا اور کہا کہ اسکو جا کر پسوالا
اور بادشاہ کو امتحان شیر کا منظور تھا کہ آدمی کو آزار دیتا ہے یا نہیں اور اگر اس
قیدی کو ہلاک کریگا تو یہ شخص غیر شہر کا رہنے والا ہے کسیکو رنج نہوگا مردم شہر نے
دیکھا کہ اُس شیر نے اُس شخص کے پاؤں پر پیشانی کو ملا اور اُسکے ساتھ ہو لیا پس
وہ شخص شیر کو خراس میں لیگیا اور گیہوں کو پسوا کر آٹا شیر کے اوپر لاد کر پھر لے آیا
لوگونکو مشاہدہ اس حال سے تعجب لاحق ہوا اور جناب امیر پر تحسین و آفرین کی پھر
جماعت یہود نے آپسے کہا کہ اے جوان اگر کوئی اور ہنر رکھتا ہے تو دکھلا آپنے کہا
جتنے تمہارے شہر میں بیمار ہیں اُنکو لاؤ تاکہ میں سب کو اچھا کردوں پس جب
مریض جمع ہوئے تو آپنے درگاہ خالق ارض و سما شفا بخش بندگان میں دعا کی
فوراً سب صحیح و سالم ہوگئے پھر اُس جناب نے بغل میں ہاتھ ڈال کر آفتاب کو
نکالا اور آسمان کیطرف اُسکو رہا کیا کہ وہ آسمان پر چلا گیا سب نے دیکھکر
لفظ آمنا کو زبان پر جاری کیا من بعد آپنے فرمایا کہ اے قوم اگر من جانب

تو دو انگلیوں پر زمین اور آسمان اٹھالوں اور یہ فرمایا کر دست مبارک دراز کر کے
گرد شہر کے ایک خط کھینچا اور سات فرسنگ تک اس شہر کی زمین کو ہاتھ پر اٹھا کر
آسمان کیطرف بلند کیا اور دو پہر تک اسکو ہاتھ پر بلند کیے رہے تا اینکہ اہل شہر نے
فریاد الاماں کی بلند کی اور آواز گریہ مرد و زن بلند ہوئی اسوقت آپنے اس تختہ زمین کو
پھر اسی جگہ رکھدیا پس یہ معجزات دیکھکر سب اہل شہر مع بادشاہ ایمان لائے اور
بادشاہ نے چار سو خروار جواہرات اور چار سو گھوڑے اچھے مع زین و لجام طلا کار
اور چار سو غلام اور کنیز آپکے پیشکش کیے من بعد وہ جناب مع درویش
متوجہ مدینہ منورہ کے ہوئے **معجزہ بست و چہارم** منقول ہے کہ مدینہ منورہ
میں ایک مرد تھا کہ بی بی اسکی محب علیؑ اور اہلبیتؑ کی تھی اور اسکا معمول تھا
کہ ہر صباح اٹھکر پہلے سب کام سے جاتی تھی اور روے انور جناب رسولخدا
اور علیؑ مرتضیٰؑ اور فاطمہ زہرا کو دیکھکر گھر میں آتی تھی جب اور کام
گھر کے کرتی تھی ایک روز اسکے شوہر نے پوچھا کہ اے عورت تو ہر صبح اٹھکر
کہاں جاتی ہے اسنے کہا کہ اے شخص بے دیدار انوار جناب محمد مصطفےٰ و علی
مرتضیٰ زندگی مجھے تلخ ہوتی ہے اسواسطے میں انکی زیارت کو جایا کرتی ہوں
اس مرد نے کہا کہ اگر سوائے انکے اور کسیکی نظر تیرے رخ پر پڑیگی تو میرے
نکاح اور مہر سے باہر ہو جائیگی اسنے کہا کہ ہاں ایسا ہی ہوگا اتفاقاً ایکروز
ایک مرد یہودی نے اثناء راہ میں پوچھا کہ تو کہاں جاتی ہے اسنے حال بیان کیا
یہودی نے کہا کہ اگر انکی دوستی میں صادق ہے تو انہیں کی دوستی کی تجھے قسم ہے کہ تو نقاب
اپنے منہ سے اٹھا کر مجھے صورت اپنی دکھادے یہ سنکر عورت نے درگاہ خدا میں عرض کی

کہ اے عالم السر والخفیات شوہر نے مجھسے یہ عہد لیا ہی کہ اگر اوغیر تیری شکل کو دیکھیگا تو
تو نکاح سے میرے باہر ہو جائیگی اور یہ مجھے قسم دلاتا ہی اُسکو بھی ترک نہیں کر سکتی اور تو
ہر شخص کی نیت پر آگاہی رکھتا ہی یہ کہکر نقاب کو منہ سے اُٹھا دیا خدا کی قدرت سے
اُس بیوی کی نظر میں عورت نہایت زشت اور بُری معلوم ہوئی وہ شخص دیکھکر چلا گیا
یہ عورت دولتسرا جناب رسول مقبول پر آئی حسب اتفاق اُسکو اُس روز زیارت کسیکی
نصیب نہوئی مغموم اپنے گھر کو پھری اور آنکر تنور روشن کیا اور پانی اُسپر رکھدیا اور اپنی
بچوں کے سر پلانے میں مصروف ہوئی کہ اتنے میں شوہر اُسکا باہر سے آیا عورت نے اُسکو
دیکھکر اپنا منہ چھپایا جب شوہر نے اُسکے پوچھا تو اُسنے سارا قصہ بیوی کا
بیان کیا اور کہا اب تیرے نکاح سے میں باہر ہوں وہ مرد یہ سنکر غضب میں آیا
اور کہا اے تو سچ کہتی ہے کہ میں محمد اور علی کو دوست رکھتی ہوں اور اور کسی سے سروکار
نہیں رکھتی تو اُٹھ کھڑی ہو اور اس تنور میں گر پڑ وہ عورت یہ سنکر کھڑی ہوگئی
اور وضو کرکے دو رکعت نماز ادا کی اور اپنے فرزندوں کا منہ چوما اور تنور کے کنارے پر آئی
اُسکے فرزند اُس سے لپٹ گئے اور رونے لگے اُس عورت نے اپنا دامن اُنسے چھڑا کر تنور
میں بسم اللہ کہکر اور یا علی کہکر کود پڑی فوراً ایک دھواں سیاہ تنور سے پیدا ہوا
اور آسمان تک پہنچا اور لڑکے اُسکے گریہ وزاری کرنے لگے کہ اُنکے رونے پر اُسکا
شوہر بھی رونے لگا اور ہاتھ لڑکوں کا پکڑ کر خدمت میں رسولخدا کے حاضر ہوا
اور حال سب بیان کیا وہ جناب بھی چشم پُر آب ہوئے اور حاضرین مجلس بھی
رونے لگے غرضکہ جناب رسولخدا اور علی مرتضی اور اصحاب اُس تنور پر آئے دیکھا کہ
ایک دود سیاہ اُس تنور سے سر بفلک کشیدہ ہی آپنے درگاہ باری میں عرض کی

کہ تو قادر ہے سب چیز پر اس عورت کو آسیب آتش سے نگاہ رکہ فوراً جبرئیل امین
نازل ہوئے اور بعد تحفہ سلام کے عرض کی کہ خداوند عالم ارشاد کرتا ہے کہ اے حبیب
ہمارے تو اندیشہ نکر کہ تیرے دوستوں کو آگ ضرر نہ پہنچائیگی نہ دنیا میں نہ آخرت میں
تم اس عورت کو آگ میں سے پکڑ والو آپنے جناب امیر سے ارشاد کیا کہ تم
اسکو پکار لو آپنے اُس عورت کو آواز دی کہ اے محب اہلبیت آگ میں تیرا کیا
حال ہوا اُس عورت نے تنور میں سے آواز دی کہ لبیک لبیک و سعدیک یا
امیر المومنین و امام المتقین و خلیفہ سید المرسلین و ابن عم رسول رب العالمین پس
اُسیوقت دود تنور برطرف ہوا اور عورت مثل ماہ شب چاردہ کے تنور سے باہر نکل آئی
دیکہا کہ جناب سرور کائنات اور امیر عرب تشریف رکہتے ہیں قدموں پر گرکر
پاہای مبارک کو چومنے لگی اور شکر خدا کا بجالائی آپنے پوچہا کہ اے نیک بخت آگ میں
تجہپر کیا گذری اُسنے عرض کی کہ یا حضرت جسوقت میں آپ کی محبت میں آگ میں کودی
تو آگ مجہپر گلزار ہوگئی اور مینے دیکہا کہ ایک شخص نورانی شکل قابل درود پڑہنے کے
تشریف لائے اور ہاتہ میرا پکڑ کر مجہے اُس آگ میں سے نکال کر ایک باغ میں لیگئے جب
وہاں پہنچی تو ہزار کنیزان ماہرویاں میری زیارت کو آئیں اور میری بہت سی
تعظیم و تکریم کی اور کہا کہ تو محبان اہلبیت سے ہے میں اُن حوروں سے
ہمکلام تہی کہ اس اثنا میں آواز سنی کہ کوئی مجہے پکارتا ہے پہر اُس شخص نے
ہاتہ میرا پکڑ کے آپ کے حضور میں حاضر کیا آپنے پوچہا کہ تو اُس شخص کو
پہچانتی ہے اُسنے کہا کہ ہاں میں خوب پہچانتی ہوں کہ وہ شخص
امیر المومنین علی ابن ابیطالب ہیں کہ اسمیں جبرئیل امین جانب رب جلیل سے

نازل ہوے اور کہا کہ اے رسول اللہ ہم نے اس عورت کی صورت نہیں دیکھی خدا تعالی
نے اسکی صورت کو اسکی نظر سے محفوظ رکہا تہا تاکہ اس عورت پر طلاق واقع نہو یہ
سُنکر زن و شوہر خوشنود ہوئے اور اطفال بہی اپنی ماں کو دیکہکر شاد ہوئے اور جناب رسول مقبول
دولتسرا کو تشریف لیگئے۔ معجزہ بست و پنجم مذکور ہے کہ ایکروز جناب
رسالتمآب بعد نماز صبح پشت مبارک محراب سالت پر دیکر حدیث فرماتے تہے اور
گرد آپکے انصار و مہاجرین بسیار بیٹھے حدیث سن رہے تہے کہ ایک جماعت سراسیمہ
پریشان و حیران مسجد میں آئی اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ایک شتر دیوانہ ہو گیا ہے
اور چیختا چنگہاڑتا اسطرف کو چلا آتا ہے اور صاحب شتر بہی پیچہے اسکے ہے یہ کہہ رہے
تہے کہ شتر بہی آن پہنچا اور بآواز بلند کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ میں اپنے صاحب
کے جور و جفا سے حضور میں پناہ لایا ہوں اس جناب نے جواب سلام کا دیا اور فرمایا
کہ اے شتر تو جانتا ہے کہ خدا تعالی نے تجکو اپنے بندوں کی راحت اور آرام کیواسطے
پیدا کیا ہے اور تجہے طاقت اور قوت بہی دی ہے تاکہ موافق اپنی قوت و طاقت
کے بوجہ انکا اٹہائے شتر نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ آپ سچ فرماتے ہیں مگر
صاحب میرا حد میری اور اپنی نہیں جانتا پوچہا کہ تیرا صاحب کون ہے کہا کہ ابو الفتوح
اور پیچہے میرے لکڑی لیے میرے آزار دینے کو چلا آتا ہے کہ ہمیں ابو الفتوح بہی آن پہنچا
آپنے فرمایا کہ اے ابو الفتوح اپنے قہر و غضب کو فرو کر اور شتر کو آزار نہ دے یہ سُنکر
ابو الفتوح نے لکڑی ہاتہ سے پہینکدی اُس جناب نے اول شتر سے پوچہا کہ تو
کیا کہتا ہے اسنے عرض کی کہ یا حضرت ابو الفتوح کے چالیس اونٹ جوان ہیں اور
میں ان سب میں پیر و ضعیف و ناتوان اور یہ صاحب میرا ان سب سے زیادہ مجہپر بوجہ

لاڈلا ہے اور میری پیری اور ضعیفی کا کچھ خیال نہیں کرتا پس یا حضرت آپ دعا کریں کہ
خداتعالی یا تو مجھے جوان کردے کہ میں اپنے صاحب کا خاطرخواہ بوجھ اٹھاؤں یا اسکو
مجھپر شفیق و مہربان کردے آپنے فرمایا کہ میں دونوں باتونکے لیے دعا کرونگا اور ہاتھ واسطے
دعا کے بلند کیے سب اصحاب نے بھی آمین کہی کہ ناگہاں شتر نے ایک آواز اسطرح کی کہ
سب بیہوش ہوگئے اور جب ہوش میں آئے تو دیکھا کہ شتر جوان بسن پنج سالگی ہو گیا
ہے پس شتر آپکے روبرو آیا اور خاک پر منہ ملنے لگا کہ ناگہاں جبرئیل امین بجانب
رب جلیل سے یہ پیغام لیکر حاضر ہوئے کہ ای رسول مقبول خداوند عالم بعد تحفہ سلام
کے ارشاد کرتا ہے کہ ای حبیب ہمارے جانب مغرب ایک کافر ہے شاہ شمس تبال
اسکا نام ہے اور وہ چالیس قلعہ کا مالک اور پایہ تخت اسکا ایک قلعہ ہے
کہ اسکو قلعہ عنقا کہتے ہیں اسنے اپنے لشکر کو مسلح کیا ہے اور چاہتا ہے کہ
تم سے لڑنے کو آئے ای محمد تم ابوالفتوح سے یہی اونٹ لیکر اسپر سوار ہو
اور زمام اسکی اسکی گردن پر ڈالدو اور سورہ یس کو پڑھنا شروع کرو
جب تم اس سورہ کو تمام کروگے تو شتر تمہارا بحکم خدا تین سو فرسنگ پر پہنچ گیا ہوگا
تم اپنے اصحاب سے کہدو کہ سات روز مجھے معاف رکھیں آٹھویں روز میں اسیجگہ
تمسے آن ملونگا اور کسیکو اپنے اصحاب سے ہمراہ اپنے نہ لو تنہا جاؤ خداوند
عالم فرماتا ہے کہ تو خاطر جمع رکھ میں خداوند عالم ہوں تیری محافظت کرونگا
آپنے پوچھا کہ ای اخی جبرئیل علی ابن ابی طالب کو بھی اس سفر میں اپنے
ہمراہ لوں یا نہ لوں جبرئیل نے عرض کی کہ یا حضرت خداتعالی علی کو بھی
تمہارے پاس حاضر کردیگا پس اس جناب نے مضمون وحی کا اصحاب سے بیان کیا

اور ابو الفتح سے شتر کو لیکر اُسپر سوار ہوئے اور مہار اُسکی گردن پر ڈالدی اور سورہ یٰس کو
پڑھنا شروع کیا جب سورہ تمام ہوا تو شتر ایک بلندی پر پہنچا اُس جنابنے جب
نگاہ کی تو ایک کوہ بلند نظر آیا کہ ایک نہر پانی کی اُسکے گرد جاری ہے اور چالیس
قلعہ اور چالیس میدان اُس پہاڑ پر ہیں پس جب شتر اُس جناب کا زیر قلعہ عنقا پہنچا
تو بیٹھ گیا اور آپ اُسپر سے نیچے اُترے اور عصا ہاتھ میں لیکر کنارے خندق کے
روانہ ہوئے اور اونٹ چرنے میں مشغول ہوا نگاہبانان بروج قلعہ نے دیکھا کہ جانب دیار
عرب سے ایک نور پیدا ہوا ہی اور ایک شتر سوار ٹیلہ پر آیا ہی کہ نور روئے مبارک کا اُسکے آفتاب
پر سبقت لیگیا ہی پس اُس جنابنے ایک نعرہ اللہ اکبر کا کیا کہ دیدہ بان مثل بید
لرزنے لگے آپنے فرمایا کہ ای دیدہ بانان تم جا کر شاہ شمس تاب سے کہو کہ پیغمبر آخر الزمان
محمد مصطفےٰ آیا ہے اور کہتا ہے کہ ای شاہ شمس باہر آکہ میں بحکم مالک الملک کے
آیا ہوں تا کہ تجکو اور تابعین کو تیرے ہدایت کروں اور راہ حق کی دکھلاؤں دوسرے
یہ کہ تو اند نو نمیں ارادہ رکھتا تہا کہ مدینہ میں مجہسے لڑنیکو آوے اور یہاں سے مدینہ
تین سو فرسنخ ہے اور لشکر کثیر اس مسافت دور و دراز پر اپنے ساتھ لانا چاہتا تہا اور
میں تنہا آیا ہوں اور تجہپر کام کو آسان کیا ہی اور تیری مشقت اور محنت کو بچایا ہے
اُٹھ اور باہر آکہ تجہے مسلمان کروں والا سب تیرے قلعوں کو مثل شہر لوط سرنگوں کر دوں
دیدہ بان یہ سُنکر بادشاہ کے پاس دوڑے گئے اور ثنا و دعا بجالائے بادشاہ نے
پوچھا کہ ای دیدہ بانان یہ کیسی آواز تہی کہ مینے سُنی اور کیوں تمہارے چہروں
کا رنگ اُڑ گیا ہے اُنہوں نے کہا کہ محمد عربی آیا ہی اور سب قصہ بیان کیا
شاہ شمس نہایت پر خوف ہوا اور ڈرا اور سرداروں کیطرف دیکھکر کہا کہ مینے

سُنا ہے کہ یہ محمد جہوٹ نہیں بولتا اور جو وہ کہتا ہی خدا اُسکا وہی کرتا ہی بہتر یہ ہے
کہ ہم تم سب باہر جاویں اور محمدؐ سے معجزہ طلب کریں اور جب وہ معجزہ دکہلاوے
تو ہم اُسکی اطاعت کریں اور اُسکی ملت میں اُٹھیں بادشاہ کا ایک خواہرزادہ
تہا بڑا پہلوان املاک بُت پرست اُسکا نام نہایت شجاع اور زبردست کہ تمامی
اُس قلمرو میں اُسکا نظیر نہ تہا وہ بہی پایہ تخت بادشاہ کے حاضر تہا جب سنے
شاہ شمس سے یہ بات سُنی تو صندلی پر سے کود پڑا اور شمشیر نیام سے کہینچی اور بادشاہ سے
کہا کہ تو میری قوت پر بادشاہی کرتا ہی محمد ساحر سے کیا ہو سکیگا اور تونے اُس سے کیا
دیکہا ہی کہ اُسکے دین کو قبول کرتا ہی ایک دیدہ بان نے کہا کہ ای املاک محمدؐ کے حق میں
ایسی باتیں نہ کہہ کہ اگر وہ محمد مصطفٰے ہے تو ہم سب کا کام تمام کریگا املاک نے زور سے
ایک طمانچہ اُسکے مُنہ پر مارا اور کہا کہ ای مردک یہ نالایق باتیں تو کیوں کرتا ہی اور شاہ
شمس سے کہا کہ اگر تو تابع محمد کا ہوگا تو اول میں تجہی کو قتل کرونگا اور پہر بعد تیرے
محمد کو قتل کرونگا امرایان شاہ نے املاک کی بہت لابہ و چاپلوسی کی اور کہا کہ تو خفا نہو
جو تو کہیگا وہی ہم کرینگے املاک نے دیدہ بان سے کہا کہ تو جا اور دربان سے کہو کہ دروازہ کہولدی
اور محمدؐ سے کہو کہ شاہ شمس کہتا ہے کہ اگر تو سچ کہتا ہی اور خدا تیرا برحق ہی تو تو قلعہ میں آ اور کوئی
معجزہ ہمیں دکہلا تا معلوم ہو کہ دین تیرا سچا ہی اور ہم سب تیرے مطیع ہوں اور تیرے دین
میں آئیں اور تیرے حکم کی اطاعت کریں دیدہ بان بہ تعجیل تمام روانہ ہوا
اور ایک جماعت بہی اُسکے پیچہے روانہ ہوئی تا دیکہیں کہ محمد کیسا ہی اور کیا کہتا ہی
غرض دیدہ بان دروازے پر پہنچا اور دربان کو حکم دیا کہ تو دروازے کو کہولدے
اور پل کو خندق پر ڈالدے اور دیدہ بان آپکے روبرو آیا اور کہا کہ ای محمدؐ

شاہ شمس کہتا ہے کہ اگر تو سچا ہی اور خدا تیرا برحق ہی تو قلعہ کے اندر چلا آ اور معجزہ ہمیں کھلا
تا ہمکو معلوم ہو کہ تو پیغمبر برحق ہی ہم تیرا دین قبول کریں آں حضرت جناب نے جب بات سنی تو
قدم مبارک پل پر رکھا اور فرمایا کہ لیا میں نے اس قلعہ کو بحکم خدا اور بسم اللہ کہکر قلعہ کے
اندر پاؤں رکھا پس جو ہیں وہ جناب قلعہ کے اندر تشریف لائے تو سب آدمیوں نے سنا کہ
در و دیوار سے صدا اللہم صل علی محمد و آل محمد کی آتی ہی پست آواز درود سنکر سب
لوگ حیران ہوئے غرض جب وہ جناب دروازہ پر بارگاہ شمس کے پہنچے تو دیدبان
آگے دوڑا گیا اور شاہ شمس سے کہا کہ یہ ہیں محمد عربی کہ تیرے دروازے پہ کھڑے ہیں ملاک نے
کہا کہ انکو اندر بلا تا ہم انکو آنے سے پشیمان کریں غرض آپ مجلس شاہ شمس میں تشریف
لیگئے اور جو ہیں قدم مبارک مجلس میں رکھا تو آتشکدہ کہ سالہای سال سے روشن
تھا فوراً بجھ گیا اور خاکستر ہو گیا سب کافر یہ دیکھکر حیران ہوئے آپ نے فرمایا کہ سلام ہو
میرا اس بارگاہ میں اس شخص پر جو جانتا ہو کہ اس ہجدہ ہزار عالم میں خدا ایک ہے اور میں
محمد ہوں پیغمبر اسکا اور فرستادہ اسکا ہوں کسی شخص کو اس مجلس میں بخوف ملاک طاقت
جواب سلام کی نہوی مگر شاہ شمس کہ اپنی جگہ سی کھڑا ہوا اور کہا کہ علیک السلام اور پھر اپنی جگہ پہ
بیٹھ گیا پس آں حضرت جناب نے سجادہ دوش مبارک سے اتار کر بچھایا اور اسپر بیٹھ گئے ملاک حضرت کو
دیکھکر صندلی پر سے کودا اور شمشیر مثل تختہ دوکان کے نیام سے کھینچکر بولا کہ ای عرابی تو کون ہے
کہ مجھسے نہیں ڈرتا اور خدائے نادیدہ کی ستایش و ثنا کرتا ہے آں حضرت جناب نے فرمایا کہ استغفر اللہ العظیم
ای ناکس بخت برگشتہ تو کون ہے اسنے کہا کہ ملاک بت پرست جو سنا ہوگا وہ میں ہی ہوں آپ نے
فرمایا کہ اے اور بت پرستی سے توبہ کر اور اسلام کو قبول کر تا خدا تعالی تجھسے راضی ہو ملاک نے کہا کہ ای محمد
خدا ہمارا کہ اس جگہ حاضر تھا جب تو آیا تو وہ خاموش ہو گیا بتا کہ اب وہ کہاں گیا آپ نے فرمایا کہ ای ملعون

آگ دوزخ سے آئی ہی اور وہ لائق خدائی کی نہیں ہے وہ آگ جسکو تو خدا جانتا ہی اپنی اصل کی طرف
رجوع کر گئی اور جہنم میں تیرا انتظار کرتی ہی املاک ان باتوں سے متغیر ہوا اور تلوار کو حرکت دی اور
کہا کہ میں تجھے ایک ضرب سے ہلاک کرونگا تا اوروں کو عبرت ہو اور آئندہ کسیکو علم سحر سے گمراہ نہ کرے اور
سنا ہی میں نے کہ سب تیرے ہاتھ سے آزار میں ہیں اور چاہا کہ تلوار حضرت پر مارے کہ بفرمان ایزد متعال
بازو اسکا خشک ہو گیا فریاد کرنے لگا اے محمد توبہ کرتا ہوں کہ پھر ایسی گستاخی نکرونگا جانا میں نے کہ خدا
تیرا برحق ہی دعا کر کہ ہاتھ میرا اچھا ہو جاوے پس جناب رسول مقبول نے دعا کی کہ ہاتھ اسکا پھر درست ہو گیا
اُس ملعون نے کہا کہ اے محمد سحر میں تو اپنا نظیر نہیں رکھتا لیکن اگر معجزہ ہمیں دکھلاوے تو ہم مسلمان ہو جاویں
میں نے سنا ہی تیرے پاس بہت سے معجزات ہیں پس اگر جو کچھ کہ ہم چاہیں ہمیں دکھلاوے تو ہم دین تیرا قبول
کریں فرمایا کہ جو معجزہ تو چاہی میں تجھے بتوفیق خدا اسکو دکھلاؤں املاک یہ سنکر بارگاہ سے باہر گیا اور ایک ساعت
کے بعد ہتیار جنگ کے پہنکر آیا اور ایک کافر دوسرا اسکے ہمراہ تھا اور چادر میں ایک چیز لپیٹ کر لایا اور کہا
کہ اے محمد اگر تو بتا دیوے کہ اس چادر میں کیا ہی تو ہم دین تیرا قبول کریں آپنے فرمایا کہ ایک دم صبر کر تا میں
تجھکو بتا دوں املاک نے کہا کہ معلوم ہوا کہ تو نہیں جانتا آپنے فرمایا کہ ابھی جبرئیل امین خدا کی نزدیک سے
آتا ہی اور مجھے پیغام دیتا ہی اور میں تجھے بتاتا ہوں اسواسطے کہ میں بغیر حکم خدا تعالے کے کسی چیز کو نہیں کہہ سکتا
کہ اسمیں آواز شہپر جبرئیل امین آئی اور کہا کہ خدا تعالے آپکو تحفہ سلام ارشاد کرتا ہی اور فرماتا ہی کہ املاک
ملعون سے کہو کہ کل شکار کو گیا تھا اور آہو کو زندہ کمند میں گرفتار کرکے لایا تھا اور قلعہ میں اسکو
لاکر میخ سے باندہ دیا تھا اور تو نے ہر چند اسکو دانا پانی دیا اسنے نہ کہایا تو نے غصہ ہو کر ایک لکڑی
اسکو ماری کہ وہ مر گیا پس اسکو تو اس چادر میں لپیٹ کر لایا ہی غرض چادر کو جو کہولا تو آہو
مرا ہوا نکلا آپنے اس آہو کیطرف خطاب کرکے فرمایا کہ قم باذن اللہ بمجرد آپکے فرمانے
کے آہو حرکت میں آیا اور زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا اور قدرت خدا سے گویا ہوا

اور کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ حقا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و انک رسول اللہ و ان
علیا ولی اللہ آپنے جواب سلام کا دیا اور فرمایا کہ ای آہو کیا تجہپر گزرا آہو نے عرض کی کہ
یا محمد میری فریاد کو پہنچو کہ میں دو بچہ رکہتی ہوں کل میں انکو مکان میں چہوڑ کر چرنے میں
مشغول ہوئی تہی کہ املاک کافر نے تجکو لند مار کر پکڑ لیا اور رسیمان آہنی سے مجکو باندہکر اپنے ملف
میں لے لیا ہیتے فرزندوں کے غم مفارقت کے سبب کچہ نہ کہایا اُسنے مجہے لکڑیاں
مار کر ہلاک کیا اور اس چادر میں لپیٹ کر لایا الحمد للہ کہ میں ساتہہ دولت دیدار تمہاری کے مشرف
ہوا اور بدولت آپکے دوبارہ زندگی پائی یا رسول اللہ اب میری آرزو یہ ہے کہ میں اپنے
فرزندوں کو جا کر دیکہوں ڈرتی ہوں کہ مبادا انکو بہیڑیا کہا گیا ہو یا بہوک پیاس کے مارے
مر گئے ہوں سئے رسول خدا اگر تجہے املاک سے رخصت دلواو تو میں جا کر انکو
دودہ پلاؤں اور اگر زندہ ہوں تو انکو بہی اپنے ساتہہ لے آؤں اور وقت نماز
پیشین میں آنکر حاضر ہونگی پس اُسوقت املاک جو چاہے میرے حق میں کرے جب
یہ باتیں آہو نے کہیں تو اہل مجلس سے شور و فغاں برپا ہوا جناب رسولخدا نے املاک سے
کہا کہ تو اسکو اجازت دے کہ یہ اپنے بچوں کو جا کر دودہ پلا آئے اُس ملعون نے کہا کہ ای
محمد اگر یہ آہو تیرے خدا کا اقرار نہ کرتا تو میں اسے آزاد کر دیتا مگر اب اسکو میں
آگ میں جلاؤنگا آہو نے جو یہ سنا تو فریاد کرنے لگی اور کہا کہ ای محمد میری فریاد
کو پہنچو اُس ملعون نے کہا کہ محال ہے کہ میں تجہے آزاد کروں اور ابہی تجہے میں
جلاتا ہوں دیکہوں کہ محمد کیا کرتا ہے آپنے فرمایا کہ ای سیاہ دل غضب الٰہی
سے ڈر املاک نے کہا کہ ای محمد اگر تو ضامن ہو جاوے اور شرط کرے کہ اگر وہ وقت پیشین
نہ آئے تو اسکے عوض میں تجکو قتل کروں گا آپنے فرمایا کہ میں ضامن ہوا اور شرط کی

املاک نے منشیوں کو بلا کر ضمانت نامہ لکھوایا اور آہو کو چھوڑ دیا اور اسی جانب ایک جماعت
کو وکیل کیا کہ یہ بھاگ نہ جائیں املاک ایک وزیر تھا بہودی دشمن خاندان رسالت اسکو
بلا کر املاک نے سارا قصہ روبرو اسکے بیان کیا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ چار ہزار آدمی
چار طرف قلعہ کے تو کھڑے کر کہ جسوقت آہو آوی تو اسکو وہ ہلاک کریں تا وعدہ خلافی
ظہور میں آوی اور میں محمد کو قتل کروں وزیر نے کہا کہ اے املاک محال ہے کہ آہو دام سے
نکلا ہوا پھر عود کرے املاک نے کہا کہ اے وزیر دین محمد برحق ہے اور اسنے معجزات عجیب
دکھلائے اور بخاطر تمام آہو کا ضامن ہوا ہے اور جو وہ ارادہ کرتا ہے اسکا خدا
وہی کر دیتا ہے وزیر یہ سنکر ہنسا اور کہا کہ جب تجھے اسکا یقین ہے تو پھر اس سے
مکر و حیلہ کیوں کرتا ہے غرض جسطرح املاک نے کہا وزیر نے وہی کیا لیکن مادہ آہو
جب بچے مکان پر پہنچی تو دور سے دیکھا کہ اسکے گھر میں بھیڑیا سوتا ہے یہ دیکھکر
خون اسکی آنکھوں سے جاری ہوا اور اپنے دلمیں کہا کہ گرگ نے تیرے بچے تو
کھائے اب شاید تیرا انتظار کرتا ہے مبادا تجھے بھی کھا جائے اور محمد تیری عوض میں
قتل ہوں تو اسکے پاس جا اور الٹی پھر چل مگر پھر محبت نے فرزندوں کی جوش
کیا اور کہا کہ چونکہ تین روز سے تو نے کچھ نہیں کھایا ہے آنکھوں تلے شاید تیرے
اندھیرا چھایا ہے اس سبب تیرے خیال میں گرگ آیا ہے شاید گرگ نہو چلکر دیکھ
تو سہی غرض جب قریب پہنچی تو آواز پاؤں کی گرگ کی کان میں گئی
وہ جاگ کر اٹھ بیٹھا ہرنی اسکو دیکھکر خوف کے مارے اپنی جگہ پر کھڑی
رہگئی اور قوت آگے جانے کی نہ پائی اور کہا کہ الحکم للہ العلی الکبیر الٰہی تو
جانتا ہے میرے حال کو مجھے شر سے گرگ کے بچانا جلدی خدمت میں

تیرے پیغمبر کے پہنچوں پس بفرمان الٰہی وہ گرگ گویا ہوا اور کہا کہ ای مادہ آہو میں نے
تیرے بچوں کو آزار نہیں دیا اور سلامت رکھا ہی ہرنی نے کہا میں تیری بات کا کیونکر
یقین کروں گرگ یہ سنکر کھڑا ہوگیا اور کہا کہ ای مادہ آہو بحق محمد مصطفٰے کہ آج تو نے انکو
دیکھا ہی اور وہ تیرا ضامن ہوا ہے آگے آ آہو مادہ نے کہا کہ ای گرگ اگر یہ بات تو نہ کہتا
تو بھی مجھے تیری بات کا یقین نہوتا اب جانا میں نے کہ تو سچ کہتا ہی اور جناب رسالت مآب نے بھی
مجھسے ارشاد کیا تھا کہ تو اپنے فرزندونکو دیکھی گی اور میں جانتی ہوں کہ اُن جناب کی بات خلاف
نہیں ہوتی پس ہرنی آگے گئی اور گرگ مادہ نے عذر خواہی کی اور کہا کہ اب تو میرا قصہ سُن
کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بھی دو فرزند عنایت کیے تھے اور وہ دونوں مر گئے میں نہایت غمگین ہوئی
ناگاہ گذر میرا اس جگہ ہوا اور تیرے بچوں کو مہجور و پریشان دیکھا اپنے دلمیں کہا آیا ماں باپ
انکے کیا ہوئے کہ کہیں یہاں اُنکا نشان نہیں معلوم ہوتا پس میں بہت روئی اسواسطے
کہ کار دنیا تمام رنج والم اور غم واندوہ ہی اے آہو مادہ بسبب اپنے فرزندوں کے داغ
کے تیرے فرزندوں کا قصد کہانے کا نکیا اسواسطے کہ مار گزیدہ قدر مار گزیدہ کی جانتا
ہے پس تیرے بچوں کو چھوڑکر قصد آگے جانیکا کیا چند قدم آگے گئی تھی کہ مجھے خیال ہوا
کہ تو تو جاتی ہی مبادا کوئی گرگ سیاہ دل آنکر انکو کہا جاوی اس فکر میں تھی کہ ناگاہ ایک سوار
پہنچا کہ صلابت اور شوکت سے اُسکی زمین و زمان لرزتا تہا مجھسے کہا کہ ای گرگ مادہ
میں ہوں علی ابن ابیطالب تو ان بچوں کی محافظت کر اور دودھ پلا یہ سنکر میں دوڑی اور
پیشانی اپنی دلدل کے سموں سے ملی اُسنے کہا کہ ای گرگ مادہ ان بچوں کی ماں کو ایک
بت پرست پکڑ لیگیا ہی فردا جناب رسول خدا اُسکے ضامن ہونگے اور شکور رہا کرا لائیں
گے اور وہ آنکر اپنے بچوں کو دودھ پلائیگی اے گرگ مادہ جبتک انکی ماں آئے

تو انکو دودہ پلا اور انکی محافظت کر مینے اطاعت اُس جناب کی کی ای آہو مجھے قسم ہے علیؑ ابن ابیطالب کی کہ مینے اسوقت تک دس بھیڑیوں کو زخمی کیا ہے اور تیرے بچوں کو اُنسے بچایا ہے پس ہرنی اپنے بچوں کے پاس آئی اور انکو دودہ پلایا بچوں نے پوچھا کہ ای اماں تین روز تک تو کہاں تھی اگر یہ گرگ مادہ ہماری حفاظت نہ کرتی تو ہمیں بھیڑیے کھا جاتے آہو مادہ نے اپنا سارا قصہ بیان کیا اور کہا کہ املاک مجھے قید کرکے لیگیا تھا اور اُسنے مجھے مار ڈالا تھا پھر جناب رسولخدا نے مجھے زندہ کیا اور املاک سے وہ جناب میرے ضامن ہوئے ہیں کہ اگر نماز پیشین تک نہ پہنچوں تو میرے عوض اُس جناب کو قتل کریں بچوں نے یہ سنکر کہا کہ اے اماں دودہ پینا اب ہم پر حرام ہے جبتک وہ جناب ضمانت سے باہر نہ آئیں لیں آہو نے کہا کہ ای گرگ تو اٹھ اور ہمت کر میں چاہتی ہوں کہ اُس جناب پر اپنی جان قربان کروں گرگ مادہ نے کہا کہ میں بھی آرزومند اُس جناب کی زیارت کی ہوں بچوں نے کہا کہ ہمیں کہاں چھوڑے جاتی ہو ہمیں بھی ساتھ لیچلو غرض سب راہی ہوئے اور پہنچے قریب قلعہ عنقا کے فوج نے جو آہو کو آتے دیکھا تو سبنے تیر کمان ہیں جوڑے اور چاہا کہ آہو پر مینہ تیروں کا برسائیں کہ دفعۃً ایک ایسا نعرہ اللہ اکبر کا اُنکے کانوں میں پہنچا کہ سب تھرانے لگے اور بیہوش ہوگئے اور ہاتھوں سے سب کے کمانیں چھوٹ پڑیں جب ہوش میں آئے تو دیکھا کہ ایک سوار جانب بیسر سے پیدا ہوا صلابت اور دبدبہ سے اُسکے زمین و زمان لرزتا ہے لیس پہلے گرگ دوڑا اور سر اپنا سُم اسپ پر رکھا پھر آہو اور آہو کے بچوں نے دوڑکر سر اپنا پائے قُدلدل پر ملتا تہا اینکہ ان سبنے دیکھا کہ گرگ اور آہو اُس سوار سے ہمکلام ہیں اور باتیں کرتی ہیں

غرض اُس سوار نے اُن کافروں سے بآواز بلند کہا کہ اے لعینان گمراہ تم سب نبوت جناب
رسالت مآبؐ کی تصدیق کرو والّا ایک کو تم میں سے زندہ نچھوڑونگا وزیر یہود نے
کہا کہ تو کون ہے کہ ہمکو دین محمدؐ کیطرف دلالت کرتا ہے سوار نے کہا کہ میں ہوں علیؑ ابن
ابی طالبؑ ان لعینوں نے جو نام علیؑ کا سُنا تو بند بند اُنکا کانپنے لگا یہودی نے
بانگ لشکر پر ماری کہ اے نامردو آخر ایک شخص سے زیادہ نہیں ہے اُسکو گھیر لو اور نہ چھوڑو
کہ باہر جانے پاوے وہ چار ہزار آدمی دفعتہً جناب امیرؑ پر حملہ آور ہوئے یہ دیکھکر گرگ مادہ بھی حملہ آور
ہوئی اور جس سوار پر حملہ کرتی تھی اُسکو گرا دیتی تھی پھر جناب امیرؑ نے بھی ذوالفقار نیام
سے کھینچی اور حملہ اُن کافروں پر کیا ایکساعت میں بضرب ذوالفقار اکثر ملاعین کو بدالبوار
پہنچایا تا اینکہ وزیر یہودی کو بھی تیغ آبدار سے مثل خیار تر دو ٹکڑے کیا اور باقی لشکر بھاگا
اُس جناب نے اُنکا تعاقب کرکے چارسو کافر اور قتل کیے اور باقی جو بچ رہے تھے وہ بھاگ کر
قلعہ میں پہنچے جناب امیرؑ نے آہو اور گرگ سے کہا کہ تم جلد جناب رسولخداؐ کی خدمت میں
پہنچو اور آپ بھی پیچھے اُنکے قلعہ میں آئے اور گرگ اور آہو مع بچوں اپنے کے مجلس شاہ شمس
میں داخل ہوئے اُسوقت حال اہل مجلس کا یہ ہوا کہ جس شخص کی نظر رخ انور جناب امیرؑ پر
پڑتی تھی فوراً جان مالک دوزخ کے سپرد کر دیتا تھا تا اینکہ سو آدمی اور مر گئے شاہ شمس نے
کہا کہ کیا چیز واقع ہوئی کہ لوگوں نے مرنا شروع کیا کہ اسمیں ملازمین املاک کے حاضر
ہوئے اور املاک سے سارا قصہ بیان کیا اور کہا کہ اب علیؑ محمدؐ کے پاس بیٹھا ہے
املاک نے یہ سُنکر شاہ شمس سے کہا کہ بازو میرا بازوی علیؑ سے قوی تر ہے اور
کسی نے تمام ضلع مغرب میں فن کشتی میں میری برابری نہیں کی اچھا ہے
کہ میں اُسکے ساتھ کشتی کروں اور ایسا اُسکو پٹخوں زمین پر کہ استخوان پہلو اُسکی

ریزہ ریزہ ہو جائیں یہ کہکر وہ لعین اُٹھا اور آگے جناب امیر کے آیا کہ اے
علیؑ محمدؐ یہاں موجود ہے میں چاہتا ہوں کہ جانوں کہ تونے ان بازوے
باریک کے ساتھ کیونکر دروازہ خیبر کا اُکھاڑا ہے جناب امیر نے فرمایا کہ
اے املاک تو کیا کرنا چاہتا ہے اُسنے کہا کہ میں کُشتی کرنا چاہتا ہوں اگر
میں تجھے پچھاڑوں تو خون تیرا مجھپر حلال ہے اور اگر تو مجھے زمین پر گرا دے تو
خون میرا تجھپر حلال ہے جناب امیر نے قبول کیا اور خدا کو ساتھ عظمت اور
بزرگواری کے یاد کرکے قدم مبارک آگے رکھا املاک نے دونوں ہاتھ حضرت کی
کمر میں ڈال دیے اور تین زور ایسے کیے کہ اگر درخت پر کرتا تو وہ بھی زمین سے
اُکھڑ جاتا مگر مطلق اُس جناب کو حرکت نہوئی جناب امیر نے اُسسے کہا کہ اے
نا قابل [illegible] تو اپنے زور کو تو آزما چکا اب زور میرا دیکھ [illegible] املاک نے جو نگاہ کی
تو دیکھا کہ دونوں پاؤں سن ہو گئے بسبب قوت [illegible] کے اندر گھس [illegible]
[illegible] یہ زور علیؑ میں کہاں سے آیا اس خیال میں تھا [illegible] نے کمر میں سے ہاتھ
ڈالکر مثل پر کاہ زمین سے اُٹھالیا اور سر بلند کیا [illegible] نے یہ حال دیکھکر کہا کہ
یا علیؑ تو ہی ہے ولی خدا اور وصی مصطفےٰ میں یکتا ہے کہ سب کافروں کو تونے سزا دی
کیا مگر اس سگ نابکار کو جہنم میں بھیج کہ اسنے ہمیں نہ چھوڑا کہ ہم مسلمان ہوتے
یہ سنکر اُس جناب نے املاک کو ایسا زمین پر [illegible] کہ استخوان اُسکی
ریزہ ریزہ ہو گئی اور جان مالک دوزخ کے [illegible] سپرد کی پس شاہ شمس معہ سب
امرا اور ملازمین کے آئے اور کہا کہ اے [illegible] ہمکو مسلمان کر اور [illegible]

[illegible] کو اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ و اشہد ان علیا [illegible]

علیاً ولی اللہ وصی رسول اللہ شاہ شمس اور سب ملازمین اُسکے اسلام لائے اور کہا کہ
ہم سب غلام آپکے ہیں اور چالیس قلعہ میرے پاس ہیں آپ اُنکی سیر کریں پس آپ
اور جناب امیرؑ اور شاہ مع امراء قلعہ بہ قلعہ پہرے اور سب کی سیر کی اور بتوں کو توڑا
اور شاہ کو شرائع اسلام کی تعلیم کی اور بادشاہی اُسی پر مقرر رکھی اور آپ متوجہ مدینہ
طیبہ کے ہوئے اور طی الارض کرکے آٹھویں روز آنکہ پہنچے اور سارا حال اصحاب سے بیان کیا
اور بہت سا مال جو وہاں سے لائے تھے سب اصحاب اور مساکین پر تقسیم کیا —

معجزہ بست و ششم منقول ہے کہ ایکروز امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالب
بیٹھے تھے کہ وہاں ایک درخت تھا انار کا کہ خشک ہوگیا تھا کہ ایک جماعت آپکے
دوستوں اور دشمنوں کی آئی جناب امیرؑ نے ارشاد کیا کہ آج تمکو ایک آیت اور
معجزہ دکھاتا ہوں مثل مائدہ حضرت عیسےٰؑ کے بنی اسرائیل میں سے سب نے کہا کہ
وہ کیا ہے فرمایا کہ اس انار خشک کیطرف نگاہ کرو جب سب نے اُسکی طرف دیکھا
تو وہ درخت حرکت میں آیا اور سبز ہوگیا اور بار آور ہوا اور انار پیدا ہوگئے سب
آدمی دیکھکر تعجب میں آئے آپنے فرمایا کہ اُٹھو اور بسم اللہ کہکر انار کھاؤ غرض سب
اُٹھے اور درخت کے پاس آئے اور ہاتھ انار کیطرف بڑھایا پس جو دوست آپکے تھے
اُنکے ہاتھ میں تو انار آجاتا تھا اور جو دشمن آپکے تھے اُنسے انار اوپر چلا جاتا تھا اور
بلند ہوجاتا تھا لوگوں نے جو اسکا باعث پوچھا تو فرمایا باعث اسکا یہ ہے کہ جو دوست
ہمارے ہیں اُنکے ہاتھوں میں تو آتا ہے اور ہمارے دشمنوں کے ہاتھ میں نہیں آتا ایسا ہی اُس
فردای قیامت ایسا ہی حال ہوگا کہ دوست ہمارے بہشت میں تختوں پر بیٹھے ہونگے
تکیہ لگائے اور جب کسی میوے کیطرف رغبت کرینگے تو شاخ اُس درخت کی اُسکے پاس

آجائیگی اور وہ بے زحمت اسکو توڑ کر کھائینگے اور ہمارے دشمن دوزخ میں سے بہشتیوں
کو دیکھینگے اور انکا ہاتھ بہشت کی نعمتوں تک نہ پہنچیگا اسوقت وہ اہل بہشت سے
کہینگے کہ ہمیں بھی تھوڑا سا پانی پلا دو اور وہ نعمتیں کہ جو خدا تعالیٰ نے دی ہیں
ہمیں بھی دو اہل بہشت کہینگے نعمتیں بہشت کی خدا تعالیٰ نے تمپر حرام کیں ہیں

معجزہ بست و ہفتم کتاب قصص الانبیا میں منقول ہے کہ جناب رسولخدا نبی المطلق
برائے جہاد تشریف لیے جاتے تھے کہ نزدیک ایک وادی کے فروکش ہوئے کہ ناگاہ
جبرئیل امین جانب رب جلیل سے نازل ہوئے اور عرض کیا کہ ای حبیب رب العالمین
اس صحرا میں ایک طایفہ کفار جنی جان کا تمہارے ہلاک کرنیکے لیے پنہاں ہوا ہے
سنکر اُس جناب نے جناب امیر کو بلایا اور فرمایا کہ اس صحرا میں جاؤ اور دشمنان
خدا کو کہ قوم اجنہ سے ہیں دفع کرو ساتھ اُس قوت اور طاقت کے جو خدا تعالیٰ
نے تمکو دی ہے اور اُن اسمار الٰہی کو کہ حق جل وعلیٰ نے تمکو اُنکے ساتھ
مخصوص کیا ہے حصن حصین بنا کرو اور سو آدمی آپکے ہمراہ کیے پس جب وہ
جناب قریب اُس وادی کے پہنچے تو اُن سو آدمیوں کو وہاں چھوڑا اور آپ گئے
تنہا کنارے پر اُس وادی کے پہنچے اور معوذتین اور اسمار الٰہی کو اپنے اوپر پڑھا پھر
اُن سو آدمیوں کو اشارہ کیا کہ اب تم بھی میرے پاس چلے آؤ جب وہ لوگ آگے
آئے اور اُس جناب میں اور اُن آدمیوں میں ایک تیر کا فاصلہ رہا تو ایک آندھی
اس زور کی چلی کہ قریب تھا وہ لوگ اُسکی شدت سے منہ کے بل گر پڑیں اسمیں
جناب امیر نے بصدائے بلند اور باعلای صوت فریاد کی اور کہا میں ہوں
علی ابن ابی طالب وصی رسولخدا اور پسر عم رسول مقبول ناگاہ ایک

سیاہ رنگ بد شکل مہیب صورت پیدا ہوا کہ شعلہای آتش اُسکے ہاتہ سے برستے
تہے جناب امیرؑ آیات قرآنی پڑہتے ہوئے وادی کے اندر تشریف لیگئے اور چپ
و راست ذوالفقار کے وار کرتے تہے پس وہ قوم اجنہ مثل دود دہ سیاہ کی ہوگئی
جناب امیرؑ نے تکبیر زبان سے کہی اور اُس وادی سے باہر نکل آئے سب اصحاب نے
جناب امیرؑ سے پوچہا کہ آپنے کیا دیکہا واللہ ای امیر المومنینؑ قریب تہا کہ ہم
سب خوف و بیم سے ہلاک ہوجاتے حضرتؑ نے فرمایا کہ جب وہ قوم مجہپر ظاہر ہوئی تو
مینے ہمار آلہی کو پڑہا وہ سب حقیر اور ضعیف ہوگئے مینے اُنسے مقاتلہ کیا بعض کو اُنمیں سے
ہلاک کیا اور بقیہ اُنکے مجہسے پہلے خدمت جناب رسولخدا میں حاضر ہوکر ایمان لائے
اور مسلمان ہوگئے پس جناب امیرؑ مع اصحاب خدمت بابرکت رسولخدا میں حاضر
ہوئے وہ جناب دیکہکر کمال خوش ہوئے **معجزہ بست و ہشتم** ابوسعید خدری نے
روایت کی ہی کہ ایک روز میں الطح میں رسول مقبولؐ کی خدمت بابرکت میں حاضر
تہا کہ اور ایک گروہ کثیر بہی صحابہ سے حاضر تہے کہ ناگاہ دور سے ایک غبار بلند
ہوا اور دمبدم نزدیک ہوتا تہا تا اینکہ وہ برابر روبمبارک جناب رسالتمآب کے
پہنچکر ٹہر گیا اور اُس گرد میں سے ایک آواز آئی کہ السلام علیک یا رسول اللہ رب العالمین
آپنے جواب سلام کا دیا اور پوچہا کہ تو کون ہی اُسنے جواب دیا کہ یا حضرت میری قوم نے
مجہپر ظلم کر رکہا ہی کہ میرے اُس جنگل کو جسمیں میری مواشی چرتی ہتی اور آب و علف
کہاتے تہے مجہسے چہین لیا ہے اب میں آپکے پاس فریاد لایا ہوں اور آپ سے
مدد چاہتا ہوں اور اس امر کی امید رکہتا ہوں کہ آپ کسی ایسے شخص کو میرے ہمراہ کریں
کہ وہ درمیان ہمارے اور اُنکے انصاف سے حکم کرے اور میں عہد کرتا ہوں اور ضمانت

دیتا ہوں کہ میں اُنکو صحیح و سالم یہاں پہنچا دونگا جناب رسول خدا نے پوچھا کہ تو کون ہے اور قوم تیری کیا ہی اُسنے کہا کہ یا حضرت میں عرفطہ بن شمراخ جنی ہوں اور میں پیش از بعثت آپکے قریب آسمان کے جایا کرتا تہا اور وہاں کی باتیں سُنکر سب کو خبر دیا کرتا تہا جب خدا تعالی نے آپکو برگزیدہ کر کے اپنی مخلوقات پر بہیجا تو میں اُس حال سے منع کیا گیا اور تمہاری رسالت اور نبوت پر ایمان لایا اور آپ کی رسالت کی تصدیق کی اور مسلمان ہوا پس اس سبب میری قوم میری دشمن ہو گئی ہے اور بغض و عداوت کرنے لگی ہے اور چونکہ کثرت اُنکی زیادہ ہے مجہے طاقت اور قوت اُنکی مقاومت کی نہیں ہے لہذا میں امیدوار آپ کی شفقت کا ہوں کہ آپ رحمت عالمیان ہیں جناب رسول خدا نے فرمایا کہ ای عرفطہ تو اپنے تئیں اُس صورت پر کہ جسپر مخلوق ہوا ہی اور اُسی ہیئت اصلی پر ہمارے سامنے ظاہر ہو اُسنے سمعاً و طاعةً کہکر پردہ اپنے مُنہ پر سے اُٹھا لیا ہمنے دیکھا کہ غبار میں سے ایک شخص پیدا ہوا کہ سر اُسکا دراز آنکھیں درمیان پیشانی کے چھوٹے چھوٹے حلقے آنکھوں کے مثل خرس سارے بدن پر بال دانت مثل سباع کے دراز غرض جناب رسول مقبول نے اُس سے عہد لیا کہ جسکو میں تیرے ہمراہ کروں اُسکو تو سلامت میرے پاس پہنچا دے یہ عہد اُس سے لیکر آپ مخاطب ہوئے ابوبکر کی طرف اور فرمایا کہ اُٹھ اور اپنے بہائی عرفطہ کے ساتھ جا اور اُسکی قوم کو دیکہ کہ وہ کس کام میں ہیں اور کیا حال رکھتے ہیں اور اُنمیں عدل و انصاف کے ساتھ حکم دے ابوبکر نے پوچھا کہ یا حضرت یہ کہاں رہتے ہیں آپنے فرمایا کہ زمین کے نیچے ابوبکر ڈر گیا اور کہا کہ یا حضرت مجہ میں اسقدر طاقت اور قوت نہیں ہے

کہ جو زیر زمین جاؤں اور انہیں حکم کروں قطع نظر اسکے انکی زبان بہی نہیں سمجہتا
ہوں آپ یہ سنکر عمر کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ای عمر تو جا اور انہیں بجو حکم کر
عمر نے بہی وہی عذر پیش کیا جو کہ ابو بکر نے پیش کیا تہا پہر آپنے نظر یمین و یسار کی
اور ادہر اُدہر دیکہا اور فرمایا کہ کہاں ہے قرۃ العین بہلر اللہ کہاں ہے برطرف کرنیوالا میرے
غم وہم کا اور کہاں ہے زوج میری دختر کا اور پدر ہے میرے دو فرزندوں کا اور کہاں ہے
مروجہ میرے دین کا اور قاضی میرے دین متین کا شاہ ولایت امیر عرب نے جواب دیا
لبیک لبیک یا رسول اللہ میں حضور میں حاضر ہوں جو حکم ہو اسکو بجا لاؤں فرمایا یا علیؑ تم
باتفاق عرفطہ جاؤ اور خبر لو اسکی قوم کی اور حکم کرو ہمیں اور اسکی قوم میں بجو جناب
امیرؑ نے کہا سمعاً وطاعۃً پس عرفطہ اُٹھ کہڑا ہوا اور جناب امیرؑ نے شمشیر حمایل کی
اور اُسکے ہمراہ ہو لیے ابو سعید خدری اور سلمان فارسی بہی آپکے ساتھ چلے تا کہ
دیکہیں آپ کیا کرتے ہیں اور کہاں جاتے ہیں پس جب وہ جناب بین صفا و مروہ
پہنچے تو انہوں نے دیکہا کہ زمین شق ہوگئی اور عرفطہ اندر زمین کے چلا گیا جناب امیرؑ
بہی پیچہے اُسکے سب یاروں کو وداع کر کے زیر زمین تشریف لیگئے اور پہر زمین
بدستور مل گئی سب ہمراہی اُس جناب کی حسرت اور ندامت کے ساتھ روتے پیٹتے
پہرے اور فکر میں تہے کہ آیا علیؑ کو کیا پیش آئیگا غرض صبح روز دوم جناب رسالتمآب صلعم
نے نماز ادا کی اور سب اصحاب گرد حضرت کے آنکر جمع ہوئے اور اُس جناب کی صحبت سے
مستفید ہوئے تا اینکہ وقت نماز ظہر کا آیا آپنے اصحاب کے ساتھ نماز ادا کی مگر کچہ خبر
جناب امیرؑ کی معلوم نہوئی کہ وقت نماز عصر کا پہنچا اور نماز عصر بہی ادا کی اور
کچہ حال جناب امیرؑ کا دریافت نہوا محبان علیؑ کو تب تو نہایت فکر اور حزن

و ملال عارض ہوا مگر منافقین اور دشمن جناب امیر خوش تھے اور آپسمیں کہتے تھے کہ حضرت
نے خوب حیلہ کیا اور علیؑ کو اس بہانہ سے ہلاک کرنیکے واسطے لیگئے اور ہمکو فخر
کرنے محمدؐ سے کہ ہمیں علیؑ کے ساتھ افتخار کرتے تھے رہائی ہوئی اور آپسمیں گفت و شنید
کرتے تھے کہ جناب رسولخدا صفا میں تشریف لائے اور ذکر جناب امیر کا کرتے تھے
تا اینکہ آفتاب قریب غروب کے پہنچا کہ یکبار زمین اسجگہ سے شگافتہ ہوئی اور عرفطہ
آگئے اور جناب امیر اُسکے پیچھے ہاتھ میں ذوالفقار خون چکاں لیے ہوئے ظاہر ہوئے
پس اُس جناب کو سب دوستونے دیکھکر تکبیر کہی اور جناب رسولخدا نے دوڑکر
گلے سے لگا لیا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ ای علیؑ اسقدر دیر تمکو کیوں ہوئی عرض کی
کہ یا حضرت جب میں قوم عرفطہ پر داخل ہوا تو تین چیزیں سے ایک چیز کیطرف اُنکی
دعوت کی اُنہونے تینوں چیزونمیں سے ایک چیز کو بھی قبول نکیا اول مینے اُنسے کہا
کہ تم اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً رسول اللہ کہو اُنہونے انکار کیا دوبارہ
مینے کہا اگر اسلام قبول نہیں کرتے تو جزیہ دینا اختیار کرو اُنہونے اس سے بھی
انکار کیا تیسری دفعہ مینے کہا کہ تم عرفطہ سے صلح کرو اسطرح پر کہ ایکروز چراگاہ تمہارے
پاس ہے اور ایکروز عرفطہ کے پاس ہے اُنہونے اسکو بھی نہ مانا تب تو مینے تلوار کھینچی
اور اکثر اجنہ کو اُنمیں سے قتل کیا اور باقیونے فریاد الامان الامان کی بلند کی مینے کہا کہ
امان تمہاری اب اسلام لانیمیں ہے اُنہونے اسلام قبول کیا اور خدا کی وحدانیت اور
تمہاری رسالت کا اقرار کیا مینے اُنکو امان دی اور اُنمیں اور عرفطہ میں مصالحت
کروا دی پس اب تک اس شغلہ میں مشغول تھا اسمیں عرفطہ جناب رسولخدا
کے آگے آیا اور عرض کی کہ ای رسولخدا حق سبحانہ تعالی تمکو ساتھ خیر خوبی کے

جزادی اسقدر آپنے میری یاری اور مددگاری کی کہ زبان اُسکی وصف سے قاصر ہے اگر آپ اور علیؑ ہماری ساتھ لطف نہ کرتے تو اسلام ہم میں سے اٹھ جاتا۔ معجزہ لست و نہم مروی ہی کہ ایک جماعت اہل یمن سے جناب رسولؐ خدا کی خدمتمیں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ یا حضرت ہم اولاد میں فلاں بادشاہ کے ہیں کہ وہ بادشاہ اولاد حضرت نوحؑ نبی اللہ کے تہا اور اُسکی کتاب میں لکھا ہی کہ ہر پیغمبر کے لیے معجزہ ہی اور ہر پیغمبر کے لیے وصی ہے کہ اُسکا جانشین ہوتا ہی پس تمہارا وصی کون ہے اُس جنابنے اشارہ کیا طرف جناب امیر کے اور کہا کہ میرا وصی اور جانشین یہ ہے اُنھوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہماری پاس ایک صحیفہ ہی کہ اُسمیں صفت اور علامت اور شکل و شمائل حضرت سام کی اور نشان اُنکی قبر کا کہ اسی شہر میں سے لکھا ہے تم اُسکو ہمیں دکہا دو پس اگر اُنکی قبر ہمکو دکہا دوگے اور اُنسے ہمیں ملا دوگے تو ہم تمپر ایمان لائیں گے جناب رسولِ مقبول نے جناب امیر سے ارشاد کیا کہ تم اس جماعت کے ساتھ مسجد میں جاؤ اور پیش محراب دو رکعت نماز بجالاؤ اور بعد اُسکے زمین پر ایک لات مارو تاکہ مطلب اس جماعت کا حاصل ہو پس جناب امیر مع اُن سب کے مسجد میں تشریف لائے اور دو رکعت نماز ادا کی اور لب مبارک کو جنبش دیکر زمین پر لات ماری کہ زمین شق ہوگئی اور ایک تابوت نکلا اُس تابوت میں سے ایک پیر نورانی باریش سفید دراز تا بناف خاک اپنے سر و روے سے جہاڑتا ہوا باہر نکلا اور جناب امیر پر سلام کرکے کہا کہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و محمد رسول اللہ و سید المرسلین و انک یا علی وصی خاتم النبیین انا سام بن نوحؑ پس اُس جماعت نے صحیفہ اپنا کہولا اور شکل و شمائل اُنکی جو کتاب میں لکھی ہوئی تہی ملائی اُسکو مطابق پایا اُن سب نے سام سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ کوئی سورہ تمام صحیفہ نوحؑ سے پڑہو سام نے ایک سورہ اُسکا پڑہا

پھر جناب امیرؑ پر سلام کر کے تابوت میں جا لیٹے اور وہ تابوت زمین میں چلا گیا اور زمین ملگئی پس اُس جماعت نے کہا کہ ان الدین عند اللہ الاسلام اور ایمان خدا اور رسول پر لائے۔ **معجزہ سیٔ ام** منقول ہے کہ شہر موصل میں زمانہ خلافت بنی عباس میں ایک مرد بخیل تہا کہ بخل میں شہرۂ آفاق اور اس صفت میں بے مثل و بے مانند مروانی دشمن اہلبیت تہا مگر دختر اسکی زوجہ کی اولاد شیعیان علیؑ ابن ابی طالب سے تہی یعنی ربیبہ اُس بخیل کی کہ جو زوجہ کے ہمراہ آئی تہی اُس مرد بخیل نے اُس لڑکی کے واسطے دو قرص نان مقرر کر رکہی تہی اتفاقاً اُس سال گرانی غلہ کی تہی کہ وہ دو قرص بہی قیمتی ہوتی تہی ایکروز ایک فقیر کہ محب اہلبیت تہا اُس بخیل مروانی کے دروازے پر آیا اور آواز دی کہ آیا کوئی اس گہر میں ایسا ہی کہ بدوستی محمدؐ و علیؑ مرتضیٰ روٹی دے کہ تین روز سے میرے اطفال صغیر نے کچہ نہیں کہایا اُس دختر نیک اختر نے جو نام اہلبیتؑ کا سُنا تو کہا کہ ہزار جان میری فدای اہلبیتؑ رسول ہو وہ دونوں قرص نان معمولی اپنی اُس فقیر کو دیدی وہ درویش دلریش قرص نان لیکر روانہ ہوا جب ایک ساعت گذری تو اُس دختر کو بہوک لگی اور بخیل کے حصہ کی روٹیوں میں سے ایک روٹی نکال لی آدہی کہائی تہی اور آدہی اُسکے ہاتہ میں تہی کہ وہ بخیل مروانی گہر میں آگیا اور اپنے حصہ کی روٹی اُسکے ہاتہ میں پہچان کر کہنے لگا کہ تونے اپنی روٹیاں کیا کیں کہ جو میری روٹی لی ہی اُسنے کہا کہ ای پدر ایک فقیر اسوقت آیا تہا اور وہ کہتا تہا کہ تین روز سے میرے اطفال نے کچہ نہیں کہایا کوئی بدوستی محمدؐ اور علیؑ ولی اور اہلبیتؑ مجہے کچہ دے میںنے اپنی دونوں روٹیاں اُس فقیر محتاج کو دیدیں اُس ملعون نے کہا کہ مگر تو ابو ترابی ہے میں جانتا تہا کہ تو دوست ہے

علی وآل نبی کی دختر نے کہا کہ سو جان میری فدائے نام علیؑ وآل نبی اُس لعین نے پوچھا
کہ تو نے کس کا نام لیا ہے سے اُسکو روٹیاں دیں ہیں اُس نے کہا کہ سیدہ کا نام ہے سے اُس لعین نے
کہا کہ اگر دوستی میں بوتراب کے تو راسخ ہے تو ہاتھ اپنا دے کہ میں اُسکو کاٹ ڈالوں اُس
دختر نیک اختر نے کہا کہ ہاتھ کیا چیز ہے جان میری حاضر ہے نام پر علیؑ اور اولاد علیؑ
کے مگر ایسا پدر تو مجھے ناقص اور محتاج خلق نہ کر ہر چند اُس دختر نے تضرع وزاری کی
مگر اُس سیاہ دل نے نہ مانا اُس دختر سعادتمند نے روئے نیاز خاک پر رکھا اور کہا کہ اے
خداوند کریم تجھپر کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے تو آگاہ ہے سب ظاہر اور باطن اور مخفی اور
آشکارا سے اور دیکھتا ہے تو کہ اس لعین نے کس چیز کا ارادہ کیا ہے تو داد میری
اس سنگدل سے لے یہ کہکے ہاتھ اپنا دراز کر دیا اُس لعین نے اُسکا ہاتھ پہنچے سے جدا
کیا اور گھر سے نکالدیا اور کہا کہ میں نے ابتک بوترابی کی نگہداری کی اور کہا نیکو دیا
اب خدا مجھپر رحم نہ کرے اگر آئندہ رافضیہ اور بوترابیہ پر رحم کروں اور روٹی دوں بس وہ
دختر اُس لعین کے گھر سے باہر نکلی اور صحرا کو روانہ ہوئی اور نیچے ایک درخت کے
پہنچی اور اسقدر خون اُسکے بدن سے بہا کہ وہ بیہوش ہو کر اُس درخت کے نیچے پڑ گئی
اتفاقاً اُس شہر موصل میں ایک بادشاہ تھا عاقل اور عادل اور شیعہ علیؑ اور محب خاندان
پیغمبرؐ اور اہلبیت اطہر اور کمال صلاح اور تقویٰ سے آراستہ اُس روز برسم شکار
شہر سے باہر آیا اور ایک آہو نظر آیا اُسکے پیچھے گھوڑا دوڑایا وہ آہو نظر سے غائب
ہو گیا اور بادشاہ آبادی سے دور گیا اور لشکر بھی اُس تک نہ پہنچا وہ درخت اُسکو نظر آیا
اُسکی طرف گھوڑا دوڑایا جب اُسکے قریب پہنچا تو دیکھا کہ ایک نور اُس شجر کے تحت سے
ہوا پر بلند ہو رہا ہے تعجب ہوا اور جلد اُسکے نیچے آیا تو دیکھا کہ ہزار ہا جانوران پرند

اُس درخت پر بیٹھے ہیں اور صدہا سباع اور وحشی گرد اسکے جمع ہیں اور سب نالہ و فغاں کرتے
ہیں اور ایک لڑکی کمال حسینہ کہ نور اُسکے چہرہ کا خورشید پر طعنہ زن تھا دست بریدہ
بہزار خواری و زاری اُسکے نیچے پڑی ہے جو ہیں نظر بادشاہ کی اُسکے جمال بیمثال پہ
پڑی آنکھوں نے اُسکے لمعہ نور رخ انور سے اُسکے خیرگی قبول کی گھوڑے سے نیچے اُترا
اور سر سے اپنی دستار اُتار کر اور اُس سے کپڑا پھاڑ کر اُسکے ہاتھ کے زخم کو محکم باندھا
تاکہ خون اُسکا بند ہو گیا بعد ایکساعت کے وہ دختر ہوش میں آئی آنکھیں کھولیں
ایک جوان کو با زینت تمام بالین پر بیٹھے دیکھا سر اُٹھا کر سلام کیا بادشاہ نے
اُسکو ہوشیار دیکھکر احوال اُسکا پوچھا دختر نے سب حال اپنا بیان کیا بادشاہ
بھی چونکہ محب خاندان رسالت تھا اور اُس دختر کو بھی عاشق جناب امیر کا
پایا تو محبت اُسکی بادشاہ کے دلمیں زیادہ ہوئی اور کہا کہ روئے زمین پر میرا بیٹا ایک
ہے اس دختر کا عقد اُس سے کر دونگا یہ کہکر اُسکو اپنی اپشت پر سوار کیا اور روانہ ہوا
چند قدم آگے گیا تھا کہ سپاہ اور خدم و حشم بادشاہ کی آن پہنچی بادشاہ نے
اُس دختر کے پدر کی بیرحمی کا حال سپاہ سے بیان کیا پھر عماری منگوا کر اُس دختر
کو اُسمیں بٹھلا کر حرم سرا میں لا داخل کیا اور جراحوں کامل کو بلوا کر اُسکے علاج
کے واسطے حکم دیا چند روز میں زخم اسکا اچھا ہو گیا بادشاہ نے اپنے وزرا سے
تاکید کی کہ اُس ملعون کو جلد ڈھونڈ کر لاؤ تا اُس سے قصاص لیا جائے
وزرا نے اُس دختر سے اُسکا نام و نشان پوچھکر اور محلہ اور کوچہ دریافت
کر کے اُسکے ڈھونڈنے کو آدمی بھیجے غرض آدمی اسکو ڈھونڈ کر لائے
بادشاہ نے اُس لعین سے کہا کہ میں نے باغ میں ایک کنوا کھدوایا ہے میں

چاہتا ہوں کہ اس غدار رافضیوں زندہ کو تمہیں ڈالوں کہ وہ اس سے باہر جائے بیٹے سنا ہے کہ تیری بی بی کی بیٹی رافضیہ ہے اسکو لا تاکہ اسکو کوئیں میں ڈالوں اسنے کہا کہ وہ گھر میں نہیں ہے بادشاہ نے کہا یا تو تو اسکو لا اور یا ایکہزار دینار بعنوان مصادرہ داخل کر اس ملعون نے جو یہ سنا تو کہا کہ ای بادشاہ میں سچ کہوں کہا کہو کہا کہ اس دختر نے مجھسے کچھ بے ادبی کی تھی میں نے اسکا ہاتھ کاٹ کر گھر سے نکالدیا تھا یقین ہے کہ درندوں نے اسکو چیر پھاڑ کر کھالیا ہوگا یہ سنکر بادشاہ نے حکم کیا کہ اس دختر کو حاضر کرو جب وہ حاضر ہوئی تو بادشاہ نے اس ملعون سے کہا کہ یہی وہ تیری زوجہ کی بیٹی ہے وہ دیکھکر متحیر ہوا اور کہا کہ ہاں یہی ہے غرض جب بادشاہ کو سچ ہونا دختر کا اور ظلم کرنا اس ملعون کا ثابت ہوا تو حکم دیا کہ اس لعین کو سنگسار کرو غرض وہ دختر محل میں بادشاہ کے رہتی تھی بادشاہزادے نے جو اسکے حسن و جمال کی تعریف سنی تو لوگوں سے کہا کہ اسکو مجھے دکھلا دو غرض جب اسکو دکھلایا تو وہ دیکھکر اسپر عاشق ہوگیا لوگوں نے اس حال کو بادشاہ سے عرض کیا بادشاہ نے سنکر شہزادی سے کہا کہ ای پسر ایک دختر پس پردہ عصمت رکھتا ہوں چاہتا ہوں کہ اسکا عقد تجھسے کروں تیری اسمیں کیا مرضی ہی بادشاہزادہ یہ سنکر دلمیں کمال خوش ہوا اور ظاہر میں کہا کہ آپکو اختیار ہی میں تابع فرمان ہوں پس بادشاہ نے تیاری شادی کی کی اور اسباب عروت کا درست کیا اور عقد اسکا بادشاہزادے سے باندھا اور اسکو شاہزادی کے سپرد کیا لیکن شاہزادہ اسکے ہاتھ کٹے ہوئے ہونے سے خبر نہ رکھتا تھا اور بادشاہ نے بھی ازراہ احتیاط کے شاہزادی سے اسکے حال کو بیان نکیا تھا کہ مبادا طبیعت اسکی اس دختر سے نفرت کرے لیکن اس شب کو پس پردہ کھڑا رہا یہی خیال

کہ اگر شاہزادہ اُسکے اس حال پر مطلع ہو اور ہاتھ کٹا ہوا دیکھکر اُس سے دلمیں نفرت کرے اور خاطر کو تکدر حاصل ہو تو اُسکو منع کروں اور سمجھا دوں شاہزادی نے جو اُسکے حسن و جمال بیمثال کو دیکھا تو اُسکی صورت پر نظر پڑی تو از خود رفتہ ہو گیا اور بے اختیار تخت سے اُتر پڑا اور اپنے پاس اُس دختر کو بٹھلایا اور پیار کی باتیں کرنے لگا اتفاقاً شاہزادے کو پیاس لگی اور وہ دختر اُٹھی اور بائیں ہاتھ میں پیالہ پانی کا رکھکر لائی بادشاہزادی نے دیکھکر کہا میرے باپ نے مجھے بی بی تو دی مگر ایسی دی کہ جو دست راست اور دست چپ میں فرق نہیں کرتی یہ کلمہ سنکر اُس دختر کو کمال رنج ہوا اور اشک خونی دیدۂ شرم آگین سے رخساروں پر جاری کیے شہزادی نے جو اُسکو روتے ہوئے دیکھا تو اُس کہنے پر اپنے نہایت منفعل ہوا تخت پر جا کر لیٹ رہا آنکھیں بند کرلیں گویا کہ سو گیا دختر نے جب دیکھا کہ شاہزادہ سو گیا تو اُٹھکر وضو کو تازہ کیا اور دو رکعت نماز ادا کرکے سر سجدہ میں کہا اور کہا کہ بادشاہا کارسازا بندہ نوازا تو خوب آگاہ ہی حال سے اس ضعیفہ عاجزہ کے کہ ہاتھ اپنا دوستی اور محبت میں تیرے دوستوں اور خاص بندوں کے کٹوایا ہی یا جان میری قبض کر یا میری فریاد کو پہنچ اغثنی یا غیاث المستغیثین یہ کہکر بہت سا روئی کہ بیہوش ہو گئی اُس بیہوشی میں خواب میں دیکھا کہ آسمان سے ایک تخت نیچے اُترا اور اُسکے پاس آنکر کہا گیا اُس دختر نے دیکھا کہ اُسمیں پانچ شخص ہیں ایک بی بی اور چار مرد اور نور آپکے چہرہای مقدس سے ایسا ساطع ہی کہ سارا گھر مثل روز روشن پر نور ہو گیا ہی وہ سب تخت سے اُترے اور اس دختر کے پاس آئے اور اُسکو گلے سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا کہ ای دختر تو غم نہ کہا

کہ اب ماں تیرے رنج والم کا تمام ہوا میں ہوں فاطمہ زہرا اور یہ جو تخت پر بیٹھے ہیں ایک پدر
بزرگوار میرے محمد مصطفٰے ہیں اور دوسرے شہسوار میدان لافتی شوہر میرے علی مرتضیٰ
ہیں اور وہ دونوں فرزند میرے حسنؑ اور حسینؑ ہیں پھر جناب معصومہ نے حضرت امیرؑ
سے ارشاد کیا کہ اے حلال مشکلات ہر دختر نے تمہاری محبت میں ہاتھ کٹوایا ہے
دعا کرو کہ تمہاری دعا کی برکت سے ہاتھ اسکا صحیح وسالم ہو جاوے اور وہ شہزادے روبرو
شرمندہ نہو جناب امیر مومنان نے ہاتھ ہوا میں بلند کیا اور اُس عورت کا پنجہ مع بازو
ہوا میں سے لاکر اسکی جگہ پر کہ جہاں سے کٹ گیا تھا لگایا اور سورہ فاتحہ پڑھی اور اسپر
دم کیا بفرمان حق جل وعلا اور معجزہ حضرت شاہ ولایت پناہ ہاتھ اُس دختر کا
درست ہو گیا من بعد جناب معصومہ نے پیشانی کو اسکے بوسہ دیا اور تخت پر بیٹھ گئی
اور وہ تخت آسمان کیطرف روانہ ہوا بادشاہ کہ دروازہ پر کھڑے کھڑا تھا جب ایک
مدت گذری اور کچھ آواز نہ آئی تو آہستہ دروازے کو کھولکر آیا شاہزادیکو دیکھا
کہ تخت پر سوتا ہی اور وہ دختر سجادہ پر مستغرق عبادت الٰہی ہے اور سجدے میں مشغول
ہے اور وہ دونوں ہاتھ اُسکے درست ہیں اور نیند آگئی ہے بادشاہ کو نہایت
تعجب ہوا اور دیر تک اندیشہ اور خیال میں اس امر کے کھڑا دیکھا کیا کہ ناگاہ بادشاہ
کو چھینک آئی اُس لڑکی کی آواز عطسہ سے آنکھ کھل گئی دونو ہاتھ اپنے درست
دیکھے خوش ہو کر دوبارہ سجدہ میں گئی اور شکر خداوند ذوالجلال کا اور حمد وثنا
اسکی بجالائی جب سر سجدہ سے اُٹھایا تو بادشاہ کو اپنے پاس کھڑے ہوئے
دیکھا اُٹھی اور سلام کر کے تعظیم وتکریم بادشاہ کی بجالائی بادشاہ نے حال
درست ہونے ہاتھ کا پوچھا دختر نے سب حال خواب کا بیان کیا شاہزادہ بھی

اُٹھی باتوں سے بیدار ہوا اور یہ حال دیکھکر محبت اُنکی دو چند ہوئی اُٹھا اور تخت سے نیچے
آیا اور دختر سے عذر اور معذرت کی بادشاہ نے بھی اپنے بیٹے سے نصیحت اور اُس دختر
کی سفارش کی اور جب دونوں کو آپس میں مہربان پایا تو خوش ہوا اور اُنکے حق میں
دعا کرکے چلا گیا۔ **معجزہ سی و یکم** سلمان فارسی سے منقول ہے کہ ایک روز
ایک درویش محتاج مدینہ میں آیا اور خدمت جناب امیر المومنین میں حاضر ہوکر
عرض کی کہ اے گوہر کان جود و سخا و اے حلال مشکل غربا و فقرا میں اندنوں نہایت
محتاج و پریشان ہوں اے مولا دس آدمی میرے اہل و عیال سے ہیں اور مجھے
اُنکے کھانیکو جیسا میسر نہیں آتا اور پہلے اس سے میں زراعت کرتا تھا اُسمیں اسقدر پیدا
ہوجاتا تھا کہ مجھے مع عیال کافی ہوجاتا تھا اب سات برس سے ایسی برکت
اُس سے جاتی رہی ہے کہ اُسمیں اسقدر پیدا نہیں ہوتا کہ ہمیں کافی ہو اور اسی سبب جو
کچھ اسباب کہنا تھا وہ سب صرف ہوگیا اب بیل گاو وغیرہ کچھ باقی نہیں رہا
جس سے زراعت کروں میں نہیں جانتا کہ میرا ایمان کیوں تباہ ہوگیا اور کیا عمل زشت
مجھسے سرزد ہوا کہ جسکے سبب حضرت رازق العباد نے رزق مجھپر تنگ کردیا اور میری
راحت کو سختی کے ساتھ بدل دیا اسواسطے میں حضور میں حاضر ہوا ہوں کہ میری عیال کے
حق میں آپ ایسا فکر کریں کہ مشقت اور خواری دور ہو آپنے فرمایا کہ جا اور ایک دو کاغذ
میرے پاس لے آتا میں تیرے واسطے کچھ لکھدوں کہ جو ضرر تجھے اُس سات برس سے پہنچا ہو وہ
بحکم خدا تجھے حاصل ہو جائیگا غرض وہ شخص دو ورق کاغذ کا لیکر حاضر ہوا آپنے سات ٹکڑے
اُس ورق کے کیے اور ایک ایک پارچہ پر ایک ایک اسم خدا کا لکھا اور اُسکو دیا اور فرمایا
اُسکو اپنے کھیت میں لیجا اور سات جگہ اُس زراعت میں اُسکو دفن کردے

اور چالیس روز صبر کر اور پھر جا کر دیکھ کہ کیا چیز پیدا ہوئی ہے پھر مجھے آنکر اسکی خبر دینا اس شخص نے آپکے فرمانے پر عمل کیا اور بعد چالیس روز کے جو وہاں گیا تو دیکھا کہ کدو ہیں برابر منٹکے پیدا ہوئے ہیں اور ایک لاکھ سے زیادہ ہیں وہ شخص یہ دیکھکر حیران ہوا اور جناب امیر کی خدمتمیں حاضر ہوکر عرض کی کہ یا حضرت مینے گیہوں بوئے تھے کدو پیدا ہوئے ہیں ان کدوؤں کو لیکر کیا کروں یہ امر تو میرے واسطے ایسا ہوا ہے کہ کسی کے واسطے ایسا نہوا ہوگا آپنے یہ سنکر تبسم فرمایا اور پوچھا کہ ای درویش کس قدر کدو پیدا ہوئے ہیں عرض کی کہ لاکھ سے زیادہ فرمایا خوش ہو اور ابھی یہ مثل بڑے مٹکے کے ہونگے چالیس روز اور صبر کر اور پھر جا کر انکو چین اور قدرت خدا کا مشاہدہ کر اس فقیر نے حسب الحکم چالیس روز اور صبر کیا اور پھر جا کر انمیں سے ایک کدو کو توڑا تو اسمیں گیہوں بھرے ہوئے نکلے وہ فقیر خوش ہو گیا اور سب کدو ونکو توڑا اسقدر انمیں سے گیہوں نکلے کہ کئی انبار اُنسے جمع ہوئے اور برکت سے اُس جناب کے وہ شخص مالدار ہو گیا۔ معجزہ سی و دوم مروی ہے کہ ایک روز ابو بکر خدمتمیں جناب خاتم النبیین کے حاضر ہوا اور اُس جناب کو دعوت کی تکلیف دی اور ستر نفر کو اور صحاب میں سے بھی ہمراہ لیکر گھر میں آیا اور انواع طعام اور اقسام نعمت اور الوان خورش حاضر کیے اور جب کھانے سے فارغ ہوئے تو ستر غلام آزاد کیے ایک ایک آدمی کی عوض ایک ایک غلام بعد جناب امیر نے گھر میں آنکر قصہ مہمانی ابی بکر کا جناب فاطمہ سے بیان کیا جناب معصومہ نے ایک آہ سرد جگر پر درد سے کھینچی آپنے پوچھا کہ ای عزیز مہربان تمنے آہ سرد کیوں کھینچی میں بھی صبح کو جناب رسول مقبول کو مہمانی کیواسطے لاؤنگا جناب فاطمہ نے عرض کی کہ یا علی تین روز سے میرے حسنین نے کچھ نہیں کھایا اور گھر میں ہمارے نان جو تک بھی نہیں ہے کہ جو انکے واسطے حاضر کروں تم رسول خدا کی کیونکر مہمانی کروگے آپنے فرمایا کہ ای ام الحسن اگر ابو بکر اپنا مال ہر روز دے

وحق کہ ابن حدیث ... [illegible]

اور ناز کرتا ہی تو میں کرم ذوالجلال پر ناز کرتا ہوں پس جب وہ دن گذر گیا تو دوسرے دن جناب امیرؑ
خدمت میں رسولخدا کے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ کل ابوبکر کے
مہمان تھے آج آپ میرے مہمان ہیں جناب رسولخدا یہ سنکر بہت خوش ہوئے پس جب
شام ہوئی تو جناب امیرؑ رسولخدا کو تین سو آدمیوں کے ساتھ اپنے ساتھ لیکر آئے اور
وہ دن تھا ماہ مبارک رمضان کا پس جناب فاطمہؑ دختر رسولخدا نے جو دیکھا کہ امیر عرب
پیغمبر خدا کو مع تین سو آدمی کے لائے ہیں تو اُن سب کو ایک جائی معین پر بٹھلایا لیکن جب
شام ہوئی جناب رسولخدا آ کے کھڑے ہوئے اور شاہ ولایت با سائر صحابہ مشغول
نماز ہوئے سیدہ زنان خاتون جہان نے دیکھا کہ گھر میں کچھ نہیں ہے تو بہت گھبرائیں
غرض جناب امیرؑ نماز سے فارغ ہوئے تو جناب رسولخدا کو بٹھلایا اور جناب معصومہ سے کہا
کہ ای سیدہ زنان اور ای بنت رسول آخر الزمان تم غمگین نہو کہ خدا یتعالی بزرگ ہے یہ
فرما کر خلوت خانہ میں تشریف لیگئے اور سر برہنہ کیا اور سر عجز و نیاز کا درگاہ بی نیاز میں
رکھا اور زبان توحید بیچ بارگاہ حق سبحانہ تعالی کے کھولی اور کہا کہ بادشاہا ملکا تو
واقف ہی اسرار اور خفیات کا اور تو خوب جانتا ہی کہ اگر ابوبکر نے کل اپنی مال و نعمت
پر ناز کیا میں تیرے الطاف و کرم پر ناز کرتا ہوں اور تیرے لطف و عنایات پر تکیہ کرتا ہوں ای کریم
ای بندہ نواز تیرے خوان نعمت کا امیدوار ہوں اور یہ عالم کو مہمان کیا ہی اور گھر میں میرے
کچھ موجود نہیں جناب فاطمہؑ نے جو دیکھا کہ وقت افطار کا پہنچا اور علی پیدا نہیں
حضرت ڈھونڈنیکو نکلیں دیکھا کہ خلوت خانہ میں سر برہنہ پیش خداوند غفار
مناجات میں مشغول ہیں جناب فاطمہؑ پس کھڑی ہوئیں اور ہاتھ بلند کیے
کہ آمین کہیں کہ ناگاہ سفرہ مخزن جود و مرحمت حضرت واجب الوجود کا اُس

جناب کے ہاتھوں پر آیا پس جناب امیر اُٹھے اور دسترخوان کو اُٹھایا اور آگے جناب رسولخدا
کے ستّر صحاب گرد حضرت کے حلقہ کیے بیٹھے تھے پس جب جناب رسولخدا نے روبرو
سفرہ رکھا اور اُس جناب نے اُسکو کھولا تو وہ اسقدر کشادہ ہوا کہ اگر سو آدمی اور ہوتے
تو اُسپر سما جاتے پس جب سرپوش کو کھانے پر سے اُٹھایا تو خوشبو طعام بہشت کی
ہر ایک کے دماغ میں پہنچی کہ انواع بہجت و سرور سبکو حاصل ہوا اور جب نظر انکی
اُس خوان پر پڑی تو وہ نعمت دیکھی کہ کبھی نہ دیکھی تھی اور اُن سب آدمیوں نے
ہر چند اُس کھانے میں سے کھایا مگر اُسمیں سے کچھ کم نہوا جناب رسولخدا نے حکم دیا کہ
اِس کھانے میں سے اپنا اپنا ایک ایک نصیب اور حصہ اور لیویں جسقدر اُسمیں سے
لیلیا کم نہوا پھر جب اُس سفرہ کو لپیٹا تو جیسا کہ آیا تھا اُسیقدر ہوگیا اور آسمان کی
جانب گیا اُسوقت جبرئیل امین جانب رب جلیل سے نازل ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ
حق تعالی نے تمہیں سلام ارشاد کیا ہی اور فرماتا ہی کہ کل ابوبکر نے ستر صحاب کی
ضیافت کی اور ایک ایک کے قدم پر ایک ایک غلام کو آزاد کیا تا بعض صحاب آپ
کی امت سے دبا ہوا اور ماجز ہوں امیر المومنین نے چونکہ دنیا کو قبول نہیں کیا تو ہمنے انکی
خاطر سے سفرہ پر از نعمت غیب سے بھیجا اور بعوض ایک ایک نفر کے ہزار ہزار بندہ
گنہگار کو تیری امت سے کہ دنیا کے بیچ رہتے ہیں عذاب آتش دوزخ سے آزاد کیا ای
رسول ہمارے فضائل اور کمالات علی کے کوئی تحریر اور تقریر میں لا نہیں سکتا

معجزہ سی و سویم منقول ہی کہ بیچ زمانہ حضرت موسیٰ پیغمبر کے ایک مرد تھا کہ کمال
زاہد اور عابد متقی پرہیزگار صاحب علم و ورع اور مخصوصان حضرت موسیٰ سے ہمیشہ وہ
صفت و ثنا و نعت و منقبت جناب پیغمبر آخر الزمان کی سنا کرتا تھا اور ہمیشہ

دعا کیا کرتا تہا اور درود وسلام جناب محمد مصطفے اور اُنکے آل اطہار پر بہیجا کرتا تہا
جب حضرت موسیٰ نے رحلت فرمائی تو وہ مرد زاہد اپنی اوقات عزیز کو زیادہ
تر عبادات اور مجاہدات میں صرف کرنے لگا اور ریاضت اور عبادت پہلے سے
بہی زیادہ بجا لانے لگا اور صحرا اور جبال میں جاتا اور وہاں عبادت خدا تعالے کرتا
تا اینکہ مابین مدینہ اور مصر کے ایک صحرا تہا کہ اُس وادی کو مداین الحکما کہتے تہے
اسواسطے کہ سب شتر حکما مدینہ کے اُس جگہ جا کر چرا کرتے تہے اور وہ صحرا مدینہ
کے قریب تہا مگر اُس صحرا میں نہ پانی تہا اور نہ درخت اس مرد زاہد کو وہ
دشت نہایت پسند آیا اُس جگہ عبادت خدا میں مشغول ہوا اور ایک عبادت خانہ
اُس صحرا میں بنوا کر اُسمیں رہنا اختیار کیا مگر کبہی کبہی مدینہ منورہ میں بہی آنکر
اور اُسکو دیکہکر پہیر اپنے عبادتخانہ میں چلا جاتا تہا بعد چند روز کے اس صحرا میں
ایک مکان اور بنوایا اور کنواں بہی کہدوایا قدرت خدا سے اُسمیں پانی بہت شیریں
خوشگوار نکلا اُسمیں ہموارہ توریت کی تلاوت اور توجہات کیا کرتا تہا اور مدح
اور صفت وثنا میں جناب محمد مصطفے کی رطب اللسان اور تر زبان رہتا تہا
اور مہر ومحبت جناب امیر میں کہ توریت میں نام اُس جناب کا ایلیا ہے
مصروف رہتا تہا اور اوصاف اور محامد آپ کی بہی بیان کیا کرتا تہا اور
علم نجوم وہیئت وغیرہ علوم میں بہی اپنا نظیر اور سہیم وشبیہ ومانند
نرکہتا تہا تا اینکہ گاہے گاہے اصطرلاب میں بہی نظر کرکے عجیب وغریب
حکم پیدا کرتا تہا اور بہ برکت اُس زاہد عابد کے اُس موضع میں ایک
چشمہ پانی کا بہی پیدا ہو گیا اور روز بروز اس زاہد کی سعی سے

پانی کی زیادتی ہونے لگی تہی اور اُسمیں وہ زراعت کرنے لگا اور اور مکانات بہی
بنوائے اور باغات لگوائے اور اور بہت سے عابد اور زاہد اطراف اکناف سے مع قبائل
اور عشائر آنکر اسمیں بسے اور اُنہوں نے بہی مکانات بنوائے اور باغات لگائے تا ایکہ
چند سال میں اٹہہ قریہ وہاں معمور و آباد ہو گئے اور ہر طرف سے آدمی آنکر جمع ہوا اور
ہر روز آبادی زیادہ ہوتی تہی اور زاہد کے بہی فرزند زادے بہت سے پیدا ہو گئے پس جبکہ
عمر اُس زاہد کی تمامی کو پہنچی اور مرگ قریب ہوئی تو اُسنے ایک صندوقچہ فولاد کا
بنوایا اور ایک لوح طلا کی بنوائی اور اپنے ہاتہ سے اُسپر وصیت نامہ لکہکر اُسکو
صندوقچہ میں رکہدیا اور ایک قفل بے کلید اُسمیں لگا دیا اور اپنے فرزندوں کو
وصیت کی کہ بعد میرے ایکہزار پانچسو برس بعد ایک پیغمبر مبعوث ہوگا کہ نام
اُسکا محمد ہوگا اور اُسکا وصی اور خلیفہ ابن عم اُسکا ہوگا کہ نام اُسکا علی ہے اور
وہ داماد بہی اُس جناب کا ہوگا کہ توریت میں اُسکو ایلیا کہتے ہیں اور شجاعت
اور زور بازو میں کوئی اُسکی برابر نہوا ہوگا اور نہ قیامت تک کوئی ہوگا اور بعد
اُس پیغمبر خدا کے پہر اور کوئی پیغمبر پیدا نہوگا اور مثل علی کے کوئی صاحب ولایت
نہوگا مگر اُسہی کی اولاد سے اور جب وہ پیغمبر مبعوث ہوگا تو ایک شخص ہماری
قوم میں سے اُسپر اسلام لائیگا اور اُنکو اپنے گہر میں مہمان کریگا اور حضرت علی سے
اُسوقت ایک معجزہ ظاہر ہوگا اور وہ یہ ہے کہ ایک انگشتری اُسکے ہاتہ سے نکلکر کوئیں میں
جا پڑیگی اور وہ جناب اُس انگشتری کو کوئیں سے نکال لیگا بلکہ کوئیں میں اُتریگا پہر
اس صندوقچہ کو تمسے طلب کریگا تم فوراً اس صندوقچہ کو اُسکے پاس لیجانا کہ کلید
اُسکی انگشت مبارک اُسکی ہے وہ اپنی انگشت سے اسکو کہولیگا پس جب تم

اس معجزہ کو اس پیغمبر کے وصی سے دیکھو تو اسپر تم سب ایمان لانا اور اگر خلاف
اسکے امر کے کروگے تو عاصی اور مردود ہوگے اور ان آٹھوں قربونکو کہ جو تم اپنی نصرت
میں کہتے ہو اسکے سپرد کر دینا کہ میں نے انکو اس جناب پر فدا کیے یہ کہکر اسنے انتقال کیا
اور اسپر ایکہزار برس گذرے مِن بعد حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے اور اس جناب میں ان
صفات کہ جنکو انکے دادا نے کہا تھا نپایا تو جانا کہ یہ وہ پیغمبر نہیں ہے کہ جنکی
خبر ہمارے دادا نے دی ہی اسکے منتظر رہنا چاہیے پھر منتظر جناب محمدؐ مصطفےٰ کے
ہوئے تا انکہ ساڑھے پانچسو برس اور گذرے اور وہ جناب پیدا ہوئے اور پیدا ہونیکی
خبر تمام عالم میں منتشر ہوئی اور شور و غل آپکے معجزات کا بلند ہوا اور سب
اموات نے آپ کی قوت پکڑی اور بحکم خدا مکہ سے مدینہ کیطرف ہجرت کی
تو ایک روز وہ جناب مع اپنے صحاب با وقار کے گھر میں سردار زہاد و عباد کے
تشریف رکھتے تھے اور یہ ایک قوم تھی کہ مدینہ میں رہتی تھی اور اعیان اشراف مدینہ
سے تھے اس مہتر زاہد کا ایک بیٹا تھا نہایت زیرک اور عقلمند اسکی نظر جمال
باکمال جناب ختمی مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر پڑی ایک شخص سے پوچھا کہ یہ
بزرگ کون شخص ہے اسنے کہا کہ پیغمبر آخر الزمان محمد مصطفےٰ ہیں اس لڑکے نے جو
نام مبارک آپکا سنا تو ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہوگیا پس رسولخدا کو
اس حال سے خبر دی وہ جناب یہ سنکر اسکے بالین پر تشریف لائے ایک
جوان دیکھا کہ نور ایمان کا اسکے چہرے سے نمایاں ہی جناب رسول مقبول نے اسیر
جوان کا اپنی گود میں کہا اس قوم نے جو یہ حسن خلق آپکا دیکھا بصد دل و جان
محب اس جناب کے ہوئے اور زاری کناں اس جوان کے سرہانے آنکر جمع ہوئے

تا اینکہ وہ جوان ہوش میں آیا اور جب آنکھیں کھلیں تو دیکھا کہ اُسکا آپکی گود میں ہے بیساختہ زبان سے اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً رسول اللہ و اشہد ان علیاً ولی اللہ وصی رسول اللہ کہا پس وہ لڑکا بدون دیکھنے معجزہ کے ایمان لایا مگر ماں باپ نے اُس جوان کے کچھ نہ کہا پھر وہ لڑکا اُٹھا اور جناب رسولخدا کے ہاتھ اور پاؤں چومے اور جناب امیر کے بھی ہاتھونکو بوسہ دیا اور سب اصحاب جناب رسولخدا سے بھی مصافحہ کیا اور پھر گھر میں جا کر ہر چند اپنی ماں باپ کو ہدایت کی اور سمجھایا مگر انہوں نے اسلام قبول نہ کیا غرض ہر روز وہ اُنکو اسلام کیطرف دعوت کرتا تھا اور وہ قبول نکرتے تھے اور وہ لڑکا ہر روز خدمت بابرکت جناب رسولخدا میں حاضر رہتا تھا ایک روز اُسنے عرض کیا کہ یا حضرت ماں باپ میرے ایمان نہیں لاتے آپ دعا فرمائیں کہ وہ اسلام کو قبول کریں آپنے فرمایا کہ تو اُنکو میرے پاس لے آتا کہ میں اُنکو ہدایت کروں اُسنے عرض کی کہ وہ سب آپکے دشمن ہیں آپکے پاس نہ آئینگے اگر آپ رخصت دیں تو میں آپکو بہ بہانہ مہمانی اپنے گھر لیچلوں جب آپ وہاں قدم رنجہ فرمائینگے تو یقین ہے کہ آپکے قدم کی برکت سے وہ سب اسلام کو قبول کر لینگے آپنے فرمایا اچھا جوان گھر میں آیا مہمانی کی تیاری میں مشغول ہوا اور سب اسباب مہمانی کا مہیا کر کے ایک شخص کو اُس جناب کے بلانیکو بھیجا وہ جناب مع جناب امیر اور تین اصحاب کے اُس جوان کے گھر میں بہ تقریب مہمانی تشریف لائے اُس جوان نے جب دیکھا کہ گھر وسعت نہیں رکھتا ہے تو باغ میں آپکو لایا اس باغ میں ایک چبوترہ تھا اور اُس چبوترے کے بیچ میں ایک حوض تھا اور پہلو میں اُس چبوترے کے ایک چاہ عمیق تھا اُس چبوترہ پر

آپ کو لا کر بٹھلایا ناگاہ انگشتری دست مبارک سے آپکے نکل چاہ میں جا پڑی
یہ دیکھکر سب متحیر ہوئے اقوام زاہد زرخام کو وصیت اپنے دادا کی یاد آئی لیکن منتظر
تھے کہ حکم وصیت کا کیا ظاہر ہوتا ہے غرض جب انگشتری مبارک چاہ میں گری
تو جناب رسول مقبول نے حضرت امیر سے ارشاد فرمایا کہ اے علی انگوٹھی کو تم
چاہ میں سے نکالو کہ حلال مشکلات سوائے تمہارے اور دوسرا کوئی نہیں ہے پس جناب امیر چاہ
پر تشریف لائے اور کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم اور سورہ فاتحہ کو تلاوت کیا اسیوقت چاہ میں سے
پانی جوش مار کر کنارہ پر آن لگا اور سب نے دیکھا کہ انگوٹھی پانی پر تیر رہی ہے جناب امیر نے ہاتھ
بڑھا کر اس انگوٹھی کو پانی پر سے اٹھا لیا اور اسکو بوسہ دیکر جناب رسولخدا کے ہاتھ میں دیدیا
قوم زاہد زرخام نے جو یہ معجزہ دیکھا تو وصیت دادا کی انکو یاد آئی مگر منتظر تھے کہ آپ صندوقچہ
کو بھی طلب کرینگے اسی خیال میں تھے کہ حضرت امیر نے روئے مبارک قوم زاہد زرخام کیطرف
کرکے فرمایا کہ وہ امانت جو کہ تمہارے دادا نے ہمارے واسطے سپرد کی ہے اور تمکو وصیت
کی ہے وہ ہمیں لا دو انہوں نے پوچھا کہ وہ امانت کیا چیز ہے اور اسکا نام کیا ہے آپنے فرمایا کہ
وہ صندوقچہ ہے یہ سنکر سب ایمان لائے اور وہ صندوقچہ لاکر حاضر ہوئے اور ہاتھوں کو بوسہ دیا
اور زمین خدمت کی چومی وہ صندوقچہ جناب امیر نے حضرت پیغمبر خدا کو دیا وہ
جناب اسکا تماشا فرماتے تھے اور دیکھتے تھے کہ وہ صندوقچہ تھا فولادسی بنا ہوا
نہایت لطیف اور قفل بے کلید اسپر لگا ہوا پس جناب رسول مقبول نے وہ صندوقچہ
زمین پر آگے جناب امیر کے رکھدیا اور فرمایا کہ اس صندوقچہ کو بھی تم ہی کھولو
اور اس ولایت کو بھی تم ظاہر کرو پس جناب امیر نے دست دعا پیش خالق
ارض و سما بلند کیے اور کچھ پڑھا پھر سر انگشت مبارک سے قفل پر مارا قدرت خدا

اور معجزہ اُس معجز نما سے اُس قفل نے آواز کی اور کھل گیا اور دروازہ صندوقچہ کا
بھی کہل گیا شاہ ولایت نے جو اُس صندوقچہ میں نظر کی تو دیکھا کہ ایک لوح طلا اُسمیں
دھری ہی اور بخط بنی اسرائیل اُسمیں کچھ لکھا ہوا ہے پس جناب امیرؑ نے اُس لوح کو نکالکر
دیکھا پھر جناب رسولخدا کو دی اُس جناب نے بھی اُسے دیکھا اور دیکھکر پھر جناب امیرؑ کو
دیا اور فرمایا کہ یا علیؑ تم ہی اسکو پڑھو پس اُس جناب نے اُسمیں دیکھا کہ تمام قصہ
گذشتہ کہ جو زاہد نے کہا تہا پڑھا کہ بعد میرے ایکہزار ساڑھے پانچسو برس کے پیغمبر آخر الزماں
محمد مصطفےٰ پیدا ہوگا اور ابن عم اُسکا داماد اور خلیفہ اُسکا ہوگا کہ نام اُسکا علیؑ ہوگا
تا اینکہ پہنچے یہ آٹھوں قریہ اُنکے اوپر فدا کیجیو پس تم بھی اپنے تصرف میں سے انکو باہر
کرنا کہ تمپر وہ حرام ہیں پس یہ سنکر اُنہوں نے بھی وہ سب قریہ جناب امیرؑ پر فدا کیے اور
خاص اُسجگہ کا نام فدک رکہا اور جناب امیرؑ نے جناب رسولخدا پر فدا کیے اور جناب رسولخدا
نے اُنکو اپنی فرزند دلبند فاطمہ اطہر کو دیے اُس معصومہ نے جناب امیرؑ کے سپرد کیے جناب امیرؑ
نے اپنے فرزندونکو تسلیم کیے اور جب آیہ ذوالقربیٰ نازل ہوا تو جناب رسولخدا نے
فدک سے پوچہا جناب امیرؑ نے جواب دیا کہ وہ آپسے تعلق رکہتا ہی پس جناب رسولخدا نے
ایک خط لکہا کہ فدک حق فاطمہؑ کا ہی اور مہر مبارک اپنی اُسپر ثبت کی اور جناب فاطمہ کو
وہ وثیقہ عنایت کیا بعد اُسکے آیہ یوصیکم اللہ نازل ہوا پس جبکہ رسولخدا نے انتقال فرمایا
تو بعد آپکے اہل ظلم و نفاق نے غایت دشمنی و عناد و عداوت سی فدک کو بظلم صریح
جیسا کہ کتب معتبرہ مبسوطہ میں مذکور ہے جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام سے چھین لیا اور انواع
انواع کے ظلم و تعدی خاندان رسالت پر کیے کہ تحریر اور تقریر سے باہر ہے۔

معجزہ سی و چہارم منقول ہی کہ ایک دن صحابہ نے جناب امیر المومنین سے

رک کتاب زینۃ المجالس و مصابیح الدعوات و کفایۃ المومنین ۱۲

سوال کیا کہ یا امیر المومنین بنی اسرائیل نے وصی حضرت موسیٰ سے علامات اور براہین اور معجزات دیکھے اور قوم عیسیٰ نے آنکے اوصیا سے خوارق عادات مشاہدہ کیے ہم چاہتے ہیں کہ آپسے بھی معجزہ دیکھیں تا موجب ہمارے اطمینان قلب کا اور باعث ہمارے زیادتی یقین کا ہو آپنے فرمایا کہ تمکو تاب علوم غریبہ کے مشاہدہ کی اور تحمل امور عجیبہ کے دیکھنے کی نہو سکیگی اصحاب نے پھر مبالغہ کیا اور بہت سی الحاح وزاری کی ناچار اس جناب نے بحسب اصرار اصحاب قبرستان کیطرف توجہ فرمائی اور اصحاب بھی آپکے ہمراہ ہوئے تا اینکہ ایک زمین شورہ زار پر پہنچکر آہستہ دعا کی اور پھر فرمایا کہ اے زمین تو پردہ روئے کار سے اٹھا اور جو کچھ پردہ خفا میں رکھتی ہے اسکو ظاہر اور آشکار کر اصحاب نے جو چشم وا کی تو دیکھا کہ جانب راست مضمون دلکشای جنات تجری من تحتہا الانہار کا عیاں ہے یعنی ایک باغ ہے نمونہ روضہ رضوان کا کہ تحت اشجار میوہ دار آب خوشگوار جاری ہے قصر عظیم الشان کھڑے ہیں غرفوں سے حوریں سر باہر نکالے نظارہ کر رہی ہیں اور اصحاب کو بلاتی ہیں اور بائیں جانب جو نظر کی تو بفحوائے غم فزای وقودہا الناس والحجارہ کو بعین بصیرت ملاحظہ کیا یعنی جہنم نظر آیا کہ سانپ اور بچھو اسمیں بھرے ہوئے ہیں اور شعلہ آتش شعلہ ور ہے اور احوال اصحاب شمال یاد دلاتا ہے جب اصحاب نے یہ معجزہ معاینہ کیا تو جو لوگ کہ منافق تھے اور ثبات قدم نرکھتے تھے مثل دیو کے کہ قرآن سے بھاگے اپنے نفاق پر قایم رہے اور اس معجزہ کو سحر و جادو سمجھے اور جو لوگ صاحب یقین و پاک دین تھے انکا یقین اور زیادہ ہوا اور کہا کہ یہ حال مقال خیر مآل سید ابرار پر شاہد ہے کہ آپنے فرمایا القبر روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفرات النیران یعنی قبر ایک باغ ہے باغوں بہشت سے یا ایک قطعہ ہے قطعات دوزخ سے

معجزہ سی و پنجم یہ ہے کہ اپنے زمانہ خلافت میں ابوبکر نے خالد بن ولید کو قبیلہ بنی حنیفہ کے واسطے لینے زکوۃ کے بھیجا انہوں نے کہا کہ جناب رسول خدا ایک شخص کو ہمارے پاس بھیجتے تھے تو اُسکے روبرو ہمارے اغنیا زر زکوۃ اپنے فقراء قبیلہ پر تقسیم کر دیا کرتے تھے اگر تو بھی اسیطرح کرے تو ہم زر زکوۃ لاکر حاضر کریں خالد یہ سُنکر غضب میں آیا اور ابوبکر سے خلاف واقع آنکر کہا کہ قبیلہ بنی حنیفہ زکوۃ نہیں دیتے ابوبکر نے ایک لشکر اُس قبیلہ پر بھیجا اور خالد کو اُس لشکر کا سردار کیا خالد اُس قبیلہ پر تاخت لایا اور اُنکو مارا اور مالک کہ سردار قبیلہ تھا اُسکو قتل کیا اور اُسی روز اُسکی زوجہ سے زنا کیا اور اُسکی عورتوں کو اسیر کر کے لایا حضرت خلیفہ ثانی عمر ابن الخطاب قضیہ سُنکر متاسف ہوئے اور وہ مالک سے ایام جہالت سے دوستی رکھتے تھے ابوبکر سے کہا کہ خالد کو اول حد زنا مارنا چاہیے اور بعد عوض قتل رئیس قتل کرنا چاہیے ابوبکر نے کہا کہ مالک اب زندہ نہیں اور خالد ہمارا ناصر اور مددگار ہے مصلحت یہ ہے کہ اب اُسکی خطا سے درگذریں غرض جب اسیر قریب مسجد پہنچے تو اُن قیدیوں میں خولہ نام دختر ایک اکابر اس قبیلہ کی بھی تھی جب نظر اُسکی مرقد منور جناب رسالتمآب پر پڑی تو فریاد بلند کی اور روکر کہا کہ یا رسول اللہ ان لوگوں نے ہمکو ناحق قید کیا اور بیگناہ ہمارے مردوں کو قتل کیا حالانکہ ہم اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ کہتے ہیں ابوبکر نے کہا کہ تم نے زکوۃ کو منع کیا خولہ نے کہا کہ ہم نے منع نہیں کیا بلکہ یہ کہا تھا کہ رسول خدا زکوۃ ہمارے فقراء پر تقسیم کیا کرتے تھے تم بھی ایسا ہی کرو اُنہوں نے قبول نکیا اور ہمپر ظلم کیا اور مسلمانوں کی عورتوں کو نامحرموں میں سیر کیا اور بر تقدیر ہمارے مردوں نے زکوۃ کو منع کیا تو ہم عورتوں کا کیا قصور تھا کہ ہمیں گرفتار کیا اور اسیر کر کے لائے خدا اور رسول اس قوم سے اس افعال پر راضی نہو یہ کہکر گوشہ میں جا بیٹھی حضار یہ باتیں سُنکر منفعل ہوئے ابوبکر نے جو یہ کہا کہ بسبب اس امر کے ہم رسوا ہوئے اور اس عورت نے سب کے روبرو فضیحت کی تو اسبات کو ٹالکر اور باتیں کرنے لگے اور کہا کہ جناب رسول خدا کی

زمانہ میں معمول تھا کہ جو شخص اپنا جامہ جسپر اُسکے سر پر ڈالدیتا اور پہر کوئی اور اُسپر کچہ زیادہ نکرتا تھا تو وہ اسیر اُسہی کو ملجاتا تھا تم بہی ایسا ہی کرو یہ سُنکر دو شخص کہڑے ہوئے اور چاہا کہ خولہ کے سر پر جامہ ڈالیں اور اُسکو اپنی بی بی بنائیں خولہ نے کہا کہ لا واللہ ہرگز یہ صورت نہوگی اور یہ نکر محال ہے اور کوئی شخص میرا مالک نہوگا مگر وہ شخص کہ جو خبر دے کہ وقت ولادت میری کیا واقع ہوا اور کہے کہ میں نے پیدا ہوتے ہی کیا کلام کیا تہا یہ سُنکر جناب امیرؑ مسجد میں تشریف لائے یہ ماجرا دیکہکر کہا کہ ای قوم صبر کرو تا میں اُس حضرت سے سوال کروں پس آپنے فرمایا کہ ای خولہ تو کیوں جزع و فزع کرتی ہی اُسنے کہا کہ یہ قوم میرے مالک ہونیکا قصد کرتی ہی اور میں اُس شخص کے منتظر ہوں کہ جو مجھے خبر دہی اُس چیز پر کہ جو وقت ولادت مجہسے صادر ہوا آپنے فرمایا کہ جس وقت تو شکم مادر میں تہی اور درد زہ اُسکو عارض ہوا تو اُسنے دعا کی اور کہا کہ اللہم سلمنی من ہذا المولود اُسکی دعا قبول ہوئی اور تو پیدا ہوئی اور جب تو زمین پر پہنچی تو کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور بعد اسکے تو نے کہا کہ ای مادر قریب ہے کہ مجھے اپنی حبالہ نکاح میں لائے ایک سید اور اُس سے خدا مجھے ایک فرزند عطا کرے سب لوگ میرا یہ کلام سُنکر متعجب ہوئے تہے اور جو کچہ تجہسے سُنا تہا اُسکو ایک تختے مس پر لکہکر تیری ماں نے اور اُسنے گہر میں دفن کر دیا تہا اور جب وہ مرنے لگی تہی تو اُسکی محافظت کے لیے تجہسے وصیت کی تہی اور جب پکڑی گئی تو تو نے اُسکو نکالکر اپنے بازو پر باندہا ہی اور اب وہ تیری بازو پر ہے اُسکو نکال اور میرے کہنے کو اُسکے مطابق کر اور میں ہی ہوں صاحب اُس فرزند کا اور نام اُسکا محمد ہوگا راوی کہتا ہی کہ جب اُس لوح کو کہولکر دیکہا تو جو آپنے فرمایا تہا وہی نکلا ابوبکر نے اور عثمان نے بہی اُسکو دیکہا اور کہا کہ یا علیؑ یہ دختر تمہاری ہی واسطے ہی پس اُس حضرت نے شکر خدا کا کیا اور آپنے اُسکو اسماء بنت عمیس کے سپرد کیا اور بعد ایک مہینے کے اُسکو اپنے عقد میں لائے

معجزہ سی و ششم مرقوم ہی کہ ایک روز جبرئیل امین خدمت جناب ختم المرسلین
مین حاضر تھے کہ جناب امیر المومنین تشریف لائی جبرئیل نے تعظیم اُٹھکر کھڑے ہوئے اور
شرائط تعظیم و تکریم کی بجالائی جناب ختمی مآب نے فرمایا کہ ای جبرئیل تم اس جوان کی
تعظیم کرتے ہو جبرئیل نے کہا کہ میں کیونکر تعظیم نکروں کہ اسکا میرے اوپر حق تعلیم ہی حضرت
نے فرمایا کہ تمکو اسنے کیا چیز تعلیم کی ہی عرض کی کہ جسوقت خدا تعالی نے مجھے پیدا کیا
تو پوچھا کہ تو کون ہے اور میں کون ہوں اور تیرا کیا نام ہی اور میرا کیا نام ہے میں اسکے
جواب میں عاجز ہوا اور ایک مدت تک متحیر رہا کہ اسکا جواب کیا دوں اس جوان نے
عالم نور میں ظہور کیا اور کہا کہ کہو تو پروردگار جلیل ہی اور نام تیرا جمیل ہی اور میں بندہ ذلیل
ہوں اور نام میرا جبرئیل ہی اسی سبب میں نے انکی تعظیم کی پھر حضرت نے پوچھا کہ تمہاری عمر
کسقدر ہوئی ہی عرض کی کہ یا رسول اللہ ایک ستارہ ہی کنار افق میں کہ تیس ہزار برس
بعد وہ طلوع کیا کرتا ہی اور میں نے اسکو تیس ہزار بار طلوع ہوتے دیکھا ہی اور اسی سبب
اُس جناب نے فرمایا کہ لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا یعنی اگر کشف حجاب ہو اور
پردہ مابین سے اُٹھ جائے اور مجھے مرتبہ وصول کا ساتھ عالم نور کے بہم پہنچے تو جو یقین کہ مجھے
اب اُسکے وجود کا حاصل ہی اُسمیں کچھ زیادتی اور میرے علم میں کچھ تغیر پیدا نہو اسواسطے
کہ علم میرا ساتھ ذات احدیت او صفات صمدیت اور وجود واجب الوجود اور صفات ثبوتی
اور سلبی کے مرتبہ عین الیقین کو پہنچا ہی اور اُس درجہ پر ترقی کی ہی کہ دوسرے شخص کو وقوف
اس رتبہ پر میسر نہیں ہے **معجزہ سی و ہفتم** ابن عباس سے منقول ہی کہ ایک روز میں
وقت صبح بیچ خدمت بابرکت رسول خدا کے مدینہ مشرفہ میں حاضر تھا اور وہ جناب
پشت محراب کیطرف کیے بیٹھے تھے مقداد اور حذیفہ اور ابوذر اور سلمان فارسی اور

اور بہت اصحاب بہی آپ کی خدمت با عظمت میں مجتمع تہے کہ دفعتہً ایک شور وغل اور آواز مہیب ہمارے کانونمیں باہر سے مسجد کے آئی اور وہ ایسی آواز دہشتناک اور پرخوف تہی کہ کسیکو ہم میں سے اس آواز کے سننے کی طاقت نہ تہی اُس جنابنے حذیفہ اور سلمان سے ارشاد کیا کہ دیکہو کیا امر واقع ہوا یہ شور وغل کیسا ہی حذیفہ کہتے ہیں کہ میں گیا اور جا کر دیکہا تو چالیس آدمی ہاتہوں میں نیزے لیے مسجد کے دروازے پر کہڑے تو پیالیں بڑی بڑی مثل بدرو یاقوت سر پر رکہے ہیں اور عجیب انکی صورتیں ہیں اور ہر ہر ہی کے سر پر ایک کیسہ موتیوں کا لٹکتا ہے اور آگے اُن سب کے ایک لڑکا امرد بے ریش ہے کہ حسن وجمال میں مانند شب چہاردہ کے ہے وہ لڑکا فریاد کرتا ہے کہ البدار البدار الحذر الحذر اے محمد المبعوث الاقطار جناب رسولخدا نے اُس قوم کو بلایا اور حذیفہ سے ارشاد فرمایا کہ تم فاطمہ علیہا السلام کے حجرہ میں جاؤ اور کاشف کروبیاں اور بندہ علام الغیوب علی ابن ابی طالب کو بلا لاؤ حذیفہ کہتے ہیں کہ جب میں اُس جناب کی خدمتمیں پہنچا تو فرمایا کہ ای حذیفہ تم آئی ہو کہ خبر دو مجہے اُس قوم کی کہ جنکے احوال کا مجہے علم حاصل ہے جبسے کہ وہ پیدا ہوئے ہیں اور مجہے معلوم ہے جس کام کے واسطے وہ آئے ہیں اور پہر حمد وثنا خدا وند عالم کی بجا لا کر اٹہکہڑے ہوئے اور میرے ہمراہ مسجد میں جناب رسولخدا کی خدمت با عظمت میں حاضر ہوئے سب آدمی اُس جناب کو دیکہکر بہ تعظیم اٹہکہڑے ہوئے جناب رسول مقبول نے ارشاد کیا کہ بیٹہہ جاؤ پس جوان کہڑا ہوا اور کہا کہ کون ہی تم میں سے توڑنیوالا بتوں کا اور معدن ایمان کا اور صبر کرنیوالا اوپر ضرب طعن وسنان کے اور قتل کرنیوالا شجاعوں کا اور نصرت دینے والا دین نبی کا اوپر سب دیانکے اور سب

صفاتیں آپ کی گنیں جناب موسیٰ نے فرمایا کہ ای علیؑ حاجت اس لڑکے کی برلاؤ کہ تمہاری
تعریف ازروی صدق و خلاص کے کرتا ہی جناب امیر نے فرمایا کہ ای پسر میرے پاس آ تا میں تیری
حاجت برلاؤں تا مسلمانوں پر ظاہر ہو کہ میں ہوں سفینہ نجات کا اور برلانیوالا حاجات کا
اور میں ہوں وہی نبی عظیم اور صراط مستقیم کا تو جو درد دل کہتا ہی اسکو کہو تا میں اسکا علاج
کردوں جب جوان نے یہ بشارت سُنی تو کہا کہ ای حلال مشکلات ایک میرا بھائی ہی کہ اسکو
صید و شکار کا نہایت شوق تھا ایکروز وہ صحرا میں شکار کھیلنے کو گیا ایک وحشی کو دیکھکر
اسکے پیچھے گھوڑا ڈالا اور تیر اسکے مارا بمجرد تیر مارنیکے نصف بدن اسکا شل ہوگیا اور
حس و حرکت جاتی رہی اور زبان بند ہوگئی اب اشاروں سے باتیں کرتا ہے اور میں نے سنا ہی کہ آپکی
توجہ سی اس قسم کے امراض دفع ہو جاتے ہیں پس اگر میرا بھائی آپکے طفیل سے اس محنت
و بلا سے نجات پائیگا تو میری قوم و قبیلہ و اقربا و عشیرہ کہ ستر ہزار آدمی ہیں ہماسیان
رہوار و دست و بازوی کارگذار بجود و کرم معروف و مشہور قوم عاد سے ہیں مسلمان ہو جائیگی
اور مواشی اور چارپائی اور خدم اور عبید اور اسباب صامت و ناطق اسقدر رکھتی ہیں کہ
زبان انکے وصف سے عاجز ہے سب کو اس شخص پر نثار کرینگے کہ جسطرح وہ چاہے
ہمارے اسباب میں تصرف کرے جناب امیر نے اس سے کہا کہ ای حجاج بن حلماجل بن
ابی العصف بن سعید بن ممتع بن علاق بن وہب بن صعب بادی کہاں ہی تیرا بھائی
اسنے جو اپنا نسب سُنا تو متعجب ہوا اور کہا کہ قریب ہے ہودج اسکا اور ابھی اپنے قبیلہ کے
ساتھ پہنچتا ہی اگر اسنے اپنی شفا پائی تو بت پرستی کو ترک کریگا اور تیرے ابن عم کے
دین کو قبول کریگا ابھی وہ یہ کہ رہا تہا کہ ایک پیر زن نے شتر کو مسجد کے دروازہ پر لاکر
بٹھلا دیا اس لڑکے نے کہا کہ یہی بھائی میرا محمد لیس آپ محمل کے قریب تشریف لائے

اور ایک جوان خوش رو کو دیکھا کہ محمل میں پڑا ہی اُس جوان کی جو نظر جناب امیر پر پڑی
تو دیکھکر رویا اور با واز حزین دل اندوہگیں کہا کہ السلام المشتکے والملتجا یا اہل مدینۃ المصطفے
یعنی میں اپنا شکوہ تمہاری طرف لایا ہوں اور پناہ تمہاری ڈہونڈھتا ہوں اے اہل مدینہ محمد
مصطفے جناب امیر نے اُسکی تسلی اور تشفی کی اور فرمایا کہ اب تو کچہ نہ کر اور نہ ڈر خاطر جمع
رکہ کہ زمانہ تیری مصیبت اور بلا کا گذر گیا پھر آپنے حکم کیا کہ شہر میں منادی کریں کہ سب
آدمی بعد نماز عصر بقیع میں آنکر جمع ہوں تا وہ سب اس امر عظیم کو دیکھیں کہ کبھی دیکھا نہ
حذیفہ کہتا ہی کہ وقت موعود بقیع میں سب لوگ آنکر جمع ہوئے اور جناب امیر بہی تیغ
ذوالفقار تشریف لائے اور جبکہ آفتاب قریب غروب کے پہنچا تو ہمنے دیکھا کہ دو آگیں روشن
دور سے پیدا ہوئیں ایک چہوٹی اور ایک بڑی جناب امیر اُس آگ کیطرف تشریف لیگئے اور
چہوٹی آگ میں داخل ہو کر غائب ہو گئے اور وہ دونوں آگیں آپسمیں مل گئیں اور جیسے کہ
دو لشکر آپسمیں لڑتے ہیں اور لشکر دوسرے لشکر کو مارتا ہی اسیطرح دونوں ایک دوسری کو
مارتی تھیں اور مثل صاعقہ بلند ہوتی تھیں اور رعد کیسی آواز پیدا ہوتی تہی یہ دیکہکر
سب آدمی خوف و بیم میں تہے اور ہر دم صدا رعد کی اور شعلہ صاعقہ کا بلند ہوتا تہا اور کوئی
نہیں جانتا تہا کہ کیا امر ہونیوالا ہی اور کیا واقعہ منہ دکہلائیگا تمام شب یہی حال رہا تا آنکہ صبح طالع
ہوئی اور سب آدمی جناب امیر سے مایوس ہوئے اور منافقین نے آپکی ہلاکت کا یقین
کیا کہ ناگاہ وہ آگ بیٹھ گئی اور دہواں دور ہوا اور اُس رعد و برق سے کچہ اثر
باقی نرہا کہ جناب امیر ہاتہ میں ایک سر لئے ہوا کہ جسکا طول گیارہ انگشت کا تہا
اور آنکھیں درمیان پیشانی کے تھیں اس سر کے پکڑے ہوئے ظاہر ہوئے اور بال
اُسکے مثل بال درندوں کے تہے پس وہ جناب محمل کے پاس تشریف لائے

اور اُس جوان سے کہا کہ اب تو اُٹھ کھڑا ہو کہ تیرا سب مرض دور ہوا اور لنگ پھر کبھی نہ ہوگا
پس وہ جوان کھڑا ہو گیا اور اپنے تئیں سب طرح سے صحیح و سالم پایا اور چلنے لگا۔
معجزہ سی و ہشتم منقول ہے کہ زمانہ خلافت جناب امیر میں ایک زاہد مدینہ میں صالح
متقی تھا اول دین عیسائی رکھتا تھا پھر اُسنے دین محمدی اختیار کیا اور اسقدر زہد اور
عبادت کو بڑھایا کہ شہرہ آفاق ہوا اُس زاہد کی ایک بیٹی ماہ سیما نہایت شکیلہ جمیلہ حسینہ
تھی کہ اپنی خوبروئی سے خورشید پر بھی طعنہ زن تھی اور لعل رخسار اُسکے رشک دہ حور
بہشتی تھے اُسکے ہمسایہ میں ایک عزیز اُسکا بیمار تھا وہ دختر ایکروز عبادتخانہ سے اپنے
نکلا اُس بیمار کی عیادت کو چلی اتفاقاً اثنا راہ میں نظر ایک جوان امیرزادہ طرف دوست
کی قریب خانہ بیمار کے اُس دختر کی آنکھوں پر پڑی فوراً وہ جوان شیفتہ اور عاشق اُس
دختر پری رخسار کی آنکھوں پر ہو گیا اور ہر روز درد دل اور سوزش عشق [illegible]
تا اینکہ صبر و قرار اور تاب طاقت خواب خوراک و شرب سے اُسکے [illegible] اور
غم و غصہ نے حقیر و ناتوان بشکل مجنون بنا دیا [illegible]
زار سے خبر نہ رہی سوائے گریہ و زاری اور آہ و بیقراری کے اور کچھ [illegible] کام نہ تھا ہر چند
دوست حباب یگانے اور بیگانے اُسکو فہمایش کرتے تھے اور سمجھاتے تھے مگر اُسکو
کسیکی نصیحت سودمند نہوتی تھی وہ اپنے اُسی خیال میں اور اُسکے تصور میں رہتا تھا
تا اینکہ رسوائے خاص و عام در انگشت نمائے خورد و کلاں ہوا ہر مہینہ وہ شخص کسیکو اُس
دختر نیک اختر کے پاس کہلا بھیجتا کہ ای جان جہاں اور ای آرام دل ناتواں ای رہزن
دین و ایمان ایک دفعہ اپنے تئیں مجھے دکھلا دے ورنہ میں تیرے فراق میں ہلاک ہو جاونگا
اور خون میرا تیری گردن پر رہیگا اور اُس دختر پری رو کا باوجود اُس حسن و جمال کے

عبادت خدا میں یہ حال تہا کہ دن کو روزہ رکہنا اور رات کو محراب عبادت میں
کھڑا رہنا اور نہایت عبادت سے نفس امارہ کو اپنے زیر کر رکہا تہا اور سب خواہش نفسانی
کو مغلوب اور سب پر آپ غالب آئی تہی جب اُس جوان کے پیغاموں سے عاجز آئی
تو ایک شخص کو اُسکے پاس بہیجا اور کہلا بہیجا کہ ای شیفتہ عشق خرمن جان بسوز
وای دالہ شوق چشمان دل دوز ہر چند مینے تجہسے کہا کہ تو خیال میرا چہوڑ دے اور
میری طمع نکر خدا سے ڈر اور میری یاد بہلا دے تونے نمانا اب کہہ کہ تو میری کس چیز کا
عاشق ہے قاصد جو پیغام اُس دل دادہ خانماں خراب پاس لایا اور سنایا اُسنے
تو وہ جوان کھڑا ہو گیا قاصد کی تعظیم کی ہاتہ پاؤں کو بوسہ دیا اور کہا کہ ای
قاصد فرخندہ پیام اُس پری رو سے کہو کہ میں تیری چشم نرگسی نیم خواب کا بیمار ہوں
اور اُنکا عاشق زار قاصد نے آنکر اُس دختر پاکیزہ خصال سے کہا کہ وہ جوان
رعنا تیری آنکھوں کا عاشق اور شیفتہ ہے یہ سنکر اُس حور لقا نے چاقو سے دونوں
آنکھیں نکال لیں اور طبق میں رکہکر اُس جوان کے پاس بہیجدیں اور کہلا بہیجا کہ تو عاشق
ہے وہ یہ موجود ہیں اور چونکہ انہوں نے نامحرم پر نظر کی یہ میرے کام کی ہی نہیں رہیں
جو ہیں اُس جوان نے وہ طبق دیکہا گریبان چاک کیا اور سر و سینہ خوب کوٹا
اور منہ پر طپانچے مارے اور رویا اور وہ طبق لیکر جناب امیر المومنین کی
خدمت میں آیا اور روبرو حضرت کے رکھدیا اور ماجرا بیان کیا آپنے فرمایا کہ
اےجوان تو نے کیوں اُسکے جمال پر نظر کی اور اپنے تئیں عذاب آخرت میں گرفتار
کیا وہ جوان رونے لگا اور عرض کی کہ ای امیر المومنین مینے بہت بد اور بُرا کیا
اور استغفار کرتا ہوں اور عہد کرتا ہوں کہ آیندہ پہر ایسا کام نہ کروں گا او

زاری اور عاجزی کی ہمیں اُس دختر کی ماں نے یہ خبر پاکر کہ بیٹی نے آنکھیں اپنی نکالڈالیں
اسی وقت پیٹتی جناب امیر کی خدمتمیں آئی اور قدم مبارک پر لوٹ گئی اور گریہ وزاری اور
فریاد و فغاں بلند کیا آپ کو اُسپر رحم آیا اور فرمایا کہ ای پیرزال تو اپنی دختر نیک اختر کو
میرے پاس لے آ وہ غمدیدہ دوڑی گئی اور اپنی بیٹی کا ہاتھ پکڑکر حضرت کی خدمتمیں لائی وہ دختر
آپکے پاؤں پر گر پڑی اور خاک قدم مبارک کو پیشانی پر ملا اور کہا کہ ہزار جان میری فدا
ان پای مبارک کے جناب امیر نے دونوں آنکھیں اُسکی کاسہ سر میں رکھیں اور اپنی ردا
اُسکے سر پر ڈالدی اور سورہ فاتحہ کو پڑھا جو ہیں سورہ تمام ہوا آنکھیں اُسکی درست ہو گئیں اور
مُنہ اُسکا مثل شمع کے روشن اور پُرنور ہو گیا وہ دختر حضرت کے گرد پھری اور حمد وثنا الٰہی کی
زبان پر لائی اور یہ معجزہ شمعون دیکھکر بہت سے ترسا و یہود و گبر شرف سلام کو پہنچے اور سلام کو
قبول کیا اور مومن ہوئے جناب امیر نے اُس دختر سے کہا کہ ای دختر صالحہ اس جوان نے
تیرے عشق میں بہت جفا اور مشقت کھینچی ہے اور آزار اُٹھائے ہیں اب تو بھی اُسکو قبول کر
دختر نے کہا کہ ای شاہ اولیا آپکو میرا اختیار ہے پس آنحضرت جناب نے آپ اُن دونوں کا عقد کیا
اور صیغہ پڑھا اور وہ دونوں اپنے مدعای دلی کو پہنچکر گھر کو روانہ ہوئے **معجزہ سی و نہم** منقول ہے
کہ دیار بیت المقدس میں ایک یہودی تھا اُسکا نام فاضل متبحر اور دمشق میں بھی ایک یہودی
تھا فاضل یعقوب نام اور دو شخص اور تھے ایک کا نام شمشاد اور دوسرے کا نام
اشلاموں اور یہ دونوں علم عربی اور علم نجوم میں کامل اور احوال آفرینش
عالم اور مبدا و معاد کے ماہر اور آئندہ کی خبریں دیا کرتے اور جو کہتے تھے
وہی ہوتا تھا ایکروز اُن سبکا اتفاق اور اجماع بیت المقدس میں ہوا اور
سب جمع ہوکر ایک جگہ بیٹھے اور احوال زمانہ آیندہ کا دیکھنے لگے تا معلوم

کریں کہ زمانِ مستقبل میں کیا کیا حوادثات و سوانحات پیدا ہونگے غرض انکو معلوم ہوا کہ
زمانہ ہرمز اور نوشیروان میں ایک شخص پیدا ہوگا کہ دین و ملت یہود و نصاریٰ کو خراب
کریگا اور سب ادیان سالفہ اور سابقہ کو باطل اور مضمحل اور برباد کریگا اور وہ شخص
قریش سے ہوگا اور جو جماعت اُسکی متابعت اور اطاعت نکریگی اُسکو وہ قتل کریگا
اور چھہ مہینے اُسکی پیدایش میں باقی ہیں غرض یہ خبر اپنے زمانہ کے سب عالموں
کو پہنچا دی پھر نجوم کو دیکھکر معلوم کیا کہ وہ خاندان ابوطالب سے بلکہ ابوطالب کی نسل
سے ہوگا یہ سُنکر آپسمیں ہر ایک نے اس امر کے دفع کرنے میں مشورت کی مگر
خاندان ابوطالب سے سب خوف کرتے تھے اور اُنکے دفع میں اندیشہ ناک تھے
اسواسطے کہ ابوطالب اکابر اور عظماء اہل مکہ سے تھے یعقوب احد النبی نے کہا کہ مکہ میں
ہمارا ایک دوست ہے شمعون نام وہ مفتی اور عالم اُس طرف کا ہے اُسکو اس مضمون
سے خبردار کرنا چاہیے بلکہ اُسکو لکھنا چاہیے کہ جسطرح سے ہوسکے اور مصلحت دیکھے
کام اُسکا تمام کرے یہ کہکر شمعون کو اس مضمون کا نامہ لکھا کہ برادر اعظم خواجہ شمعون
کو معلوم ہو کہ بعد چھہ مہینے کے خاندان ابوطالب ابن عبد المطلب ہاشمی کے
میں ایک شخص پیدا ہوگا کہ جسکو توریت میں ایلیا کہتے ہیں اور تابع
اُسکے ایک شخص علیؑ ہوگا اور نام اُسکی ماں کا فاطمہ بنت اسد ہے دین
و ملت قدیم یہود و نصاریٰ کو باطل اور ہمارے گروہ کو قتل کریگا
مساجد کو اور ہمارے عبادتخانوں کو منہدم اور مسمار کریگا پس جسطرح
تجھسے ہوسکے اُسکے دفع کرنے میں کوشش کر چاہیے تولد سے اُسکے یا بعد
تولد کے اُسکے تا ہمارے دین و آئین میں کسیطرح کا خلل واقع نہو

پس جب یہ نامہ شمعون کے پاس پہنچا اور اُسنے پڑہا تو ڈرا اسواسطے کہ اُسنے بہی یہ
حال کتابوں میں دیکہا تہا جواب میں اُسنا مہ کے لکہا کہ بالراس والعین جہانتک
ممکن ہوگا میں اُسکے دفع میں کوشش کرونگا اور پہر فکر میں گیا کہ کیا تدبیر
کیجے اسکے دفعہ کی آخر اسی نے اُسکی یہ قرار رکہا کہ ایک بکری کے بچہ کو ذبح
کرکے پکوا کر زہر اُسمیں ملا کر ابوطالب کے گہر میں بہیجے غرض اُسنے ایسا ہی کیا اور
ایک کنیز کے ہاتہ تکلف کے ساتہ ابوطالب کے گہر بہیجا اور کہلا بہیجا کہ شمعون نے یہ تحفہ
تمکو بہیجا ہی غرض کنیز ابوطالب کی بی بی پاس لائی اور شمعون کا پیغام دیا انہوں نے
چاہا کہ ہاتہ بڑہا کر اُسکو لیں کہ اپنے پیٹ میں سے ایک آواز سنی کہ کوئی کہتا ہے
کہ ہاتہ اپنا روکے تو قف کر پہر چاہا کہ اُسکو لیں کہ طفل نے شکم مادر میں ایک
لات ماری اور کہا کہ یہ طعام زہر آلودہ ہی تمہارے اور میرے ہلاک کرنیکو بہیجا ہے
یہ سنکر انہوں نے کنیز سے کہا کہ تو اُسکو لیجا کہ ہمارے خاندان اور شمعون کے
خاندان سے ہیچ البتہ واسطہ نہیں ہے اور کبہی رسم تحف وتحایف باہم اگر نہیں
ہوئی تحفہ خالی از سبب نہیں یہ سنکر وہ کنیز خوان پہیر کر لے آئی اور حجری میں
رکہ کے لا کر رکہدیا شمعون ملعون کے دو بیٹے نہایت حسن وجمال کے ساتہ
متصف تہے مکتب سے جو آئے تو دیکہا کہ ماں باپ دونوں سیر باغ کو گئے ہیں
کنیز سے کہا کہ ہم بہوکے ہیں گہر میں کچہ کہانیکو ہی کنیز نے کہا کہ حجرہ میں نان
اور گوشت بریاں رکہا ہی اور وہ لونڈی اس ملعون کی مکر سے بے خبر تہی کہ اُسمیں
زہر ملا ہوا ہی غرض وہ دونوں اُٹہکے دوڑے گئے اور دستر خوان کو کہولکر کہانے
لگے ایک لقمہ منہ میں ڈالا تہا کہ اثر زہر سے گلا ورم کر لایا اور فوراً دونوں

مر گئے اسمیں شمعون ملعون مع بی بی کے باغ سے آئے اور کنیز سے کہا کہ کیا
لڑکے ابھی تک مکتب سے نہیں آئے لونڈی نے کہا آئے ہیں اور حجرہ میں
نان و گوشت بریاں کھا رہے ہیں اُسنے پوچھا کہ وہ کہاں سے آیا تھا
کنیز نے کہا زن ابوطالب نے تحفہ قبول نہیں کیا اُلٹا پھیر دیا تھا یہ بات
جو سُنی تو مضطر اور بیقرار ہو کر اندر دوڑے گئے دیکھا کہ دونوں لڑکے مرے
پڑے ہیں عورت تو دیکھتے ہی اُس سیخ سے کہ جسپر کباب پختہ کیے
تھے اپنے پیٹ میں مار کر مر گئی شمعون ملعون نے اُس چھری سے کہ جس
بچہ بز کو ذبح کیا تھا گلا اپنا کاٹ کر مر گیا اور دونوں جہنم واصل ہوئے

معجزہ چہلم مذکور ہے کہ ایک روز جناب سجاد کا گذر ایک کوچہ پر جو باہر
مدینہ سے ہوا آپ نے دیکھا کہ ایک مومن منافق کے ہاتھ میں گرفتار ہے اور
وہ منافق اسکو سخت عذاب اور آزار دے رہا ہے آنحضرت جناب سید سجاد کو دیکھکر
فریاد کی آپ انکے پاس آئے اور حال پوچھا مومن نے عرض کی یا ابن رسول اللہ [illegible]
خلیفہ رسول الثقلین و جان اس شخص کے ہاتھ [illegible] [illegible] سے
اب یہ مانگتا ہے میرے پاس اسوقت نہیں [illegible] [illegible]
کہ کہیں سے تدبیر کروں آپ نے فرمایا کہ مرتبہ میرا اس سے [illegible]
اس شقی کا منت کش ہوں کسواسطے خالق ارض و سما سے طلب کرو
یہ فرما کر سر سوئے آسمان بلند کیا اور عرض کی کہ اے بادشاہا الٰہی ملکا
الٰہی کارساز بندہ نواز بحق ذات بے مثالت و بحرمت محمد و آل محمد مطلب
اس مومن با اعتقاد کا بر لا اور خاطر کو اسکے اس دین کیطرف سے شاد کر

فی الحال دروازے آسمان کے کھل گئے اور آواز آئی کہ یا ابا الحسن کہو اس بندہ سے کہ ہاتھ زمین کیطرف دراز کرے اور جو کچھ سنگ و کلوخ سے اسکے ہاتھ آئے اُٹھا لے حق سبحانہ تعالی اپنی قدرت کاملہ سے اُنکو سونے کا کر دیگا آپنے یہ حکم اُس دیندار سے کہا اُسنے ہاتھ بڑھا کر زمین میں سے جو کچھ اُسکے ہاتھ میں آیا اور جس قدر اُسکے ہاتھوں میں سمایا کنکری اور ڈھیلے اُٹھا لیے اور اُنکو دیکھا تو قدرت خدا اور اعجاز امام ہر دو سرا سے وہ سب سونے کے تھے آپنے فرمایا کہ اسمیں قرض کو ادا کر اور جو بچ رہے اُسمیں اوقات بسر کر اور دوسرے روز آپ مسجد میں جناب رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے جناب رسول خدا نے اصحاب سے ارشاد کیا کہ تم میں سے وہ کونسا شخص ہے کہ جسنے کل کے دن ایکہزار سات سو دینار برادر مومن کے قرض کے ادا کیے جناب امیر نے عرض کی کہ یا حضرت وہ میں ہوں آپنے فرمایا کہ سچ ہے اور میں ہی جانتا تھا مگر جبرئیل نے مجھسے آنکر کہا تھا کہ سخاوت و کرم کو تمہارے اصحاب کے روبرو بیان کروں اور اُنکو اس سے آگاہ کروں۔ **معجزہ چہل و یکم** منقول ہے کہ عبد اللہ بن یونس کہتا ہے کہ ایک سال میں واسطے حج بیت اللہ کے گھر سے چلا اثناء راہ میں ایک زن حبشیہ نابینا کو دیکھا کہ دست مناجات پیش قاضی الحاجات بلند کیے عرض کر رہی ہے کہ اے معطی السائلین بحق علی ابن ابیطالب مجھے دوبارہ بصارت چشم مرحمت کر اور پھر مجھے بینا کر دے میں عورت کے پاس گیا اور اُس سے کہا کہ تو علی ابن ابیطالب کو بہت دوست رکھتی ہے اُسنے کہا کہ ہاں ہزار جان میری اُنپر نثار ہے کہ وہ میرے امام و پیشوا و رکن دین و ایمان ہیں میں نے کئی درہم جیب سے نکالکر اُسکے ہاتھ پر رکھدیے اُسنے کہا کہ میں دراہم کی طالب نہیں آنکھیں چاہتی ہوں اور وہ درہم نہ لیے میں آگے چلا گیا اور بیت اللہ پہنچکر مناسک حج بجا لایا اور بعد ادائے حج گھر کیطرف مراجعت کی

اور پھر اُسی منزل پر آنکر پہنچا اُس عورت کو دیکھا کہ دونوں آنکھیں اُسکی روشن ہیں اور سب کچھ دیکھتی ہے مینے حال اُس سے پوچھا اُسنے کہا کہ ای شخص میرے مولا علی ابن ابی طالب نے مجھے آنکھیں دیں مینے کہا کہ کیونکر ہوا ماجرا بیان کر اُسنے کہا کہ ای شخص ایکروز میں دعا کر رہی تھی کہ ایک شخص نے مجھسے کہا کہ تو علی کو دوست رکھتی ہی مینے کہا کہ ہاں بعد جان اُنپر سے فدا ہوں اُسنے کہا کہ خداوندا اگر یہ عورت سچ کہتی ہی تو اسکو بینائی عطا کر فوراً میری آنکھیں روشن ہوگئیں میں وہی نور اُنکے لگا دیکھا قدموں پر گر پڑی اور آنکھوں کو قدموں پر ملا اور عرض کی یا حضرت مجھے بتائیے کہ آپ کون ہیں کہ جو آپ کی دعا کی برکت سے میری آنکھیں صحیح ہوگئیں فرمایا کہ میں وہ ہوں کہ جسکا تو واسطہ دیا کرتی تھی **معجزہ چہل و دوم** منقول ہی کہ سلمان فارسی شہر مداین میں تھے جب وقت وفات اُنکا قریب پہنچا تو ایک شخص زادان نام نے یہ پوچھا کہ ای سلمان تمہارے غسل و کفن کا مرتکب کون ہوگا کہا وہ شخص کہ جسنے رسولخدا کو غسل دیا ہی اور دفن کیا ہی زادان کہتا ہی کہ مینے کہا کہ ای سلمان مداین میں ہو اور شاہ ولایت مدینہ میں وہ کیونکر ان افعال کے مرتکب ہونگے سلمان نے کہا کہ جب روح میری مفارقت کریگی تو تم مجھے سیدھا نکرنے پاؤگے کہ وہ جناب آنکر حاضر ہونگے جب وہ جناب تشریف لائیں تو تم میرا سلام عرض کرنا زادان کہتا ہی کہ جب اُنکی روح نے مفارقت کی اور چادر اُنکے منہ پر ڈال تو دیکھا کہ جناب امیر تشریف لائے ہیں مینے سلمان کا سلام عرض کیا اُس جناب نے چادر کو سلمان کے منہ پر سے اُٹھا دیا دیکھا مینے کہ سلمان نے حضرت کو دیکھکر تبسم کیا آپنے فرمایا کہ مرحبا یا عبداللہ اذا لقیت رسول اللہ فقل ما رایت من اصحابہ یعنی خوشا حال تیرا اے سلمان جب تو خدمت میں

رسول خدا کے پہنچے تو کہا کہ آنجناب کے اصحاب نے مجھسے بدسلوکی کی ہی اور ظلم کیا ہی
اُنکی خدمتمیں سب عرض کرتا پہر چادر اُنکے مُنہ پر ڈال کے اُنکو غسل دیا اور کفن پہنایا
اور نماز پڑہی ابن شہر آشوب نے کتاب مناقب میں لکہا ہے کہ زاذان نے کہا کہ میں نے دیکہا
کہ دو مرد اور پیدا ہوئے اور نماز میں شریک ہوئے اور اپنے تکبیر آواز بلند فرمائی اور جب
سے اُنکے پوچہا تو آپنے فرمایا کہ ایک اُنمیں خضر تہے اور دوسرے جعفر طیار اور اُنمیں سے ہر
ایک کے ساتہ سات سات صفیں ملایکہ کی تہیں اور ہر صف میں ہزار ہزار ملایکہ
کہ سب نے سلمان پر نماز پڑہی اور کتاب خرایج میں اس حدیث کو اسطرح بیان کیا ہی کہ ایک روز صبح
جناب امیر نے مدینہ منورہ کی مسجد میں ارشاد کیا کہ شب کو جناب رسول خدا میرے خواب میں
تشریف لائے اور ارشاد کیا کہ تم سلمان کی تجہیز و تکفین کرنا اور نماز پڑہنا اور میں
اب مداین کو جاتا ہوں کہ اُس جناب کی وصیت پر عمل کروں صحابہ مجلس لیکے
مدینہ کے باہر تک آپ کی متابعت کی اور رخصت کیا اور جب لوگ وقت نماز ظہر
مسجد میں آئے تو آپ کو مسجد میں دیکہا سب نے حضرت سے احوال پوچہا حضرت نے فرمایا
کہ میں مداین میں گیا اور اُسکو دفن کیا اور اُسکو دفن کرکے آیا ہوں مومنین کو تو یقین ہوا
اور منافقین کو تصدیق اس امر کی نہوئی اور اسکو محال جانتا تہا اسکے بعد ایک مدت کے
ایک خط مداین سے آیا کہ فلاں روز سلمان نے انتقال کیا اور ایک اعرابی حاضر ہوا اور اُنکو
غسل و کفن دیکر اور نماز پڑہکر دفن کیا اور بعد دفن کرنیکے غایب ہو گیا پس جب تاریخ
کو اُس خط کے ملاحظہ کیا تو وہی تاریخ نکلی کہ جس تاریخ جناب مظہر العجائب و مظہر
الغرائب علی ابن ابی طالب غائب ہوئے تہے یہ دیکہکر دوستوں کی محبت زیادہ
ہوئی اور منافقین کا حسد اور زیادہ ہوا **معجزہ چہل و سوم** منقول ہی کہ

زمان خلافت بنی عباس میں ایک مرد تھا بصرہ میں مالدار صاحب جاہ و مکنت اتفاق سے
بسبب حوادث زمانہ کے مفلس ہو گیا اور مال و منال اسکا سب جاتا رہا محتاج اور پریشان
ہو گیا مگر دوستان اہلبیت سے تھا جب بصرہ میں صورت گذران کی معلوم نہوئی تو کوفہ
میں آیا بازار میں ایک شخص کو دکان پر بیٹھے دیکھا اور دیکھا کہ اکثر اسباب دنیا
بیش قیمت اُس دکان میں چنا ہوا ہے وہ بصری اُسکے سامنے آیا اور کہا کہ بحق محمد و
آل محمد و بولایت علیؑ مجھے کچھ دے کہ میں نہایت پریشان ہوں وہ شخص چونکہ
جملہ خوارج سے تھا نام جناب امیرؑ کا سنکر برآشفتہ ہوا اور کہا کہ نام علیؑ پر تجھے خاک
بھی ندونگا چہ جائے درہم و دینار وہ بصری یہ سنکر نہایت دلتنگ ہوا اور رو دیا
اور بازار کو چھوڑکر کوچہ و محلو میں پھرنے لگا ایک مکان عالیشان دیکھا کہ اُسکے
غرفہ میں ایک زن ماہرو کمال حسنہ اور جمیلہ بیٹھی ہے اُس عورت کو اُسکا حال
تباہ دیکھکر رحم آیا اور قریب بلاکر مستفسر حال ہوئی بصری نے ساری سرگذشت
اپنی بیان کی وہ عورت دوستان اہلبیت سے تھی اپنے کان سے گوشوارہ کہ اُسکے
باپ نے اُسکو ارث میں بھیجا تھا اور تین لعل ایک ایک ہزار دینار کے اُسمیں تعبیہ
کیے ہوئے تھے اُتارکر اُس بصری کو دیا وہ بصری اُنکو بازار میں لیکر آیا اور جوہریوں
سے اُسکی قیمت کرائی تین ہزار دینار کا وہ اکا بصری اُسکو لیکر اُس
دکاندار پاس آیا اور اُسکو دکھاکر کہا کہ تو عورت سے بھی کمتر ہے اُسنے
گوشوارے کو پہچانا کہ اس شخص کی جورو کا ہے معلوم ہوا کہ وہ بھی دوستان
امیر المومنین سے ہے آتش قہر و غضب اُسکے کانوں سینہ میں
مشتعل ہوئی دکان کو بند کرکے گھر میں آیا اور بی بی سے کہا تونے

اُس درویش کو اپنا گوشوارہ کیوں دیا کہ وہ شخص رافضی تھا عورت نے کہا کہ تجھے اس سے
کیا کام وہ میرا مال تھا کہ مجھے میراث میں پہنچا تھا تیرے مال میں سے تو کچھ نہیں
دیا اور میں نے اُسکو نہیں دیا بلکہ اُسکے وسیلہ کو دیا ہی پوچھا اُسکا وسیلہ کون ہی کہا
امیر المومنین امام المتقین شیر بیشۂ شجاعت وسخاوت کہ بغیر اُسکی محبت کے ایمان
درست نہیں اُس سیاہ بخت نے اگرچہ یہ جانا کہ وہ جسکو کہتی ہے مگر از راہ تجاہل کے
کہا کہ جسکی تو مدح کرتی ہی اُسکا صراحۃً نام لے کہا علیؑ ابن ابی طالب وہ
لعین نام سُنکر سُرخ ہوگیا اور کہا کہ اے ناکس مگر تو رافضیہ ہے پس جسکی
محبت میں تو نے جس ہاتھ سے گوشوارہ دیا ہے وہ ہاتھ دراز کرتا میں اُسکو کاٹوں
اُس عورت نے کہا کہ ای مرد ہاتھ کیا چیز ہے ہزار جان گرامی میری اُسکے دوستوں
اور اُسکی اولاد پر سے قربان ہے اور ہاتھ اپنا دراز کردیا اور کہا ہاتھ کیا سر بھی
اس جناب کے لیے حاضر ہے مگر اے مرد مجھے عیب دار اور محتاج خلایق کا نکر اور اگر تو
مجھپر یہ ظلم کریگا تو جزائے بد آخرت میں عوض اسکے پائیگا اُسوقت خطاب
الٰہی سب فرشتوں کو پہنچا کہ دیکھو محبت اس زن مومنہ کی کہ دوستی امیر المومنین
کے کیسی دلیری کررہی ہے پس ملائکہ نے دیکھکر اُس ملعون پر لعنت کی اور
اُس زن صالحہ عفیفہ پر آفرین وتحسین کہی پس اُس بے رحم نے ہاتھ اُسکا
بند سے جدا کرڈالا اور سب اسباب اُسکا چھین کر ایک پاجامہ کہنہ پہنا کر گھر سے
نکالدیا اور کہا کہ تو زن بوترابی ہے مجھپر حرام ہے اور خون تیرا مجھپر حلال ہے
پس زن عفیفہ با دست بریدہ شہر سے باہر کارواں سرا میں کہ دو فرسنگ شہر سے
تھا افتاں خیزاں پہنچی اور کارواں سرا کی زیر دیوار بسبب الم کے غش کہا کر

گر پڑی قضارا ایک پیر مرد مع اپنی زوجہ پیرزال کے ایک گوشہ کاروان سرا
میں رہتے تھے مگر اُنکے اولاد نہ تھی اُس پیرمرد کا گذر اُس زن پاکدامن پر ہوا
اُسکے حسن و جمال کو دیکھکر حیران رہگیا اور دیکھا کہ ہاتھ سے اُسکے خون جاری
ہے وہ جاکر اپنی بی بی کو بلا لایا اور آنکر وہ دونوں اُسکے سرہانے بیٹھ گئے
کہ اسمیں اُسکو ہوش آیا آنکھیں کھولیں پیرمرد کو اپنی بالین پر دیکھا سلام
کیا اور سارا قصہ اپنا بیان کیا اُس پیرمرد اور زوجہ اُسکی کہ محبان اہلبیت سے
تھی اُس زن صالحہ کی تشفی کی اور دلاسا دیا اور اپنے دلمیں کہا کہ ہمارے
فرزند نہ تھا خدا نے ہمارے فرزند دیا گھر میں اُسکو اُٹھا کر لائے اور اُسکے
ہاتھ کا علاج کروایا کہ وہ اچھی ہوگئی پس وہ زن نیکبخت شب و روز عبادت
الٰہی میں مصروف رہتی تھی سات برس اسیطرح سے گذرے کہ ناگاہ ہندکی
جانب سے ایک قافلہ آیا اُسمیں ایک خواجہ تھا کہ ایک سو اسی خروار اسباب
نفیس کے اپنے ساتھ رکھتا تھا اور بہت سی کنیز و غلام ہندی کا مالک تھا
اور اُسکا معمول تھا اور بعد نصف شب اُٹھتا تھا اور تہجد کی نماز پڑھکر قافلہ
پھرا کرتا تھا اُس شب اُٹھا اور بعد نماز تہجد جو قافلہ میں گشت کرنے لگا تو
اُسکو ایک گوشہ میں کاروان سرا کے روشنی دکھائی دی اُسکو گمان
چوروں کا ہوا اس طرف کو گیا تو دیکھا کہ وہ روشنی گھر کے اندر سے اور
تمام در و دیوار اُس گھر کے منور ہو رہے ہیں اور آسمان تک شعاع
اُس روشنی کی پہنچی ہوئی ہے خواجہ نے کہا کہ یہاں کوئی سرّ الٰہی
سے آہستہ دروازیکو کھولا اور اندر آیا دیکھا کہ ایک پیرمرد اور ایک

یہ زن تو سوتے ہیں اور ایک دختر سجادہ پر بیٹھی عبادت خدا میں مشغول اور انوار نے
اسکے چہرہ سے فلک تک شعلہ کھینچا ہے اور ایسی یاد الٰہی میں مستغرق ہے کہ دنیا
اور مافیہا سے کچھ خبر نہیں رکھتی خواجہ دیکھکر اسپر عاشق ہوگیا اور پھر کر اپنے مقام پر آیا
اور صبح کو کئی طبق جواہرات بیش بہا اور اسباب بیش قیمت کے لا کے پیر مرد کی
نظر کیے پیر مرد اسباب بیش بہا دیکھا متعجب ہوا اور خواجہ سے پوچھا کہ آیا کچھ
مجھسے حاجت رکھتے ہو کہا ہاں تمہاری یہ دختر شوہر رکھتی ہے یا نہیں کہا نہیں خواجہ
خوش ہوا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اسکا عقد میرے ساتھ کردو پیر مرد نے کہا کہ بہتر
مگر اندکے توقف کرو یہ کہکر پیر مرد وہ طبق لیکر اُس دختر کے پاس گیا اور ماجرا
بیان کیا اور کہا کہ تجھسے عقد کرنا چاہتا ہے تیری صلاح اسمیں کیا ہے دختر نے کہا
تمہیں اختیار ہے خواجہ یہ سنکر خوش ہوا مگر وہ عورت اپنے ہاتھ کے کٹنے سے
کمال محزون تھی اور کہتی تھی کہ اس ہیئت سے کیا شوہر کے پاس جاؤنگی
غرض پیر مرد باہر آیا اور خواجہ کو مبارکباد دی اور قاضی کو بلوا کر
صیغہ اُسکا پڑھوایا پس خواجہ نے اسباب عروسی بہت سا پیر مرد کے
گھر بھیجا اور ایک مکان نفیس بنوایا اور اُسمیں باغ لگایا جب مکان بنکر
طیار ہوا تو عروس کو اُسمیں لیگئے خواجہ نے ایک مجلس عظیم عروس کے واسطے
آراستہ کی اور بہت سے مہمان جمع کیے اور انواع انواع کی نعمتیں انکو
دیں جب وقت شب کا ہوا تو خواجہ نے عروس کو طلب کیا عروس
نے کہا کہ ایک ساعت توقف کرو کہ مجھے تھوڑا سا کام ہے یہ کہکر وہی
جامہ کہنہ پہنکر اور وضو کرکے دو رکعت نماز با سوز و گداز ادا کی اور سر بسجود

و نیاز زمین پر رکھا اور روتی اور تضرع و زاری کرنے لگی کہ اے بادشاہ حقیقی
بحق اُن عاشقوں اور جاں نثاروں اپنے کے کہ تیری راہ میں اُنہوں نے اپنی
جانیں فدا کی ہیں اور میں نے بسبب دوستی تیرے دوستوں کی ہاتھ اپنا کٹوایا ہے
اور تو واقف ہے کہ مجھے تاب طعنوں اور شماتت اعدا کی نہیں ہے بحق حرمت محمد
اور علی اور اُنکے اہلبیت علیہم السلام کے مجھے شرمندہ اور رسوا نہ کر
یا جان میری لے لے یا میری فریاد کو پہنچ یہ کہکر ایسا روئی کہ
بیہوش ہو گئی اور خواب نے اُسپر غلبہ کیا اور وہ سو گئی ناگاہ دریائے
رحمت الٰہی و عاطفت کبریائی جوش میں آئے اور عالم ملکوت میں ایک
شور و غل پیدا ہوا ناگاہ اُس صالحہ عفیفہ نے خواب میں دیکھا کہ
باغستان فردوس جنت میں اُسے لیگئے اور اُسنے ایک قصر دیکھا
یاقوت سرخ کا اور اُسمیں ایک تخت ہے زمرد سبز کا اور اُسپر ایک مرد
بیٹھا ہوا ہے کہ ہزاروں فرشتے اُسکے روبرو صف باندھے کھڑے
ہیں دختر نے جو یہ حال دیکھا تو ڈر گئی اور خوف و بیم اُسکے دلمیں پیدا
ہوا کہ ایک فرشتہ اُسکو پکڑ کر تخت کے قریب لیگیا اور اُس تخت نشین نے
فرمایا کہ اے دختر میں ہوں امیر المومنین علی ابن ابی طالب کہ جسکی مہر و محبت
میں تونے ہاتھ اپنا کٹوایا میرے پاس جب وہ آپکے نزدیک گئی فرمایا کہ ہاتھ اپنا
کھول جب میں نے ہاتھ اپنا کھولا تو دیکھا کہ ہاتھ میرا درست تھا ایک آواز
دختر سے پیدا ہوئی کہ جتنے آدمی پاس تھے سب نے اُسکی آواز سنی اور اندر آئے
تو اُس دختر کو دیکھا کہ لباس کہنہ پہنے خاک پر لیٹی سوتی ہے اندکی سب نے توقف کیا

تا اینکہ وہ بیدار ہوئی اور دونوں ہاتھوں کو اپنے درست دیکھکر سجدہ شکر کا لیا اور
لباس فاخرہ پہنا اور گھوڑے پر سوار ہوکر شوہر کے پاس آئی اتفاقاً ایک روز وہ
عورت اپنے شوہر کے پاس بیٹھی تھی کہ ایک سائل آیا اور شوہر نے اسکے جیب درہم کیسہ سے
نکالکر قصداً اسکے دینے کا کیا چونکہ کوئی کنیز حاضر نہ تھی تو اس عورت نے وہ درہم اپنے
شوہر سے لیکر آپ دینے کو گئی اور اُس گدا کو پہچانا اور کہا کہ تو فلاں شخص نہیں ہے
کہ میں تیری جورو تھی اور تو نے میرا ہاتھ کاٹا تھا عوض اُس گوشواری کے کہ جسکو
مینے علیؑ کے نام پر فقیر کو دیا تھا اور تو نے مجھے طلاق دی تھی اور ہاتھ کاٹکر مجھے
گھر سے باہر نکالدیا تھا اور کہا تھا کہ تو زن بوترابی ہے مجھپر حرام ہے اور تیرا خون مجھپر
حلال ہے اور یہ بھی تو نے کہا کہ تو جا ابوتراب تیرا ہاتھ اچھا کردیگا اب دیکھ لے کہ ابوتراب
نے میرا ہاتھ اچھا کردیا یا نہیں وہ شخص سُنکر رویا اور کہا کہ ہاں میں وہی ہوں پس عورت
نے پوچھا کہ تیرا حال یہ کیونکر ہوا اسنے کہا کہ جب مینے تیرا ہاتھ کاٹ کر تجھے گھر سے
نکالدیا تو میرے گھر میں آگ لگ گئی اور جو کچھ گھر میں تھا سب جل گیا اور میں محتاج
ہوگیا یہ کہکر وہ شخص چلاگیا اُسکے شوہر نے جو یہ کلمات اپنی بی بی کے سُنے تو پاؤں پر
اُسکے گر پڑا اور کہا کہ میں غلام ہوں تیرا اور یہ مال و اسباب تیرا ہی ہے عورت نے
حیران ہوکر پوچھا کہ ای خواجہ یہ کیا کلمات ہیں کہ تو کہتا ہے خواجہ نے کہا کہ ای عزیزہ
مہربان میں وہی فقیر ہوں کہ جسکو تو نے اپنا گوشوارہ دیا تھا اور یہ مال و اسباب اُسیکی
برکت سے پیدا ہوا ہے پس اُن دونوں نے سجدہ شکر کا کیا اور خوش و خورم رہنے
لگے

معجزہ چہل و چہارم

جابر انصاری اور عمار یاسر اور ابوذر غفاری سے روایت
ہے کہ ایکدن پیغمبر خدا بعد نماز صبح مسجد میں رونق افزا تھے اور

اصحاب آپکے گرد آپکے جمع تھے اور وہ جناب تفسیر کلام الٰہی کی اور
اخبار باری بیان فرمارہے تھے کہ ناگاہ جبرئیل امین جانب رب جلیل سے نازل
ہوئے اور عرض کی کہ ای حبیب رب العالمین خداوند عالم فرماتا ہی کہ ای حبیب ہمارے
ایک خلق کثیر لشکر کفار سے جمع ہوئی ہے اور ارادہ حرب کا تم سے رکھتی ہے اور
تبوک میں یہ حرب واقع ہوگی پس علی الصباح تم لشکر اور سب اصحاب کو جمع کرو اور
اسباب حرب جلد آمادہ اور مہیا فرماؤ اور اسمیں تعلل اور تساہل کو راہ مت
دو اور اس حرب کو سبک و خوار نہ گنو اور نہایت احتیاط اسمیں مد نظر رکھو تا تمہاری
سپاہ کو نقصان نہ پہنچے اور سپہ سالار لشکر کفار کا مکید بن عمران ہے سپاہ انکے
پاس بہت ہے اور سب کافر ہیں اہل ایمان سے عداوت و بغض رکھتے ہیں تم حرب
انسے پیشدستی کرو کہ وہ تم سے مغلوب و مقہور ہونگے پس جب حضرت رسالتمآب نے جبرئیل
سے یہ خبر سنی تو فرمایا کہ سپاہ اسلام میں منادی کریں کہ سب تیار ہوں اور
سب صحابہ اسباب سفر کا مہیا کریں اور آراستہ ہو جائیں کہ تمہارے ہمراہ
واسطے حرب مکید کافر کے جانب تبوک میں کوچ کرونگا جب دوسرا دن ہوا تو حضرت
رسولخدا مسجد میں تشریف لائے اور جب سب اصحاب جمع ہوئے تو آپ منبر پر
تشریف لیگئے اور بعد حمد و ثنار الٰہی ارشاد کیا کہ حکم پروردگار عالم کا
مجھے یہ ہوا ہے کہ اہل اسلام کفار سے لڑنے کو جائیں اور حوالی
تبوک مکید بن عمران سے حرب کریں پس جب یہ خبر شہر مدینہ میں
مشتہر ہوئی اتفاقاً ہمسایہ میں اُس جناب کے ایک پیرزن رہتی تھی کہ ایک
بیٹا تھا اُسکا یتیم نہایت شجاع و دلیر اور کمال تقوی کی صفت سے

... تہ ارسنہ وہ جوان بہی خدمت جناب رسول مقبول میں حاضر ہوا اور عرض
کی یا رسول اللہ اے امام ایمان و برگزیدہ حضرت سبحان ارادہ اس غلام کا یہ ہے
ہمراہ لشکر اسلام واسطے محاربہ کفار کے جاؤں اور جہاد سے حظ و نصیبہ طلب
کروں آپ مجھے اپنے ہمراہ لیجئے تا خدمت آپکی کروں آپنے فرمایا کہ اپنی ماں سے
اجازت لے اگر وہ تجھے رخصت دے تو چل ورنہ اپنی ماں کی خدمت میں رہ اور
اسکی خدمت کر تب وہ جوان اپنی ماں کی خدمت میں آیا اور اجازت خواہ ہوا اس
پیرزن نے کہا کہ اگر رسولخدا ضامن تیرے ہو جائیں تو میں تجھے رخصت دوں تب وہ
پیرزن رسولخدا کی خدمت میں آئی اور عرض کی یا رسولخدا یہ بیٹا میرا آپکے ساتھ جانیکا ارادہ
رکھتا ہے اگر آپ ضمانت دیں کہ اسکو پھر صحیح تیرے پاس پہنچا دونگا تو میں اسے اجازت
دیدوں آپنے فرمایا کہ انشاء اللہ میں اسکا ضامن ہوتا ہوں میں اسکو تیرے پاس
لے آونگا پیرزان یہ سنکر راضی ہو گئی مگر محزون گہر کو پہری اور شب و روز خیال فرزند
میں رہتی تہی جناب رسول مقبول نے اس جوان کو آپنے سلاح عنایت کیے اور
صحابہ سے اسکے باب میں سفارش کی اور وہ جناب امیر کو اپنی جگہ چہوڑ کر فقط
آپ ہمراہ لشکر اسلام کے روانہ تبوک ہوئے جب لشکر اسلام نزدیک لشکر کفار کے پہنچا تو
مقام کیا اور خیمے نصب کیے اور اس شب اقامت کی اور طلایہ لشکر کفار کو نگہبانی کے واسطے
باہر بہیجا جب صبح ہوئی تو دونوں لشکر مقابل ایک دوسرے کے کہڑے ہوئے تب آپنے میمنہ اور
میسرہ اور قلب و جناح لشکر آراستہ کیا اور آپ قلب لشکر میں کہڑا ہوا اور لشکر اسلام سے مبارز
طلب ہوا اول جو شخص لشکر اسلام سے میدان میں گیا وہ وہی جوان یتیم تہا اسنے مقابل
لشکر کے کہڑے ہو کر کہا کہ ای گروہ کفار تم خدا پر ایمان کیوں نہیں لاتے اور رسول مقبول

سے موافقت کیوں نہیں کرتے آگاہ ہو کہ میں اس تلوار سے تمہیں قتل کرونگا یہ سنکر سپاہ
کفار سے کیفر نامی کہ مبارز عظیم در جنگ [illegible] اور [illegible] تھا [illegible]
مقابل آیا چند حملے آپس میں رد و بدل ہوئے آخر اس لڑکے نے [illegible]
کہ گھوڑے سے نیچے گر پڑا اور جہنم واصل ہوا پھر اس لڑکے نے [illegible]
مردان کاری کو خاک ہلاکت پر ڈالا [illegible] جو [illegible]
توڑا اور آلات حرب اپنے بدن پر آراستہ لیے [illegible]
کیا اور گرز اسکے سر پر مارا کہ سر اس لڑکے کا [illegible]
سر سے باہر نکل پڑا اور پشت سے [illegible] زمین پر گر [illegible] اور [illegible]
میں ہم آغوش حور العین کا ہوا پھر اس لڑکے [illegible]
روانہ ہوا پھر عمر ابن الخطاب [illegible] اور [illegible] میں [illegible]
کہا چہ خوش اے عمر اگر بیمار بھی ہوں تو بھی [illegible]
تکبر سے سنی تو نہایت خوفناک ہوا مگر [illegible] حملہ آور ہوا [illegible]
تلوار سر پر عمر کے ماری عمر نے سر پھیر لیا وہ تلوار عمر کے دوش پر لگکر پھسل گئی چونکہ وہ
چلتا پہنے ہوئے تھے تو کچھ خفیف سا زخم پہنچا آخر ہزیمت پا کر میدان سے پھرے اور
لشکر اسلام میں آنکر داخل ہوئے جناب رسولخدا نے جراح کو انکے پاس بھیجا کہ جبرئیل
امین جانب رب جلیل سے نازل ہوئے اور کہا کہ خدا تعالی تمکو سلام ارشاد
کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے حبیب ہمارے جبتک علی کو طلب نہ کروگے
اور وہ اس حرب میں حاضر نہ ہوگا تو فتح ظفر اس لشکر کو نصیب نہ ہوگی تم
علی ابن ابی طالب کو اپنے ہمراہ کیوں نہ لائے اور مدینہ میں انکو کیوں چھوڑ آئے

آگاہ ہو کہ فتح و نصرت تمہارے دین کی منحصر ہے ذوالفقار دوسر حیدر کرار میں
یہ سنکر جناب رسول مقبول نے بصدائے بلند ندا کی کہ اے ابن عم اے برادرم
جلد آؤ کہ بے تیرے اس حرب میں نصرت نہیں۔ مروی ہے کہ اسوقت جناب امیر
باغ میں تشریف رکھتے تھے کہ آواز جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمع مبارک
میں پہنچی آپنے فرمایا کہ لبیک سعدیک یا نبی اللہ السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
جناب رسول خدا نے بھی آواز جناب امیر کی سنی اور دوری مابین آپکے ایکسو اٹھائیس
فرسخ کی تھی پس جناب امیر نے سلمان سے فرمایا کہ اے پیر محترم دلدل کو حاضر کرو
وحی جناب رسولخدا پر نازل ہوئی ہے کہ جبتک علی نہ آویگا اس سپاہ کفار کو
ہزیمت نہوگی یہ فرما کر دلدل پر سوار ہوئے اور نام خدا زبان پر جاری کیا اور طے
ارض ایک آن میں تخت علم محمدی اپنے تئیں پہنچایا اور کہا کہ السلام علیک یا
شفیع یوم الدین جناب رسولخدا نے بھی جواب سلام کا دیا اور آپکی مدح کی
اور کہا کہ اے ساقی کوثر جبتک تم نہ آئے رونق میری سپاہ کی نہوئی پس آپ
حربگاہ میں آئے اور فرمایا کہ اے مکید گبر اگر تو ایمان نہ لائیگا تو بحق اس خداوند
کے کہ جسنے زمین و آسمان پیدا کیا ہے اسی لحظہ تجھے جہنم کو بھیجونگا اور تجھا نہ کو تیرے
جلا کر خراب کر دونگا اور سب شہر اور ولایت کو برباد کر دونگا اور تخت اور سلطنت کو
تیرے درہم و برہم کر دونگا مکید ملعون نے یہ سنکر کہا کہ تو کون ہے کہ اسطرح کی
لاف و گزاف کی باتیں کرتا ہے میں تجھسے کچھ خوف نہیں رکھتا میں پہلوان
دوران مکید بن عمران ہوں وہ جناب یہ سنکر اُس سے مشغول حرب ہوئے ادھر
ذوالفقار اُسکے سر نحس پر ماری اُس ملعون نے سپر واسطے دفع ذوالفقار

کے سر پر کی اُس جناب نے خدا کو ساتھ وحدانیت کے یاد کرکے ایسی ذوالفقار اُس
ملعون کے سر پر ماری کہ سپر اور سر اور سینہ اور زین او گھوڑے کے دو ٹکڑے کر دیے
اسطرح پر کہ دونوں ٹکڑے برابر تھے کہ ایک سر مو ایک حصہ تو دوسرے حصہ پر کم
و بیشی نہ تھی اُسوقت آواز تحسین و آفرین کی عرش و کرسی و آسمان و ملائکہ
ہفت آسمان و زمین سے بلند ہوئی جناب رسول مقبول نے بھی قوت و زور بازو پر
آپکے آفرین و تحسین فرمائی سب سپاہ کبر نے وہ ضرب حیدری دیکھی تو
ہزیمت اختیار کی اور راہ گریز و فرار رکھا اور کوس حرب اہل اسلام حرکت میں آئے
اور اہل اسلام اُنپر تاخت و تاراج لائے اور اُنکا مال و اسباب لوٹ کر اور بہت سے
قیدی اُنکے پکڑ لائے آخر اُنہوں نے امان چاہی اہل اسلام نے اُنکو امان دی بشرط
اینکہ اُنہوں نے اسلام قبول کیا اور ایمان لائے پس لشکر اسلام نے با فتح و ظفر بسمت مدینہ
منورہ مراجعت کی غرض پیرزن نے جو سُنا کہ لشکر اسلام مظفر و منصور ہو کر آتا ہے تو خوش
ہوئی اور ہر ایک اہل فوج سے خبر اپنے فرزند کی پوچھتی تھی وہ سب کہدیتے تھے کہ ہمراہ
سید عالم کے ہے جب کوکبہ علم محمدی کو دیکھا تو دوڑی اور رکاب فلک انتساب کو
پکڑ کر بولی کہ یا حضرت کہاں ہے فرزند اور نور دیدہ میرا کہ فراق عزیز نکا مشکل ہے شب و روز
خواب و خور و راحت و آرام میرا جاتا رہا ہے اور ہمیں لیبار دیکھتی جاتی تھی اور اپنے فرزند کو
ڈھونڈتی تھی جبکہ اُسنے اپنے فرزند کو نہ دیکھا تو رو کر کہا کہ ای رسولخدا میرے فرزند کو
آپنے کیا کیا کہ اُسکو میں نہیں دیکھتی فرمایا آپنے کہ ای عجوزہ ہم سب کو ایکروز
دنیا سے جانا ہے اور کوئی یہاں سوائے خدا کے نہ رہیگا خدا تعالی نے تیرے بیٹے کو
قبول کیا اور جنت فردوس کو پہنچا وہ کفار کے ہاتھوں سے شہید ہوا اُس

پیرزال نے جو خبر قتل فرزند سنی تو بیکبار فریاد کی اور زمین پر گر کر بیہوش ہوگئی پھر
جب ہوش میں آئی تو کہا کہ یا حضرت میرے فرزند کو کیا کیا یہ کہکے پھر بیہوش ہوگئی
اور بعد ایک ساعت کے اٹھکر مثل دیوانہ دامن رسولخدا کا پکڑ لیا اور کہا کہ میں دامن
آپ کا نچھوڑوں گی جبتک کہ میری امانت آپ مجھے نہ سونپیں گے یہ حال پیرزال
کا دیکھکر جناب رسول خدا کو رحم آیا اور آنسو آنکھوں میں بھر لائے اور سب لشکر
رونے لگا جناب رسولخدا نے کہا الٰہی بحرمت اپنی جود کے کہ تو واجب الوجود ہے
اور بہ برکت اپنی لطف و رحمت کے میرے ذمہ کو امانت پیرزال سے بری کر یہ فرما کر سر نگون
کیا اور سجدہ میں تشریف لیگئے ہنوز سر سجدے سے نہ اٹھایا تھا کہ روح اس لڑکے کی
اسکے قالب میں آگئی جب سر اسنے اٹھایا تو دیکھا کہ سامنے ایک گھوڑا
زین بندھا ہوا کھڑا ہے وہ طفل اسپر سوار ہوا اور فرشتوں نے اسکے گھوڑے
کی باگ پکڑی اور جناب رسول مقبول کی خدمت میں لا کر حاضر کیا وہ لڑکا گھوڑے
سے اترا اور رسولخدا کے قدم اقدس میں گر پڑا اور پاؤں چومنے لگا اس جناب نے
دوبارہ سجدہ شکر کا ادا کیا اس عورت نے جو اپنا فرزند دیکھا تو بہت خوش ہوئی اور عرض
کی کہ ای سید مینے بڑی گستاخی حضور سے کی اب مجھے آپ بحل فرمائیں اسواسطے کہ
آپ جانتے ہیں کہ داغ فرزند کا بہت برا ہوتا ہے پس اس جناب نے ارشاد کیا کہ ای
جوان حال اپنا بیان کر اسنے عرض کی کہ ای برگزیدہ حضرت ذوالجلال جبکہ میں
پشت زین سے زخمی ہوکر زمین پر گرا اور روح نے میری مفارقت کی تو فرشتے مجھے
فردوس بریں میں لیگئے اور ایک لاکھ حوریں اور غلمان میری زیارت کو آئے ناگاہ
ناگاہ ندا پہنچی کہ ای لڑکے پیغمبر خدا تیری انتظار میں ہیں اور تیری ماں کے ہاتھ سے عاجز

آئے ہیں اسواسطے کہ وہ جناب تیرے ضامن ہوئے تھے پس فی الحال مجھے آپکے حضور میں لاکر حاضر کیا اور پھر مخاطب ہوکر اپنی ماں کیطرف کہا کہ اے والدہ تمنے یہ کیا کیا کہ مجھکو محنت خانہ دنیا میں پھر بلوایا اور بہشت عنبر سرشت سے نکلوایا میں اس جہان کو نہیں چاہتا یہ کہکر قدم جناب سے لپٹ گیا اور عرض کی کہ آپ دعا کریں کہ میں پھر روضہ رضوان میں مقام پاؤں یہ کہکر کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا حضرت نے اسکے حق میں دعا کی فوراً روح اسکی جنت کو پرواز کر گئی اور روضہ فردوس میں داخل ہوئی پیرزن نے یہ حال دیکھکر عرض کی یا امیر میں التماس کرتی ہوں کہ خدا تعالی اپنے فضل سے گناہ میرے بخشے اور آپ بھی خطا میری بحل کریں اور آپ دعا کریں کہ روح میری بھی بدن سے پرواز کرے اور ہمنشین فرزند کا مجھے گردانے پس اس جناب نے دعا کی اسیوقت وہ عورت بھی مر گئی آپنے غسل و کفن دیکر اسکو دفن کیا **معجزہ چہل و پنجم** عمار یاسر روایت کرتے ہیں کہ میں ایکبار مولائی کونین امیر المومنین کیخدمت بابرکت میں حاضر تھا کہ وہ جناب کوفہ سے باہر تشریف لیگئے اور ایک جنگل میں کہ جسکو نخلہ کہتے تھے آپ کا گذر ہوا اور وہ کوفہ سے دو سو فرسنگ دور تھا کہ ناگاہ پچاس یہودی پیدا ہوئے اور پوچھا کہ تو ہی ہے علی ابن ابیطالب فرمایا ہاں میں ہی ہوں انہوں نے کہا کہ حوالے اس دیہ کے ایک پتھر ہے کہ اسپر سات نام انبیاء سابقین کے کندہ ہیں اور ایک مدت سے ہم اور ہمارے آبا اسکو ڈھونڈتے ہیں ہمیں وہ نہیں ملتا مگر ہماری کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ اگر تو امام زمان اور وصی رسول الثقلین وجانشین ہے تو اسکا ہمیں نشان

آپ نے فرمایا کہ میرے ساتھ آؤ وہ سب آپ کے ہمراہ چلے تا اینکہ تھوڑی سی دور گئے تو سہی
گئے تھے کہ ایک ٹیلا ریگ کا پیدا ہوا آپ وہاں ٹھہر گئے اور فرمایا کہ ایکدن بساط سلیمان
پر ہم یہاں پہنچے تھے اور وہ پتھر اس ریگ کے ٹیلے کے نیچے ہی یہود نے کہا کہ ہمیں
اس ٹیلے کے اٹھانے کی طاقت نہیں ہے اُن جناب نے لب مبارک کو جنبش دی فوراً
ہوا حاضر ہوئی فرمایا کہ ای باد اس ریگ تودے کو بحکم علی ابن ابیطالب اڑا کر دوسری
جگہ کر دے راوی کہتا ہے کہ ہمنے دیکھا کہ ہوا نے طرفۃ العین میں اُس ریگ کو اڑا کر
صحرا میں پریشان کر دیا اور زمین صاف و ہموار نکل آئی اور ایک سنگ عظیم ظاہر ہوا
فرمایا یہی وہ پتھر ہے کہ جسکی تلاش میں تم تھے یہود نے کہا کہ یہ وہ پتھر نہیں ہے اگر وہ
ہوتا تو اُسپر نام پیغمبروں کے نقش ہوتے فرمایا کہ نام پیغمبروں کے اسکے دوسری طرف ہیں
تم اسکو الٹ دیکھو قریب ہزار اہل دیہہ نے جمع ہوتے کلنگ اور بیلوں سے اُس پتھر کے
لئے بہت زور کیا اور چاہا کہ اُسکو الٹ دیں مگر پتھر نے اپنی جگہ سے ذرا حرکت نہ کی جناب
امیر نے فرمایا کہ تم سب ہٹ جاؤ اور آپنے باعجاز دو انگلیوں سے اُسکو الٹ دیا
یہود نے دیکھا کہ ساتوں پیغمبروں کے نام اُسپر نقش ہیں ایک حضرت نوحؑ کا اور حضرت
ابراہیم کا اور حضرت داؤد کا اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور جناب محمد مصطفیٰ
کا یہ دیکھکر یہود قدم اقدس پر گرے اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان
محمداً رسول اللہ و انک علی ولی اللہ و خلیفۃ رسول اللہ علی خلقہ و وصیہ من بعدہ
پھر کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ جسنے تجھے پہچانا اُسنے سعادت پائی اور نجات
پائی اور جسنے تیری مخالفت کی وہ شقی اور بدبخت ہوا اور تو ہی ہے وہ ولی
اور وصی کہ ہمنے توریت اور انجیل میں پڑھا ہے اور سب اہل قریہ یہی مسلمان ہو گئے

معجزه چہل و پنجم مروی ہے کہ زمانہ خلافت جناب امیر المومنین میں ایک روز وہ جناب
مسجد مدینہ میں واسطے نماز جماعت کے کھڑے ہوئے اور سب اصحاب نے عقب آپ کے نماز ادا
کی بعد نماز آپ منبر پر تشریف لیگئے اور ایک خطبہ بکمال فصاحت و بلاغت ادا
کیا اور تفسیر آیات کی اور تاویل اور تنزیل و وعد و وعید و امر و نہی و محکم و متشابہ بیان
کی اور پہر نعت سرور کائنات ارشاد فرمائی اسوقت خلایق بشمار اقالیم یمن و طائف
و ہند و چین و حبش و حجاز و شام و عراق و ماوراء النہر وغیرہ اطراف و جوانب کے آپکی
خدمت میں حاضر تھے آپکے اقوال ہدایت اشتمال کو سنتے تھے کہ ناگاہ شور و غل و فغان
و نالہ بیرون مسجد سے بلند ہوا اور ایک خلایق شہر مدینہ کی مسجد میں ترساں و مضطرب داخل
ہوئی اور کہا کہ یا امیر المومنین ہماری فریاد کو پہنچو اور ہماری خبر لو کہ ایک اژدہا کوہ پیکر
عظیم الجثہ ایسا شہر میں آیا ہے کہ جسکے خوف سے پہاڑ اور صحرا اور در و دیوار لرزتے ہیں اور جب
کسی کوچہ میں آتا ہے تو دونوں پہلو اسکے دونوں طرف کے دیواروں سے لگجاتی ہیں اور
پھنسکر اسمیں سے نکلتا ہے اور پشت اسکی کوٹھوں تک پہنچتی ہے پس ابی شاہ ولایت
آپ [illegible] دو رکعت فرمائیں کہ سب صغیر و کبیر ذکور و اناث در مسجد پر حاضر ہیں اور تماشا
صنعت الہی کا کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ سب خلایق کی اطمینان کردو اور کہدو کہ اژدہا
بھیجا ہوا ہے تم سے کچھ سروکار نہیں رکھتا تم کوئی اس سے خوف نہ کرو یہ
سنکر سب خلایق بیخوف ہوگئی اور اسکے تماشے کو آنے لگی ایک اژدہا
دیکھا چہ سو اسی گز کا لنبا سر اسکا مثل گنبد کے دہن اسکا مثل غار کے
اور خال سفید بدن پر برابر سپر کے درازی اسکے سر کی [illegible] گز کی یہ دیکھکے
سب نے تکبیر کہی القصہ جب اژدہا مسجد کے دروازہ پر آیا اور اندر مسجد کے

داخل ہو کر منبر کے پاس پہنچا تو سر بلند کر کے چپ و راست دیکھنے لگا جب پلٹ کر جناب امیر منبر پر تشریف رکھتے ہیں تو زیر منبر آکے جناب امیر کے آگے سر زمین پر لگایا اور زمین کو بوسہ دیا اور اُس جناب پر سلام کیا اور زبان ساتھ حمد و ثنا رب العالمین اور نعت سید المرسلین کے کہولی کہ سب نے اُسکی آواز کو سنا مگر کلام اُسکا سوائے جناب امیر کے اور آدمی نہ سمجھا اور کسی نے نہ جانا کہ اُسنے کیا کہا من بعد اُسنے کہا کہ ای امام جن والانس میں راہ دور سے آیا ہوں اور میں قاضی ہوں پریوں کا مجھے ایک مشکل پیش آئی ہی کہ جسکے حل کرنے سے سب قاضی عاجز آئی ہیں پس ای حلال مشکلات میری مشکل کو آسان کر جناب امیر نے فرمایا کہ وہ مشکل کیا ہی تاکہ میں بتوفیق خدا تعالیٰ اُسکو حل کروں قاضی نے کہا کہ ای حجت اللہ ہم پریزادونکا ستر ہزار گھر ہے وے سب مطیع امر اسلام اور تابع شریعت نبوی ہیں اُس زمانہ سے کہ جناب ختمی مآب غزوہ تبوک کی لڑائی سے پھر کر ہمارے پاس تشریف لائے تھے اور اُس زمانہ میں ہمارا بادشاہ لنگڑا ہو گیا تہا اور اُس جناب کے معجزہ سے اُسنے شفا پائی تھی اُسوقت ایک ہزار گھر اسلام لائے تھے اور اب تک اُسی اعتقاد پر ہم سب ہیں اور اب اور نسل ہو گئے ہیں میں اُن سب کا قاضی ہوں بالفعل ہمارا بادشاہ مرگیا ہی دو بیٹے اُسکے رہے ہیں ایک کا ایک سر ہے اور دوسرے کے دو سر ہیں جسکے دو سر ہیں وہ تو دو حصہ مانگتا ہے اور ایک سر والا اُسکو ایک حصہ دیتا ہی اس سبب اُنمیں جھگڑا ہو رہا اب وہ میرے پاس اپنا قضیہ لیکر آئے ہیں اور میں خود اس مسئلہ میں عاجز ہوا ہی شفیع روز محشر میری مشکل کو آسان کر جناب حامی دین و حاکم شرع متین نے فرمایا کہ ای قاضی جسوقت کہ وہ لڑکا کہ جو دو سر رکھتا ہی سو رہے تو بہت آہستہ سے

تو می شخص اُسکے سر پہ ہاتھ رکہے اور اُس سر کو بیدار کرے اگر فقط وہی سر بیدار
ہوا اور دوسرا سر سوتا ہے تو وہ دو شخص ہیں والا ایک شخص ہے پس اگر وہ دو
شخص نکلیں تو اُسکا دوسرا حصہ دو والا ایک حصہ دو پس قاضی مذکور زمین کو بوسہ دیکر
اور سجدہ تعظیمی جناب امیر کو کرکے چلا گیا اور تین مہینے کی راہ کو باعجاز جناب امیر
تین دن میں طے کرکے اپنے گھر پہنچا اور موافق فرمودہ جناب امیر اُس لڑکے کا جو
امتحان کیا تو وہ دو شخص نکلے اُسکو دوہرا حصہ میراث پدر سے دیا **معجزہ**
چہل و ششم سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں
کہ ایک روز جناب ختمی مآبؐ کی خدمتمیں نماز صبح ہمنے ادا کی جناب رسولؐ
مقبول نے بعد از فراغ نماز ارشاد کیا کہ کہاں ہے ابن عم میرا علیؑ ابن ابیطالب اور
کہاں ہے وہ شخص کہ جو دین میرا ادا کرے گا اور وعدے میرے وفا کریگا جناب امیر یہ سنکر
کہڑے ہوئے اور کہا لبیک لبیک یا رسول اللہ فرمایا کہ ای علیؑ تم چاہتے کہ اپنے فضل
اور مرتبہ کو جانو کہ پیش جناب حدیث کس قدر تمہارا مرتبہ ہے جناب امیر نے فرمایا
نعم یا رسول اللہ فرمایا کہ ای علی صحن مسجد میں جاؤ اور جب آفتاب طلوع کرے
تو اُسکی طرف خطاب کرکے کہو کہ السلام علیک یا ایہا الشمس سلام ہو تجہپر ای
آفتاب عالمتاب سلمان کہتے ہیں کہ جناب امیر نے موافق فرمانے جناب رسولخدا
آفتاب عالمتاب پر سلام کیا آفتاب نے جواب دیا کہ السلام علیک یا اول یا آخر یا
ظاہر یا باطن یا من ہو بکل شیئ علیم پس اصحاب نے یہ کلام سُنا تو کہا
کہ یا رسول اللہ کل آپنے فرمایا تہا کہ اول و آخر صفات حق تعالی سے ہیں آپنے
فرمایا کہ ہاں اول و آخر صفات حقتعالی سے ہیں و ہو اللہ وحدہ لاشریک لہ

یحیی ویمیت وہو حی لا یموت بیدہ الخیر وہو علی کل شئی قدیر اصحاب نے عرض کی کہ ہمنے آفتاب سے کیوں سنا کہ ان صفات کو حضرت علی کے واسطے بیان کیا اور جن چیزوں کی نسبت خدا تعالی کیطرف دیتے ہیں اُس جناب کیطرف اُن چیزوں کی نسبت دی حضرت نے فرمایا استغفر اللہ و توبوا الیہ آفتاب نے جو علی کو اول کہا تو مراد اُس سے یہ ہے کہ وہ اول اُس شخص کا ہے کہ جو ایمان مجھپر لایا ہے اور تصدیق میری کی ہے اور یا آخر جو کہا تو اس سے یہ مراد ہے کہ وہ آخر اُس شخص کا ہے کہ جو سب مجھے خاک میں پنہاں کریگا اور بعد میں کہا اور یہ جو کہا یا ظاہر تو مراد اس سے یہ ہے کہ وہ ظاہر کریگا دین خدا کو شمشیر کے ساتھ اور یہ جو کہا یا باطن تو یہ مراد ہے اس سے کہ سب علوم باطنیہ اور مکنونہ اُسکے دل میں پنہاں ہیں اور یہ جو کہا کہ وہو بکل شئی علیم تو سبب یہ ہے قسم ہے خداوند ذوالجلال کی کہ کوئی علم خدا نے مجھے تعلیم نہیں کیا مگر یہ کہ مینے علی کو تعلیم کیا بدرستیکہ علی عارف اور دانا تر ہے آسمان کی راہوں اور زمین کی راہوں کا اور اسی واسطے آفتاب نے کہا علی سب اشیا کا دانا ہے۔ **معجزہ چہل و ہفتم** حسین بن علی نے قنبر سے روایت کی ہے کہ اُسنے کہا کہ ایک روز میں خدمت میں جناب امیر المومنین کے حاضر تھا کہ آپنے فرات کے کنارے سے پیرہن بدن اُتار کر رکھا اور ارادہ غسل کا کیا ناگاہ موج آئی اور پیراہن آپکا بہا کر لیگئی جب آپنے سر پانی سے باہر نکالا اور دیکھا کہ کرتا پانی میں بہگیا تو آپ متحیر ہوئے کہ اب کیا پہنوں اسمیں ہاتف نے آواز دی کہ ای ابوالحسن دست راست اپنے دیکھو اور لطف الٰہی کو نسبت اپنے ملاحظہ کرو آپنے جو دیکھا تو ایک مندیل میں

ابن بابویہ اصل الانبیا تحفۃ المعاشر [illegible]

ایک کرتا لپٹا ہوا کنارے پر نظر آیا آپنے اسکو اٹھا کر اور کرتا اسمیں سے نکالا پہنا
اسکی جیب میں سے ایک رقعہ نکلا اسکو جو پڑھا تو اسمیں لکھا ہوا تھا کہ یہ ہدیہ ہے
خدائے عزیز علیم کی جانب سے طرف علی ابن ابیطالب کے یہ پیراہن ہے ہارون بن عمران
کا ایسے ہی میراث دیتے ہیں ہم ایک قوم کو بعد قوم دوسری کے **معجزہ چہل**
و ہشتم ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ جب رسولخدا حدیبیہ سے متوجہ طرف مکہ
ہوئے تو اثنائے راہ میں لشکر میں پانی ہو چکا تشنگی نے لشکر پر غلبہ کیا اور فریاد
العطش کی بلند ہوئی اور کہیں نشان پانی کا معلوم نہوا رسولخدا نے فرمایا کہ یہ درخت
جو جلا ہے نشیب میں اسکے ہے کوئی تم میں ایسا ہے کہ ایک جماعت کو اپنے ساتھ
لیجا کر مشکیں بھر لائے ایک شخص نے کہا کہ میں جاتا ہوں غرض اسنے کئی سقے اور
بہت سے پیادے اپنے ساتھ لیکر اس طرف گیا جب مابین اشجار پہنچا تو دیکھا کہ
جا بجا آتش شعلہ زن ہے اور آوازیں مہیب اور صدائیں پرخوف ہر طرف سے آتی ہیں
یہ حال دیکھکر سب پر خوف طاری ہوا اور بسبب خوف کے پھر آئے اور حال رسولخدا
سے بیان کیا آپنے فرمایا کہ قوم جنہ ہے کہ تمہیں اسنے ڈرایا ہے اگر تم وہاں چلے جاتے تمکو
خوف نہ تھا پس اگر اور کوئی جا کر پانی لائے تو میں اسکے واسطے بہشت کا ضامن
ہوتا ہوں یہ سنکر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور ان سقوں کو اور اور آدمیوں کو ہمراہ لیکر
وہاں گیا تو پہلے سے بھی زیادہ بے پیرہم آگیں روشن ہوئیں اور شعلے پیدا ہوئے
اور رعد و برق پیدا ہوا یہ لوگ بھی خوف کے مارے بھاگ آئے غرض تین دفعہ
ایسا ہی ہوا آخر جناب رسولخدا نے جناب امیر سے فرمایا کہ اب تم جاؤ
اور پانی لاکر لشکر کو زحمت تشنگی سے بچاؤ شمعون کہتا ہے کہ میں چارون دفعہ

سب کے ہمراہ تھا کہ جب جناب امیرؑ اُن درختوں میں پہنچے تو آوازوں کو سُنا اور آگوں کو
ملاحظہ کیا پس سب ہمراہیوں سے کہا کہ تم قدم بقدم میرے چلے آؤ اور چپ و راست نگاہ
کرو اور آپ جز پڑھتے جاتے تھے ۵ پناہ من بخدائیست فرد بے ہمتا * کہ اوست
خالق ہم جن و انس ارض و سماء * ز رعد و برق ز آتش علی نبندیشدہ چو دیگران سر آید
ز صوت یا ز صدا * غرض کنارے پر چاہ کے پہنچے اور ڈول کو چاہ میں ڈالا دو مشک
بھری تھیں کہ ڈول ٹوٹ کر چاہ میں گر پڑا جناب امیرؑ نے فرمایا کہ کوئی تم میں ایسا ہے
کہ چاہ میں جا کر ڈول کو نکال کر لائے سب نے عرض کی کہ یا حضرت ہم میں سے کسیکو طاقت
نہیں کہ چاہ میں اُترے یہ سُنکر اُس جناب نے دامن لپیٹا اور فرمایا کہ جو کچھ تم سنو اور دیکھو
اُسپر صبر کرنا اور کچھ اندیشہ نہ کرنا اور پھر آپ یہ فرما کر چاہ میں کود پڑے کہ اسمیں آوازیں
ہنسی اور قہقہہ کی سب کے کانوں میں آئیں اور ایسی آوازیں کوئیں میں سے آتی
تھیں کہ گویا کوئی کسیکا حلق دباتا ہے اور اُنکے دم رکتے ہیں اور گویا کوئی خناق
میں مبتلا ہے ناگاہ آواز جناب علیؑ کے چاہ میں گرنے کی آئی سبکو آپکی ہلاکت کا یقین
ہوا اور سب نے دل مرگ پر رکھا اور اپنے مرنے کا یقین کیا کہ ناگاہ سب نے آواز اللہ اکبر
کی جناب امیرؑ سے سُنی اور آپ کی تلوار کی بھی آواز بلند ہوئی اور آواز الحذر الامان
کی کانوں میں آئی اور بجائے صدا ہائے خندہ فریاد گریہ و بکا کی سُنی بعد تھوڑی دیر کے
جناب امیرؑ نے آواز دی کہ رسّی ڈالو اور پانی بھر لو پس اصحاب حضرت کے اوپر سے ڈول ڈالتے
تھے اور وہ جناب اندر سے ڈول بھر بھر دیتے تھے تا اینکہ سب سیر ہو گئے اور مشکیں بھر لیں
اور جناب رسولخدا کی خدمتمیں پانی لاکر حاضر کیا اور پھر جو سب نے دیکھا تو کچھ اثر اُس
آگ کا اور آواز کا باقی نہ تھا پس جناب رسولخدا سے اُنکا حال بیان کیا یہ سُنکر

سب آدمیوں نے تعجب کیا اور پھر جو جاتا تھا اُس کوئیں سے پانی بھر لاتا تھا جناب رسولخدا
نے فرمایا کہ یہ وہ جن تھا کہ جسکے بھائی کو صفا و مروہ میں امیرالمومنین نے قتل کیا تھا
اور وہ چاہتا تھا کہ علیؑ سے انتقام اپنے بھائی کا لے علیؑ نے آخر اُسکو بھی قتل کیا
اور شر کو اُسکے مسلمانوں سے دفع کیا **معجزہ چہل و نہم** مروی ہے کہ ایک یہودی
بیچ خدمت با عظمت رسول مقبول کے حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری قوم نے
مجھے آپ کی خدمتمیں بھیجا ہے اور یہ عرض کی ہے کہ ہمیں موسی بن عمران سے یہ خبر پہنچی
ہے کہ اُنہوں نے ہمیں حکم دیا ہے جب نبی عربی مبعوث ہو تو تم اُسکی خدمتمیں جا کر عرض کرنا
کہ سات شتر سرخ مو سیاہ چشم کوہ مدینہ سے آپ ہمیں نکلوا دیں پس اگر شتران مذکور
اُسکی دعا سے کوہ مذکور سے پیدا ہو جائیں تو اُسپر ایمان لے آنا اور اُسکی دین و ملت
کے تابع ہو جانا کہ وہ سید انبیا اور وصی اُسکا سید اوصیا اور مثل ہارون برادر موسی
کے ہے آپ نے فرمایا کہ ای یہودی تو میرے ساتھ آ اور آپ مع اصحاب باہر مدینہ کے تشریف
لیگئے اور پیش کوہ پہنچکر دو رکعت نماز ادا کی اور ساتھ کلام خفی کے متکلم ہوئے ناگاہ
کوہ حرکت میں آیا اور پھٹ گیا اور آدمیوں نے آواز اونٹوں کی سُنی یہودی نے اشہد ان
لا الہ الا اللہ و اشہد انک رسول اللہ وان جمیع ما جئت بہ صدقا و عدلا زبان پر
جاری کیا اور عرض کی کہ ای رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مجھے اتنی مہلت عنایت ہو کہ
جا کر اپنی قوم کو لے آؤں اور آپ کی خدمتمیں لا کر حاضر کروں تا وہ بھی
اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور ایمان لائیں اور اپنے وعدے پر وفا کریں غرض
آپ نے اُسکو رخصت دی وہ شخص گیا اور اپنی قوم کو اس واقعہ کی خبر دی
اُس جماعت نے سامان سفر مہیا کر کے طرف مدینہ کی کوچ کیا اور جب

مدینہ میں پہنچے تو حال مدینہ کا ابتر دیکھا اور اُسکو بے رونق پایا اور روشنائی کو اُسکی
مبدل بظلمت دیکھا یعنی دیکھا کہ جناب رسولخدا نے اس دار فنا سے طرف دار بقا کے انتقال
کیا اور ابوبکر آپ کی جگہ تخت خلافت پر متمکن ہے جب اُس قوم نے یہ دیکھا تو ارادہ کیا
مراجعت کا اور چاہا کہ پھر جائیں اُس قوم کے عالم نے کہا کہ ای قوم تمہاری سمجھ نے
تمہیں خبر نہیں دی کہ وصی اُسکا مثل ایسے ہے جیسے ہارون موسیٰ کا پس تم سعی کرو تا اُسکی
وصی کو دیکھیں شاید کہ تمہارا مطلب اُس سے بر آوے پس یہ کہکر آپکے وصی کی تلاش کی لوگوں
نے کہا کہ خلیفہ اُنکا ابوبکر ہے پس وہ لوگ ابوبکر کے پاس آئے اور پوچھا کہ تو ہی ہے خلیفہ
رسولخدا کا کہا کہ ہاں میں ہی ہوں وصی نبی کا تم کون قوم ہو اور عدد و شمار تمہارا کس قدر ہے
یعنے جمعیت تمہاری کتنی ہے اور کتنے آدمی ہو اُن آدمیوں نے کہا کہ اگر تو خلیفہ رسولخدا کا ہے
تو پھر ہمارے عدد کو کیوں ہم سے پوچھتا ہے اگر تو خلیفہ ہوتا [illegible]
تو انکی جگہ پر بیٹھا ہی [illegible] ایک دوسرے کیطرف دیکھنے لگے اور اپنے آنے سے بہت راہ
دور سے پشیمان ہوئے اُس مجلس میں ایک شخص دوستان اہلبیت سے بھی حاضر تھا اُسنے کہا
کہ ای قوم آؤ میرے ساتھ تا کہ میں تمہیں وصی بر حق رسول مختار کے پاس لیچلوں یہ سنکر
خوش ہوئے اور اُسکے ہمراہ جناب امیر کی خدمت بابرکت منزلت میں حاضر ہوئے تو ایک کو
محزون و مغموم پایا پس شاہ ولایت مآب نے اُنکو دیکھ کر فرمایا کہ تم اپنے اونٹوں کے
لینے کو آئے ہو عرض کی ہاں اُس عالم نے کہا کہ ہاں باپ میرا فدا ہو آپ پر
سے رسولخدا نے دو رکعت نماز پڑھی تھی اور پھر اعجاز دکھلایا تھا جناب امیر نے
بھی دو رکعت نماز پڑھی اور دعا کی فوراً پہاڑ قسم سے پتھر حرکت میں آیا اور
شق ہوا اور ست اونٹ سرخ رنگ سیاہ چشم سمت سے نکلے آپ نے

وہ ستر آنکو دیکھیے سب نے ایکبارگی کلمہ زبان پر جاری کیا اور کہا اشہدان لا الہ

الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ و ان ما جاء بہ من عند ربنا ھو حق و انت خلیفتہ

و وصیہ و وارث علمہ حقا فجزاہ اللہ و جزاک عن الاسلام خیرا یعنی گواہی دیتا ہوں

کہ خدا ایک ہے اور محمد رسول خدا کا ہے اور جو کچھ کہ محمد جانب خدا سے لائے وہ سب

حق ہے اور ایمان رکھتے ہیں اسپر کہ جو کچھ انہوں نے کہا ہے اور گواہی دیتے

ہیں ہم کہ تو وصی اور خلیفہ اسکا ہے اور وارث ہی تو انکے علم دین کا خدا تعالی

رسول کو اور تجکو جزائے خیر دے پس وہ سب مشرک آئے تھے اور مسلمان اور

موحد ہو کر اپنے وطن کو چلے گئے ۔ **معجزہ پنجاہم** مروی ہے کہ ایک یہودی

نا جدان سوار ہی میں کہ ایک موضع ہی عراق عرب سے ملک کھتا تھا اس ملک سے

غلہ کئی دراز گوش پر لاد کر بیچنے کو کوفہ کیطرف جاتا تھا وقت نماز عشا ایک شورہ زار

میں کہ حوالی کوفہ میں تہا داخل ہوا ناگاہ اس صحرا میں چار پایہ اسکے غائب ہو گئی ہر چند وہ

انکے تجسس میں چپ و راست دوڑا مگر کہیں اسکا نشان معلوم نہوا اس شخص کا کوفہ میں

ایک دوست رہتا تہا حارث اعور ہمدانی نامی اسکے گھر پہ گیا اور یہ حال بیان کیا حارث

نے کہا کہ تو میرے ساتھ آ تا کہ امیر المومنین کیخدمت میں چلیں اور اس حال کو آپ سے

بیان کریں غرض اس جناب کیخدمت میں آئے اور ماجرا عرض کیا آپنے حارث سے

کہا کہ تو تو اپنے گہر جا اور اس یہودی کو میرے پاس چھوڑ جا کہ میں اسکے چار پایہ اور

غلہ کا ضامن ہوں غرض حارث چلا گیا جناب امیر یہودی کو ہمراہ لیکر وہاں آئے کہ

جہاں اسکے چار پائے گم ہوئے تھے پس وہاں پہنچکر آپنے یہودی سے روئے مبارک

پھیر کر چند کلمہ ایسے فرمائے کہ یہودی کی سمجھ میں نہ آئے پھر سر بلند

کر کے فرمایا کہ اے گروہ اجنہ واللہ تمنے مجھسے اسی بات پر بیعت نہ کی تہی اور عہد کیا تہا
کہ تم ہماری رعیت کو نہ ستائینگے اور انکا مال نہ لیجاینگے اب تمنے اسکا خلاف کیوں کیا
قسم خدا کی اگر تم چار پایہ و غلہ اس یہودی کا واپس کروگے تو میں بہی اپنی عہد کو
توڑ دونگا اور تمسے جہاد کرونگا اور خدا میں اور ایک کو تم میں سے زندہ نہ چہوڑونگا ہنوز یہ کلام
آپکا تمام ہوا تہا کہ سب گدہے غلے لدے ہوئے یہودی کے روبرو پیدا ہو گئے جناب امیر
نے یہودی سے فرمایا کہ یا تو تو انکے آگے چل اور میں انکو پیچہے سے ہانکوں یا تو پیچہے
انکے ہولے اور میں آگے انکے ہو جاؤں یہودی نے عرض کی کہ یا حضرت آپ انکے
آگے چلیں اور میں انکو پیچہے سے ہانکونگا اسواسطے کہ اس کام کو میں خوب جانتا ہوں
القصہ اسیطرح ان چار پایونکو لیکر رحبہ میں پہنچے کہ وہ ایک مکان وسیع تہا کہ وہاں
خرید و فروخت غلہ کی ہوتی تہی کہ جسکو ہندی میں منڈی کہتے ہیں اور عجم ایسی جگہ کو میدان
کہتے ہیں جناب امیر نے کہا کہ اے یہودی ابہی تہوڑی رات باقی ہے بس میں ان چار پایوں
کی محافظت کرتا ہوں اور تو انکا بار اتار کر رکہ اور نہیں میں بار اتار کر رکہتا ہوں اور تو
انکی محافظت کر اسنے عرض کی کہ یا حضرت آپ انکی محافظت کریں اور میں انکا بار اتارتا
ہوں کہ میں اسکو خوب جانتا ہوں پہر آپنے فرمایا کہ اے یہودی تو سو رہ میں انکی صبح تک
محافظت کرونگا یہودی بجاطر جمع سو رہا جب نماز صبح کا وقت ہوا تو آپنے یہودی کو جگا کر
ارشاد کیا کہ اب تو انکی نگاہبانی کر جبتک کہ میں آؤں پس وہ رہنمای طریق ہدا تشریف لیگئے
اور نماز صبح پڑہکر بعد طلوع آفتاب پہر تشریف لائے اور اُس یہودی سے کہا کہ اب تو غلہ کو
اپنے کہول اور نرخ اسکا کر اور قیمت اسکی مشخص کر یہودی نے بار اپنا کہولا آپنے فرمایا
کہ اے یہودی یا تو تو اسکو بیچ اور میں اسکی قیمت لیکر جمع کرتا ہوں یا میں بیچوں اور تو

قیمت جمع کر یہودی نے بیچنا اختیار کیا پس وہ بیچتا تھا اور وہ جناب قیمت لیتے جاتے تھے
پس جب سب مال بک چکا تو آپنے وہ سب قیمت اسکو سپرد کردی اور فرمایا کہ اے
یہودی اگر اور کچھ تیرا کام ہو تو اسکو بیان کر اسنے کہا کہ ہاں چند کام اور بازار کے
مجھے باقی ہیں آپنے فرمایا کہ تو چل میں بھی تیرے ساتھ چلتا ہوں تا کوئی بازاری تجھے
دھوکا نہ دیدے اور راہ عدل و انصاف کے تجھسے سلوک نہ ہو غرض آپنے اسکے ساتھ
جاکر سب کام اسکے درست کر دیے اور پھر اسکو رخصت کیا یہودی نے جو اس جناب کے یہ
اشفاق و الطاف دیکھے تو اسلام کو قبول کیا اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان
محمدا عبدہ و رسولہ و اشہد انک امام ہذہ الامۃ و خلیفۃ رسول اللہ علی اجمعین
والانس معجزہ کے بعد اسلام ہجرا معجزہ دیکھا ہو کہ مروی ہے کہ ایکدن ابوبکر
مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک جوان آیا اور پوچھا کہ خلیفہ رسول خدا کون ہے ابوبکر نے کہا
کہ میں ہوں جوان نے کہا کہ اے جوان تونے امیرالمومنین کیوں کہا اسنے جواب دیا کہ عجب ہے
کہ وہ امیرالمومنین سے دور ہے اسواسطے کہ امیرالمومنین کے لیے بہت سے صفات محمودہ درکار
ہیں پس جسمیں وہ صفات ہونگے وہ امیرالمومنین ہوگا اور جسمیں وہ صفات موجود
نہ ہونگے وہ امیر مومنوں کا نہیں ہوسکتا اور میں یقین کرتا ہوں کہ وہ صفات
ابوبکر میں موجود نہیں دوسرے یہ کہ امام اور صاحب ولایت وہ شخص ہے کہ جسکے
حق میں ولم یشرک باللہ طرفۃ عین صادق آئے اور میں نے سنا ہے کہ ابوبکر نے
چالیس برس بت پرستی کی ہے اور بعد اسکے اسلام لایا ہے تیسرے یہ کہ وہ
قرآن کہ جو تمہارے نبی انس و جان پر نازل ہوا ہے اسمیں یہ قل لا اسئلکم
علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی نازل ہے پس اگر ابوبکر خلیفہ ہو تو لازم آئے کہ

تمہارے پیغمبر نے اس آیہ کے مضمون پر عمل نہ کیا ہو اور حق ذوی القربیٰ کو چھپایا ہو اور ناحق
غیر کو خلافت دی ہو اور یہ محال ہے کہ پیغمبر خلاف ما انزل اللہ کو عمل میں لایا ہو ابوبکر نے کہا کہ
رضائی جماعت میری خلافت پر دلیل قوی ہے جوان نے کہا کہ اپنے دعوے میں تم سچے ہو
تو معجزہ دکھلاؤ کہ ایک مہم مجھے درپیش ہے اگر تم اسکو حل کر دو تو میں جانوں کہ تم بیشک
خلیفہ بحق ہو اور امیر مومنوں کے ابوبکر نے پوچھا کہ وہ مہم کیا ہے اسنے کہا کہ میرا باپ یہودی
تھا دشمن محمدؐ و آل محمدؐ اور میں ہمیشہ اسکے روبرو مدح و ثنا انکی کیا کرتا تھا اور اسکو
انکی دشمنی سے منع کرتا تھا اس سبب سے مجھسے آزردہ خاطر تھا اور اسکے پاس مال
بہت تھا مگر وہ مال مجھسے پوشیدہ کرکے مر گیا اب کہ تو جانشین محمدؐ ہے میں
چاہتا ہوں کہ مجھے بتا دے کہ وہ مال کہاں ہے اور کس جگہ دفن کر گیا ہے ابوبکر نے
سنکر کہا کہ یہ علم غیب ہے اور غیب کا علم سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا جوان نے کہا
کہ یہ خلاف بات ہے اسواسطے کہ جو شخص وصی اور خلیفہ اور جانشین رسول کا
ہوتا ہے وہ سب کچھ جانتا ہے اور اسکو سب چیز کا علم ہوتا ہے پس اس سے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی تمہارا اور پر خلاف کے تھا ابوبکر نے کہا کہ حاشا و کلا
پیغمبر ہمارا حق پر تھا جوان نے کہا کہ پس چاہیے کہ وصی اسکا بھی حق پر ہو اور کل
مضمرات اور مخفیات کا مخبر اور مشعر ہو اور تم چونکہ جاہل اور ناواقف ہو خلیفہ
رسول کے بھی نہیں ہو بلکہ بطور غصب و تغلب انکی جگہ پر بیٹھ گئے ہو یہ کہکر
مسجد سے باہر نکلا ناگاہ محبان جناب امیر سے ابوذر غفاری بھی اس جگہ حاضر
تھے اس جوان کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ اے جوان میرے ساتھ آ کہ میں تجھے
خلیفہ بحق کے پاس لیچلوں کہ وہ عالم اور دانا ہے جمیع علوم کا

غرض جب وہ جوان خدمت میں جناب امیر کے حاضر ہوا اور نظر اسکی جمال با کمال پر آپکے پڑی تو عرض کی کہ ای حلال مشکلات میں ایک مشکل رکھتا ہوں اور اسکا حل چاہتا ہوں فرمایا کہ کہو وہ کیا مشکل ہے اسنے سارا قصہ عرض کیا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ وہ مال کسجگہ مدفون ہے سنکر آپنے ایک خط لکھا اور فرمایا کہ اسکو بلاد یمن میں لیجا اور وہاں فلاں وادی برہوت کو پوچھکر اسمیں جا وہ جنگل ہی سیاہ اور بے گیاہ اور دوسری طرف اسکے صحرای سبز و پر گیاہ جب تو اس سیاہ جنگل میں پہنچے کہ اسکو برہوت کہتے ہیں تو تو شام تک وہاں ٹھیرے رہنا وقت شام قریب ایک لاکہ مرغ سیاہ سر سیاہ منقار با منقار ہای دراز پیدا ہونگے اور تجھپر حملہ کرینگے تو انکو یہ خط دکھلا دینا تجھسے وہ دور ہو جاینگے مگر ایک مرغ تیرے پاس کھڑا رہیگا کہ وہ تیرا باپ ہے اس سے پوچھیو کہ زر تونے کہاں دفن کیا ہی وہ تجھے بتا دیگا غرضکہ وہ جوان خط لیکر روانہ ہوا اور یمن میں پہنچکر لوگوں سے برہوت کو پوچھا سبنے اس سے کہا کہ تجھے اس سے کیا کام ہی کہ وہ جنگل کمال صعوبت پر خطر ہے اور نہایت سخت اور پر خوف جوان نے کہا کہ مجھے اس سے کچھ کام ہی غرض جس جگہ پہنچا تو جناب امیر نے جو کچھ فرمایا تھا وہی معاملہ پیش آیا اور اس خط کو دیکھکر منتشر ہو گئے مگر وہی ایک مرغ اسکے پاس کھڑا رہا وہ جوان اس مرغ کے آگے آیا اور کہا کہ ای پدر جناب امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ بتا تونے اپنا زر کہاں دفن کیا ہے وہ مرغ اسکا نام سنکر زمین پر گر پڑا اور خاک میں لوٹنے لگا اور پر و بازو سے اپنا سر پیٹتا تہا اور تڑپتا تہا آخر بیہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا تو بقدرت خدا اور معجزہ

جناب مرتضیٰ گویا ہوا اور کہا کہ ای پیغمبر جو شخص کہ حال بہشت اور دوزخ کا جانتا ہو اور کل بنا بر
پر وقوف اور آگاہی رکھتا ہی وہ یہ نہیں جانتا کہ تیرا مال کہاں ہے کہا ای پیغمبر تو ہرگز
ہاتھ اُنکے دامن سے کوتاہ نہ کیجیو کہ خوشنودی انکی خوشنودی خدا کی ہی کہ جب سے علی
ناراض ہوا وہ ہمیشہ جہنم میں ہی تو جا اور زیر آستانہ خانہ دس ہزار دینار سرخ مدفون ہیں
وہاں سے نکال کر چار ہزار اُنمیں سے امیر المومنین اور اہلبیت کو دی اور باقی تو لے لے یہ کہکر وہ
غائب ہو گیا غرض وہ جوان گھر میں آیا اور اُس جگہ کو کہ دیکھا وہ زر نکالا اور اُسمیں سے چار ہزار
دینار جناب امیر کی خدمت میں لایا اور باقی آپ لے لئے اور بہر شرف اسلام سے مشرف ہوا اور
اسلام کو قبول کیا اور آپکی خدمت میں شناخت لیا اور ایک صحابی سے حضرت نے اپنی خواہر کا
عقد اُس سے کر دیا اور اُسکا عبد اللہ نام رکھا **معجزہ پنجاہ و دوم** مروی ہے کہ ایک روز
جناب امیر المومنین نے ابوبکر سے [illegible] فرمایا کہ ای ابوبکر تجھے یاد ہے یا بھول
گیا کہ رسول اللہ نے تجھے ارشاد کیا تھا کہ تو مجھے امیر المومنین ہونیکا اقرار کر اور سلام
اس لفظ کے ساتھ مجھے سلام کر [illegible] ابوبکر نے کہا کہ اگر تم کسی اور شخص
کو اپنے بیچ اور مجھ میں حاکم کرتے اور وہ ہم میں حکم کرتا تو میں اسکے کہنے پر عمل کرتا آپنے
فرمایا کہ وہ شخص ثالث کہ جسکو تو کہتا ہی اگر خود رسول خدا ہوں تو تو راضی ہو جائیگا ابوبکر
نے کہا کہ میں رسول خدا کو کیونکر دیکھ سکتا ہوں فرمایا کہ تو میرے ساتھ مسجد قبا میں چل
میں تجھے آپکو دکھلا دوں غرض ابوبکر آپکے ساتھ مسجد قبا میں آئی تو دیکھا کہ جناب
رسول خدا محراب مسجد میں تشریف رکھتے ہیں پس جو نہیں آپکی نظر مبارک ابوبکر پر
پڑی تو فرمایا کہ ای ابوبکر میں نے تجھے حکم نکیا تھا کہ تو علی سے مخالفت نکرنا اور اُسکی
تابع رہنا عرض کی کہ ہاں آپنے فرمایا تھا مینے بہت بُرا کیا اور اب شرط کرتا ہوں

کہ آئندہ اُنکی مخالفت نکرونگا غرض جب ابوبکر وہاں سے پھرے تو حضرت فاروق عمر
ابن الخطاب نے ابوبکر کو پریشان دیکھا تو حال پوچھا ابوبکر نے جو کچھ سنا اور دیکھا تھا حضرت
فاروق سے بیان کیا اُنہوں نے کچھ ایسی باتیں اور توجیہات بیان کیں ابوبکر نے
جناب ولیخدا کے بیٹے کو دیکھا ہوا جان لیا اور آپکے کہنے کو سُنا ہوا سمجھ لیا

معجزہ پنجاہ و سوئم مروی ہے کہ ایک روز ایک جماعت یہودیوں کی جناب پیغمبر کی خدمت
میں آنکر حاضر ہوئی اور عرض کی کہ ہم اپنی قوم کے بھیجے ہوئے آئے ہیں کہ تمسے پانچ
سوال کریں اگر ہماری کتاب کے موافق آپ اُنکا جواب دیں تو ہم سب آپکے دین میں آجائیں
آپنے فرمایا کہ تم اس بات پر قسم کھاؤ کہ بعد سننے جواب کے تمہارا دین قبول کرینگے انہوں
نے قسم کھائی آپنے فرمایا کہ کہو وہ کیا سوال ہیں اُنہوں نے عرض کی کہ پہلا سوال یہ ہے
کہ آپ بتائیں کہ شتر کیا تسبیح کرتا ہے فرمایا کہ وہ کہتا ہے کہ سبحان من ہو بالمنظر الاعلی
اللہم العن من ترک الصلوۃ متعمداً یعنی پاک و منزہ ہے وہ خدا کہ جو دیکھتا ہے اور وہ دیکھا
نہیں جاتا اور حکم اسکا اوپر سب چیزوں کے ہے خداوندا لعنت کر اُس شخص پر جو نماز کو عمداً
ترک کرے یہ سنکر کہا کہ دوسرا سوال یہ ہے کہ تسبیح مچھلی کی کیا ہے فرمایا کہ وہ کہتا ہے کہ سبحان
من یسبح لہ ما فی قعر البحار سبحان من عبد لہ ما فی القفار اللہم العن عاق الوالدین یعنی پاک
و منزہ ہے وہ خدا کہ تسبیح کرتے ہیں اسکی وہ چیزیں کہ بیچ قعر دریا کے ہیں اور وہ چیزیں
کہ بیچ خشکیوں کے ہیں خداوندا لعنت کر اس شخص پر کہ جس سے ماں باپ اُسکے
ناراض ہوں پھر سوال تیسرا پوچھا کہ خروس یعنی مرغ کی تسبیح کیا ہے
فرمایا کہ وہ کہتا ہے کہ سبحان من لم یلد و لم یولد اللہم العن من قطع الرحم
یعنی پاک و منزہ ہے وہ خدا کہ کوئی فرزند اُسکا نہیں اور کسیکا فرزند نہیں خدا

لعنت کر اُس شخص پر کہ قطع رحم کرے پھر سوال چوتھا پوچھا کہ تسبیح گھوڑی کی کیا ہے فرمایا کہ وہ کہتا ہے کہ سبوحاً سبوحاً قدوساً قدوساً اللھم العن مانع الزکوٰۃ یعنی پاک و منزہ ہے اور کس قدر پاک و منزہ ہے وہ خدا کہ سزاوار خداوندی ہے بار خدایا لعنت کر اُس شخص پر کہ جو مال رکھے اور زکوٰۃ نہ دے پھر سوال پانچواں پوچھا کہ تسبیح حمار کی کیا ہے فرمایا کہ وہ کہتا ہے کہ سبحان من سخرنا للعباد اللھم العن امراۃ لہا زوج فزنت وجعل لہ امراۃ فزنت یعنی پاک و منزہ ہے وہ خدا کہ تابعدار کیا ہمارے تئیں واسطے اپنے بندوں کے اے خدا لعنت کر اُس عورت پر کہ شوہر رکھتی ہو اور پھر زنا کرے اور لعنت کر اُس مرد پر کہ جسکی زوجہ ہو اور پھر وہ زنا کرے یہ سنکر جماعت یہود نے کہا کہ واللہ وجدنا کذا فی التوریۃ یعنی بخدا قسم پایا ہے ہمنے اسیطرح توریت میں اور پانچ آدمی پانچ قبیلہ کے وکیل تھے کہ ہر قبیلہ میں ہزار ہزار آدمی تھے پس پانچوں مسلمان ہو گئے اور اپنی قوم میں جا کر جواب بیان کیے وہ سب ہی اسلام لائے اور مسلمان ہو گئے اور قصہ بیچ تفسیر آیہ یسبح السموات السبع والارض ومن فیہن میں وارد ہے یعنی آسمان سات اس بلندی کے اور زمین اور جو کچھ آسمانوں میں ہے ملائکہ سے اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہے انبیا اور مومنین سے سب خدا کی تسبیح کرتے ہیں اور تسبیح آسمانوں کی اور زمین کی اور نباتات کی گواہی دینی ہے اُسکی وحدانیت پر اور یہی قرآن میں ہے کہ وان من شئی الا یسبح بحمدہ یعنی نہیں ہے کوئی چیز مگر یہ کہ تسبیح کرتی ہے خدا تعالی کی اور تعریف کرتی ہے اُسکی اور اُسکی روزی کھانیوالی اور اُسکا نام لینے والی ہے اعمش کہتا ہے کہ وہ آواز جو تمہاری گھروں کے دروازوں سے بند کرنے یا کھولنے میں آتی ہے وہ بھی تسبیح ہے منقول ہے کہ جملہ مخلوقات سے کوئی آفریدہ گدھے سے کمتر نہیں سو وہ بھی رات دن میں بارہ ہزار بار خدا تعالی کو یاد کرتا ہے اور تسبیح کرتا ہے معجزہ پنجاہ و چہارم

مستغفر کہ افاضل اہل سنت سے ہے کتاب دلائل النبوۃ میں بیان کرتا ہی کہ ایکروز جناب
امیر المومنین نے رحبہ میں ایک شخص سے کچھ پوچھا اُس بے سعادت نے
سچ نہ کہا آپنے فرمایا کہ تو جھوٹ مت کہہ او نہیں تو میں تیرے حق میں
دعا بد کرونگا اُسنے کہا کہ میں جھوٹ نہیں کہتا آپنے فرمایا کہ اگر تو جھوٹ
کہتا ہے تو تو اندھا ہو جائیگا اُسنے کہا نہ مینے جھوٹ کہا ہی اور نہ میں اندھا
ہو جاونگا کہ ناگاہ اُسیوقت وہ اندھا ہو گیا اُسکا ہاتھ پکڑ کر لوگ باہر لائے
غرض اُسمیں کوری ظاہری اور کوری باطنی دونوں جمع ہو گئیں **معجزہ پنجاہ و پنجم**
منقول ہی کہ جناب امیر المومنین نے منبر پر کہا کہ انا عبد اللہ واخی رسول اللہ یعنی میں
بندہ خدا اور برادر رسول اللہ کا ہوں ایک بدبخت نے کہ قبیلہ عبث سے تھا اُسنے
کہا کہ من لا یحسن ان یقول انا عبد اللہ انا اخو رسول اللہ یعنی کونسا شخص
ہے کہ جو اس کہنے کو اچھا نہیں جانتا کہ میں بندہ خدا کا ہوں اور بھائی رسول اللہ
کا ہوں وہ شخص یہ کہکر اپنی جگہ سے نہ اُٹھا تھا کہ مخبط اور دیوانہ ہو گیا اور مرض
صرع میں گرفتار ہوا ایسا اپنے تئیں زمین میں پٹکتا تھا اور ہذیان بکتا
تھا لوگوں نے اُسکے پاؤں گھسیٹ کر باہر مسجد کے ڈالدیا اور اُسکے لگانوں سے
پوچھا کہ پہلے بھی یہ شخص اس مرض میں کبھی گرفتار ہوا تھا سب نے کہا کہ ہمنے کبھی
اسکو یہ مرض ہوتے نہیں دیکھا اور اسکے آبا و اجداد بھی یہ مرض نہ رکھتے تھے
معجزہ پنجاہ و ششم منقول ہے کہ منقذ بن اتبع اسدی کہتا ہی کہ
ایک شب میں خدمتمیں جناب علیؑ کے حاضر تھا اور وہ شب نیمہ شعبان
کی تھی اور وہ جناب اشتر پر سوار کسی مہم کیواسطے تشریف لیے جاتے تھے

اثنا رراہ میں پہنچکر اشتر سے وضو کرنیکے لیے اُترے مینے باگ اشتر کی تھام لی ناگاہ مینے
دیکھا کہ اشتر نے کان کھڑے کیے اور مضطرب ہوا اور اسقدر وہ بیقرار ہوا کہ میں اسکی نگاہ
رکھنے سے عاجز آیا اُس ہنگام آپنے پوچھا کہ ای سنفد تجھے کیا ہوا مینے عرض کی کہ اشتر کو
کوئی چیز نظر پڑی ہے کہ وہ بیتابی کرتا ہے آپنے جو نگاہ کی تو فرمایا کہ ہاں شیر ہے پھر ذوالفقار
اُٹھاکر چند قدم آگے تشریف لیگئے اور ایک نعرہ اسد اللہی اُس شیر پر کیا وہ شیر آپکے
آواز سنکر آگے آیا اور مانند گنہگاروں کے سر آگے جھکایا آپنے ہاتھ بڑہا کر اسکی گردن کے بال
پاٹکر فرمایا کہ تو نہیں جانتا کہ میں اسد اللہ اور ابو الاشبال اور حیدر ہوں تونے قصد میرے اشتر کا
کیا اُس شیر نے عرض کی کہ یا امیر المومنین یا خیر الوصیین یا وارث علم النبیین سات
روز ہوئے کہ کوئی شکار میرے ہاتھ نہیں آیا ہے بھوک سے نہایت بیتاب ہوں چونکہ سیاہی
آپ کی مینے دو فرسخ سے دیکھی تھی اپنے دل سے کہا تھا کہ شاید اسمیں کچھ میری ہی
نصیب ہوا اور پیٹ بھرے مگر خدا تعالی نے ہم پر گوشت تمہارے دوستوں اور عترت کا
حرام کیا ہے اور تمہارے دشمنوں پر مسلط کیا ہے آپنے اُس شیر کی پشت پر ہاتھ پھیرا اسنے
کہا کہ یا ولی اللہ الجوع الجوع گرسنگی نے مجھے تنگ کیا ہے جناب امیر نے ہاتھ اُٹھا کر کہا کہ
اللھم ارزقہ بحق محمد و آلہ مینے دیکھا کہ کوئی چیز شیر کے پاس آئی اور وہ اسکے کھانے میں
مشغول ہے جب وہ کھانے سے فارغ ہوا تو آپنے پوچھا کہ تیرا مقام کونسی جگہ ہے عرض کی
اُسنے کہ کنارے پر رود نیل کے آپنے پوچھا کہ تو وہاں کیا کام آیا ہے عرض کی کہ یا ولی اللہ
بقصد زیارت آپکے اپنے مکان سے متوجہ حجاز کا ہوا تھا وہاں خبر پائی کہ آپ کوفہ کو
تشریف لیگئے ہیں اسواسطے مینے اس صحرا کو بامید پابوسی آپکے طی کیا اب میں امیدوار
رخصت کا ہوں کہ آپسے رخصت ہوکر اپنے مقام پر جاؤں اسواسطے کہ میرے دو فرزند

اور ایک زوجہ اور یگانے بہی ہیں اور اُنکو کچہہ خبر بہری معلوم نہیں آپنے اُسکو رخصت دی
اُسنے عرض کی کہ یا امیر المومنین اول میں قادسیہ کو جاتا ہوں اسواسطے کہ سنان بن وائل
شامی آپکا دشمن ہے اور جنگ صفین سے بہاگا تہا اُسکا گوشت کہا کر کے جاونگا
کہ خدا تعالیٰ نے اُسکو طعمہ میرا کیا ہے اُس جنابنے اُسکے واسطے دعا خیر کی
اور وہ چلا گیا منقذ کہتا ہے کہ مجہے یہ شیر کی بات سنکر ایک تعجب معلوم ہوا اور حیران سا
رہ گیا جب مجہی آن جنابنے حیرت میں دیکہا تو فرمایا منقذ تو اس حال سے تعجب کرتا ہے مجہے
قسم ہے اُس خدا کی جو دانہ کو اُگاتا ہے اور خلق کو پیدا کرتا ہے اگر میں تجہے اُن معجزات کو
کہ جو رسول خدا نے مجہے تعلیم کیے میں کہا دوں تو البتہ تو اور سب خلق گمراہی میں پڑ جاوے
پہر آپ متوجہ نماز کے ہوئے اور جب فارغ ہوئے تو آپکے ساتھ میں متوجہ قادسیہ کا ہوا اور
وقت نماز صبح قادسیہ میں پہنچے تو ایک غوغا اور شور آدمیوں میں سنا کہ سنان بن وائل کو
شیر لیگیا اور ہر ایک لمحہ اُسکے گلے اور سر اور ٹکڑے ہاتہ اور پاوں کے اور ہڈیوں کو
لوگ جمع کر کے لائے میںنے جو کچہ شیر سے سنا تہا سب آدمیوں سے نقل کیا بس آدمی دوڑے
اور خاک قدم جناب امیر کو لیکر آنکہوں سے لگایا اور منہ پر ملا اور استشفا اُس سے کرتے تہے

معجزہ پنجاہ و ہفتم زہرۃ الریاض و حسن الکبار میں کہ مولف اس کتاب کا
سنی المذہب ہی لکہا ہے کہ میثم تمار کہتا ہے کہ ایک روز میں شہر کوفہ
میں خدمت سراسر سعادت جناب امیر میں حاضر تہا اور ایک جماعت
صحابہ کبار کی بہی حاضر تہی کہ ایک مرد قبا حریر پہنے اور عمامہ سر سے باندہے
شمشیر حمایل کیے آیا اور کہا کہ تم میں سے کونسا ایسا شخص ہے کہ کبہی مدت عمر میں
اپنے جہاد سے بہاگا نہو اور بیدا لیش اُسکی خانہ کعبہ میں ہوئی ہو اور اخلاق میں مرتبہ

املی کو پہنچا ہو غزوات میں محمد مصطفے کی نصرت اور یاری کی ہو اور عمرو عنتر کو پچھاڑا ہو اور در خیبر کو ایک حملہ میں اُکھاڑا ہو جناب امیرؑ نے یہ سُنکر فرمایا کہ ای سعد بن ابی الفضل بن الربیع وہ شخص میں ہوں جو کچھ کہ تجھے پوچھنا ہو پوچھ میں ہوں ملجا اور ماوا اندوہناکوں اور یتیموں کا اور مرہم ہوں خستہ دلوں اور اسیر و نکا میں ہوں بلای عظیم مجھپر نازل ہوئی ہے علم ان اللہ مع الصابرین اُسپر تحمل اور شکیبائی کی میں ہوں وہ کہ جسکی توریت اور انجیل اور زبور اور فرقان میں توصیف ہے میں ہوں قاف والقرآن المجید میں ہوں صراط مستقیم اعرابی نے کہا کہ ہمیں ایسی خبر پہنچی ہی کہ تو وصی رسول خدا ہی اور مقتدای اولیا ہی اور حکم تیرا تمام آسمان و زمین پر نافذ ہی اور بعد رسول خدا امر و حکم تجھی کو ہے حضرت نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہی ہے پس جو تو دلمیں رکھتا ہے اُسکو پوچھ اعرابی نے کہا کہ میں قاصد اور رسول ہوں ساٹھ ہزار آدمیوں کا کہ اُنکو عقیمہ کہتے ہیں اور ہم ایک کشتہ لائی ہیں کہ اُسکے کشندہ اور قاتل میں خلاف ہے اگر اُسکو زندہ کرو تو ہم جانیں کہ درحقیقت تم وصی رسول خدا ہو اور اپنے دعوی میں سچے ہو میثم کہتا ہی کہ اُسوقت مجھے امیرؑ نے حکم کیا کہ اونٹ پر سوار ہو کر جا اور کوچہ و بازار کوفہ میں ندا کر کہ جو شخص چاہے کہ مشاہدہ کرے اُس کرامت کو کہ جو علیؑ کو خدا نے عطا کی ہی صبح کو نجف میں آنکر حاضر ہو غرض صبح بعد نماز وہ جناب جانب صحرا روانہ ہوئے اور اہل کوفہ بھی رکاب سعادت انتساب اُس عالیجناب میں حاضر تھے جب اُسجگہ کہ مقرر کی گئی تھی پہنچے فرمایا کہ ای اعرابی اُس جنازے کو حاضر کر جب جنازہ لائے تو حضرت نے اُسکے مُنہ کو کھولا ایک جوان دیکھا کہ کثرت زخم سے پارہ پارہ اور ٹکڑے ٹکڑے ہو سر کہیں ہے اور پاؤں کہیں ہے حضرت نے

پوچھا کہ اسکو قتل ہوئے کتنے روز ہوئے عرض کی کہ چالیس روز فرمایا کہ اسکا خون
کون طلب کرتا ہے کہا پچاس آدمی کہ اسکی قوم کے ہیں حضرت نے فرمایا کہ اسکو
اسکے چچا نے قتل کیا ہے کہ نام اسکا حریث بن حسان ہے کہ اسنے اپنی بیٹی اس سے
بیاہی تھی اور اسنے اسکی بیٹی کو چھوڑ کر دوسرا بیاہ کیا تھا اس سبب اسنے اسکو قتل
کیا اعرابی نے کہا صورت قرابت تو یہی ہے کہ جو آپ فرماتے ہیں مگر میں اسقدر پر
راضی نہونگا جب تک کہ آپ اسکو زندہ نہ کریں اور وہ اپنا حال اپنے منہ سے بیان
نکرے حضرت نے اسوقت منہ طرف اہل کوفہ کے کیا اور فرمایا کہ اے اہل کوفہ بقر
بنی اسرائیل بزرگتر نہیں ہے خدا کے نزدیک وصی خاتم الانبیا سے جیسا کہ بنی اسرائیل
نے اپنا پاؤں بقر کشتہ پر مارا کہ سات روز اسکو مرے ہوئے ہوئے تھے خدا تعالے
نے اسکو زندہ کیا میں بھی اپنے پاؤں کو اس مردے پر مارتا ہوں کہ افضل ہے اس چیز
سے کہ بنی اسرائیل نے مردے پر مارا تھا یہ کہکر پائے راست کو اپنے اسپر مارا
اور فرمایا کہ قم باذن اللہ یا حنظلہ بن بدر بقدرت الہی وہ جوان زندہ ہوگیا اور
کہا کہ یا حجت اللہ بعد رسول اللہ کیا حکم ہے فرمایا کہ بتا تجھے کسنے مارا عرض کی کہ میرے
چچا حریث بن حسان نے جب یہ حال غریب خلایق نے مشاہدہ کیا تو ایک شور
و غل بلند کیا اور مدح و ثنا جناب امیر المومنین زبان پر جاری کی جناب امیر نے
اس اعرابی اور اس جوان سے کہا کہ تم دونوں جاؤ اور جو کچھ دیکھا ہے اپنی
قوم سے بیان کرو انہوں نے عرض کی کہ یا امیر عرب ہمنے عہد کیا ہے خدا سے
کہ جبتک زندہ رہینگے آپ کی ملازمت سے جدا نہونگے پس دونوں شخص حضرت کی
خدمت میں رہے اور علم تحصیل کیا یہانتک کہ جنگ صفین میں درجہ شہادت کو فائز ہوئے

معجزہ پنجاہ و ہشتم روایت ہے جعفر وقاق سے کہ میرا ایک رفیق تہا کہ کچہ میں اُس سے سیکھتا تھا اور محلہ باب البصرہ میں ایک شخص تھا کہ لوگ اُس سے احادیث کو اخذ کرتے تہے وہ بیان کیا کرتا تھا اور سب سُنتے تہے نام اُسکا عبداللہ المجذور تھا اور میں اور رفیق میرا بھی اُسکی مجلس میں جایا کرتے تھے اور اُسکی احادیث کو سُنا کرتے تھے اور جب وہ کوئی حدیث فضائل میں اہلبیت کے بیان کرتا تو اُس حدیث اور اُسکے راوی پر طعن و تشنیع کرتا اور اُس حدیث کو جھٹلاتا اور اُنکے حق میں سخت باتیں اور بُری باتیں کہتا جعفر کہتا ہی کہ مینے اپنے رفیق سے کہا کہ اسکے پاس آنا بہتر نہیں ہے کہ یہ مرد بے دین و بددیانت ہے ہمیشہ زبان طعن حق میں جناب امیر اور جناب فاطمہ کے دراز کیا کرتا ہے اور یہ مذہب میں مسلمانوں کے جایز نہیں ہے رفیق نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو اب اور کسی شخص کی خدمتمیں جانا چاہیے کہ یہ مرد تو گمراہ ہے پس ہمنے ارادہ کیا کہ کسی اور شخص کے پاس جائیں کہ اُس شب کو مینے خواب میں دیکھا کہ ہم مسجد جامع میں گیے ہیں اور عبداللہ مذکور بھی اُسجگہ ہے اور پہر دیکہا کہ جناب امیر المومنینؑ بھی خچر مصری پر سوار تشریف لائے ہیں مینے اپنے دلمیں کہا کہ کاش اسوقت وہ جناب اس ملعون کی گردن ماریں اور تلوار سے قتل کریں پہر غرض جب وہ جناب اُسکے نزدیک پہنچے تو ایک لکڑی کہ آپکے ہاتہ میں تہی وہ عبداللہ کی سیدھی آنکہ پر ماری اور فرمایا کہ او ملعون تو کیوں مجہے اور فاطمہؑ کو دشنام دیتا ہی اور ناسزا کہتا ہے عبداللہ نے ہاتہ آنکہ پر رکھکر کہا کہ آہ مجہے اندھا کیا جعفر کہتا ہے کہ میں خواب سے بیدار ہوا اور ارادہ کیا کہ اپنے رفیق کے پاس جاکر اس قصہ کو بیان کروں مینے دیکہا کہ رفیق بھی میرا میرے پاس

چلا آتا ہی مگر متغیر الحال ہے مینے اُس سے پوچھا کہ تو متغیر کیوں ہو رہا ہی اُسنے کہا
کہ شب کو مینے عبد اللہ مجذور کے حق میں ایک عجب طرح کا خواب دیکھا ہے اور
اُسنے وہی خواب بیان کیا جو مینے دیکھا تھا مینے کہا کہ مینے بھی یہی خواب
دیکھا ہے پھر مینے اپنے رفیق سے کہا کہ آؤ عبد اللہ کے پاس چلیں اور
اُسکے روبرو قسم کھا کر کہیں کہ ہمنے یہ خواب دیکھا ہے ہم جھوٹ نہیں
بولتے غرض ہم دونوں اُسکے گھر پر گئے اور دروازی کی زنجیر ہلائی ایک
کنیز پس در آئی اور کہا کہ تمسے اسوقت اُسکی ملاقات نہو گی کیونکہ نصف
شب سے وہ ہاتھ آنکھ پر رکھے فریاد کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھکو علی ابن
ابیطالب نے اندھا کر دیا ہی ہمنے اُس کنیز سے کہا کہ تو دروازہ کھولدے تا ہم اُسکو
دیکھیں کہ اُسکو کیا ہوا ہے غرض اُسنے دروازہ کھولا ہم اندر گئے تو اُسکو زشت ترین
ہیئت پر دیکھا کہ فریاد کرتا ہی اور کہتا ہی کہ مجھکو علی سے کیا کام تھا کہ شب کو اُسنے
میری آنکھ پھوڑ دی اور چوردستی میری آنکھ پر ماری جعفر کہتا ہی کہ مینے
اُس سے خواب شب کا بیان کیا اور کہا کہ اس اعتقاد سے اپنے تو باز آ اور
اُس جناب کو برا نہ کہہ اُس ملعون نے کہا کہ خدا تمکو خیر نہ دے اگر
علی میری دوسری آنکھ بھی پھوڑ دیگا تو بھی میں اُسکو ابو بکر اور عمر پر
تقدیم نہ دونگا یہ سنکر ہم کھڑے ہو گئے اور کہا اس مرد میں ذرا خیر نہیں
پھر تین دن کے بعد ہم اُسکے پاس گئے تا دیکھیں کہ اُسکا اب کیا حال ہوا
ہم جو گئے تو دیکھا کہ دوسری آنکھ بھی اُسکی پھوٹ گئی ہی پھر ہمنے اُس سے
کہا کہ اے شخص اب بھی عبرت پکڑ اور اپنے افعال بد سے باز آ اُسنے کہا

کہ بخدا قسم میں کبھی اپنے اعتقاد سے نہ پھرونگا جو کچھ علیؑ چاہے میرے ساتھ کرے
ہم پھر چلے آئے اور ایک ہفتہ کے بعد ہم پھر گئے تا حال اُسکا پوچھیں جب ہم
اُسکے گھر پہنچے تو سُنا کہ وہ مرگیا ہے ہمنے دیکھا کہ بیٹا بھی اُسکا مرتد ہے اور وہ بھی حضرت
پر بہ خشم و غصہ ہے اور برا کہتا ہے مینے یہ آیہ پڑھا فقطع دابر القوم الذین ظلموا
والحمد للہ رب العالمین **معجزہ پنجاہ و نہم** زیاد بن کلیب کہ راویان اہل سنت
سے ہے روایت کرتا ہے کہ مسجد دمشق میں ایک جماعت بنی اُمیہ کے ساتھ میں
میں بیٹھا تھا کہ محمد بن سفیان مسجد میں آیا اور ایک جماعت اُسکے ساتھ ہمراہ
تھی اور وہ کمال تبختر اور تکبر کے ساتھ جاتا تھا بعد ایک ساعت ہمنے اُسکو دیکھا
کہ وہ پھرا چلا آتا ہے اور دونوں آنکھیں اُسکی اندھی ہوگئی ہیں اور دو آدمی اُسکا
ہاتھ پکڑے ہوئے لیے آتے ہیں ہمنے کہا کہ اس مرد کو کیا ہوا ابھی تو اچھا
گیا تھا لوگوں نے کہا کہ اسنے جو میں پاؤں منبر پر رکھا تو کہا کہ جو شخص علیؑ کو
ناسزا نہ کہیگا اور اُسپر سب کریگا اور اُسکو برا نہ کہیگا تو میں اُسپر لعنت کرونگا اور میں
سب کرتا رہونگا اگرچہ میری دونوں آنکھیں پھوٹ ہی کیوں نہ جائیں پس بعد
اُسکے اس کہنے کے دونوں آنکھیں اُسکی پھوٹ گئیں اور درد کرنے لگیں سب آدمی کہ تمام
اُسکا سنکر اُسپر لعنت کرنے لگے یہ شخص درد چشم اور لعنت خلق پر صبر نکرکے اپنے گھر کیطرف
جاتا ہے **معجزہ شصتم** مروی ہے کہ ایک شخص عیزار نامی لشکر امیر المومنین میں تھا اور اخبار
اور حکایات معاویہ کو پہنچاتا تھا اُسکو پکڑ کر جناب امیرؑ کے پاس لائے آپنے اُس سے
ارشاد کیا کہ کیا سبب ہے کہ تو خبریں یہاں کی معاویہ کو پہنچاتا ہے اُسنے انکار کیا آپنے
فرمایا کہ تو خدا کی قسم کھاتا ہے کہ یہ کام مینے نہیں کیا اُسنے کہا کہ

ہاں او قسم خدا کی کھائی کہ مینے یہ کام نہیں کیا آپنے فرمایا کہ اگر تونے جھوٹ قسم کھائی ہے تو خدا تیری دونوں آنکھوں کو کور کرے پس ایک ہفتہ نہ گذرا کہ وہ شخص کور ہو گیا اور آدمی ہاتھ اُسکا پکڑ کر گلی او کوچوں میں لیے پھرتے تھے **معجزہ شصت وہفتم** ہسبر بن عبد الرحمان روایت کرتا ہی کہ ایکبار جناب امیر کوفہ میں تشریف رکھتے تھی اور میں بھی اُن جناب کی خدمتمیں حاضر تھا کہ آپنے میرے طرف دیکھکر ارشاد کیا کہ تیرا دل اہل وعیال کے دیکھنے کو چاہتا ہی عرض کی مینے کہ ہاں یا امیر المومنین فرمایا کہ جب میں نماز عشا کی پڑھ چکوں تو تو میرے سامنے آنا غرض میں اُسیوقت حاضر ہوا آپ مجھے اپنے ساتھ بام خانہ پر لیگئے اور فرمایا کہ اپنی آنکھیں بند کرے مینے بند کرلیں پھر فرمایا کہ کھولدے مینے کھولدیں فرمایا کہ اب کہاں ہے عرض کی کہ میں اپنے گھر کے کوٹھے پر ہوں مدینہ میں فرمایا کہ تو نیچے اپنے اہل وعیال کے پاس جا اور اُنسے عہد تازہ کر غرض میں اُنکے پاس گیا اور سب کو دیکھکر پھر کوٹھے پر آیا اور اُس جناب کے پہلو میں بیٹھ گیا آپنے فرمایا کہ آنکھیں بند کرے مینے آنکھیں بند کرلیں پھر فرمایا کھولدے مینے کھولدیں پوچھا کہ اب تو کہاں ہی مینے عرض کی کہ باب خانہ جناب امیر پر کوفہ میں ہوں۔ فرمایا ای ہسبر عامہ دعوی کرتے ہیں ایک زن ساحرہ ایک شب میں زمین عراق سے بیچ زمین سند کے جاتی تھی مینے عرض کی کہ ہاں فرمایا کہ اگر وہ ساتھ کفر اپنے کے اسپر قادر ہے تو ہم ساتھ ایمان اپنے کے اس امر پر قادر ہیں پھر فرمایا کہ ای ہسبر تو جانتا ہی کہ میں کون ہوں میں علی ابن ابیطالب ہوں وصی محمد مصطفی کا۔ آصف بن برخیا کو بعض کتاب خدا کا علم حاصل تہا اس سبب وہ اسپر قادر تھے کہ تخت بلقیس کو ایک مہینہ کی راہ سی ایک چشم زدن میں آگے سلیمان کی لاکے رکھدیا مجھکو تو سب کتابوں کا علم حاصل ہی کیا میں قادر نہوں جس چیز پر کہ چاہوں

میں نے عرض کی کہ یا امیر المومنین تم ہر چیز پر قادر ہو۔ **معجزہ شصت و دوم**
باسانید صحیحہ معتبرہ مروی ہے کہ مرہ بن قیس نامی صاحب مال اور جاہ و حشم
تھا اور غلام اور مصاحب اور بہت کفار کہ شجاعت اور بہادری میں مشہور تھے
ملازم رکھتا تھا ایک روز حال اپنے آبا اور اجداد کا استفسار کیا بعض تاریخ والوں نے
کہا کہ علیؑ نے بہی ہزار آدمی ہمارے بزرگوں میں سے قتل کیے ہیں اس لعین نے پوچھا کہ وہ
کہاں ہے کہا نجف میں ہے پس وہ لعین دو ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادے ہمراہ لیکر نجف
کی سمت روانہ ہوا اور بعد طے مراحل اور قطع مسافت و منازل نجف میں نزدیک پہنچا
سادات مجاور اور سائر مردم یہ خبر سنکر اور اُسکے ارادۂ مذمومہ پر آگاہ ہو کر بقدر مقدور
محافظت شہر میں ساعی اور سرگرم ہوئے اور جب اُس سے بھی لاچار ہوئے تو روضہ مقدسہ میں
پناہ لیگئے اور دروازہ حصار روضہ مقدسہ کو خشت و گل سے مستحکم کیا اور اطراف و جوانب
اُسکے سنگ و کلوخ سے بند کر دیا اور چھ روز تک لڑتے رہے آخر وہ ملعون دیوار توڑ کر
اندر حصار کے گھسا سب مسلمان بیم و جان سے بھاگ گئے اُس ملعون نے روضہ مقدسہ میں
آنکر کہا کہ اے علی تو نے ہی ہمارے آبا اور اجداد کو قتل کیا اور یہ کہکر چاہا کہ قبر مبارک کو
کہودے کہ ناگاہ دو انگلیاں لسان ذوالفقار قبر شریف سے باہر نکلیں اور ایسی اُسکی کمر پر
ماریں کہ کمر اُسکی دو ٹکڑے ہو گئی اور اُسیوقت وہ پتھر کا بن گیا اور اب تک وہ بت سیاہ
اُسیطرح حصار کے دروازہ پر پڑا ہے چنانچہ فردوسی نے اس واقعہ کی خبر دی ہے
شعر شہی کہ زد بدو انگشت مرہ را بدو نیم ؛ برای قتل عدو ساخت ذوالفقار انگشت
اور بھی ایک شاعر نے کہا ہے کہ **شعر** آنست امام کز دو انگشت ؛ چون مرہ قیس
کافر کشت ؛ **معجزہ شصت و سوم** منقول ہے کہ زمانہ خلیفہ ثانی

عمر بن الخطاب میں ایک علماء یہود سے آیا اور کہا کہ امیر المومنان میں چاہتا ہوں
کہ تجھسے کئی سوال کروں اگر اُسکا جواب پاؤنگا تو دین محمد اختیار کرونگا عمر
ابن الخطاب نے کہا کہ کیا پوچھتا ہے اُسنے کہا کہ اول یہ بتاؤ کہ قفل آسمان کے
اور اُن قفلوں کی کنجیاں کیا ہیں دوسرے یہ بتاؤ کہ وہ رسول کونسا ہے
کہ نہ نوع بنی انسان سے ہی اور نہ قوم جن سے تیسرے یہ بتاؤ کہ وہ پانچ تن
کونسے ہیں کہ جو رحم مادر سے پیدا نہیں ہوئے ہیں چوتھے یہ بتاؤ کہ دو اور تین
اور چار اور پانچ اور چھ اور سات اور آٹھ اور نو اور دس اور گیارہ اور بارہ
کیا چیز ہیں عمر نے ایک ساعت تامل کیا اور پھر کہا کہ مجھے معذور رکھ کہ مجھے
انکا جواب نہیں معلوم مگر میں تجھے ایک ایسے شخص کے پاس لیچلتا ہوں کہ وہ
احکامات خدا کا عالم اور سب سے اقضا ہے پس یہ سنکر وہ یہودی عمر کے ساتھ
جناب امیر کی خدمت باسعادت میں حاضر ہوا اور اُس جناب نے سب سوال اُسکے
سنکر ایک ایک کا جواب دیا پس فرمایا کہ امی یہودی قفل آسمان کے شرک ہے
ساتھ خدا کے اور کلید اُسکی کلمہ لا آلہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہی اور وہ رسول کہ نہ قبیل جن سے
ہے اور نہ نوع انس سے وہ چیونٹی ہی کہ جب لشکر حضرت سلیمانؑ کا قریب صحرا مین کہ
جہاں انکا گھر تھا اُس قوم پر گذرا تو اُسنے سب چیونٹیوں سے کہا کہ تم اپنے گھر و نمیں
گھس جاؤ تاکہ لشکر تمہیں پامال نہ کرے کما قال اللہ تعالیٰ یا ایہا النمل ادخلوا
مساکنکم لا یحطمنکم سلیمانؑ وجنودہ اور وہ پانچ تن کہ جو رحم سے پیدا نہیں
ہوئے وہ ایک حضرت آدمؑ اور دوسری حضرت حوا اور تیسرے عصا موسے
اور چوتھی ناقہ صالح اور پانچواں دنبہ ابراہیم کا ہے اور ایک وہ خدا ہی جل جلالہ

اور دو وہ آدم اور حوا ہیں اور تین وہ مولید سہ گانہ یعنی حیوانات اور جمادات اور نباتات ہیں
اور چار وہ کتب سماوی توریت موسیٰ اور انجیل عیسیٰ اور زبور داؤد اور فرقان محمدؐ ہیں
اور پانچ وہ نماز پنجگانہ ہیں اور چھ وہ چھ روز ہیں کہ جنمیں خدا تعالیٰ نے آسمان و زمین و
ما فیہا کو پیدا کیا ہی چنانچہ فرماتا ہی کہ لقد خلقنا السموات والارض و ما بینہما فی ستۃ ایام
اور شش جہت بھی ہو سکتے ہیں اور سات وہ ہفت آسمان ہیں کہ تم پر خلق کیے گئے ہیں
چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہی کہ و بنینا فوقکم سبعا شدادا اور آٹھ وہ آٹھ فرشتے ہیں کہ حاملان
عرش ہیں کہ کما قال اللہ تعالیٰ و یحمل عرش ربک فوقہم یومئذ ثمانیہ اور نو وہ نو آیتیں ہیں کہ حضرت
موسیٰ پر نازل ہوئی ہیں چنانچہ قرآن میں مذکور ہے کہ تسع ایات بینات اور دس وہ دس
دن ہیں کہ جو موسیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ تیس روز کوہ سینا میں رہے اور اسکو ساتھ دس
روز اور کے تمام کیا چالیس روز ہوئے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہی کہ و واعدنا موسیٰ ثلثین یوما
و اتممنا ہا بعشر اور عقول عشرہ بھی ہو سکتے ہیں اور گیارہ وہ بھائی حضرت یوسف کے ہیں کہ
کہ خدا تعالیٰ نے اُنسے خبر دی ہی کہ انی رایت احد عشر کوکبا اور بارہ وہ بارہ چشمے ہیں کہ
ساتھ عصائے موسیٰ کے ظاہر ہوئے قولہ تعالیٰ فقلنا اضرب بعصاک الحجر فانفجرت منہ اثنتا
عشرۃ عینا یہودیوں نے جو یہ جواب سُنے تو کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ خدا ایک ہے
اور محمد رسول اُسکا ہی اور تو اے علیؑ وصی اور جانشین رسول خدا کا ہی جیسا کہ ہارون
وصی موسیٰ کا تھا اور سب یکبار مسلمان ہوئے الحمد للہ رب العالمین معجزہ شصت و
چہارم نقل ہے کہ تین نفر یہودی تھے کہ دو اُنمیں سے ایمان لائے اور تیسرے نے
کہا کہ ای امیر عرب اگر چند سوال کا میرے آپ جواب دیں تو میں بھی ایمان لاتا ہوں
آپنے فرمایا کہ کہو اُسنے کہا کہ فرمایئے کہ تیتر اور مرغ اور قمری اور ہُد ہُد اور حمار کیا

کہتا ہے فرمایا کہ تیتر الرحمان علی العرش استوی کہتا ہے اور خروس اذکروا اللہ یا
غافلون کہتا ہے اور قمری اللہم العن علی مبغض آل محمد کہتا ہے اور چنڈ سبحان اللہ
المعبود کہتا ہے اور سب روز چہار دہیں اللہم انصر عبادک المومنین علی الکافرین کہتا ہے
اور حمار عشار پر لعنت کرتا ہے اور ابلیس کو دیکھکر آواز کرتا ہے سائل نے کہا کہ یہ
بھی توریت میں یہی پڑھا ہے اور آخر وہ بھی مسلمان ہو گیا **معجزہ شصت**
و پنجم عمرو عاص سے مروی ہے کہ بعد وفات ابوبکر کے جب عمر مسند خلافت پر
متمکن ہوا تو ایک شخص علمائے یہود سے آیا اور کہا کہ عالم ترین تم میں سے کتاب خدا اور
سنت رسول خدا کا کون ہے عمر نے اشارہ طرف علی مرتضی کے کیا اور کہا کہ ای خلیفہ جبکہ
تو خود معترف اسکا ہے کہ وہ عالم ہے تو پھر تو باوجود اسکے آدمیوں سے کیوں بیعت لیتا ہے
اسنے کہا کہ وہ اس کام کو قبول نہیں کرتا پس یہودی نے حضرت کیطرف متوجہ ہو کر کہا کہ
تم ایسے ہی ہو جیسا کہ عمر کہتا ہے یعنی اعلم ہو سب سے کہا ہاں پوچھ جو تیرا جی چاہے تا
اسکا جواب دوں اسنے پوچھا کہ آپ بتائیں تین اور تین اور ایک سے فرمایا
کہ کس واسطے نہیں کہتا سات سے کہا پہلے تین چیز کو پوچھتا ہوں اگر جواب یاد ہوگا
تو اور بیان کرونگا حضرت نے فرمایا کہ شرط کر کہ اگر تیرے سوالات کا جواب
دوں تو تو ایمان قبول کریگا اسنے کہا کہ البتہ میں ایمان لاؤنگا فرمایا کہ پوچھ
اسنے عرض کی کہ مجھے خبر دو اس قطرہ خون سے کہ اول جو زمین پر ٹپکا
اور اس چشمہ سے کہ جو اول زمین پر جاری ہوا اور اس درخت سے کہ
اول زمین پہ پیدا ہوا فرمایا کہ تمہارے اعتقاد میں اول قطرہ خون کا کہ جو زمین پر
ٹپکا وہ خون ہابیل کا ہے کہ قابیل نے اسکو قتل کیا مگر درحقیقت یہ نہیں ہے

یا کہ وہ خون بطن حوا کا ہی کہ پیش از وجود شیث زمین پر گرا اور تمہاری عقیدہ میں
اول چشمہ تو بیت المقدس ہے اور ایسا نہیں ہے بلکہ وہ چشمہ حیوان ہے کہ خضر نے
اُسکو زمانہ ذو القرنین میں پایا تھا اور ماہی اُسمیں گرکر زندہ ہوئی اور حضرت
موسیٰ اور حضرت یوشع بن نون اس تک پہنچے اور تم کہتے ہو کہ درخت اول
زیتون ہے کہ نوحؑ نے کشتی بنانیکے واسطے بویا تھا اور یہ نہیں ہے مگر وہ درخت عجوہ
ہے کہ آدمؑ اُسکو بہشت سے اپنے ساتھ لائے تھے اور انواع شجر اُس سے پیدا ہوئے
ہیں یہودی نے کہا کہ قسم ہے خداوند لیل و نہار کی کہ کتاب ہارون میں باملاء
موسیٰ ایسا ہی لکھا ہی اب مجھے خبر دو اور تین چیز سے اول یہ کہ بعد سید
خیر الانام کے کون کون امام ہیں دوسرے یہ کہ وہ سب کونسی بہشت میں قیام
کرینگے اور تیسرے یہ کہ اول سنگ کہ آسمان سے زمین پر آیا وہ کونسا ہی فرمایا
کہ بعد رسول کائنات بارہ امام ہونگے کہ وہ سب عادل ہونگے اور کسی ظالم کا ظلم انکو
زیان اور نقصان نہ پہنچائیگا اور کسی مخالف کی مخالفت کرنیسے دلتنگ نہونگے
اور وہ سب رسول خدا کے ساتھ بہشت عدن میں رہیں گے اور اول سنگ کہ آسمان
سے زمین پر آیا تمہاری دانست میں صخرہ بیت المقدس ہے اور ایسا نہیں
ہے بلکہ وہ حجر اسود ہے اور بیت الحرام میں جبرئیل آسمان سے لائے تھے یہودی
نے کہا کہ واللہ مینے یہی کتاب ہارون میں یہی لکھا ہی اب فرمائیے جواب اُس سوال
ساتویں کا کہ مدت عمر وصی خاتم الانبیا کی کتنے برس کی ہوگی اور اُسکو قتل
کرینگے یا اپنی موت سے مریگا فرمایا کہ وصی خاتم الرسل کا میں ہوں
اور ترسٹھ برس کی میری عمر ہوگی اور میں شہید ہونگا اور قاتل میرا بدترین کنندہ

ناقہ صالح سے ہوگا یہودی یہ سُنکر زار زار رویا اور کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ
واشہد ان محمداً رسول اللہ و انک وصی رسول اللہ بعد اسکے اُس یہودی نے ایک
ورق آستین سے نکالکر دیا کہ خط عبرانی میں لکھا ہوا تھا اُس جناب نے اسکو دیکھکر
رو دیا یہودی نے باعث رونے کا پوچھا فرمایا کہ خداوند عالم نے مجھے اس ورق
میں یاد کیا ہے اور میرا نام لکھا ہے کہا کہ مجھے بھی دکھلائیے آپنے اپنی انگلی اُس جگہ
رکھدی اور فرمایا کہ توریت میں باسم ہابیل موسوم ہوں پس حضرت روتے
تھے اور فرماتے تھے کہ الحمد للہ کہ نام میرا کتب اور صحف ابرار میں لکھا اور
فراموش نہیں کیا۔ **معجزہ شصت و ششم** جابر انصاری روایت کرتے
ہیں کہ ایک سفر میں میں ہمراہ تھا جناب رسالتمآب کے جب چند منزل ہم طے کیے
تو ایک شب کہ نہایت تاریک تھی اور ابر محیط آسمان تھا اور رعد و برق کی شورش
سے راہ بھی بھول گئے جب دن ہوا تو ایک زمین پر پہنچے کہ وہ زمین پُر از ریگ
پُر خار تھی ایک شب و روز اس صحرا میں پھرا کیے پانی کہیں نہ ملا ماری پیاس کے جان لبوں پر
پہنچی ناچار ہوکر گھوڑوں سے اُترے اور تیمم کرکے نماز پڑھی اصحاب نے فریاد کی اور کہا کہ
اگر صبح تک پانی ہمیں نہ ملا تو ہم سب ہلاک ہوجائینگے جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ اے
عزیزو صبر و تحمل کرو کہ خدا رحیم و کریم ہے غرض جب رسول مقبول نے دیکھا کہ اصحاب جلدی
کرتے ہیں تو آپنے فرمایا کہ طبل رحیل کا بجائیں اور آپ مع لشکر سوار ہوے
دوسرے دن تک راہ چلے جب صبح ہوئی تو مرکب سے نیچے اُترے اور تیمم
کرکے نماز پڑھی پھر سب اصحاب نے فریاد کی اور کہا کہ اب ہمیں زیادہ تاب
طاقت تشنگی کی نہیں ہے آپنے فرمایا کہ تم سب سوار ہوکر اس پہاڑ کے

طرف چلو تا میں اور علی سوار ہو کر چپ و راست اس کوہ کے تلاش آپ کریں پس سوار اور پیادہ متوجہ اُس کوہ کے ہوے جناب امیر نے چپ و راست اُس کوہ کے دُلدل دوڑایا جب فراز کوہ پر آئے تو دیکھا کہ ایک گلہ ہی گوسفندونکا قریب چار سو گوسفند کے اور ایک جوان مرصع پوش لباس شاہانہ پہنے چوبدستی زر سُرخ کی ہاتھ میں لیے کھڑا گوسفندونکی نگہبانی کر رہا ہی اور آنکھیں اُس شخص کی اور سب گوسفندوں کی اُس پہاڑ کیطرف لگی ہوئی ہیں کہ اُسطرف سے کسیکی آنکھ نہیں پھرتی جناب امیر نے یہ دیکھکر کہا کہ اللہ اکبر اگر یہ مرد شبان یعنی چرواہا ہی تو یہ جامہ اور تاج اور چوبدستی اسکے پاس کیوں ہے اور اگر بادشاہزادہ ہی تو اسکو پاسبانی سے کیا نسبت پس وہ جناب اُس شبان کیطرف متوجہ ہوئے اُس جوان نے جو نظر کی تو دیکھا کہ ایک سوار ہی کہ جسکی صلابت سے کوہ لرزتی ہے غرض جب وہ جناب اُس جوان کے نزدیک پہنچے تو وہ جوان روئے مبارک کو دیکھکر متحیر ہوا آپنے فرمایا کہ ایجوان ان گوسفندوں کا صاحب کون ہے اگر کوئی چرواہا ہے تو وہ کہاں گیا ہے اور اگر تو صاحب ہے ان گوسفندوں کا تو اس بیابان میں تو کیوں تنہا ہی اُس جوان نے کہا کہ ای سوار میں بیٹا عنقائی فارس کا ہوں نام میرا عاصم ہے اور ایک بھائی میرا ہی کہ نام اُسکا یاسر ہے اور اس کوہ کا نام یلاق ہی میرے باپ کے پاس ایک لاکھ گوسفند تھی اور سب اس کوہ میں چرا کرتی تھیں اور اس کوہ میں ایک چشمہ سے زیادہ نہیں ہے اب چار برس سے ایک اژدہا اس پہاڑ میں کہیں سے آگیا ہی دس دفعہ میرا باپ تیس تیس ہزار سوار و پیادہ لیکر اس اژدہے کے مارنیکے لیے سوار ہوا اور جب اس اژدہے کے پاس پہنچا اُسنے ایک ایسا نعرہ مارا کہ اُسکے صدا اور دہشت سے ہزاروں آدمیوں کا زہرہ آب ہو گیا اور مر گئے جو بچے وہ سب بھاگ گئے اور ان چند

کئی سالیس کئی چرواہے اور ہزارہا گوسفند پیاس کے مارے مرگئے دس چرواہا اور اس گوسفند کے ساتھ تھے چند روز ہوئے کہ انکی بھی خبر نہیں کہ وہ کیا ہوئے میرے باپ نے ہر ایک شخص سے کہا کہ کوئی جاکر ان شبانوں کی خبر لائے کسی نے قبول نہیں کیا اور کسیکو اس کثرت کی دہشت سے یہ جرأت نہوئی کہ اس بیابان میں انکے ڈھونڈنے کو آئے آخر میں مع دو غلام کے انکے ڈھونڈنے کو آیا ہوں مگر کچھ حال انکا معلوم نہوا کہ وہ مرگئے یا زندہ ہیں جناب امیر نے پوچھا کہ وہ دو غلام کہاں گئے میں عرض کی کہ وہ غلام بھی اس حالی میں مرگئے اب میں تنہا رہگیا ہوں یہ باتیں کر رہے تھے کہ دور سے نور محمدی کا ظہور ہوا اسطرح پر کہ تمام کوہ روشن ہوگیا یہ دیکھکر عامر حیران ہوا کہ جناب رسول مقبول پہنچے اور زبان عربی میں کچھ باتیں جناب امیر سے کیں عامر نے جناب امیر سے عرض کی کہ ای عرابی بحق اس شخص کے کہ جسنے تمکو پیدا کیا ہی بتاؤ کہ تم کون ہو اور یہ جوان نورانی کون ہے کہ تم سے باتیں کرتا ہی اور میں تمہارے اور اسکے نور اور حسن خلق سے حیران ہوا ہوں مبادا کہ میں تمہارے دیدار سے محروم رہوں آپنے فرمایا کہ ایجوان چونکہ تو محبت سے پیش آیا ہم بھی تجکو محروم نچھوڑیں گے ای جوان آگاہ ہو کہ یہ جوان کہ جس کے نور نے تمام اس دشت کو منور کردیا ہے محمد بن عبداللہ ہیں اور میں علی ابن ابی طالب ہوں عامر نے جو یہ نام سُنے تو خوشی سے بیہوش ہوگیا جناب رسول مقبول نے پوچھا کہ یہ جوان کون ہے اور مدہوش کسواسطے ہے جناب امیر نے عرض کی کہ یہ عامر بن عنقا ہے اور سارا قصہ اسکا بیان کیا عامر نے آنکھیں کھولکر کہا کہ السلام علیک یارسول اللہ میری آپکے جمال

باکمال سے روشن اور دل میرا آپ کی زیارت سے خورسند ہوا آپنے جواب سلام کا دیا
اور پوچھا کہ وہ چشمہ پانی کا اور وہ اژدہا کہاں ہی اُسنے عرض کی کہ یا حضرت اس کوہ
کے آگے ایک مرغزار ہی اور اُسمیں درخت بزرگ جو دکھلائی دیتا ہی اس درخت کے نیچے
اُس اژدہے کا مکان ہی اور اسوقت وہ اُس درخت میں بیٹھا ہوا ہی اور سر کو درخت
میں سے نکالے گوسفندونکو دیکھ رہا ہی اور گوسفند بھی اُسکو دیکھ رہی ہیں اور اسی سبب
اُسطرف سے آنکھ نہیں پھیرتیں حضرت نے فرمایا کہ ای علی یہ عجیب قضیہ درپیش آیا کہ اسمیں
لشکر اسلام بھی آن پہنچا مگر کسی آدمی اور جانور میں قوت چلنے کی نرہی تھی اور
قریب مرگ پہنچ گئے تھے آپنے فرمایا کہ ای یارو غم نہ کھاؤ کہ ہم چشمہ آب پر پہنچ گئے
ہیں گوسفند اور صاحب گوسفند ہمارے پاس سے پھر حضرت نے فرمایا کہ ای عامر تو رخصت
دیتا ہی کہ اصحاب ہماری تیری گوسفندونکا دودھ لیں عامر نے کہا کہ یا رسول اللہ
اکثر گوسفند تو مر گئے اور بعض جو زندہ ہیں انہوں نے کئی روز سے آب علف نہیں کھایا دودھ
اُنکی پستان میں خشک ہو گیا ہی آپنے فرمایا تو رخصت دے اور قدرت خدا دیکھ
اُسنے عرض کی کہ ہزار جان میری آپ پر سے فدا ہوں گوسفند کیا حقیقت رکھتی ہیں
آپنے فرمایا کہ ای علی گوسفندان مردہ کو میرے آگے لاؤ چنانچہ آپ مری ہوئی گوسفندان
کو آپکے روبرو لائے اُس جناب نے دست مبارک گوسفندوں کی پشت پر پھیرا اور فرمایا
مالک الملک گوسفند زندہ ہو کر کھڑی ہو گئیں آپنے فرمایا کہ ای علی مسلمانوں سے
کہو کہ ہر ایک ایک ایک گوسفند مردہ کو میرے پاس لاویں پس صحابہ ایک ایک گوسفند
آپکے پاس لاتے تھے اور وہ جناب دست مبارک اُسپر پھیرتے تھے اُسیوقت وہ مادہ گوسفند
زندہ ہو جاتی تھی اور پستان اُنکے شیر سے بھر جاتی تھیں یہانتک کہ چھ ہزار گوسفند

فربہ شیر دہندہ زندہ ہوگئیں اور اسقدر شیر اُنکی پستانوں سے دوہا کہ وہ سات
ہزار سپاہ اُنکے شیر سے سیر ہوئی اور سب نے خوب پیا اور جسقدر ظرف اُنکے
پاس تھے سب کو دودھ سے بھر لیا پھر اُس جناب نے فرمایا کہ کھانا دودھ سے
پکائیں اور سب کھائیں عامر نے جو یہ معجزہ دیکھا تو بُت کو گردن سے نکالکر آپکے
روبرو توڑ ڈالا اور از روی اخلاص کے کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ
زبان پر جاری کیا جناب امیر نے اُنکو گلے سے لگایا اور پیشانی پہ بوسہ دیا اور
فرمایا کہ تو غم نہ کھا کہ جو تیری آرزو ہوگی وہ پوری ہو جائیگی اور جتنے غلام
اسکے مرگئے تھے بہ برکت انفاس محمدی سب زندہ ہو گئے اور یہ معجزہ دیکھکر
شرف اسلام کو پہنچے جناب رسولخدا نے اُن غلاموں کا نام شاہد رکھا صحابہ
رسولخدا نے عرض کی کہ یا حضرت گھوڑونکو پانی کہاں سے دیں آپنے فرمایا
کہ اس درخت کے بائیں جانب چشمہ پانی کا ہے اُس سے سب جانورونکو سیراب کرو
جب وہ لوگ اُس چشمہ پر پہنچے تو اژدہے کو دیکھا ڈر کر خدمت جناب پیغمبر
کے پھر آئے اور عرض کی کہ یا حضرت ہمیں اژدہے سے خوف لگتا ہے آپنے یہ
سُنکر اُسجگہ عصا ایک پتھر پر مارا کہ بامر قادر ذوالجلال چشمہ پانی کا اس سنگ سے
جوش ملکر نکلا سب نے گھوڑونکو پلایا اور آپ بھی خوب پیا پس جناب رسالتمآب نے
عامر کو خیمہ میں لائے اور سب حال اُسطرف کا دریافت کیا اور جناب امیر سے ارشاد کیا
کہ ایک نامہ عنقا ی فارس کے واسطے لکھو اور جو مدعا عامر کا ہو سکو بھی اُسمیں
مندرج کرو اور ایک شخص کو دو کہ وہ عنقا کے پاس لیجائے اور جلد اُسکا
جواب لیکر آئے عمر نے کہا کہ یا حضرت کئی بار آپ نے ایلچی عنقا کے پاس بھیجے اور اُنکو

دعوت اسلام کیطرف کی اُسنے سب ایلچیوں کو قتل کیا اب بھی جو کوئی جائیگا وہ قتل کیا
جائیگا جناب امیر نے عرض کی کہ یا حضرت اگر آپ حکم دیں تو میں عنقا کے پاس نامہ لیجاؤں
آپنے ارشاد کیا کہ میں عامر کے گھوڑے کو بحکم خدا زندہ کرتا ہوں اور نامہ عامر کو دیتا ہوں
کہ وہ عنقائی فارس پاس لیجائی غرض جب عامر کے گھوڑیکو زندہ کرکے نامہ اُسکو دیا اور رخصت کیا
جناب امیر نے اُسکو چند باتیں کہ جو اُسکو کار آمدنی تھیں تعلیم کیں اور فرمایا کہ جب تیرا باپ
تیرا قصد کرے تو تو باواز بلند کہنا کہ میں ایلچی ہوں محمد مصطفے کا اُسوقت تیرا بھائی یاسر
تیری امانت اور مدد کرکے تجھے ہمارے پاس پہنچا دیگا پس دونوں غلاموں نے حضرت سے عرض کی
کہ ہمیں بھی اجازت ہو کہ ہم بھی عامر کے ساتھ جائیں آپنے اُنکو بھی رخصت دی عامر حضر
ہوا دوسرے دن وقت طلوع آفتاب کے قلعہ عنقا کے پہنچا دیدبان جو برج قلعہ پہ متعین تھے
عامر کو دیکھا بکمال خوش ہوئے اور ایک ایسا نعرہ خوشی سے کیا کہ سب اہل قلعہ نے سنا
اور عنقا کو عامر کے آنیکی خبر دی عنقا اُسکی مفارقت میں نہایت مغموم اور محزون تھا
عامر کی خبر سنکر کمال خوش ہوا پس جب عامر دربار میں پہنچا تو کہا کہ سلام ہو دربار میں
اُس شخص پر ہو جو کہ جو جانتا ہو کہ ہجدہ ہزار عالم کا خدا ایک ہے اور محمد رسول اُسکا
ہے اور علی وصی اُسکے رسول کا ہی عنقا مع سائر مشرکین یہ باتیں سنکر مثل بید
لرزنے لگا اور کہا کہ ای عامر تو کس خدا کو کہتا ہے وہ خدا کہ جسکو میں گردن میں
ڈالے ہوں یا اُس خدا کو کہ جسکو میں نے تیری گردن میں باندھا ہی عامر نے کہا
اُس خدا کو کہ جسنے مجھے اور تجھے اور ہجدہ ہزار عالم کو پیدا کیا ہی وہ خدا لم یزل و
لایزال کہ جو تجھے ایک چشم زدن میں تخت سے سرنگوں کر ڈالیگا عنقا اس
بات سے آزردہ ہوا اور کہا کہ ای فرزند یہ زیادہ گوئی کرتا ہی بتا تو کہ وہ بت

کہ جو مینے تیری گردن میں ڈالا تھا تونے اُسکو کیا کیا عامر نے کہا کہ مینے اُسکو توڑ
ڈالا اور خدائے محمد معبود یزدان ہے صد ہزار لعنت خدائے بت پرستی پر اے بدبخت
جو کچھ مینے محمد سے معجزات دیکھے ہیں اگر تو دیکھے تو ہرگز بت پرستی نہ کرے
کہ چار ہزار گوسفند مُردہ کو زندہ کیا اور اُنکی پستان سے اسقدر دودھ دوہا
کہ سات ہزار آدمیوں نے بجائے آب شیر پیا اور کہانا پکایا اور چشمہ پانی کا
پتھر سے نکالا ہے گھوڑے کو مع ان دو غلاموں کے زندہ کیا ہے اگر تو جانے
کہ اُنکے معجزہ کو دیکھے تو مسلمان ہو جا اور یہ نامہ محمد اور علی نے تجھے بھیجا ہے
عتقا نے جو یہ سُنا قریب تھا کہ دیوانہ ہو جائے بانگ عامر پہ ماری اور کہا
کہ اے بدبخت کیا بت پرستی سے پھر گیا تو عامر نے کہا کہ بدبخت تو ہی
ہے کہ تو باوجود ان سب معجزات کے کہ تجھسے مینے نقل کیے دل ترا نرم
نہوا عتقا یہ بات سُنکر غضبناک ہوا اور تیغ غلاف سے کھینچی اور قصد عامر کا کیا
عامر نے جو یہ حال دیکھا فریاد کی کہ یا علی اور کہنی ایک وزیر نے ہاتھ عتقا کا پکڑ لیا
اور کہا کہ اے بادشاہ قتل کرنا تو آسان تر ہے مگر تو صبر کرتا دیکھیں کہ عامر محمد اور علی
سے کیا پیغام لایا ہے یہ سُنکر عتقا نے ہاتھ کھینچ لیا عامر نے نامہ آنحضرت کا نکالکر
چوما اور گوشہ تخت پدر پر رکھدیا عتقا نے نامہ وزیر کو دیا اور کہا کہ اسکو آواز بلند سے
پڑھ تا معلوم ہو کہ اسمیں کیا لکھا ہے وزیر نے نامہ لیا اور چاہا کہ نامہ کو پڑھے کہ عامر نے تلوار کھینچکر
وزیر پر فریاد کی اور کہا کہ تو بادشاہ سے کہو کہ پہلے کچھ زر سرخ نامہ پر نثار کرے پھر نامہ کو پڑھنے دے
اور اگر ایسا نہ کیگا تو خون اس بارگاہ میں بہاؤنگا عتقا نے کہا کہ ایک طبق زر لاکر اسپر نثار
کرے بعد وزیر نے اُس نامہ کا مطالعہ کیا اور مثل بید کانپنے لگا اور رنگ اسکا متغیر ہو گیا

اور خوف کے مارے زبان اُسکی بند ہوگئی عنقا نے کہا کہ نامہ کو تو کیوں نہیں پڑہتا وزیر نے
کہا کہ اگر نامہ کو بلند پڑہوں تو تو اول مجھے قتل کرے پہر عامر کو بادشاہ نے کہا کہ مجھے
قسم ہے لات و منات کی میں تجھے قتل کرونگا تو نامہ کو بلند پڑہ وزیر نے کہا کہ بسم اللہ الرحمن
الرحیم اول نام اُس شخص کے کہ جسکا کوئی شریک نہیں وہ خالق خلایق اور مالک الملک
ہے اور ایسا صانع ہی کہ بغیر طناب و چوب کے قبۂ نہ فلک کو برپا کیا دوسرے یہ نامہ میری
طرف سے ہے کہ میں محمد پیغمبر آخر الزماں ہوں ای عنقا جب تو اس نامہ کے مضمون سے
مطلع ہو تو چاہیے کہ اُسیوقت بتوں کو توڑ ڈالے اور وحدانیت خدا اور نبوت محمد
مصطفے اور ولایت علیؑ مرتضیٰ کا اقرار کرے اور مع لشکر قلعہ سے باہر آکر میری ملازمت
سے مشرف ہوئے تا میں اپنے ابن عم علیؑ ابن ابی طالب کو کہوں کہ وہ اس
اژدہے کو تیرے روبرو قتل کرکے اُسکے ضرر سے تجھے نجات دے اور اگر تو خلاف
اسکے کریگا تو میں آنکر تیرے قلعہ کے ساتھ وہ کچھ کرونگا کہ جو سلاسل سے کیا ہے
والسلام۔ جب عنقا نے مضمون نامہ کا سنا تو نہایت برآشفتہ ہوا اور چاہا کہ
نامہ وزیر سے لیکر چاک کرے کہ عامر نے پیشدستی کرکے ایک طپانچہ وزیر کے منہ پر
مارا اور نامہ اُسکے ہاتھ سے لیلیا اور کہا کہ ای بدنما مہربان جلد جواب نامہ کا لکھ عنقا
پہلوانوں پر چیخا اور کہا کہ اس عاصی کو جلد گرفتار کرو یہ سنکر چند کافر دوڑے اور قصد عامر
کا کیا عامر نے تلوار کہینچکر دس کافرونکو قتل کیا آخر بہت سے کافر اُسپر حملہ آور ہوئے
اور اُسکو گرفتار کرلیا عنقا نے جلاد کو بلاکر کہا کہ جلد عامر کا سر تن سے جدا کر جلاد نے
کہا کہ ای بادشاہ ہمیں فکر کر کہ بعد قتل ہونے عامر کے پشیمانی فائدہ ندیگی عنقا
جلاد پر خفا ہوا اور کہا کہ جلد اسکو قتل کر اگر پہر ہمیں کچہ عذر کریگا تو تجھے قتل کرونگا

جلاد نے یہ سنکر چاہا کہ عامر کو قتل کرے کہا سر عامر کا بھائی تلوار کھینچکر دوڑا اور ایک تلوار جلاد کی کمر پر ماری اور اُسے دو ٹکڑے کیا اور کہا کہ ای مدبر عامر جو کچھ کہتا ہے سچ کہتا ہے اگر تو اُسکو قتل کرے تو پہلے مجھے قتل کر کہ میں اپنے بھائی کو قتل ہوتے نہ دیکھونگا امرا نے کہا کہ ای بادشاہ عامر کا قتل تجھے کچھ فائدہ نہ دیگا بلکہ اسکو خلعت دے کہ وہ ایلچی ہو کر آیا ہے اور اُسکو محمدؐ کے پاس بھیجدے اور کہلا بھیج کہ کل میرا باپ لشکر لیکر آئیگا اگر اژدہے کو دفع کروگے تو میں اسلام قبول کرونگا اور یہ محال ہے کہ محمدؐ اور علیؑ سے وہ اژدہا دفع ہو غرض عامر کو خلعت دیکر آنحضرت کی خدمت میں بھیجا عامر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا قصہ بیان کیا بعد عرض کی کہ کل میرا باپ تیس ہزار آدمیوں کے ساتھ آئیگا آپنے فرمایا کہ ای عامر تیرا باپ اُن تیس ہزار آدمیوں کو جوشن پہنائیگا اور جوشن کے اوپر اور ایک جامہ پہنائیگا تا کہ ہم نجانیں کہ یہ جوشن پہنے ہیں مجھے پہلے تیرے آنے سے جبرئیل نے خبر دی ہے اور میں نے علیؑ ابن ابی طالب کو خبر دی ہے عامر نے عرض کی کہ یا حضرت میرا باپ علیؑ کا قصد کرکے آتا ہے آپنے فرمایا کہ تیرے باپنے خیال باطل کیا ہے اور چاہتا ہے کہ مکر و حیلہ سے علیؑ کو ضائع کرے اور جب آئیگا تو ملا خطہ اللہ کا آ رہیگا پس آنحضرت نے لشکر سے کہا کہ ہتیار لگالیں اور مسلح اور مکمل ہو جائیں چنانچہ سات ہزار آدمی تیار ہوگئے پس جبکہ لشکر عنقا کا نمودار ہوا تو لشکر اسلام سوار ہوا اور سایۂ علم نصر من اللہ و فتح قریب میں قرار پکڑا اور لشکر عنقا کا آکر مقابل لشکر اسلام کے صف باندہکر کھڑا ہوا پس آپنے عامر سے کہا کہ تو اپنے باپ سے جاکر کہو کہ تو اسلام لا تا میں تجھے ضرر اژدہے کی دور کروں عامر نے آنکر اپنی

اب سے جو کچھ حضرت نے فرمایا تھا بیان کیا عنقا نے کہا کہ ای عامر محمد تو وہی ہیں جو تجھے علم
سحر کے کھڑے ہیں عامر نے کہا کہ ہاں عنقا نے کہا کہ شنیدہ محمد او تو بہ چچا تا علی ابن ابیطالب
کون سے ہیں عامر نے کہا کہ وہ پشمینہ پوش ہیں کہ جانب راست پیغمبر کے کھڑے ہیں
جبکہ نظر عنقا کی جانب امیر پڑی بند بند اسکا لرزنے لگا اور وزیر سے کہا کہ مجھی
علی کے دیکھنے سے طرفہ حالت ہوئی ہے کہ قوت مجھکو حرکت کی نہیں ہے تو نے
تو عوض میرے کچھ کہو وزیر نے کہا کہ ای عامر تو جا اور کہو کہ میرا باپ کہتا ہے کہ ای محمد
مجکو ساتھ علم سحر اور جادو کے راہ سے نہ پھیر سکیگا اگر تو چاہتا ہے کہ میرے قول پر
عمل کرے تو اول علاج اس اژدہے کا کر اور ہمیں اسکے شر سے بیخوف کر تا تیری بات پر
عمل کروں عامر نے آنکر اُس جناب سے پیغام اپنے باپ کا دیا اُس جناب نے جناب امیر کو بلا
کہا کہ ای علی تم میدان میں جاؤ اور آواز اسکو سناؤ اور کہو کہ ای عنقا میں علی
ابن ابیطالب ہوں اگر میں تجھے اژدہے کے شر سے بچا یا اور پہر تو ایمان نہ لایا
تو بتوفیق خدا تعالی تم سب کو ہلاک کرونگا پس جب جناب امیر نے یہ جا کر اُنسے کہا تو
سب تلیثی ہزار آدمی نعرہ اسد اللہی سے مثل بید لرزاں ہوئے اسی اثنا میں قلب لشکر
سے باہر آیا اور کہا کہ ای علی یہ لاف کذاب کب تک کرو گے مگر اپنی زیست سے تنگ
آئے ہو اگر تم سچ کہتے ہو تو اول علاج اس اژدہے کا کرو تا میں سب لشکر کے ساتھ
جو قول کہ کہا ہے اُسے وفا کروں آپ نے سنکر فرمایا کہ تو ہرگز اپنے قول پر وفا نہ کریگا
یہ فرما کر جناب رسول مقبول کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا اور باتیں عنقا کی عرض کیں
آپ نے فرمایا کہ ای علی اب تم اژدہے کے باب میں جو مناسب جانو وہ کرو اور
معجزہ اپنا اس جماعت کو دکھلاؤ پس جناب امیر نے دلدل سے پیادہ ہو کر

اُس درخت کیطرف کہ جس سے وہ اژدہا لپٹا ہوا تھا چلے جب وہ جناب اُس درخت کے
قریب پہنچے تو بحکم خدا وہ اژدہا بھی درخت سے اُترکر آپ کیطرف روانہ ہوا یہ دیکھا
غریو لشکر کفار سے بلند ہوا اور سب کہتے تھے۔ کہ اب کوئی دم میں اژدہا
علیؑ کو نگل جاتا ہے مگر وزیر عنقا نے ازراہ فراست کے جانا کہ یہ اژدہا لڑنے کو
اُس حضرت سے نہیں آتا کہا کہ ای بادشاہ اگر علیؑ نے اژدہے کو مسخر کیا تو تو دین
محمدی قبول کریگا عنقا نے کہا کچھ ہو میں ہرگز دین اُسکا قبول نہ کرونگا وزیر
یہ سُنکر نہایت خوش ہوا غرض جب اژدہے نے دیکھا کہ جناب امیر نزدیک
پہنچے تو ایک نعرہ مارا کہ جتنے گھوڑے حضرت کے ساتھ تھے سب بھاگ گئے اور وہ
جناب آگے تشریف لیگئے اور کہا کہ ای اژدہے خاموش رہو کہ میں ہوں علیؑ ابن
ابیطالب ای پریزاد اوّل آشنائی کی تونے اور آخر بیگانگی کرتا ہی اور دیکھ کہ حضرت
محمد مصطفے دور سے تجھے دیکھتے ہیں اژدہے نے جو یہ کلام فصیح اور بیان بلیغ
سُنا آپکے قدموں پر گر پڑا اور نعرے کرنے لگا اور دونوں لشکر یہ حال دیکھ رہے
تھے کہ ناگاہ وہ اژدہا فرق سے تا دُم دو پارہ ہوا اور پوست اژدہے میں سے
ایک جوان پریزاد خوبصورت مثل ماہ کے باہر نکل آیا کہ دو پر دونوں جانب
اُسکے تھے اور سینہ پر ہاتھ رکھکر آپ پر سلام کیا شاہ ولایت نے بھی جواب
سلام کا دیا پھر اُسنے درود جناب رسول مقبول پر بھیجا اور کہا کہ اے
امیر عرب مدت سے میں انتظار میں آپکے قدوم میمنت لزوم کے تھا
الحمد للہ کہ اپنی آرزو کو پہنچا یا امیر المومنینؑ اب سوائے اسکے اور کچھ آرزو میری نہیں
کہ آپ مجھے خدمتمیں رسولخدا کے لیچلیں تا جمال جہان آرا اُنکا ملاحظہ کروں

پس جناب امیرؑ اُسکو اپنے ہمراہ لیکر چلے اور اثنار راہ میں احوال اُس سے پوچھتے تھے اور وہ بیان کرتا جاتا تھا سب کا فرشا ہد اس احوال سے حیران تھے اور عنقا بھی مثل چوب خشک کے بہ خشک تھا اور وزیر سے کہتا تھا کہ تو دیکھتا ہے کہ کیا امر واقع ہوا یہ اژدہا علیؑ کے نزدیک پریزاد ہو گیا اور مثل غلاموں کے ساتھ چلا آتا ہے وزیر نے کہا کہ اے عنقا کیا خیال تیرا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو دین محمدؐ کو اختیار کریگا عنقا نے کہا کہ تیری کیا صلاح ہے کہ عجیب معجزہ علیؑ سے ظہور میں آیا ہے وزیر یہودی نے کہا کہ اے عنقا محمدؐ اور علیؑ علم سحر میں اپنا مثل نہیں رکھتے تو کس خیال باطل میں ہے پس جب پریزاد خدمت جناب رسولِ مقبولؐ میں حاضر ہوا تو سلام کیا اور پاؤں پر گرکے پاؤں کو چومنے لگا آپنے پوچھا کہ اے جوان پریزاد تیرا کیا نام ہے اور اس ملک میں کیوں آیا ہے اور اژدہے کی صورت کیوں بنائی ہے اور کیوں اس چشمہ کے نیچے درخت کے مسکن کیا جوان نے کہا کہ یا رسول اللہ میں بیٹا بادشاہ کا ہوں او خدمت میں حضرت سلیمانؑ کے تھا اور نام میرا فیرز ہے ایک روز ہوا بساط حضرت سلیمانؑ کو مصر سے اُڑا کر جانب خراسان لیگئی جب ہم اس جگہ پہنچے تو ہوا کھڑی ہو گئی حضرت سلیمانؑ ہوا پر غصہ ہوئے اور کہا تو کیوں کھڑی ہو گئی اسمیں جبرئیل امین جانب رب جلیل سے نازل ہوئے اور کہا کہ اے سلیمان ہوا پر غصہ نہ کر ہوا حکم سے خدا کے کھڑی ہو گئی ہے اسواسطے کہ ایک روز نبی اور ولی اسجگہ آئینگے سلیمان نے پوچھا کہ اے جبرئیل کون نبی اور کون ولی ہے جبرئیل نے کہا محمد مصطفےٰ پیغمبر آخرالزمان اور علی مرتضیٰؑ داماد اور وصی اُنکے ہوں گے اور کئی سال بعد مبعوث ہونے کے اس جگہ آئیں گے اور سات ہزار آدمی اُنکی امت سے اُنکے ساتھ ہونگے سلیمانؑ

نے جو یہ خبر انکی جبرئیل سے سنی اور اوصاف حمیدہ اور محامد پسندیدہ صفات کیے تو
آرزو کی کہ کاش میں بھی ایک انکی امت میں سے ہوتا پھر حضرت سلیمان نزدیک نیاز
درگاہ خالق بے نیاز میں لائے اور عرض کی کہ خدایا میری تقصیر کو عفو کر کہ میں
سہواً پر خفا ہوا جانب رب الارباب سے خطاب آیا کہ تیری تقصیر کو ہمنے بخشا ای سلیمان
آگاہ ہو کہ نور محمدی کے ساتھ پانچ لاکھ برس پہلے اس سے کہ دنیا کو پیدا کروں میں
ہمکلام کیا اور ہوا جانتی تھی کہ آنحضرت اور وصی انکے اس جگہ آئینگے اس سے
نہ ہو سکیگا کہ گستاخانہ یہاں سے گذر جائے اور تمہاری بساط کو جلدی سی لیجائے
اسواسطے یہاں کھڑی ہوگئی جب سلیمان نے جبرئیل سے یہ باتیں سنیں تو بساط سے
نیچے اترے اور دو رکعت نماز پڑہی اور دعا کی اور حضرت غافر الخطایا سے عفو خطا
چاہی اور آمرزش طلب کی اور دعا کی کہ خداوندا مجھے شفاعت محمد سے نصیب
نکر اس بعد سلیمان نے میرے باپ جمہور شاہ سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تیرے
بیٹے کو اسجگہ چھوڑوں تا اس چشمہ پر نیچے اس درخت کے رہے اور سلام میرا اور تیرا محمد
اور علی کو پہنچاوے جمہور شاہ نے کہا ای سلیمان ہزار جان میری فدا ہے پیغمبر آخر الزمان
مجھے قبول ہے پس میرے باپ نے مجھے سینہ سے لگایا اور بہت نوازش کی اور پوچھا
کہ ای فرزند تجھے منظور ہے کہ اس سعادت کو فائز ہو میں نے کہا کہ مجھے منظور ہے
پس حضرت سلیمان نے میری پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا کہ ای فیروز جب تو
ملازمت رسول اللہ سے مشرف ہو تو کہنا کہ سلیمان پیغمبر نے تمکو سلام
عرض کیا ہے اور کہا ہے کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ
و اشہد ان علیاً ولی اللہ پھر فیروز نے عرض کی کہ یا حضرت مجھے اب آپ

تصدیق دین تا ایک پہاڑ نے میں کوہ قاف پہنچوں اور اپنے باپ کے لشکر کو کہ مطیع
میرے ہیں اپنے ہمراہ لاکر عقائی فارس کو مع اقوام کے روئے زمین سے
مٹادوں چار برس سے میں اس شخص سے بہ نسبت آپکے بے ادبی دیکھتا ہوں
اس سبب مجھے اس سے عداوت ہوگئی ہے آپنے پوچھا کہ کیا بے ادبی کرتا ہے
عرض کی کہ یہ بدبخت چار برس سے ایک جماعت ملاعین کے ساتھ اس چشمہ پر
آنکر شراب پیا کرتا تھا اور ایکروز آپکے ایلچی کو اسجگہ بہزار ذلت اور خواری قتل
کیا اور آپکے نامہ کو پھاڑ ڈالا یہ حال دیکھکر میں آزردہ ہوا اور درگاہ الٰہی میں
ہمیشہ کہتا تھا کہ خدایا مجھے اسقدر قوت دے کہ میں اس کافر کو چشمہ پر آنے نہ دوں
میں یہ دعا کر رہا تھا کہ برابر میرے ایک مرد سبز پوش نورانی عصائی سبز در دست
پیدا ہوا اور مجھسے کہا کہ ای فیروز شاہ تو جانتا ہی کہ میں کون ہوں مینے عرض کی
نہیں کہا میں خضر پیغمبر ہوں جو کچھ کہ میں پڑھتا ہوں تو بھی پڑھ تا خداتعالی
تجھے بصورت اژدہا بنادے اور قوت عظیم عنایت فرمائے اور ایسا کرے کہ
تیرے خوف سے کوئی کافر نہ آسکے پس خضر نے ہی دعا کی اور مینے بھی انکے ساتھ
دعا کی کہ میں بصورت اژدہے کے بنگیا پھر حضرت خضر نے کہا کہ چار برس کے بعد اب تجھ
آنکے وصال کو پہنچے گا میرا سلام بھی اس جناب کو عرض کرنا اور کہنا کہ خضر نے
کہا ہی کہ خداتعالی نے مجھے بسبب محبت تمہاری کے اس مرتبہ پر اور سعادت
عظمی کو پہنچایا اور روز قیامت تک جو کوئی تمہارے دوستوں میں سے جنگلو نمیں راہ
بھولیگا اور درماندہ و عاجز ہوگا اسکی یاری اور مدد کرونگا اور اسکے مقصود تک اسکو
پہنچاؤنگا اور کسی وقت شب و روز میں یاد خدا سے اور تمہاری یاد سے غافل نہیں ہوں میں پس

کلمات فرما کر وہ میری آنکھوں سے غائب ہو گئے اور میں اس چار برس تک یا زیادہ کی عمر کو پہنچا ہوں
اور ان کافروں نے اس مدت میں کئی بار مجھ سے ارادہ حرب کا کیا اور شکست کھا کر بھاگے مجھ سے اُنکی لڑائی
مگر اکثر یہ کافر ہلاک ہوئے اور جب دیکھا کہ میرے حریف اور مقابل زیادہ ہیں اور مجھ سے عہدہ برآ
نہیں ہو سکتے تو لاچار ہو کر اس چشمہ سے دل اُٹھا لیا اور آنا چھوڑ دیا یہ سنکر جناب پیغمبر نے فرمایا کہ
اے فیروز تیرا باپ جمہور شاہ ہے عرض کی کہ ہاں اور اب تک زندہ ہے اور حضرت سلیمان نے
اُسکے حق میں دعا کی تھی کہ تو دنیا سے نہ جائیگا جب تک کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت میں
نہ پہنچیگا الحمد للہ کہ آپ کی ملازمت سے سرفراز ہوا اب حکم کیا ہوتا ہے جناب رسالت مآب
نے فرمایا کہ اب تو اپنے ملک کو روانہ ہو اور خاطر جمع سے بیٹھ کہ خدا تعالی تجھ سے
راضی ہے اور میں کہ محمد ہوں تجھ سے خوشنود ہوں اور تو اپنے دوستوں کو فراموش نکرنا فیروز
نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ماں باپ میرے پہلے اس سے شرف اسلام کو پہنچے تھے آیا
میں حلال زادہ ہوں یا نہیں یہ سنکر اُس جناب نے فیروز کی پیشانی پر بوسہ دیا اور
فرمایا کہ اے فیروز میں تجھے اپنے دوستوں میں سے جانتا ہوں بواسطہ محبت کے
کہ مجھ سے تو رکھتا ہے میں بغیر تیرے بہشت میں قدم نہ رکھونگا اور باپ اور ماں
تیرے ابھی تک باطل پر ہیں اب تو انکو میرے دین و ملت کیطرف راہ دکھلا اور
ہدایت کر اور وہ بھی تیری اطاعت کرینگے اور میرے دین کو قبول کرینگے اور تو حلال
زادہ ہے اور جو کوئی حرامزادہ اور اصل بد ہے وہ ہمارے دوستوں سے نہیں
ہوتا فیروز ان باتوں سے نہایت خوش ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ
مجھے اجازت ہو کہ میں ان کفار سے جہاد کروں اگر مارا جاؤں
تو درجہ عظمے کو پہنچوں آپ نے فرمایا کہ رحمت خدا تجھپر

اے فیروز تو جا اور اپنی قوم کو ہمیشے دین کیطرف راہنمائی کر اور سعادت دو جہانی کو حاصل ہو
اور اپنی جگہ میں قرار پکڑ اور خدا تعالی ہمارا معین اور مددگار ہے وہ ہماری مدد کریگا پس حضرت
فیروز نے پائے مبارک جناب رسول مقبول اور جناب امیر عرب کو بوسہ دیا اور رخصت ہو کر
کوہ قاف کیطرف پرواز کی پس شاہ ولایت نے دلدل کو میدان میں جولان کیا اور کہا
کہ اے عنقا اب تو آ اور مسلمان ہو اور وحدانیت خدا اور نبوت جناب رسول ہاشمی کا اقرار
کر عنقا نے یہ سنکر نیزہ دوش پر راست کیا اور جو الیس ہاتھ کا تھا بر بدن پر لگائے اور
گھوڑیکو مہمیز کرکے میدان میں آیا جس میں نظر اسکی شاہ ولایت پر پڑی تو بند بند
اُسکا لرزنے لگا اور بدن میں مارے خوف کے رعشہ پڑ گیا اور کہا کہ اے علی اگر دین محمد
برحق ہے تو تو میدان سے چلا جا اور محمد کو میدان میں بھیج اُس جناب نے یہ سنکر میدان
سے مراجعت کی اور جناب رسولخدا کی خدمتمیں حاضر ہو کر پیغام عنقا کا عرض کیا
پس جناب رسولخدا میدان میں تشریف لائے اور ایک نعرہ اللہ اکبر کا ایسا کیا
کہ بند بند عنقا کا مثل بید کانپنے لگا اور عرض کی اے رسولخدا اگر تم پیغمبر ہو تو مجھسے
خلق اور حلم کے ساتھ بات کرو تا میں تمہارے دین میں آؤں اور جب تک
میں تمسے معجزہ نہ دیکھوں گا مسلمان نہونگا فرمایا کہ کیا معجزہ تو چاہتا ہے
اُسنے کہا کہ یہ پتھر جو پڑا ہے یہ تمہارے حکم سے شگافتہ ہو جائے اور ایک درخت
اسمیں سے پیدا ہو کہ وہ درخت پانچ شاخ رکھتا ہو اور ہر شاخ میں میوہ ع
ہر رنگ کا جدا جدا پانچ طرح کا کہ یہ اور انجیر اور رطب اور سیب اور
انار ہو پس جب تم یہ معجزہ ہمکو دکھلاؤ گے تو ہم تمپر ایمان لائینگے اور
اسلام کو قبول کرلینگے جناب رسولخدا نے فرمایا کہ اے کافر تو شرط کر خدا کی ساتھ

کہ اگر یہ معجزہ دیکھونگا تو ساتھ خلاص کے مسلمان ہوجاؤنگا غرض اُس نے شرط کی
جناب رسولخدا نے دعا کی اور جناب امیر نے آمین کہی کہ ناگاہ اُس سنگ سے
ایک آواز آئی اور وہ پتھر پھٹ گیا اور پانچ شاخیں پانچ طرح کی میوہ ہائے گونا گوں
سے بھری ہوئی نکلیں کہ سات ہزار مسلمانوں نے اور تیس ہزار کافروں نے اُسکو دیکھا
جناب رسولخدا نے عنقا سے کہا کہ اب تو نے یہ معجزہ دیکھا اپنے اقرار کے موافق
وحدانیت خدا کا اقرار کر اور اسلام لا عنقا نے یہ سُنکر عمود اپنا اُٹھایا اور
عامر سے کہا کہ اول میں کام محمد کا تمام کرتا ہوں اور پھر بعد اسکے تجھے قتل کرونگا
عامر نے کہا کہ لعنت خدا تجھپر کہ تو نے ایسا معجزہ دیکھا اور پھر ایمان نہ لایا اور خبردار
ہو کہ اسی وقت تو ساتھ خاک تیرہ کے برابر ہوگا القصہ عنقا نے مرکب جانب
رسول مقبول کے دوڑایا اور آپ پر عمود کا حملہ کیا قدرت خدا سے ہاتھ اُس لعین کا
خشک ہو گیا یہ دیکھکر جناب امیر دلدل کو دوڑا کر عنقا کے پاس آئے اور اُس ملعون
کی کمر میں ہاتھ ڈالکر زین اسپ سے اُٹھا کر سر سے بلند کیا اور پھر اسطرح زمین پر ٹپکا
کہ اعضا اُسکے چور چور ہو گئے پھر عامر سے کہا کہ ای عامر وفادار میں نے تیرے باپ کو
تیرے سپرد کیا اب تجھے اختیار ہے کہ جو چاہے اسکے ساتھ تو کر عامر اپنے باپ کے
سینہ پر چڑھ بیٹھا کہ اسمیں یاسر عامر کا بھائی رسولخدا کی خدمتمیں
آیا اور بت کو گردن سے نکالکر توڑ ڈالا اور کلمہ زبان پر جاری کیا عامر نے
اپنے باپ سے کہا کہ اگر اب بھی تو اسلام لائے تو میں تجھے چھوڑ دوں اُسنے
قبول نہ کیا عامر نے اُسکا سر بدن سے جدا کر کے پھینکدیا یہ دیکھکر وہ
تیس ہزار آدمی لشکر کے بھی مسلمان ہو گئے عامر نے وزیر کو

مع اُسکے توابعین کے جو ایمان نہ لائے قتل کیا اور کلید خزانہ کو عامر یاسر نے جناب رسولخدا کی خدمت
میں حاضر کیا اُس جناب نے سب مال خزانہ کو لشکر پر تقسیم کیا اور بادشاہی اُسجگہ کی عامر کو
دی عامر نے یاسر کو اپنی جگہ بٹھا کر معیت رسولخدا کی اختیار کی **معجزہ شصت و ہفتم**
مروی ہے کہ ایک وقت جناب امیر نے عزم صفین کا کیا اور اثناء راہ میں ایک صحرا میں اُتری
کہ اُسمیں پانی نہ تھا مالک اشتر نے کہا کہ پیاسا اُس جناب کے لشکر کا تھا عرض کی کہ
یا امیر المومنین اس صحرا میں پانی نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ خدا تعالی ہمکو یہیں پانی عنایت
کریگا کہ وہ خوشتر ہوگا شہد سے اور نرم تر ہوگا مسکہ سے اور سرد تر ہوگا برف سے
اور صاف تر ہوگا یاقوت سے یہ فرما کر ایک جا بے ہموار پر آنکر کھڑے ہوئے
اور اُس زمین کو کھودنے کا حکم دیا اُسجگہ ایک سنگ عظیم نمودار ہوا کہ حلقہ اُسپر سیم
درخشاں کا لگا ہوا تھا آپ نے فرمایا کہ اس پتھر کو اُٹھاؤ سو آدمی نے ملکر زور کیا
مگر وہ پتھر اپنی جگہ سے نہ ہلا اُس جناب نے یہ دیکھا دست دعا درگاہ خالق ارض
وسما میں اُٹھا کر کچھ دعا زبان مبارک پر جاری کی اور اُس پتھر کو اُٹھا کر چالیس گز
دور پھینکدیا اُسکے نیچے سے ویسا ہی پانی نکلا جیسا کہ آپ نے وصف اُسکا کیا تھا
سب نے اُس پانی کو پیا اور چارپایونکو بھی پلایا اور پھر اُس پتھر کو اُسی چاہ پر رکھکر
خاک اُسپر ڈالدی اور اُس مقام سے کوچ کیا تھوڑی سی دور آگے جا کر آپ نے فرمایا کہ آیا تم میں
کوئی ایسا ہے کہ پھر اُس چشمہ کو پہچانے عرض کی کہ ہم سب اُسکو پہچانتے ہیں
یہ سنکر آپ نے عنان اسپ اُسطرف کو پھیری اور وہاں آنکر سب نے اس چشمہ کو
ڈھونڈا اُسمیں اثر اسکا نہ پایا غرض ڈھونڈتے ہوئے صومعہ راہب پر پہنچے دیکھا
کہ راہب اسقدر بڈھا ہے کہ پلکیں اُسکی آنکھوں پر آن پڑی ہیں انہوں نے پوچھا کہ

اے راہب آیا اب تیرے پاس آب شیریں ہے کہ ایک شربت آب ہمارے صاحب کو دے
اُسنے کہا کہ دو روز سے مینے آب شیریں رکھ چھوڑا ہے مگر میں جب اُسکو لایا تھا تو وہ
آب تلخ تھا انہوں نے پیکر کہا کہ اُس پانی کو تو شیریں کہتا ہے اگر وہ پانی تو دیکھتا کہ جسکو
ہمارے صاحبنے ہمکو پلایا ہے تو اُسکا ذایقہ تجھے کبھی نہ بھولتا اور اُس چشمہ کا قصہ
بیان کیا اُس راہبنے پوچھا کہ وہ پیغمبر ہے کہا نہیں بلکہ وصی پیغمبر ہے وہ راہب
صومعہ سے نیچے اُترا اور کہا مجھے آنکی خدمتمیں لیچلو لیس جب وہ آپ کی خدمتمیں
پہنچا اور اُس جنابنے اُسکو دیکھا تو فرمایا کہ تو شمعون راہب ہے عرض کی اُسنے
کہ ہاں میں شمعون ہوں یہ نام میرا میری ماں نے رکھا تھا اور سوائے خدا تعالے
کے کوئی اور اس نام پر اطلاع نہیں رکھتا تمنے کہاں سے اسکو جانا کہ میرا نام شمعون ہے
پھر اُس چشمہ کا حال اور نام اُسکا پوچھا فرمایا کہ نام اس چشمہ کا زاہوما ہے اور بہشت سے
ہے اور تین سو تیرہ ۳۱۳ وصیونے اُس سے پانی پیا ہے اور میں آخر اُنکا ہوں راہبنے
کہا کہ ہاں ایسا ہی ہے اور مینے کتب انجیل وغیرہ میں ایسا ہی دیکھا ہے اب میں
گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی خدا نہیں اور محمد رسول اُسکا ہے اور تو وصی محمد کا
ہے اور آپ کی رکاب سعادت انتساب کا ملازم رہا تا اینکہ معرکہ جہاد صفین میں اول سب سے
اُسنے جام شہادت کا پیا **معجزہ شصت و ہشتم** مروی ہے کہ ایکروز ایک
جماعت جناب کے پاس آئی اور عرض کیا کہ ایکمدت سے خدا تعالیٰ نے ہم گنہگاروں پر
مینہ نہیں برسایا اور اپنی رحمت سے ہمکو محروم رکھا ہے تم دعا کرو کہ ہم گنہگاروں پر
رحم کرے اور مینہ برسائے اُس جنابنے روئے نیاز بیچ درگاہ بے نیاز کے اُٹھا کر
دعا کی اور اشارہ آسمان کیطرف کیا اُسیوقت بقدرت خدا آسمان پر ابر پیدا ہوا

اور اسقدر برسا کہ صحرا کوفہ دریا ہوگیا پھر سب جمع ہو کر آپ کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ ای
ولی خدا ہم سیراب ہوئے اور جسقدر پانی چاہتے تھے وہ آگیا اگر زیادہ برسیگا تو ہم کو تباہ
کر ڈالیگا اُس جناب نے پھر دعا کی کہ مینہ موقوف ہوگیا اور خلایق شکر الٰہی بجا لائے معجزہ
شصت و نہم منقول ہی کہ جناب امام حسن عسکری نے جناب امام حسین سے روایت
کی ہی کہ صفا میں ایک دراج آیا اور جناب امیر سے عرض کی کہ یا ولی بعد چار پہر کے
میں اسیطرح تسبیح اور تہلیل اور تحمید اور تکبیر خدا تعالی کرتا ہوں اور مشغول عبادت ہوتا ہوں حضرت
امام حسین نے فرمایا کہ میرے پدر عالیقدر نے ارشاد کیا کہ اس کا نمیش کہانیکو ہی نہ پینیکو اپنی
تو نے کیونکر زندگانی کی آپ سنے عرض کی مجھے قسم ہے اُس خدا کی کہ جسنے تیرے ابن عم کو مبعوث
کیا کہ جب میں بھوکا ہوتا ہوں تو تیرے شیعوں کو دعا کرتا ہوں پس میں سیر ہوجاتا ہوں اور
جب پیاسا ہوتا ہوں تو تیرے دشمنوں پر نفرین کرتا ہوں میری تشنگی رفع ہوجاتی ہی پھر
اُس حیوان نے یہ دو بیت پڑھیں ۵ یا ایہا السایل عما دونہ النجم العلی و انما تخبرت عنہ
وانسح امر جلی ‡ خیر خلق اللہ من بعد النبیین علی ‡ و بہ قام المولی و بہ ضل الغوی
معجزہ ہفتادم مروی ہے کہ عبداللہ بن زید کہتا ہی کہ ایکبار میں حج کو گیا تھا دو دختر کو
دیکھا طواف کعبہ کرتی تھیں اور ایک دوسری سے موافق اپنے دعا کے قسم کھاتی تھی اور
کہتی تھی وحق المنتجب للوصیۃ والحاکم بالسویۃ والعادل فی القضیۃ بعل فاطمۃ الزکیۃ المرضیۃ
یعنی قسم ہے اُس حق کی کہ برگزیدہ کیا گیا ہی واسطے وصیت کے اور حاکم ہی ساتھ راستی کے اور عادل
بیچ حکم اور قضیہ کے زوج ہی فاطمہ زکیہ مرضیہ کا راوی کہتا ہی کہ مینے اُن سے پوچھا کہ یہ تم
کسکی تعریف کرتے ہو ممدوح تمہارا کون ہے اُنہوں نے کہا کہ امیر المؤمنین پیشوای متقین قسیم النار
والجنۃ داخل کرنیوالا اپنے دوستوں کا بہشت عنبر سرشت میں سرور غالب علی ابن ابیطالب

مینے اُسسے کہا کہ تونے اُس جناب کو کہاں دیکھا ہی اور کیونکر پہچانتی ہی اُسنے کہا کہ
میں اُس جناب کو کیونکر نہ پہچانوں کہ میرے باپنے صفین میں پیچ رکاب ظفر انتساب
اُس عالیجناب کے شہادت پائی ہی اور بعد شہادت میرے باپ کے وہ جناب میرے گہر آیا
اور میری ماں سے پوچھا کہ کیونکر زمانہ تیرا گذرتا ہی ای مادر یتیماں میری ماں نے عرض کی کہ
خیریت سے گذرتا ہی اے امیر المومنین اور میں اور یہ میری بہن صغیر سن تہی پس ہم
آپکی خدمت میں گہر سے باہر گئے اور میری آنکہ بسبب مرض چیچک کے جاتی
رہی تہی اور نابینا ہوگئی تہی جب مجہپر اُس جناب کی نظر پڑی تو ایک آہ دردناک کہینچی
اور یہ دو بیت زبان پر جاری فرمائیں ؎ ما ان تاوّہت من شئی اوذیت بہ کما
تاوّہت للاطفال فی الصغر؛ قد مات والدہم من کان یکفلہم ، فی النائبات و
فی الاسفار والحضر؛ پہر دست مبارک اپنا میری آنکہ پر پہیرا اُسیوقت میری آنکہ
روشن ہوگئی اب مجہے سب کچہ دکہائی دیتا ہی **معجزہ ہفتاد و یکم** عمران بن میثم تمار
روایت کرتا ہی کہ ایک روز میرے باپنے مجہسے کہا کہ ای میثم اگر معاویہ علیہ ما علیہ تجہی حکم
دے کہ مجہپر تبرا کرو تو اُسوقت تو کیا کریگا مینے عرض کی کہ میں ہرگز ایسا کام نکرونگا
اور آپکی محبت اور متابعت سے دست بردار نہونگا فرمایا کہ واللہ اُسوقت معاویہ تیرے
قتل کا حکم دیگا مینے عرض کی کہ میں صبر کرونگا اور اپنی جان دونگا مگر تمہاری
محبت اور عقاد اور انقیاد سے نہ پہرونگا آپنے فرمایا کہ پس اُسوقت تو ہمارے ساتہ
جنت میں ہوگا عمران کہتا ہے کہ پہر میرے باپنے مجہسے کہا کہ ایکروز معاویہ مجہے
تجہسے طلب کریگا اور تو کہیگا کہ باپ میرا مکہ میں ہے اور معاویہ ایک جماعت کو
سرہنگوں سے تیرے ساتہ قادسیہ میں مقیم کریگا اور جسوقت کہ میں مکہ سے

مراجعت کرونگا تو مجھے قید کرلیں گے اور اُسکے پاس لیجائینگے یہ خبر مینے امیرالمومنین سے سُنی ہے غرض جب ایک مدت اسپر گذری تو باپ میرا حج کو گیا اور اُنھیں ایام میں معاویہ نے ایک شخص کو میرے باپکے بلانے کو بھیجا اور غلاموں نے اُسکے میرے گھر کو آنکر گھیر لیا اور میرے باپ کو بہت ڈھونڈا وہ کہیں نملا آخر مجھکو پکڑ لیا اور کہا کہ تیرا باپ کہاں ہے اُسکو حاضر کر مینے کہا کہ حج کو گیا ہی اور مکہ میں ہے معاویہ نے ایک جماعت کو اپنے توابعین سے میرے ہمراہ قادسیہ کو بھیجا اور اسقدر قادسیہ میں توقف کیا کہ میرا باپ مکہ سے پھرا اور قادسیہ میں پہنچا اُسکو پکڑ کر معاویہ کے پاس لے آئے معاویہ نے کہا کہ میثم اگر تو اپنی زندگی چاہتا ہی تو ابوتراب کو بُرا کہو اور اُسپر تبرا کر میثم نے کہا کہ ہرگز میں اُنپر نفرین نہ کرونگا اور نفرین خدا اور رسول کی دشمنان ابوتراب پر ہو جیو معاویہ نے اُسکو عمر بن حریث کے دروازے پر الٹا لٹکا دیا کہ بعد چار روز کے اُسکے ناک اور کانوں سے خون جاری ہوا اُسوقت میثم نے کہا کہ مجھسے سوال کرو اور پوچھو تا میں تمکو خبر دوں مفسدوں اور قبایح بنی اُمیہ کی یہ خبر معاویہ کو پہنچی اُسنے حکم دیا کہ میثم کے منہ میں لگام پہنادو غرض ایسا ہی کیا کہ میثم تیسرے روز مر گیا اور بجوار رحمت ایزدی فایز ہوا پس وہ شخص اہل اسلام سے کہ جسکو لجام پہنائی ہو وہ میثم تھا رحمۃ اللہ علیہ

معجزہ ہفتاد و دویم تفسیر جناب امام حسن عسکری میں مروی ہے کہ جناب مستطاب امیرالمومنین صفین کو تشریف لیے جاتے تھے کہ اثناء راہ میں ایک جگہ اُتری اور چاہا کہ واسطے طہارت کے تشریف لیجائیں کہ چند منافقین نے آپسمیں مشورہ کیا کہ اس جناب کی عورتوں پر نظر کریں اور جو کچھ آپ سے جدا ہو اُسکو دیکھیں اُس جناب کو جب آپکا یہ ارادہ معلوم ہوا تو صحرا میں دو درخت تھے کہ مابین اُن دونوں کے ایک فرسنگ کی دوری تھی آپنے قنبر سے ارشاد کیا کہ ای قنبر ان دونوں درختونکو آواز دے کہ وصی محمد مصطفے تمکو حکم دیتا ہی کہ تم آنکر آپسمیں نزدیک ہو جاؤ اور ملجاؤ قنبر نے

انکو آواز دی وہ دونوں درخت آپس میں نزدیک ہو گئے اور اسطرح ایکدوسرے کیطرف دوڑا جیسے دو دوست
بعد مدت کے ایک دوسرے کو دیکھے اور اشتیاق میں آنکر ایکدوسرے کی جانب دوڑے جناب امیر نے چاہا کہ
پیچھے اُن درختوں کے تشریف لیجائیں منافقوں نے کہا ہم اُس درخت کے گرد پھر کر انکو دیکھیں گے وہ جناب
کو حاجت اور ارادہ بھی انکا معلوم ہوا تو قنبر سے ارشاد کیا کہ مجھے ان درختوں کے چھپانیکی طرف کچھ
حاجت نہیں ان درختوں سے کہو کہ اپنی اپنی جگہ چلے جائیں اور آپ صحرا میں بیٹھ گئے پس جب منافقین
آپکی طرف مُنہ کرتے تھے دیکھنے کے واسطے تو آنکھیں اُنکی اندھی ہو جاتی تھیں اور کچھ دکھائی
ندیتا تھا اور جب دوسری طرف منہ اور طرف کر لیتے تھے تو پھر دکھائی دینے لگتا تھا غرض جب تک وہ جناب طہارت
سے فارغ ہوئے انکا یہی حال رہا **معجزہ ہفتاد و سوم** منقول ہے کہ مابین جناب امیر اور خالد بن ولید
کے ایک ماجرا گذرا کہ ایکروز وہ جناب صحرا میں تشریف لیے جاتے تھے اور خالد بھی لشکر لیے ہوئے
جاتا تھا جناب امیر کو دیکھکر خالد نے عمود آہنی کہ ہاتھ میں اُسکے تھا اُٹھا کر چاہا کہ آپکے فرق مبارک
مارے آپنے وہ عمود اُسکے ہاتھ سے چھین کر اور مثل طوق کے موڑ کر اُسکی گردن میں ڈالدیا خالد پھر کر
ابوبکر کے پاس آیا اور حال اپنا دکھایا لوگوں نے ہر چند چاہا کہ اُسکو گردن سے نکالیں نکال سکے
پھر آہنگروں نے ہر طرح کی تدبیر اُسکے نکالنے کی کی اُنسے بھی نہ نکل سکا وہ بھی عاجز آئے
اسواسطے کہ آگ میں اُسکو ڈال سکتے تھے والا خالد ہلاک ہوتا غرض سب مضطرب ہو کر جناب امیر
کیخدمتمیں آئے اور بہت تضرع وزاری کی آپنے دو انگلیاں اُسمیں ڈالکر اُسکو کھولدیا اور اُسکی گردن سے
اُسکو نکالدیا **معجزہ ہفتاد و چہارم** عبداللہ عنوی سے روایت ہے کہ جنگ جمل میں
میں نزدیک جناب امیر المومنین کے بیٹھا تھا کہ ناگاہ ایک جماعت اُس جناب کے ملازمین
سے اُس جناب کے پاس آئی اور کہا کہ یا حضرت لشکر مخالف سے تیر آتے
ہیں اور ہمکو مجروح کرتے ہیں آپ ہمکو رخصت حرب کی دیں آپنے کچھ جواب ندیا

کہ ایک جماعت اور ہراساں اور ترساں آئی اور عرض کی کہ یا امیر المومنین دشمن بہت
نزدیک آگئے ہیں اور ہم پر غلبہ کرنا چاہتے ہیں اور آپ ہمکو اجازت حرب کی نہیں دیتے
آپنے فرمایا کہ ابھی میں منتظر ہوں نزول افواج ملائکہ کا کہ رسولخدا نے مجھے اس سے خبر دی ہے
پس جبتک کہ ملائکہ نازل نہونگے میں ان سے جنگ نہ کرونگا عبداللہ کہ راوی اس حدیث کا ہے
کہتا ہے کہ تھوڑی دیر کے بعد ایک ہوا چلی خوشبو تر عنبر سے اور ایک نسیم ظاہر ہوئی زیادہ
مشک اذفر سے اس ہوا نے باوجودیکہ ہم زرہ اور خود اور جامہ پہنے تھے ہمکو معطر اور خوشبو
اور خوشحال کردیا پس جب علامات اور آثار ظاہر ہوئے تو وہ جناب اٹھے اور زرہ بدن مبارک
سے اتار ڈالی اور متوجہ حرب ہوئے راوی کہتا ہے کہ ہمنے اکثر معارک و رزم و حرب و ضراب
و جدال دیکھی تھی مگر کسی حرب کو ایسا جلد فتح ہوتے نہ دیکھا تھا جیسا کہ یہ لڑائی جلد
فتح ہوئی **معجزہ ہفتاد و پنجم** منقول ہے جناب حسینؑ سے آپ فرماتے تھے
کہ ایک روز میں سورہ اذا زلزلت الارض زلزالہا کو پڑھ رہا تھا جب پہنچا قال الانسان
مالہا یومئذ تحدث اخبارہا پڑھا تو جناب امیر نے فرمایا کہ وہ انسان کہ زمیں سے سوال
کرے اور زمین اسکو خبریں اپنی دیوے وہ میں ہوں راوی کہتا ہے کہ جب جناب امیر نے
یہ بات فرمائی تو ابن الکوا نے کہ خارجی تھا کہا یا امیر المومنین مراد اس آیہ سے کیا ہے
اور غرض رجال سے بیچ آیہ و علی الاعراف رجال یعرفون کلا بسیماہم کی کیا ہے
فرمایا کہ ہم ہیں رجال اور ہم ہیں کہ پہچانینگے اپنے دوستوں اور انصار کو انکی مونہوں سے
اور ہم ہیں صاحب اعراف کہ درمیان بہشت اور دوزخ کے کھڑے ہونگے بعد اپنے محبوں
کو بہشت میں اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں داخل کرینگے پس وائی اس شخص پر کہ جو
ہمارا انکار کرے اور ہم اسکا انکار کریں بعد اس اثنا میں کہ آپ ابن الکوا سے کلام

کرتے تھے چند مرتبہ اسکو تحریک کرنے خلافت یا یعنی وا سی پر تو حالانکہ ابن الکوا دعویٰ تشیع کا کرتا تھا مگر اسکا سرکشی کو معلوم نہ تھا تا اینکہ روز جنگ نہروان ابن الکوا خوارج نہروان کی جانب سے لڑنے کو جناب امیر سے نکلا اور خارزار ان پندار کی راہ سے جہنم واصل ہوا اُس وقت اپکے ویکھتے کا حال کھلا معجزہ ہفتاد و ششم منقول ہے عبداللہ ابن عباس سے کہ ایکبار زمانہ عمر خطاب میں دو عورتیں جھگڑتی ہوئی آئیں صورت قضیہ یہ تھی کہ ایک عورت کے بیٹا ہوا تھا اور ایک کے بیٹی اور شوہر دونوں کا ایک تھا جسکے بیٹی ہوئی تھی اُسنے اپنی بیٹی کو دوسری کے بیٹے سے بدل لیا اور کہا کہ بیٹا میرا ہے اور بیٹی اسکی ہے اور بیٹے والی کہتی تھی کہ یہ جھوٹی ہے بیٹا میرا ہے اور بیٹی اسکی ہے خلیفہ صاحب کو اسکے فیصلہ میں تردد واقع ہوا آخر یہ قضیہ جناب امیر کے پاس رجوع کیا گیا اُس جناب نے ایک پیالہ منگوایا اور ایک عورت سے کہا کہ اب تو اس پیالہ میں اپنا دودھ دوہ جب پیالہ دودھ سے بھر گیا تو آپنے فرمایا کہ اسکو تولو پس اُسکو تولکر پھینکدیا دوسری عورت سے کہا کہ اب تو اس پیالہ میں اپنا دودھ دوہ اور اُسکو بھی تولا جب دونوں کے وزن معلوم ہوگئے تو جناب امیر نے جسکا بیٹا تھا اُس سے کہا کہ تو اپنا بیٹا لیلے اور جسکی بیٹی تھی اُس سے کہا کہ تو اپنی بیٹی لیلے عمر نے کہا کہ یا ابو الحسن آپنے یہ حکم کیونکر کیا فرمایا کہ اے عمر آیا تو نہیں جانتا کہ دیت عورت کی نصف دیت مرد کی ہے اور گواہی عورت کی نصف گواہی مرد کی ہے اور میراث عورت کی نصف میراث مرد کی ہے پس ایسے ہی شیر دختر کا وزن میں کمتر ہے شیر پسر سے یہ سنکر عمر نے تبسم کیا اور کہا کہ اے ابو الحسن خدا مجھے زندہ نرکھے اُس شہر میں کہ جس میں تم نہو

معجزہ ہفتاد و ہفتم منقول ہے کہ جناب خاتم الانبیا محمد مصطفی کے عہد میں ایک جوان تہا
اولاد انصار سے کہ صورت حال اُسکے ساتہ زیور صلاح وسداد کے آراستہ اور ہمت
بلند اُسکے خیال ہوا و ہوس نفسانی سے برخوستہ تہی اور ساتہ زبردستی توت ایمانی
کے نفس کو زیردست اپنا کر رکہا تہا زمانہ خلافت عمر ابن الخطاب میں ایک سال اُس
جوان نے ارادہ حج کا کیا جناب امیر المومنین نے میر حاج سے اُسکی سعی کی اور فرمایا کہ
اس جوان صالح کو اعزاز و اکرام سے رکہنا مگر خدا تعالی نے اُس جوان
کو جمال لایق اُسکے کمال کے اور صورت مناسب اُسکی سیرت کے عطا کی
تہی ایک زن حبشیہ بہی اُس قافلہ میں تہی وہ اُس پر عاشق ہو گئی
اور ایک مدت اُسکے وصال کے انتظار میں ساتہ تلخ کامی کے گذران کی ایک
شب اُسکے پاس گئی اور پردہ اپنے راز سے کہولا اور حال اپنے تعشق کا بیان
کیا اور ساتہ زبان لابہ و چاپلوسی کے درخوست اپنے حصول مطلب کی اُس سے
کی اُس جوان صالح نے کہا کہ ای ملعونہ دور ہو و الا ابہی قافلہ میں فریاد کر کے
تجہے رسوا کرتا ہوں وہ عورت ناچار ہو کر پہر گئی پہر دوسری منزل میں پہنچکر وہی
زمزمہ سوز اپنا کیا اور بہیچ تحصیل مراد نفس اَمّارہ کے دوبارہ افسونگری آغاز کی جوان نے
بہ مثل روز اول انکار کیا تیسری منزل میں اُس عورت بدگہر نے ایک سو ایک دینار سرخ اور
اور ایک گردن بند اور دو انگوٹہیاں یاقوت سُرخ کی کہ اُنپر اُسکے شوہر کا نام نقش تہا
ایک صرہ میں بند کر کے اپنے ساتہ لائی اور جبکہ اُس عورت نے اُس جوان کو نماز میں مشغول دیکہا تو
آہستہ آہستہ انگلیوں کے بل آنکر اُس تہیلی کو اُس جوان کے اسباب میں رکہکر
چلی گئی جب صبح ہوئی اور قافلہ کے کوچ کا وقت آیا تو وہ عورت فریاد و فغاں

کرنے لگی اور سر پٹینے لگی اور کہا کہ وہ میرا مال کہ جسپر دل میرا قوی تھا کسی نے چرا لیا
کارواں سالار نے حکم دیا کہ سب کا اسباب دیکھا جائے غرض سب آدمیوں کا اسباب
دیکھا گیا الا اسباب اُس جوان صالح کا بسبب سلیے کہ سفارش اُسکی جناب امیر نے کی
تھی اور آثار صلاح و تقوی کے بھی اُسکی وجہ زیبا سے ظاہر تھے اور دامن ورع کو
اُسکے لوث دزدی سے پاک جانتے تھے شرم کے مارے اُسکے دیکھنے کیطرف
جرات نہ کرسکتے تھے آخر میر حاج ناچار واسطے تسلی خاطر اُس عورت کیے اُس جوان
کے پاس آیا اور کہا کہ اس عورت کا مال چوری گیا ہی اور اس سبب اسباب اہل قافلہ کا
دیکھا جاتا ہی میں چاہتا ہوں کہ ابتدا تیرے ہی اسباب سے کیجائے پس جب اُس جوان کا
اسباب دیکھا تو وہ صرہ اُسکے اسباب میں سے نکلا اُس عورت نے اُس صرہ کو دیکھتے ہی
کہا کہ یہی مال میرا ہے جب اُس عورت سے نشان پوچھے تو سب نشان اُسنے بتائے
وہ مال تو اُس عورت کو دیا اور قافلہ میں ایک شور و غل پڑ گیا کہ چور وہ ہی مرد صالح
ہے اُسنے مال چرایا ظاہر اُسکا خلاف باطن کے نکلا اور آخر اُس جوان کو خوب مارا
یہانتک کہ اُسکے مار ڈالنے کا قصد کیا ایک شخص نے کہا کہ اسکو ابن عم رسول خدا نے
ہمارے سپرد کیا ہی اور اسکی سفارش بھی کردی ہی اسکا قتل مناسب نہیں ہے بلکہ
یہ ہی کہ اسکو قید کر رکھیں جب پھر کر مدینہ میں پہنچیں تو اسکو جناب امیر حوالہ کریں اور احوال
اُسکا اُن جناب سے بیان کریں تاکہ وہ جناب اسپر حد جاری کریں غرض اُس جوان
صالح کے ہاتھ اور پاؤں باندھکر اونٹ پر ڈالدیا اور جب مکہ میں پہنچے تو ایک
پہاڑ کی جڑ میں اُسکو اسیطرح بندھا ہوا ڈالدیا اور سب آدمی قافلہ کے
مناسک حج کے ادا کرنیکو چلے گئے اور اُس جوان صالح کا بدن حرارت

آفتاب سے مثل کباب پتھر پر چپک گیا اور شدت گرمی سے پیکر نازک اسکا مانند ماہی کے
پانی میں غرق ہوا اس حالمیں پھر وہ عورت بے عصمت اسکے پاس آئی اور کہا کہ اگر
اب بھی میری حاجت تو بر لائے تو میں تجھے اس عذاب سے رہائی دلوا دوں جوان نے
پھر انکار کیا وہ عورت مایوس ہو کر پھری اور کوہائے مکہ میں پھرنے لگی اتفاقاً غلام سیاہ
مغیرہ سے دوچار ہو کر اس سے مقاربت کی اور بعد مدت کے اثر حمل کا ظاہر ہوا قافلہ سالار
کے پاس سر پیٹتی آئی اور کہا کہ اس مرد دزد نے مجھسے زنا کیا ہے اور میں اس سے حاملہ ہوگئی
ہوں لوگوں نے سنکر کہا کہ اب تک تو نے اس امر کو کیوں نہ ظاہر کیا کہا شرم کے مارے
اب کہ اثر حمل کا ظاہر ہوا اور کام سامانہ فضیحت کے ملا لاچار اسکا ظاہر کرنا ضرور ہوا تم میرے
اس امر پر گواہ رہو الغرض حج کر کے اہل قافلہ مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے اور جوان بیگناہ کو
اسیطرح بندھا ہوا اونٹ پر ڈالکر لیچلے جب قریب مدینہ کے پہنچے اور خبر قافلہ کے
آنے کی شہر میں منتشر ہوئی تو جناب امیر اس جوان کے استقبال کو شہر کے باہر
تشریف لائے اور پیش رو کاروان سے احوال اسکا پوچھا اس میر قافلہ نے کہا کہ یا
امیرالمومنین اسکو صالح نفرماؤ کہ وہ چور ہے اور زانی اور یہ پیچھے اونٹ پر بندھا آتا ہے
یہ سنکر جناب امیر اس جوان کے شتر پاس تشریف لائے دیکھا کہ وہ جوان صالح مقید
بندھا ہوا اونٹ پر پڑا ہوا ہے آپنے مہار اس شتر کی پکڑ لی اور اسکو مسجد کے دروازہ تک
لائے اور دروازہ پر مسجد کے اونٹ کو بٹھلا کر اس جوان کو اتارا اور مسجد میں لائے
اور حسنین سے فرمایا کہ تم سقیفہ بنی نجار میں جاؤ وہاں ایک گھر ہے عظیم الشان
اس دروازے کی زنجیر کو ہلاؤ اندر سے ایک زن صاحب جمال باہر آئیگی اور تم سے
کہیگی کہ مرحبا بکما یا سبطے رسول اللہ تم اس سے کہنا کہ قاضی بیٹھا ہے اور وہ

چاہتا ہے کہ حکم کرے درمیان تیرے اور درمیان تیرے دشمن کے وہ پوچھے گی کہ
قاضی کون ہے کہنا کہ میرا باپ علیؑ ابن ابی طالب غرض حسنینؑ وہاں تشریف
لے گئے اور اُس عورت سے جو کچھ جناب امیرؑ نے فرمایا تھا کہا اُس عورت نے یہ سنکر کہا
وافضیحتا اور حسنینؑ کے ساتھ بیچ خدمت امام عادل ممیز حق و باطل کے حاضر ہوئی اُس
جناب نے اس عورت سے پوچھا کہ تو اس مرد صالح کے حق میں کیا کہتی ہے اُسنے کہا کہ یا
امیر المومنینؑ کیا کہوں میں اُس شخص کے حق میں کہ جسنے میرا مال چرایا اور مجھسے زنا کیا
اور میں اُس سے آبستن ہوئی اور سب اہل قافلہ میرے اس دعوی کے گواہ ہیں
جناب امیرؑ نے سلمان سے کہا کہ تم خانہ رسول مقبول میں جاؤ اور فلاں جگہ
ایک چوبدستی اور ایک ڈبہ رکھا ہے اسکو لے آؤ جب سلمان اُسکو لیکر آئے تو جناب
امیرؑ نے اُس عورت کو پہلو کے بل لٹایا اور ایک کملی اُسپر ڈالدی اور اُس چوبدستی
کو اُس عورت کے پہلو پر رکھا اور فرمایا کہ ای جنین بنام خدا و برکت رسول خدا
سلام ہو تجھپر اُسیوقت حکیم نطق آفرین نے زبان اُس جنین کی بیچ تنگنای رحم کے
کھولی اُسنے کہا کہ السلام علیک یا ابن عم رسول اللہ آپنے اُسکے سلام کا
جواب دیا اور فرمایا کہ علیک السلام یا عبداللہ تو بتا کہ باپ تیرا کون ہے آزاد ہے
یا بندہ سیاہ ہے یا سفید تو حلال سے وجود میں آیا ہے یا حرام سے اُس کودک نے
کہا کہ گواہی دیتا ہوں میں کہ سوائے خدا تعالی کے کوئی دوسرا خدا نہیں اور
پسر عم تیرا محمد رسولخدا کا ہے اور میں بندہ خدا کا ہوں باپ میرا غلام
سیاہ ہے غلامان مغیرہ سے اور مجھ میں اور اُسمیں حکم الحاکمین حاکم ہے
کہ اُسنے میرے نطفہ کو حرام سے ڈالا نہ حلال سے آپنے پوچھا کہ تیری ہگی

شہوت سے یہ امر ہوا ہے یا تیرے باپ کی شہوت سے اُس کودک نے کہا کہ دونوں کی
خواہش سے یہ سُنکر سب آدمیوں نے فریاد و بلند کی اور درود رسولخدا پر بھیجا اور
کہا کہ ہم استغفار کرتے ہیں خدا تعالیٰ سے اُس خطا کی جو ہم سے صادر ہوئی
اور اُس گمان سے جو اس بیگناہ کیطرف کیا اُسوقت جناب امیر نے اُس حُقہ
سربستہ کی مُہر کو توڑا اُسمیں ایک آلت خشک مع دو خصیہ کے نکلا حضار نے
حقیقت اُسکی پوچھی فرمایا کہ یہ آلت اس جوان کا ہے ایکروز یوم جمعہ جناب
رسولخدا منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ آیہ الزانیۃ لاینکحہا الازان کو تلاوت کیا پس
یہ سُنکر یہ جوان اپنے گھر آیا اور آلت کو کاٹ ڈالا جبرئیل امیں نے جناب
خاتم النبیینؐ کو اس واقعہ سے خبر دی آپ اُس جوان کے پاس تشریف
لیگئے دیکھا کہ آلت کٹا ہوا ہے اور خون اُس سے بہ رہا ہے آپنے پوچھا کہ ای
جوان یہ حرکت تونے کیوں کی عرض کی اُسنے کہ جب میںنے آیہ زنا سُنا تو
آتش دوزخ سے ڈرا اور اپنے آلہ کو قطع کیا اس جناب نے دست مبارک
اُسکے زخم پر پھیرا آپ کے ہاتھ کی برکت سے وہ زخم فوراً اچھا ہو گیا اور اس
آلت کو حقہ میں رکھکر فرمایا کہ یا علیؑ عنقریب اس جوان کو بعد میری وفات
زنا کے ساتھ متہم کرینگے پس ایسا ایسا کیجیو اور جو کچھ اس حقہ میں ہے سب آدمیوں کو
دکھلائیو تا بیگناہی اسکی سب پر ثابت ہو پس عمر نے کہا کہ اس عورت کو
سنگسار کرو کہ اسنے زنا کیا ہی جناب امیر نے اس حکم سے منع کیا اور فرمایا کہ اسوقت
اُسکو رجم نکرنا چاہیے اسواسطے کہ وہ حاملہ ہے اور سنگساری باعث ہلاکت
اس طفل بیگناہ کی بھی ہوگی پس تو اُسے زمانہ وضع حمل تک چھوڑ دے

پس جب وہ عورت جنی اور دودھ پلانے سے فارغ ہوئی تو پھر اُسکو سنگسار کیا
معجزہ ہفتاد و ہشتم منقول ہے کہ جب لشکر ظفر پیکر جناب امیر کو صفین میں طول
ہوا تو اصحاب نے اُس جناب سے کمی زاد و راحلہ و علوفہ دواب سے شکایت کی اور
کہا کہ ہمارے پاس ایک روز کا کھانا باقی نہیں رہا اور اسپ و شتر بھی بغیر دانہ
و کاہ کے کھڑے ہیں اور سب لشکر گھبرا رہا ہے اور مضطر ہے یہ سُنکر وہ
جناب روز دویم بعد نماز صبح ایک بلند ٹیلہ پر تشریف لائے اور دست نیاز
درگاہ قاضی الحاجات میں دعا کے واسطے بلند کیے ہنوز وہ جناب دعا کر کے
اپنی منزل تک پہنچے نہ تھے کہ ایک قافلہ پہنچا اور جو کچھ کہ محتاج لشکر کا
تھا مثل آرد و برنج و گوشت و خرما اور جامہ ہائے دوختہ وغیرہ اور گھاس
اور دانہ سب اُسکے ہمراہ تھا پس اُن سب اشیا کو لشکر پر تقسیم کر کے چلا گیا اور
نہ معلوم ہوا کہ وہ قافلہ کہاں سے آیا تھا اور کدھر کو گیا **معجزہ ہفتاد و نہم**
منقول ہے کہ ایک روز عمر ابن الخطاب مسجد میں واسطے نماز صبح کے آئے اور سب
لوگوں کو جو مسجد میں سوتے تھے بیدار کیا اور جب اندر مسجد کے گئے تو دیکھا کہ
ایک شخص سفید چادر اوڑھے سوتا ہے عمر نے اُسکو کئی آواز دیں نہ جاگا پھر قریب
آکر اسکو جھنجوڑا پھر بھی اُسنے حرکت نہ کی ناچار خلیفہ صاحب نے اُسپر سے چادر کو
گھسیٹا دیکھا کہ ایک مرد جوان ہے ریش منڈائے دست و پا میں
حنا لگائے عورتوں کا بھیس بنائے سر کٹا بیجان پڑا ہے یہ حیران ہوئے
کہ اسکو کسنے قتل کیا ہے اور کس جرم پر قتل کیا قاتل اسکا کون ہے یہاں
اسکو کون ڈال گیا ہے غرض جب اُسکا حال کچھ معلوم نہوا تو جناب

امیر کو بلا کر سارا حال بیان کیا آپنے فرمایا کہ ای عمر اسکا حال بعد نو مہینے کے کہلیگا
اب اسکی تجہیز و تدفین کرو غرض بعد نو مہینے کے جو ایک شب خلیفہ صاحب تشریف
لائے تو دیکہا کہ مسجد میں ایک لڑکا اُسی شب کا پیدا ہوا پڑا رو رہا ہی خلیفہ صاحب
کو اس مرتبہ اور بہی زیادہ تعجب ہوا غرض جناب امیر کو پہر بلوایا حال عرض کیا آپنے
فرمایا کہ اب جلد اُس مقتول کا حال اس طفل سے منکشف ہوگا بالفعل ایک دایہ تلاش
کرکے اس لڑکے کو اُسکے سپرد کرو کہ وہ دودہ اسکو پلای اور بیت المال سے اُسکا
درماہہ مقرر کردو غرض ایک عورت کو قبیلہ انصار سے ڈہونڈہ کر لائے اور اُس
عورت کو وہ لڑکا سپرد کیا اور دو درہم بیت المال سے اُسکے واسطے مقرر کیے
وہ عورت اُس لڑکے کو لیکر اپنے گہر چلی گئی اور ولادت اُس لڑکے کی ماہ محرم میں
ہوئی تہی پس جبکہ شب عید فطر ہوئی تو جناب امیر نے اُس دایہ کو بلا کر ارشاد کیا
کہ صبح اس لڑکے کو پوشاک اچہی پہنا کر اور آراستہ کرکے عیدگاہ میں لیجا راہ میں جو
عورت اس لڑکے کو تجہہ سے لیکر پیار کرے اور کہے کہ ای پسر زن مظلومہ مرد ظالم
اُسکو تو پکڑ لینا اور نہ چہوڑنا جب تک کہ میرے پاس اُسکو نہ لے آئے عرض کی اُس
عورت نے کہ ایسا ہی کرونگی غرض صبح کو وہ دایہ اُس لڑکے کو نہلا دہلا کر اور اچہی پوشاک
پہنا کر بنا سنوار کر عیدگاہ کو لیچلی جب بازار میں پہنچی تو کسی نے پیچہے سے آواز دی
کہ ای عورت ذرا ٹہر جا اسنے مڑ کر پیچہے دیکہا کہ ایک عورت برقع پوش چلی آتی ہی
جب قریب آئی تو اُس لڑکے کو اُسکی گود سے لیکر بہت پیار کیا اور روئی اُس
دایہ نے اُسکا ہاتہ پکڑ لیا اور کہا کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب مسجد نبی میں مع
سب اصحاب بیٹہے ہیں اور تجہے بلاتے ہیں یہ سنکر اُس عورت کا رنگ زرد ہوگیا

اور اُس سے کہا کہ اگر میں حضرت کے پاس جاؤنگی تو کمال میری پردہ دری اور رسوائی
ہوگی خدارا تو مجھے چھوڑدے اور اسقدر مال واسباب مجھسے لیلے وہ عورت
طمع میں آگئی اور کچھ مال لیکر اُسکو چھوڑدیا اور حضرت کے پاس آئی مگر خوف سے
رنگ زرد تھا حضرت نے اُسکو دیکھکر کہا کہ تو اُسکے فریب میں اور مال کی لالچ
میں آگئی خیر اب کے تو قصور تیرا معاف کیا اگر آئندہ ایسا کریگی تو اپنے کیے کی
سزا پائیگی اور پاداش کو پہنچے گی الغرض جب عید الضحی قریب آئی تو پھر حضرت نے
اُسکو بلوا کر کئی درہم و دینار دیے اور فرمایا کہ اسکے کپڑے لڑکے کیواسطے بنوا
اور اُسکو پہنا کر عیدگاہ کو لیجا اور اگر اب کے تو اُسکو چھوڑ دے گی اور میرے پاس نہ لائیگی
تو بہت پچتائیگی پس جب دن عید کا ہوا اور اس عورت سے اُسکی ملاقات ہوئی
تو اُسنے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا ہر چند اُسنے منت و سماجت کی اور لالچ بھی دیا مگر اسنے
مارے خوف کے اُسکو نہ چھوڑا اور حضرت کے پاس اُسکو لے آئی اسوقت وہ جناب مسجد
میں مجمع کثیر میں بیٹھے تھے حضرت نے اُس عورت سے ارشاد کیا کہ آیا تیرا قصہ میں بیان
کروں یا تو ہی بیان کرتی ہے اُسنے عرض کی کہ یا حضرت آپ پر تو سب حال منکشف ہے
مگر میں ہی اپنا حال عرض کرتی ہوں یا حضرت میں زنان انصار میں سے ہوں اور
محلہ انصار میں رہتی ہوں اور تنہا اکیلی گھر میں رہتی ہوں کوئی یگانہ میرا نہیں ہے
جب گھبراتی ہوں تنہائی سے تو یا کسی ہمسائی کے پاس جا بیٹھتی ہوں یا کوئی
میرے پاس چلی آتی ہے یا میں اپنے دروازے میں نکل بیٹھتی ہوں غرض ایک روز میں اپنے دروازے
میں بیٹھی تھی کہ میں نے دیکھا ایک پیرزال عصا ٹیکتی تسبیح ہاتھ میں لیے ماتھے پر بصورت
عابدہ چلی آتی ہے اور وہ آنکر میرے پاس بیٹھ گئی بعد تھوڑی دیر کے مجھے

دیکھکر رونے لگی مینے باعث رونیکا پوچھا تو اُسنے کہا کہ میری ایک بیٹی کہ تیری ہی
سن و سال اور تیری ہی سی شکل و شمائل کی تھی قضائے الٰہی سے وہ مر گئی تجھکو دیکھکر
وہ مجھے یاد آئی اسواسطے میں رونے لگی اور بسبب اُسکے ہمشکل ہونیکے تیری محبت
بھی میرے دلمیں آگئی ہے اگر تو کہے تو یہ چند روز کی عمر تیرے ہی پاس بسر کردوں
اور تو بھی تنہا ہی جوان عورت کو تنہا رہنا اچھا نہیں ہے یہ سُنکر میں کمال خوش
ہوئی اور اُس سے کہا کہ اس سے کیا بہتر ہے کہ تو بیٹی اپنی سمجھکر میرے پاس
رہے غرض میں اُسکو گھر میں لائی اُسنے کہا کہ مجھے ایک گوشہ تنہا بتا دیجئے کہ
میں اُسمیں عبادت خدا کیا کروں مینے اُسکے واسطے ایک جگہ میں فرش کرکر سجادہ
بچھادیا اور پانی وضو کو اُسکے پاس رکھدیا وہ عبادت میں مشغول ہوئی میں اُسکے
واسطے کھانا پکا کر لائی اُسنے دیکھکر رو دیا اور کہا کہ مجھے اسقدر حساب دینے کی کہاں
تاب و طاقت ہے کہ دو وقت کہا کر حساب خدا کو دوں دن کو روزہ رکھتی ہوں شب کو کہاتی
ہوں غرض جب وقت افطار کا آیا تو میں اُسکے واسطے شربت لیگئی اُسنے افطار کیا
پھر کھانا لائی چند لقمیں کھا کر ہاتھ کھینچا اور کہا کہ بس زیادہ طاقت مجھے حساب
دینے کی نہیں ہے غرض میں اُسکو عابدہ سمجھکر شب و روز اُسکی خدمت کیا کرتی
تھی اور باعث اپنی برکت کا سمجھتی تھی بعد چند روز کے اُسنے کہا کہ میری ایک اور
چھوٹی بیٹی ہے کئی روز سے اُسے نہیں دیکھا اگر تو اجازت دے تو میں اُسے دیکھ آؤں
غرض وہ اجازت لیکر گئی اور بعد تھوڑی دیر کے آئی اور کہا کہ میں ایک جگہ شادی
میں حسب الطلب جاتی ہوں مگر تجھے تنہا چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا اگر تو کہے
تو میں اپنی بیٹی کو تیرے پاس چھوڑ جاؤں مگر وہ مجھسے بھی زیادہ عابدہ ہے

کہ کسی سے بات تک بھی نہیں کرتی اگر تو کسی ہمسائی کو اپنے گھر میں آنے نہ دی تو میں اُسے
بُلا لاؤں میں نے خوش ہو کر اُس سے کہا کہ اے اماں وہ میری بہن ہے میں بھی اُسکی مُشتاق
ہوں تو اُسکو بلا لا اور میں کسیکو نہیں آنے دینے کی غرض وہ گئی اور اپنے ساتھ ایک
برقع پوش کو لے آئی اور دروازے میں سے مجھسے کہا کہ یہ میری بیٹی آئی ہے تو اسکو گھر میں لیلے
اور دروازے کی کُنڈی لگا دے اور یہ کہکر وہ باہر سے باہر ہی چلی گئی میں مشتاق ہو کر
دوڑی اور اسکو کُنڈی دیکر اندر لے آئی غرض وہ آنکر اُسی طرح بیٹھ گئی اب میں
ہر چند اُس سے بات کرتی ہوں اور کہتی ہوں کہ تم مُنہ کو کھولدو یہاں سوائے
میرے اور کوئی نہیں ہے وہ کچھ بولتی نہیں میتے لاچار ہو کر برقع اُسکے مُنہ سے
ہٹا دیا دیکھتی ہوں کہ ایک مرد جوان فربہ دست و پا رنگین یعنی ہاتھ اور پاؤں
میں مہندی لگی ہوئی ہے یہ دیکھکر رنگ میرا زرد ہو گیا تھر تھر کانپنے لگی مارے
حیا اور رسوائی کے نہ چیخ مار سکی کہ لوگ متہم کرینگے اور نہ بھاگ سکی کہ اتنے میں
وہ شخص برقع پھینک کر مجھسے چمٹ گیا اور فعل شنیع کا مرتکب ہوا اور بعد فارغ
ہونیکے نشہ مستی میں لڑکھڑاتا ہوا چلا اور دروازے میں جا کر گر پڑا میتے اُسکی کمر میں
ایک چُھری دیکھی تھی دوڑ کر میتے چھری اُسکی کمر سے نکالکر اُسکو قتل کیا اور چادر میں
لپیٹ کر مسجد میں ڈال گئی تا میں رسوائی سے بچوں اور امام وقت اُسکی جسطرح بہ جائے
تجہیز و تکفین کریں اور اتفاقاً اسی روز میں اُس سے بار ور ہو گئی اور اپنے حمل کو شرم کے
مارے ظاہر نہ کیا اور بعد نو مہینے کے یہ بچہ اُسکا جنی اور اُسکو بھی اُسی
خوف سے یہاں ڈالدیا تھا کہ کوئی اسکی پرورش کریگا غرض یا حضرت یہ میرا
قصہ ہے حضرت نے سُنکر سب کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ جو میتے وعدہ کیا تھا

آج اسکا تم سب پر انکشاف ہوگیا جسنے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسولخدا نے فرمایا ہے کہ
میں شہر علم کا ہوں اور علی دروازہ اسکا ہی آپ انکے واسطے حکم کریں کہ سوائے آپکے اور کوئی
حکم کرنیوالا نہیں ہے اُس جناب نے فرمایا کہ دیت اُس کشتہ کی کسی پر نہیں سواسطے
کہ اسنے بجبر حرام کیا پس اس عورت پر حد نہیں سواسطے کہ اُس مرد نے اسکے گھر میں
گھسکر اُس سے حرام کیا پس اُس عورت نے قدرت پاکر بدلا اپنا اُس سے لیا غرضکہ جناب نے
اُس عورت کو آزاد کیا اور وہ لڑکا اُسکو دیدیا اور فرمایا کہ اسکا نام ظاہر کر اور
اُس عورت سے کہا کہ تو اُس پیرزال کو ڈھونڈ کر لا تا اُسپر حد جاری کروں غرض وہ
عورت گھر میں آئی اور وضو کرکے دو رکعت نماز ادا کی اور دعا کی کہ اُس پیرزال کو مجھسے
ملادے اور بعد نماز کے گھر سے باہر آئی ناگاہ اُس پیرزن سے دوچار ہوئی
اُسکو پکڑ کر مسجد رسولخدا میں لائی جناب امیر نے جسوقت دیکھا تو کہا کہ اے ضعیفہ
تو نے پہچانا کہ میں علی ابن ابی طالب ہوں میں مہبط علم رسولخدا کا ہوں سچ سچ
کہو جو کچھ کہ میں تجھسے پوچھوں بتا کہ تو اس مرد کو اس عورت کے گھر میں لیگئی
تھی اُسنے کہا کہ میں اس عورت کو نہیں جانتی کہ یہ کون ہے اور نہ میں ایسے
کاموں کو روا رکھتی ہوں آپنے فرمایا کہ اگر تو سچ کہتی ہی تو قبر رسولخدا پر
ہاتھ رکھکر قسم کھا کہ میں اس عورت کو نہیں جانتی اور یہ کام مجھسے نہیں ہوا اُس
عورت نے حضرت کی قبر مبارک پر ہاتھ رکھکر قسم کھائی فوراً منہ اُسکا سیاہ ہوگیا
جناب امیر نے آئینہ اُسکو دکھلا کر آگاہ کیا لوگوں نے دیکھکر آواز تکبیر کی بلند
کی اور درود اُس جناب پر بھیجا پس وہ عورت اپنا منہ دیکھکر رونے لگی
اور کہا کہ میں توبہ کرتی ہوں کہ پھر ایسا کام نکرونگی جناب امیر نے کہا کہ

خدایا تو عالم ہے ضمائر اور اسرار پر اگر یہ عورت سچ کہتی ہے اور توبہ نصوح کرتی ہے کہ پھر توبہ کو نہ توڑیگی تو اسکے منہ کی سیاہی کو دور کر غرض اُسکے مُنہ کی سیاہی دور نہوئی جناب امیرؑ نے فرمایا کہ ای ملعونہ یہ توبہ تیری کیسی تھی خدا تجھے نہ بخشے پھر عمر سے کہا کہ اصحاب سے کہو کہ ایک گڑہا کہو دیں اور اس پیرزال کو اسمیں سنگسار کریں یہانتک کہ مرجائے کہ یہ پیرزال سبب اُس مرد کے قتل کا ہوئی اور باعث پردہ دری اس عورت کا اور اقرار پکڑنے نطفہ حرام کا رحم میں غرض ایسا ہی کیا اور وہ لڑکا اُس عورت کو دیدیا اور وہ زندہ رہا اور جوان ہوا اور جنگ صفین میں روبرو جناب امیرؑ کے شہید ہوا والسلام من اتبع الہدی۔

خاتمہ بیچ بیان حال شہادت جناب وصی مطلق علیؑ ابن ابی طالب کے اور اسمیں کئی فصلیں ہیں **فصل پہلی** بیچ بیان اُن اخبار صحیحہ کے ہی کہ جنمیں جناب رسولخدا نے آپکی شہادت کی خبر دی ہی اور جنمیں کہ خود اُس جناب نے اپنی شہادت کی خبر دی ہی۔ منقول ہے کہ جناب رسولخدا نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ ای علیؑ شقی ترین اشقیا و بدترین بے کنندہ ناقہ صالح اور بدبخت ترین آخرین وہ ہے کہ جو خضاب کریگا اس ریش کو اس سر کے خون سے اور بہی ابن بابویہ اور سید ابن طاوس وغیرہ نے بسند معتبر روایت کی ہی کہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ جناب رسالتمآبؐ نے جمعہ آخر ماہ شعبان میں ایک خطبہ فضیلت ماہ مبارک رمضان میں ادا فرمایا پس جب آپ خطبہ سے فارغ ہوئے تو میں کہڑا ہوا اور عرض کی کہ ای رسولخدا بہترین اعمال اس مہینے میں کونسا

عمل ہے فرمایا کہ پرہیزگاری محرمات الٰہی سے بعد اسکے قطرات اشک دیدہ حق بین سے ٹپکنے لگے میںنے عرض کی کہ ای رسول مقبول آپکے رونے کا ہوقت کیا سبب ہے فرمایا کہ ای علیؑ میں روتا ہوں اُسچیز پر کہ جو تجھپر اس مہینے میں واقع ہوگی گویا میں دیکھتا ہوں کہ تو مشغول ہے نماز میں اپنے پروردگار کے آگے کہ ناگاہ بدبخت ترین اولین و آخرین و بدترین پے کنندۂ ناقہ صالح ماریگا ایک ضربت تیرے سر پر کہ ڈاڑہی تیری تیرے سر کے خون سے رنگین ہوجائیگی عرض کی کہ ای رسول خدا آیا وہ ساتھ سلامتی دین کے ہوگی فرمایا کہ ہاں دین تیرا سلامت ہوگا پہر فرمایا کہ ای علیؑ جو تجھے قتل کریگا اُسنے مجھے قتل کیا ہوگا اور جو تجھے دشمن رکھیگا وہ مجھے دشمن رکھیگا اور جو تجھے ناسزا کہیگا اُسنے مجھے ناسزا کہا ہوگا اسواسطے کہ تو بمنزلہ جان میری کے ہے اور روح تیری روح میری ہی اور طینت تیری طینت میری ہے بدرستیکہ خدا تعالی نے مجھے اور تجھے باہم پیدا کیا ہی اور مجھے اور تجھے سارے خلق سے برگزیدہ کیا ہی اور مجھے واسطے پیغمبری کے اور تجھے واسطے امامت کے اختیا کیا ہی پس جو شخص کہ انکار کریگا تیری امامت کا ایسا ہی کہ گویا اُسنے انکار کیا میری پیغمبری کا ای علیؑ تو وصی میرا ہے اور باپ میرے فرزندونکا ہی اور شوہر ہی میری دختر کا اور خلیفہ میرا ہے میری اُمت میں میری حال حیات میں اور میرے بعد ممات کے امر تیرا امر میرا ہے نہی تیر نہی میری ہی اور میں قسم کہا کر کہتا ہوں اُس خدا کی کہ جسنے مجھے پیغمبری پر بہیجا ہے اور مجھے بہترین خلایق کا کیا ہے کہ تو حجت خدا ہے اوپر جمیع خلایق کے اور امین خدا ہے اوپر اسرار علوم الٰہی کے اور خلیفہ خدا ہے اُسکے بندوں پر اور بہی روایت کی ہے

کہ جب حضرت امیر المومنین کے فرق مبارک پر عمرو بن عبدود نے پیش از آنکہ وہ جناب اُسکو قتل کریں ضربت ماری کہ سر مبارک آپکا شگافتہ ہوگیا اور پھر اُس جناب نے اُس ملعون کو واصل جہنم کیا اور رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو جناب رسول خدا نے اپنے ہاتھ سے آپکے سر کے زخم کو باندھا اور دہان معجز نشان سے اپنے اُسکو پھونکا کہ اُسیوقت وہ اچھا ہوگیا پھر آپنے فرمایا کہ آہ میں کہاں ہونگا اُسوقت کہ اس ریش کو تیری اس سر کے خون سے رنگین کریں گے اور بھی جلاء العیون میں سطور ہے کہ ایک روز رسول خدا نے فرمایا کہ اے علی خداتعالے نے ہماری محبت کو آسمانوں پر اور زمین پر عرض کیا پس سب سے پہلے آسمان ہفتم نے اُسکی اجابت کی خداتعالی نے اُسکو عرش و کرسی کے ساتھ زینت دی بعد اُسکے آسمان چہارم نے اجابت کی اُسکو بیت المعمور کے ساتھ زینت دی بعد اُسکے آسمان اول نے اجابت کی اُسکو ستاروں کے ساتھ زینت دی پھر زمین مکہ نے اجابت کی اُسکو خانہ کعبہ کے ساتھ زینت دی پس از ان زمین شام نے اجابت کی اُسکو بیت المقدس کے ساتھ زینت دی پس از ان زمین مدینہ نے اجابت کی اُسکو میری قبر کے ساتھ زینت دی بعد اُسکے زمین کوفہ نے اجابت کی اُسکو تیری قبر کے ساتھ زینت دی جناب امیر نے عرض کی یا رسول خدا میں کوفہ میں مدفون ہونگا فرمایا کہ ہاں اے علی تو شہید ہوگا اور کوفہ کے باہر مدفون ہوگا مابین غریین کے تلون سفید میں اور تجھے قتل کریگا بدبخت ترین امت عبد الرحمن ابن ملجم علیہ اللعنۃ والعذاب پس قسم یاد کرتا ہوں میں اُس خدا کی کہ جسنے مجھے پیغمبری پر بھیجا ہے کہ گناہ ابن ملجم کا خدا کے نزدیک

پے کنندہ ناقہ صالح سے زیادہ ہے اور عاق سے ایک لاکھ کہ تمہیں تیری یاری کرینگے اور یہی
اسی کتاب میں ہے کہ ایکروز جناب امیر مسجد میں گئے ناگاہ آواز گریہ آپکی مسجد میں بلند ہوئی
اور جب سر سجدے سے اٹھایا تو صحابہ نے عرض کی کہ اے امیر المومنین تمہاری گریہ و زاری نے
ہمیں اندوہناک کیا اور ہمارے دلونکو درد میں لایا ہمنے کبھی اسطرح کا گریہ آپسے نہیں سنا نہیں اور نہ
دیکھا آج کیا باعث ہوا اسقدر رونے کا آپنے فرمایا کہ اسوقت میں مسجد میں دعائے زیارت کو پڑھتا
تھا کہ نیند آگئی میں سو گیا خواب ہولناک دکھائی دیا کہ جناب رسولخدا میرے پاس کھڑے ہیں اور
فرماتے ہیں کہ اے ابو الحسن غیبت نے تیری ہمسے طول کھینچا اور تیری جدائی کو زمانہ بہت
گذرا اب ہمیں تیری ملاقات کا اشتیاق حد سے زیادہ ہوا ہے اور جو کچھ خدا تعالی نے مجھسے
تیرے باب میں وعدہ کیا تھا ان سب کے ساتھ وفا کی اور اپنے سب وعدونکو پورا کیا مینے پوچھا
کہ یا حضرت جو چیز کہ خدا تعالی نے میرے باب میں عطا کی ہیں وہ کیا ہیں فرمایا کہ تیری
جگہ اور تیری زوجہ کی جگہ اور تیرے دونوں فرزندوں کی جگہ اور سب انکی جگہ کہ جو تیرے فرزند
ہیں اعلی علیین میں مقرر کی ہے اور تمہارے درجات کو سب مقربان درگاہ سے بالاتر
کیا ہے مینے عرض کی کہ ماں باپ میرے فدا ہوں آپ پر یا رسول اللہ میرے شیعہ کہاں ہونگے
فرمایا کہ قصر ہمیں رہینگے کہ وہ قصر محاذی ہونگے ہمارے قصر کے اور گھر انکے برابر ہونگے
ہمارے گھروں کے مینے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمارے شیعونکو دنیا میں کیا ثواب ہوگا فرمایا کہ
امینی گمراہی سے اور عافیت فتنوں سے پھر مینے پوچھا کہ وقت مرنے انکا کیا ثواب ہوگا فرمایا کہ وقت
مرنے انکو مخیر کرتے ہیں دنیا کے رہنے میں اور عقبا کے جانے میں اور ملک الموت کو حکم ہوتا ہے کہ
انکی اطاعت کرو پھر مینے پوچھا کہ انکی قبض روح کیونکر ہوتی ہے فرمایا اسطرح پر کہ مثلا کوئی شخص
بہت گرمی میں شدت سے پیاسا ہو اور آب سرد پئے اور دل اسکا خنک اور سرد ہو جائے تو حال ان

مومنوں کا ہی کہ جو ہماری محبت میں سخ اور مضبوط ہیں اور باقی ہماری دوست جو ہیں انکی بطرح قبض روح
ہوتی ہی کہ جیسے کوئی شخص نہایت استراحت اور راحت کے ساتھ سوئے پس انکی آنکھیں
مرنے سے روشن ہوجاتی ہیں اور بھی منقول ہے اسہی کتاب میں کہ ایکبار کوفہ میں جناب امیر کو
ایک عارضہ لاحق ہوا ایک جماعت انجناب کی عیادت کو آئی اور عرض کیا کہ یا امیر المومنین ہم
اس عارضہ سے تمپر خوفناک ہیں فرمایا کہ میں اس عارضہ سے اپنے اوپر کچھ خوف نہیں کرتا
اسواسطے کہ میں نے رسولخدا سے سنا ہے کہ شقی ترین اس امت کا مثل پے کنندہ ناقہ صالح
ضربت میرے سر پر لگاوے گا اور میرے محاسن کو میرے سر کے خون سے رنگین کریگا اور بروایت
دیگر منقول ہی کہ اصحاب نے عرض کی کہ ای امیر المومنین آپ کیوں نہیں منافقین میں
سے باہر چلے جاتے اور مدینہ میں قبر رسول پر تشریف رکھتے تاکہ آنکے جوار میں مدفون
ہو فرمایا کہ مجھے رسولخدا نے خبر دی ہی کہ میں اسہی شہر میں شہید ہونگا اور پشت پر اس
شہر کے مدفون ہونگا اور بھی منقول ہی کہ ایکروز جناب امیر نے منبر پر فرمایا کہ ای گروہ مردم
تمنے باطل کو حق پر غلبہ دیا اور قریب ہے کہ پھر حق باطل پر غلبہ کرے پھر فرمایا کہ کہاں ہے بدبخت
ترین مردم کہ میرے سر پر ضربت لگاوے اور ریش کو میرے سر کے خون سے خضاب کرے اور بھی
منقول ہی کہ جب محمد بن ابی بکر نے ایک گروہ کو اطراف مصر سے جناب امیر کی خدمت میں بھیجا
ابن ملجم علیہ اللعنۃ بھی انہیں تھا اور ایک فرد کہ جسمیں نام لوگوں کے لکھے ہوئے تھے ابن ملجم کے
ہاتھ میں تھی جناب امیر نے جبکہ اس فرد کو اسسے لیا اور نام سب کے پڑھے اور جب اس ملعون کے نام پر پہنچے
تو فرمایا کہ عبدالرحمن تو ہی ہے اس ملعون نے کہا کہ ہاں میں ہوں فرمایا کہ لعنت خدا کی ہو تجھ پر عبدالرحمن
پر اس ملعون نے کہا کہ یا امیر المومنین میں تمکو دوست رکھتا ہوں فرمایا تو جھوٹ بولتا ہی بخدا اسوگند
کہ تو مجکو دوست نہیں رکھتا اس ملعون نے تین دفعہ قسم کھا کر کہا کہ میں تمہیں دوست رکھتا ہوں

اور تھیں یا و نہیں آتا آپنے فرمایا کہ واسے تجہپر خداتعالی نے ارواحوں کو ہزار برس پہلے بدنوں سے خلق کیا ہے اور انکو ہوا میں ساکن کیا پس جن روحوں نے عالم ارواح میں آپس میں الفت پکڑی اور ایک دوسرے کو پہچانا اس عالم میں بہی آپسمیں موافقت اور محبت کی اور جن روحوں نے کہ اُس عالم میں باہم اُلفت نہیں کی اور ایک نے دوسرے کو نہیں پہچانا اس عالم میں بھی انمیں باہم الفت اور محبت نہیں ہوئی اور میری روح تیری روح کو نہیں پہچانتی اور عالم ارواح میں تیری روح کے ساتھ الفت نہیں رکھتی تہی جب اُس لعین نے پشت پہیری تو آپنے فرمایا کہ اگر تم دیکھنا چاہو میرے قاتل کو تو دیکھو اس مرد کو بعض شخص نے کہا کہ یا امیرالمومنین اسکو کیوں نہیں قتل کرتے آپنے فرمایا کہ عجیب بات کہتے ہو میں قتل کروں اُس شخص کو کہ ہنوز اسنے مجھے قتل نہیں کیا اور بہی روایت میں وارد ہے کہ ایکروز جناب امیر حمام میں داخل تہے کہ اسمیں آواز حسنین کی بلند ہوئی حضرت نے پوچھا کہ کیا ہوا تمکو ماں باپ میرے تمپر فدا ہوں حسنین نے عرض کی کہ یہ فاجر ملعون ابن ملجم آپکے پیچھے آیا ہے ہم ڈرتے ہیں کہ مبادا کوئی آسیب آپ کو پہنچاوے آپنے فرمایا کہ بخدا سوگند کشندہ میرا سوائے اسکے اور کوئی نہوگا اور بہی مروی ہے کہ جب حضرت امیر نافرمانی اور نفاق اور کفر اور شقاق اصحاب سے دلتنگ ہوئے اور لشکر معاویہ کا اطراف و نواحی ملک پر اُس جناب کے لوٹ مار کرتا تہا اور اصحاب آپ کی یاری نکرتے تہے تو منبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا کہ بخدا سوگند کہ میں دوست رکھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ خداتعالے مجھے تم میں سے باہر لیجاوے اور ریاض رضوان میں جگہ دے اور مرگان ایام میں

میری کمین گاہ میں ہے، پہر فرمایا کہ کیا واقع ہوا ہے بدبخت ترین مردم کو کہ میری داڑہی کو میرے سر کے خون سے خضاب نہیں کرتا اور یہ وہ خبر ہے کہ جسکی رسول خدانے مجہی خبر دی ہے پہر فرمایا کہ خداوندا میں انسے بتنگ آیا ہوں اور یہ مجہسے بتنگ آئے ہیں اور میں انسے ملول ہوں اور یہ مجہسے ملول ہیں خداوندا مجہے انسے راحت بخش اور انکو مبتلا کر ساتہہ اُس شخص کے کہ مجہے یاد کریں اور بہی مروی ہی کہ جب جناب امیرؑ نے آدمیوں سے بیعت لی اور ابن ملجم علیہ اللعنۃ بہی آیا کہ اُس جناب سے بیعت کرے آپنے اُسکی بیعت کو قبول نکیا تا اینکہ تین دفعہ یہی خدمت میں آیا مرتبہ سویم اُس جناب سے اُسنے بیعت کی وقت شب پہر اُس جناب نے اُس ملعون کو بلایا اور اُسکو قسم دی کہ اس بیعت کو نہ توڑیو اور مضبوط اور محکم اُس سے عہد لیا اور جب وہ چلا اور تہوڑی دور گیا تہا کہ پہر اُسکو بلایا اور پہر اُس پر تاکید کی اُس ملعون نے کہا کہ اے امیر المومنینؑ جو معاملہ اسوقت آپنے مجہسے کیا اور وں سے آپنے نہیں کیا اُسکا کیا باعث ہی آپنے ایک شعر پڑہا کہ جسکا مضمون یہ ہے۔ کہ میں ساتہ اُسکے بخشش اور نیکی کرتا ہوں اور وہ ارادہ میرے قتل کا رکہتا ہے کیا بد یار ہے قبیلہ مراد سے پہر فرمایا کہ جا اے ابن ملجم بخدا سوگند میں خوب جانتا ہوں کہ تو وفا اپنے عہد کے ساتہ نہ کریگا یہ فرماکر ایک بہت اچہا گہوڑا اُسکو دیا کہ ملعون اُسپر سوار ہوا پہر آپنے اُس مضمون کا شعر پڑہا اور جب اُس ملعون نے پشت پہیری تو آپ نے فرمایا کہ بخدا یہ ملعون کشندہ میرا ہوگا لوگوں نے عرض کی کہ یا حضرت ہمیں آپ اجازت دیں کہ ہم اُس ملعون کو قتل کریں آپنے فرمایا کہ پہلے گناہ کی سزا نہیں ہے، اور بہی قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے قبیلہ مدنیہ سے تہا کہا کہ میں خدمت جناب امیرؑ میں حاضر تہا کہ ایک گروہ قبیلہ مراد سے آں حضرتؑ کی خدمت میں آئی

کہ ابن ملجم لعین بھی انہیں میں تھا اُس گروہ نے کہا کہ یا امیر المومنین ابن ملجم کو ہم اپنے ہمراہ نہیں لائے خود ہمارے ساتھ چلا آیا ہے اور ہم آپ پر ڈرتے ہیں اس سے کہ آپکو گزند نہ پہنچاوے آپ نے اُس ملعون سے کہا کہ تو بیٹھ جا اور تا دیر آپ اُسکے منہ کو دیکھتے رہے اور پھر اُسکو قسم دیکر فرمایا کہ جس چیز کو میں تجھسے پوچھوں اُسکا جواب تو راست راست دے بتا کہ آیا تو ایام طفولیت میں لڑکوں میں کھیلتا تھا اور جب لڑکے تجھے دیکھتے تھے تو نہ کہتے تھے کہ آیا فرزند چرندہ آیا تو اُس ملعون نے کہا کہ ہاں آپنے سچ کہا ایسا ہی تھا پھر فرمایا کہ جب تو سن جوانی کو پہنچا تو تجھے نظر سے رسول خدا نے دیکھکر کہا تو ہی ہے شقی ترین پے کنندہ ناقہ صالح ہے اسنے کہا کہ ہاں سچ ہے پھر آپنے فرمایا کہ آیا تیری ماں نے خبر نہیں دی کہ حیض میں تجھسے حاملہ ہوئی تھی جب اس ملعون نے یہ سنا تو اسکے جواب دینے میں اسکو ایک اضطراب پیدا ہوا مگر آخر لاچار ہو کر کہا کہ ہاں سچ یہی ہے کہا تھا میری ماں نے فرمایا آپنے بیشک سنا ہے رسول خدا سے کہ قاتل تیرا شبیہ یہود کی بلکہ یہودی ہوگا اور بھی منقول ہے کہ جناب امیر نے اُس ماہ مبارک رمضان میں کہ جسمیں وہ جناب ریاض رضواں کو تشریف لیگئے منبر پر جا کر فرمایا کہ امسال تم حج کو جاؤگے اور امیر تم میں نہوگا اور اس مہینے میں ایکروز امام حسنؑ کے گھر میں اور ایکروز امام حسینؑ کے گھر میں اور ایکروز اپنی دختر جناب زینب کے گھر میں کہ عبد اللہ بن جعفر سے منسوب تھیں افطار فرماتے تھے اور تین لقمہ سے زیادہ تناول نفرماتے تھے جب سبب اسکا پوچھا تو فرمایا کہ امر خدا کا نزدیک ہوا ہے اور ایک شب یا دو شب سے زیادہ زمانہ باقی نہیں رہا ہے پس میں چاہتا ہوں کہ جب رحمت حق میں واصل ہوں تو شکم سیر طعام سے بھرا ہوا نہو اور بھی شواہد میں مذکور ہے کہ جناب امیرؑ نے حسنین کو وصیت کی کہ جب میں اس دار فنا سے انتقال کروں اور روح میری طرف اعلای علیین کے پرواز کرے تو مجھے بعد تجہیز و تکفین کے تختہ پر رکھکر شہر سے باہر غروبہ میں

لیجاتا وہاں ایک سنگ سفید کو پاؤ گے اُس جگہ مجھے دفن کرنا پس موجب وصیت کے اُس
جناب کو وقت شب اُس جگہ کہ جسکو نجف کہتے ہیں دفن کیا اور آپ کی قبر کو اُستوار اور مضبوط
کرکے زمین کے برابر اور ہموار کردیا تاکہ کسیکو سوائے اہلبیت کے اُس جناب کی قبر پر اطلاع ہونے
پائی اور اسیطرح وہ قبر پوشیدہ رہی تا اینکہ زمانہ خلفای بنی عباس کا پہنچا ایک روز
ہارون رشید شکار کھیلتا ہوا بیچ ناحیہ غری زمین کے جا نکلا وہاں ایک ٹیلہ تھا سب ہرن
اُس ٹیلہ کیطرف پناہ لیگئے ہارون رشید نے ہرچند شاہین اور باز اوچرغ کو ان ہرنوں
پر چھوڑا اور کتوں کو سر دیا مگر کوئی اُنمیں سے اُس ٹیلہ پر نہ گیا ہارون رشید یہ دیکھکر متعجب
ہوا اور حکم دیا کہ اس گاؤں میں سے ایک مرد پیر کو لاؤ جب ایک نہایت مُسن شخص
حاضر ہوا اور یہ حال اُس سے بیان کیا تو اُسنے کہا کہ مینے اپنے بزرگوں سے سُنا ہے کہ
یہاں قبر ہے امیرالمومنینؑ کی ہارون شکار کو چھوڑ کر آپکی زیارت کو آیا اور جب تک زندہ
رہا ہر سال آپکی زیارت کو آیا کیا اور یہی منقول ہے کہ ایکروز جناب امیرؑ منبر پر خطبہ
مشتمل اوپر حمد الہی اور نعت رسالت پناہی کی پڑھ رہے تھے اور آدمیونکو عقوبات الہی سے
ڈراتے تھے اور مثوبات دائمی سے اُمیدوار کرتے تھے دفعتہً جانب راست نظر کی جناب
امام حسنؑ کو کھڑے دیکھا پوچھا کہ یا بنی کم مضی من شہر نا ا یعنی ای فرزند کتنے دن
اس مہینے سے گذری شاہزادہ نے عرض کی کہ ستر روز پھر جانب چپ نظر کی
امام حسینؑ کو کھڑے دیکھا پوچھا کہ یا بنی کم بقی من شہرنا ہذا یعنی ای فرزند کی روز
اس مہینے سے باقی ہے میں عرض کی کہ تیرہ روز یہ سُنکر فرمایا کہ اسی مہینہ میں اسی میری
ڈاڑھی کو میرے سر کے خون سے خضاب کریگا وہ شخص کہ جو بدبخت ترین اُمت کا ہوگا
اور ایک شعر پڑھا کہ جسکا مضمون یہ ہے کہ قتل میرا چاہتا ہی ایک مرد قبیلہ مراد سے

اور میں اُس سے نیکی کی چاہتا ہوں ابن ملجم نے جو یہ سنا تو جناب امیرؑ کے پاس آیا اور کہا کہ یا امیر عرب میں
پناہ لیتا ہوں طرف خدا کے اُس گمان سے کہ جو آپ میری طرف رکھتے ہیں اور میں آپ سے امید رکھتا ہوں
کہ آپ حکم کریں کہ میرے ہاتھوں کو قطع کریں یا ساتھ بدترین وجہ کے مجھے قتل کریں فرمایا قبل جرم قصاص نہیں
ہو سکتا مگر مجھسے رسولخدا نے فرمایا ہی کہ قاتل تیرا قبیلہ بنی مراد سے ہوگا اور اپنی حصول مراد کیواسطے
تجھے قتل کریگا مگر اپنی مراد کو حاصل نہ کریگا اور اپنے مطلب کو نہ پہنچیگا ابن ملجم ان باتوں کے سننے
سے استبعاد اور استعاذہ کرتا تھا پس جناب امیرؑ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو میں تجھے ایک بھید کی خبر دوں
کہ جسپر سوائے تیرے اور تیری دایہ کے اور کوئی آگاہ نہیں تجھے قسم ہے خدا کی بتا کہ تیری دایہ یہ ہوتی تھی
اور ایکروز اُسنے غصہ ہوکر تجھسے نہ کہا تھا کہ ای بدبخت ترین کنندہ ناقہ صالح ابن ملجم نے یہ سنکر
سر جھکا لیا اور کہا کہ ہاں کہا تھا یہ فرماکر رونے لگے کہ آپکے رونے سے سب رونے لگے پھر فرمایا کہ تم یہ نجانو
کہ میں مرگ سے خوف کرتا ہوں بلکہ میں ہمیشہ آرزومند مرگ اور شہادت کا رہتا تھا منقول ہے کہ جناب حسنینؑ اپنے
والد ماجد امیر المؤمنین کو دفن کر کے پھر تو ایک مکان خراب و ویران پر شاہزادوں کا گذر ہوا ناگاہ اُس گھر میں سے
آواز نالہ و بکا کی آئی کہ دل سامعین کے بیقرار و بے آرام ہو گئے حسنینؑ اُس گھر میں تشریف لیگئے ایک
نابینا بیمار ضعیف و ناتوان کو خاک پر لیٹا دیکھا کہ روتا ہے اور نالہ پُر حسرت و اندوہ دل پُر درد سے
کھینچتا ہے حسنینؑ نے اُس سے حال پوچھا کہ ای شخص اپنی سرگذشت بیان کر کہ اس خانہ ویران میں تو کیونکر رہتا ہے
اور کہاں سے کہاتا پیتا ہی اُسنے جواب دیا کہ میں بیکس آوارہ وطن غریب محتاج مبتلا بانواع عوارض گرفتار صنائف
رنج و محن ہوں میرا اس دنیا میں کوئی یار و مددگار نہیں ہے سوائے تنہائی اور ضعف و نقاہت اور عوارض کے کوئی
آشنا نہیں شاہزادوں نے پوچھا کہ ای شخص جب تیرا یہ حال ہے تنہائی کا تو پھر تیری خبر کون لیتا ہے اور غذا اور
دوا کون دیتا ہے اور اس ویرانہ میں تیرا معین اور سرپرست کون ہے اور یہ ہما تو بے پرستار کیونکر گذر کرتا ہے وہ بیچارہ
مسکین یہ سنکر شدت سے رویا اور سینہ اور سر پیٹ کر بولا کہ ایک سال ہوا کہ میرا یہاں آنیکا اتفاق ہوا مگر انواع امراض میں

مبتلا مرنیکے قریب ہوگیا تہا اور اُس مکان تنہا میں پڑا تہا کہ ناگاہ ایک شخص خدا پرست غریب پرور فرشتہ رحمت
میرے پاس آیا اور جو کچھ کہانا اور پانی اپنے ساتہ لایا تہا اُسکو کمال مہربانی اور شفقت سے اپنے ہاتہ سے
مجہے کہلایا پس اُس روز سے اُسکا معمول تہا کہ ہرروز وہ شخص میرے واسطے دوا اور غذا لاتا تہا اور نہایت
دلاسے اور دلبری سے مجہے پلاتا اور کھلاتا بلکہ اپنے ہاتہ سے لوالے بنا کر میرے منہ میں دیتا تہا اب کئی روز سے
وہ شفیق و حبیب میرا نہیں آیا نہیں معلوم کر کس بلا میں مبتلا ہو بیمار ہوگیا یا کسی دشمن نے اُسے قتل کیا کچھ معلوم
نہیں کہ میرے یار باوفا کو کیا ہوا یہ کہکر وہ خود بہی رویا اور سب کو رُلایا حسنینؑ نے پوچہا کہ ای شخص اُس مرد خدا
کا کیا نام تہا صورت کیسی تہی قدو قامت کس طرح کا تہا اُسنے کہا کہ میں آنکھوں سے نابینا ہوں صورت پتا نہیں
دلیکن قدو قامت نہیں بتلا سکتا اور نام اپنا اُسنے نہیں بتایا جب میں نے پوچہا تو یہی فرمایا کہ میرے نام
سے تجہے کیا کام ہے میں تیری للہ خدمت کرنیکو آتا ہوں اپنی نا موری اور اُجرت اسکے عوض
میں نہیں چاہتا افسوس صد افسوس کہ تین دن سے وہ مہربان مجہ سے جدا ہے اُسکا نہ آنا
خالی اس سے نہیں کہ وہ کسی مصیبت میں پہنسا ہے حسنینؑ نے فرمایا کہ بینوا کوئی تو
اُسکا پتہ بتا اُسنے عرض کی ایک خاصیت تو اُسکی یہ ہے کہ ہر وقت اُسکی
زبان پر ذکر خدا رہتا تہا اور تسبیح اور تہلیل اُسکا وظیفہ تہا اور جب جناب میرے
پاس بیٹہتے تہے تو یہ فرماتے تہے کہ مسکین قریب مسکین کے اور غریب نزدیک غریب کے
بیٹہتا ہے یہ اوصاف سُنکر جناب حسنینؑ چیخیں مار کر رونے لگے اور فرمایا کہ ای شخص وہ مرد ہمارا
باپ علی مرتضیٰؑ تہا اُس مریض نے پوچہا پہر اُسے کیا ہوا کہ تین دن سے وہ نہیں آیا حسنینؑ نے فرمایا
کہ ای بینوا اشقی ترین خلق نے اُسکو شہید کیا ہم بہی اُسکو دفن کرکے آتے ہیں اُس نابینا نے یہ سنکر
تاب سہی رونے لگا اور سر و سینہ پیٹنے لگا اور کہتا تہا کہ افسوس اب میری خبر کون لیگا اور غذا
اور دوا کون دیگا پہر حسنینؑ سے اُسنے کہا کہ اے شہزادو مجہے اس جناب کی قبر پر لیچلو

پس حسنینؑ اسکو ہاتھ پکڑ کر انکی قبر پہ لائے اُس شخص نے سر اپنا قبر اطہر پہ رکھا اور خاک قبر کو
مُنہ پہ مَلا اور درگاہ خدا میں دُعا کی کہ ای خداوند جلیل میں تجھے قسم دیتا ہوں صاحب
اس قبر کی کہ اسیوقت اجل میری آجاوی پس دعا اسکی قبول ہوئی کہ اسیوقت روح نے
اُسکے پرواز کیا حسنینؑ نے اُسکو غسل و کفن دیکر جوار سلطان اوصیا میں اُسکو دفن کیا
اور بھی کتاب عین البکا میں مسطور ہے کہ بعد دفن جناب امیرؑ صف ماتم اہلبیت میں واسطے
ندبہ و بکا کے جناب امیرؑ پہ بچھی اور دختران جناب امیرؑ اور سب اہل حرم نوحہ و بکا و شور و فغاں
میں مشغول تھے تو ایک عورت کو دیکھا کہ سب سے زیادہ روتی اور سر پیٹتی ہی اُم کلثوم فرماتے
ہیں کہ میں نے نہیں جانا کہ کوئی زن ہاشمیہ سے یہ بھی ہی میں اُسکے قریب گئی اور پوچھا کہ ای
بی بی تجھے عترت رسالت سے کیا قرابت ہے کہ اسقدر گریہ و بکا کرتی ہی اور سب سے زیادہ نالہ
و فغاں کرتی ہی اُسنے کہا کہ ای بنت خاتون جہاں اُس جناب کا مرنا دوبارہ میری
بربادی اور میرے یتیمونکی خرابی کا باعث ہوا اور دوبارہ میرے اطفال یتیم ہوئے
اُم کلثوم نے فرمایا کہ تو اپنا قصہ بیان کر اُسنے کہا کہ میرا شوہر جہاد میں مارا گیا تہا یہ چند
اطفال صغیر بے پدر رہگئے تھے اُنکو محنت اور مزدوری سے پالتی تھی ایک روز میں مشک
پانی کی بھری لیے آتی تھی کہ اُن جناب نے دیکھکر میرے حال پر رحم کیا اور مجھسے مشک لیکر
میرے گہر میں پہنچادی اور پہر مجھسے پوچھا کہ تیری گذران کیونکر ہوتی ہی میں نے کہا کہ میرے شوہر
کو علی ابن ابیطالب نے لڑائی پر بہیجا تہا وہ مارا گیا اب یہ کئی بچے میرے پاس ہیں میں
محنت اور مشقت کرکے انکی پرورش کرتی ہوں یہ سُنکر میرے حال پر تاسف کیا اور
دوسرے دن از راہ غربا پروری میرے دروازہ پر آنکر آواز دی میں نے پوچھا کہ تو کون ہے
کہا کہ میں وہی بندہ خدا ہوں کہ جو کل تیری مشک پہنچا گیا تہا اب میں یتیم تیری اور

تیرے بچوں کی خدمت کرنے آیا ہوں پس مینے اُٹھکر دروازہ کھولدیا وہ گھر میں تشریف لائے اور
ایک زنبیل میں گوشت اور اناج بچوں کیواسطے لائی اُس عورت نے کہا کہ خدا تعالی تجھپر
کرم اور لطف کرے اور تجھسے راضی اور خوشنود ہو اور میرے اور علی کے درمیان انصاف کرے
یہ سُنکر اُس جناب نے سر جھکا لیا اور آنکھوں میں آنسو بھر لائے غرض وہ زنبیل مجھے دی اور فرمایا
کہ یا تو بچوں کو رکہ اور میں کھانا پکاؤں یا تو کھانا پکا اور میں بچوں کو بہلاؤں مینے کہا
میں خمیر کرتی ہوں اور تو میرے بچوں کو بھی بہلا اور گوشت بھی پکاتا جا پس اُس جناب نے
گوشت بھی چڑھا دیا اور بچوں کو بھی بہلانے لگے اور دست شفقت اُنکے سر پر پھیرتے
تھے اور محبت پیدا نہ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ای یتیموای میرے فرزندو علی کو بخشو
کہ علی نے تمہاری خبر نہ لی پس جب میں خمیر کرنے سے فارغ ہوئی تو اُس جناب سے کہا کہ
اب تو تنور کو گرم کر اُس جناب نے جب تنور میں آگ روشن کی اور شعلہ تنور کا بھڑکا تو فرمایا
کہ ای علی مزا چکھ آتش کا یہ سزا اُس شخص کی ہے کہ جو رانڈوں اور یتیموں کی خبر نہ لے
اور ضایع اور برباد کرے اور ساتھ اسکے روتے تھے اس حالمیں ایکعورت ہمسایہ کی آئی
اور متعجب ہو کر مجھسے پوچھنے لگی کہ تو پہچانتی ہے کہ یہ کون ہے مینے کہا کہ میں نہیں جانتی مگر
بہت مرد با خدا ہے کہ مجھپر رحم کرتا ہے اور میرے کام کو آیا ہے اُسنے کہا ای بیوقوف
یہ شوہر جناب فاطمہ زہرا کا اور بھائی رسولخدا کا ہے تو اُنسے کام لیتی ہے یہ سُنکر میں
قدم اقدس پر گر پڑی اور بعذر پیش آئی اور مینے کہا کہ یا حضرت مینے آپکو نہ پہچانا تھا
اب میں کمال آپسے شرمندہ اور خجالتمند ہوں میری تقصیر کو معاف فرماؤ
آپنے فرمایا کہ ای کنیز خدا تو شرمندہ ہو کر کیوں روتی ہے کہ میں خود تجھسے
شرمندہ ہوں کہ مینے تیری اور تیرے بچوں کی خبر لینے میں قصور کیا اور تمہاری

خبر لی اب تو علی کو بخشدی لیں اُس دن سے وہ پدر یتیماں اور شوہر بیوہ زنان ہمیشہ از وقہ
اور کھانا لا کر اپنے ہاتھ سے دیتے تھے اور وہ شہید ہوگئے انکی شہادت اپنی موت کا باعث ہے

فصل دوسری بیچ بیان شہادت جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب کے

پس جاننا چاہیے کہ مشہور ما بین علما ہے کہ شہادت اس سید اوصیا امام اتقیا علیہ السلام
کی شب یکشنبہ اکیسویں [۲۱] ماہ رمضان المبارک کو ہوئی ہے جبکہ ایک ثلث شب باقی رہی
تھی اور ضربت آپکے فرق مبارک پر شب جمعہ انیسویں [۱۹] ماہ مذکور کو لگی تھی ہاتھ سے
عبد الرحمن ابن ملجم مرادی علیہ اللعنہ والعذاب کے بمدد و معاونت وردان بن مجالد و
شبیث بن بجرہ و اشعث بن قیس و قطامہ دختر اخضر علیہم جمیعاً لعنۃ اللہ والملائکہ
والناس اجمعین غرض جبکہ ایک ثلث شب باقی رہی تھی اکیسویں [۲۱] ماہ مذکور کی
اُسوقت روح اقدس نے اس جناب کی ریاض رضوان کو پرواز کیا تھا اور مشہور
یہ ہے کہ اسوقت عمر شریف آپکی ترسٹھ [۶۳] برس کی تھی۔ اور جناب صادق علیہ السلام سے منقول
ہے کہ پینسٹھ [۶۵] برس کی تھی۔ اور یہی جناب امام محمد باقر اور جناب امام محمد تقی علیہ السلام سے
بھی مروی ہے اور موافق مشہور کے جناب رسول خدا کے ساتھ بعد بعثت کے وہ جناب
تیرہ برس مکہ میں رہے اور دس برس عمر شریف جناب امیر کے گذرے تھے کہ جناب
رسول خدا مبعوث ہوئے اور آپکی رسالت پر جناب امیر ایمان لائے اور دس برس
مدینہ میں جناب رسول مقبول کے ساتھ بسر کی اور جبکہ جناب رسول خدا کی خدمت میں
جہاد شروع کیا تو عمر اس جناب کی سولہ برس کی تھی اور جبکہ اونیس برس
عمر شریف سے گذرے تو شجاعان عرب کو تہ تیغ کیا اور کسی شخص کو یہ جرات
آپ سے لڑنے اور مقابلہ کرنیکی نہ رہی تھی اور جب آپنے در خیبر اکھاڑا تو

باؔ ئیس برس عمر مبارک سے گزرے تھے اور تیئس برس آپنے امامت کی اس مدت میں
دو سال اور چار مہینے تو حضرت صدیق خلافت پر متصرف رہے اور دس برس سے
زیادہ حضرت فاروق اُسپر متصرف رہے اور بارہ برس عثمان نے اُسکو اپنے قبضہ میں
رکھا اور جب اُس جناب کیطرف خلافت پھری تو قریب پانچ برس کے آپنے حکمرانی
کی اور اکثر مدت آپ بیچ قتال و جدال کے ساتھ منافقین کے مشغول رہے تا اینکہ درجہ
رفیعہ شہادت کو فائز ہوئے اور بیچ کتاب فرحۃ الغری بسندہای معتبر جناب
امام محمد باقر اور امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ وقت شہادت عمر مبارک جناب امیر
کی تریسٹھ برس کی تھی اور جب آپنے دنیا سے رحلت کی تو چالیسواں سال تھا ہجرت کا
یعنی سن چالیس ہجری میں آپنے انتقال کیا اور جب جناب رسالت مآب کو بعثت ہوئی
تھی یعنی آپ مبعوث برسالت ہوئے تھے تو جناب امیر کی عمر بارہ برس کی تھی اور بعد
بعثت تیرہ برس جناب رسولخدا کے ساتھ مکہ میں رہے اور پھر رسولخدا کے ساتھ
طرف مدینہ کے ہجرت اور دس برس آپکے ساتھ مدینہ میں رہے اور تیس برس بعد رسولخدا
زندگانی کی اور شب جمعہ درجہ شہادت کو فائز ہوئے اور نجف اشرف میں مدفون ہوئے
اور سن مبارک آپکا تریسٹھ برس کو پہنچا تھا اور کلینی اور شیخ طوسی نے بسند معتبر روایت
کی ہی کہ اکیسویں شب کو ماہ مبارک رمضان کے غسل سنت ہے اور وہ شب وہ ہے
کہ جس شب اوصیا نے سب پیغمبروں کے دنیا سے انتقال کیا ہے اور اسی شب عیسی آسمان پر
تشریف لیگئے ہیں اور موسی اُسی شب باتہ رحمت حق کے واصل ہوئے ہیں اور شیخ مفید وغیرہ
علما نے روایت کی ہی کہ ایک گروہ خوارج بعد واقعہ نہروان مدینہ میں جمع ہوئے اور کہا
کہ سب امرا اہل اسلام حق سے پھر گئے اور قصہ نہروان کو یاد کرکے رونے لگے اور مقتولین

نہروان پر افسوس اور ترحم کرنے لگے پھر آپسمیں تینوں نے قسمیہ یہ عہد کیا کہ جناب امیر المومنین اور معاویہ
اور عمرو بن عاص کو ایک ہی شب میں قتل کریں اور خوارج نہروان کا خون امیر المومنین سے طلب
کریں عبد الرحمن ابن ملجم علیہ اللعن نے تو کہا کہ میں علیؑ کو قتل کرونگا اور عمرو بن بکر نے کہا
کہ میں عمرو بن عاص کو قتل کرونگا اور برک بن عبد اللہ نے کہا کہ میں معاویہ کو قتل کرونگا اور
ان تینوں نے آپسمیں عہد کیا کہ انیسویں شب کو ماہ مبارک رمضان کی انکو قتل کر دینگے عہد
کرکے آپس سے جدا ہوئے ابن ملجم تو جانب کوفہ روانہ ہوا اور وہ دونوں ملعون شام اور مصر کو گئے
پس اس شخص نے کہ قتل معاویہ کو اپنے ذمہ پر لازم کیا تھا اُس شب معہود ایک تلوار معاویہ کے
ران پر مار کر اسکو زخمی کیا طبیب نے جو اس زخم کو دیکھا تو کہا کہ اس تلوار کو زہر میں بجھایا ہے
پس اگر تو اچھا ہونا چاہتا ہے تو دو کاموں میں سے ایک کام کو اختیار کر یا اس زخم پر داغ دے
یا میں دوا دیتا ہوں تو اسکو کھا مگر اس دوا کے کھانے سے نسل تیری منقطع ہو جائیگی اور
آگے کو تیرے اولاد نہوگی اور نہ عورت کے کام سے جاتا رہیگا معاویہ نے کہا کہ میں آگ کی تو
طاقت نہیں رکھتا اور نسل میں سوائے یزید اور عبد اللہ کے اور زیادتی نہیں چاہتا القصہ طبیب نے
اسکو دوا دی اور معاویہ اچھا ہو گیا برک نے معاویہ سے کہا کہ میں تجھے ایسی خوشخبری دیتا ہوں کہ
جس سے تو خوش ہو جائے پوچھا کہ وہ کیا بشارت ہے اُسنے کہا کہ ایک رفیق میرا گیا ہے کہ آج
کی شب علیؑ کو قتل کرے پس تو مجھے قید رکھ اگر اُسنے علیؑ کو قتل کیا تو پھر جو کچھ تو
میرے حق میں چاہیگا وہ کرنا اور اگر اُسنے قتل نہ کیا تو پھر تو مجھے چھوڑ دینا کہ میں جا کر
اُسے قتل کرونگا اور میں تجھسے عہد کرتا ہوں کہ علیؑ کو قتل کرکے میں تیرے پاس چلا آؤنگا
اُسوقت میرے حق میں جو چاہیگا وہ کیجیو غرض معاویہ نے اسکو قید کیا تا اینکہ خبر
شہادت جناب امیرؑ پہنچی معاویہ نے برک کو آزاد کیا اور ایک روایت میں یہ ہے

کہ معاویہ نے اُسکے کلام کو قبول نکیا اور اُسکو قتل کیا اور عمر ابن بکر جو مصر میں گیا اور ارادہ
قتل عمرو بن عاص کا کیا تو عمرو بن عاص اُس شب مسجد میں نماز پڑھانے
نہ آیا اور اپنے عوض خارجہ کو بھیجدیا کہ اُسکی جگہ نماز پڑھاوے عمر ابن بکر نے
عمرو بن عاص جانکر خارجہ کی تلوار ماری کہ مر گیا اور عمرو عاص بچ گیا مروی ہے
کہ جب ابن ملجم کوفہ میں آیا تو ایک شخص کے گھر میں قبیلہ تیم الرباب سے تھا گیا مگر اس
راز کو کسی سے نہ کہا قطامہ بنت الاخضر ملعونہ کو اُسجگہ دیکھا چونکہ وہ نہایت جمیلہ و شکیلہ
تھی تو آتش عشق اسکے کانوں سینہ ابن ملجم میں مشتعل ہوئی اور اُسکو دیکھکر بیچین و
بیقرار ہو گیا اور قطامہ کے باپ و بھائی کو جناب امیرؑ نے جنگ خوارج میں مارا
تھا وہ ملعونہ اسی سبب جناب امیرؑ کی دشمن تھی ابن ملجم نے اُس سے پوچھا کہ تو شوہر
رکھتی ہے یا بے شوہر ہے اُس ملعونہ نے کہا کہ میں شوہر نہیں رکھتی ابن ملجم نے
کہا کہ اگر تجھے شوہر کی خواہش ہو تو میں تجھسے نکاح کرتا ہوں اُس ملعونہ نے کہا کہ
مہر میرا تین ہزار درہم اور ایک غلام اور ایک کنیز اور قتل علی ابن ابیطالب ہے
اُس ملعون نے بنا بر مصلحت کہا جو کچھ تو نے کہا مجھے قبول ہے مگر قتل
علی ابن ابی طالب کہ مجھے اُسکے قتل کی طاقت نہیں اُس ملعونہ نے کہا
کہ حیلہ تغافل کر کے قتل کر اگر تو نے بعد قتل اُسکے رہائی پائی تو پھر میرے ساتھ
عیش کریگا اور اگر تو مارا گیا تو ثواب آخرت تیرے واسطے بہتر ہے
زندگانی دنیا سے جب ابن ملجم علیہ اللعن نے جانا کہ وہ ملعونہ بھی اُسکے ساتھ
موافق ہے تو کہا کہ بخدا میں اس شہر میں نہیں آیا مگر اسی کام کے واسطے
اُس ملعونہ نے کہا کہ میں اپنے قبیلہ سے ایک جماعت کو تیرے ہمراہ کرتی ہوں

کہ وہ اس امر میں تیری اعانت کریں غرض قطامہ نے تیرے قبیلہ سے وردان ابن مجالد کو
ابن ملجم کے ہمراہ کیا اور ابن ملجم نے شبیث بن بجرہ کو دیکھا کہا کہ ای شبیث میں چاہتا
ہوں کہ تجھے ایک امر خیر میں اپنے ساتھ شریک کروں کہ باعث تیری شرف دنیا اور
آخرت کا ہو شبیث نے پوچھا کہ وہ کیا امر ہے کہا کہ وہ یہ امر ہے کہ تو میری اعانت اور
مدد کرے بیچ قتل کرنے علیؑ ابن ابی طالب کے اور شبیث بھی جملہ خوارج سے تھا کہا کہ ای
ابن ملجم تو نے بڑے کار بزرگ کا ارادہ کیا ہی قتل علیؑ آسان نہیں ہے ابن ملجم نے کہا کہ میں
مسجد میں جاکر چھپ بیٹھونگا اور جب وہ نماز کیواسطے آئیگا تو میں اُسکو قتل کرونگا پس وہ تینوں
ملعون شب نوزدہم ماہ مبارک رمضان باین ارادہ مسجد میں آئے قطامہ خیمہ مسجد میں کھڑا
کراکر اعتکاف میں بیٹھی تھی یہ تینوں ملعون بھی اُسکے خیمہ میں شب کو آنکر بیٹھے اُس
ملعونہ نے حریر کے پارچے انکے سینہ پر باندھکر اور تلواریں انکے ہاتھوں میں دیکر خیمہ
سے باہر بھیجا اور اشعث بن خارجی کو ابن ملجم ملعون نے اس امر میں اپنے متفق کر لیا تھا
حجر بن عیدی کہ دوستوں میں سے جناب امیر کے تھے اور شب کو وہ بھی مسجد میں سے تھے
کہتے ہیں کہ میں نے آواز اشعث کی سنی کہ اُسنے ابن ملجم سے کہا کہ جلد اپنی حاجت کو بر لا
مبادا صبح طالع ہوجائے اور تو رسوا ہو حجر کہتے ہیں کہ میں نے یہ سُنکر اُنکے مطلب کو
پا یا اور میں نے اشعث لعین سے کہا کہ ای عور ملعون تو ارادہ علیؑ کے قتل کا رکھتا ہی اور
میں جناب امیر کے گھر کیطرف بھاگا تا آپکو اس امر کی خبر دوں اتفاقاً وہ جناب
اور رستہ سے تشریف لیگئے تھے مجھسے ملاقات نہوئی اور جب میں پھر کر آیا تو
سُنا کہ لوگ کہتے ہیں کہ امیر المومنین زخمی ہوئے اور دوسری روایت میں اسطرح ہی کہ
عبد اللہ بن محمد راوی کہتا ہے کہ میں ایک گروہ اہل مصر کے ساتھ مسجد کوفہ میں تھا

اور اُس شب کو عبادت خدا میں احیا کیا تھا مینے دیکھا کہ ایک گروہ آدمیوں کے در مسجد نزدیک
کہ جو جانب خانہ جناب امیر تھا جمع ہے اسمیں جناب امیر تشریف لائے اور جو لوگ
مسجد میں سوتے تھے اُنکو آواز الصلوٰۃ الصلوٰۃ کی دی مینے بھی آواز اُس جناب کی
سُنی اور ساتھ ہی اُسکے برق اور چمک تلواروں کی بھی دکھائی دی اور ایک آواز
آئی کہ حکم واسطے خدا کے ہے پس اول تلوار شبیث بن بجرہ نے ماری وہ تلوار
طاق مسجد پر پڑی اور آپ بچ گئے اور جب وہ جناب محراب مسجد میں جا کر مشغول
نماز ہوئے تو ابن ملجم لعین نے اُس جناب کے فرق مبارک پر تلوار ماری یہ ضربت
اُس جگہ پہنچی کہ جس جگہ عمر بن عبدود نے ضربت لگائی تھی اور یہ تینوں لعین بھاگ کر
بھاگے اور شبیث اپنے گھر میں گیا اُسکے ابن عم نے اُسکو مضطرب دیکھکر پوچھا
کہ کیا تو نے امیر المؤمنین کو قتل کیا ہے چاہتا تھا کہ کہے نہیں بے اختیار منہ سے ہاں نکل گئی
اُسکے بھائی نے یہ سُنکر اُس سے تلوار چھین کر اُسکو جہنم واصل کیا اور ابن ملجم لعین کو
پکڑ کر جناب امیر کی خدمت میں لائے اور شیخ مفید علیہ الرحمت نے لکھا ہے
کہ جب ابن ملجم نے آپکو زخمی کیا تو آواز آدمیوں کی مسجد سے بلند ہوئی حسنین
بھی آواز سُنکر دوڑے اور مسجد میں آنکر ابن ملجم کو قید کیا اور اپنے پدر بزرگوار کو
اُٹھا کر گھر میں لیگئے پس لبابہ آپکے سرہانے بیٹھے اور ام کلثوم پائینتی بیٹھیں اور آواز
نوحہ و شیون کی گھر سے بلند ہوئی پس جناب امیر نے غش سے آنکھیں کھول دیں
اور حسنین کیطرف دیکھکر فرمایا کہ صحبت انبیا اور اوصیا کی بہتر ہے واسطے دوستان
خدا کے دنیائے بیوفا سے اگر مینے اس ضربت سے وفات پائی تو اس ملعون
کو بھی ایک ہی ضربت سے زیادہ نہ مارنا اور اگر میں زندہ رہا تو مجھے اختیار ہے

اگر چاہونگا تو قصاص لونگا اور چاہونگا عفو کردونگا یہ فرما کر بیہوش ہو گئی جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ اسوقت میںنے رسولخدا کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں آج کی شب تو میرے پاس ہوگا اور نیز
حبیب بن عمر سے مروی ہے کہ وہ کہتا ہی کہ میں جناب امیر کیخدمت میں حاضر ہوا اُس مرض میں کہ جس سے آپ دنیا سے تشریف لیگئے اُس جناب نے اپنے سر کے زخم کو کھولا میںنے عرض کی کہ یا امیر المومنین زخم تو کچھ ایسا نہیں ہے جلد اچھا ہو جائیگا آپنے فرمایا کہ ای حبیب بخدا سوگند کہ میں اسی ساعت تمسے مفارقت کرونگا حبیب کہتا ہی کہ میں سُنکر رونے لگا اور آپکی دختر نیک اختر اُم کلثوم بھی رونے لگیں جناب امیر علیہ السلام نے انکو منع کیا رونے سے اور فرمایا کہ تو کیوں روتی ہی ای دختر میری اُم کلثوم نے کہا کہ کیونکر نہ روؤں کہ تم مجھے اپنے مرنے کی خبر دیتے ہو فرمایا کہ نہ رو ای دختر بخدا اگر دیکھے تو جو کچھ کہ تیرا باپ دیکھتا ہی تو البتہ رونا موقوف کرے حبیب کہتا ہی کہ میںنے پوچھا کہ وہ کیا چیز ہی ای امیر المومنین کہ جسکو آپ دیکھتے ہیں فرمایا کہ میں اسوقت دیکھتا ہوں کہ ملائکہ آسمان اور پیغمبران ذیشان سب جمع ہیں اور ایک پاؤں سے کھڑے ہیں میرا منتظر رہی ہیں تاکہ سب مجھسے ملاقات کریں اور یہ بھائی میرے رسولخدا میرے پاس بیٹھے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جلد آ میرے پاس کہ جو کچھ تو نے آگے بھیجا ہی بہتر ہے اُس سے کہ جسمیں اب تو ہی حبیب کہتا ہی کہ ہنوز میں اُس جناب کے آگے سے نہ گیا تھا کہ روح مقدس اُس جناب کی ساتھ ارواح انبیا اور اوصیا کے ملحق ہوئی اور بھی مروی ہے کہ شب ضربت جناب امیر مسجد میں تشریف نہ لائی اور تمام شب گھر میں بیدار اور عبادت خدا میں مشغول و مصروف رہے اور ہر وقت باہر صحن خانہ میں تشریف لاتے تھے اور آسمان کیطرف نظر کرتے تھے اور فرماتی تھی کہ ہرگز دروغ نہیں کہا ہی میرے بھائی رسولخدا نے اور یہ وہ شب ہے کہ جسمیں مجھے وعدہ شہادت کا دیا ہے اُم کلثوم نے کہا کہ ای پدر عالیقدر کیا سبب ہے کہ میں اس شب آپ میں اضطراب اور بیداری

دیکھتی ہو فرمایا کہ ای دختر میں اس شب کی صبح کو شہید ہونگا ام کلثوم نے کہا کہ ای پدر آج آپ مسجد
میں تشریف نہ لیجائیں کسی اور کو کہیں وہ نماز پڑہا دے فرمایا کہ ای دختر قضائے الہی سے بہاگا
نہیں جاتا ہے جب موذن نے اذان کہی اور آپنے آواز اذان کی سنی تو روے اور وہ
شعر پڑہا کہ جسکا مضمون یہ ہے کہ اپنی کمر کو واسطے مرگ کے محکم اور مضبوط باندہ کہ مرگ البتہ
تجہے پہنچیگی اور جزع و فزع نہ کر مرگ سے جو اپنے وعدے پر آئیگی تو پہر تجاوز اس سے
نکریگی یہ فرما کر ارادہ مسجد کا کیا جب صحن خانہ میں آئے تو چند مرغابیاں آپکے گہر میں تہیں
وہ آپکی سد راہ ہوئیں اور جانے سے مانع آئیں اور دامن آپکا پکڑ لیا اور فریاد کرنے لگیں جب
چاہا کہ انکو دامن سے چہڑائیں اور دور کریں تو حضرت نے منع کیا اور فرمایا کہ انکو چہوڑ دو کہ یہ نوحہ
کرنیوالی میری ہیں کہ بعد میرے یہ مجہپر نوحہ کرینگی اور بہی بروایت معتبر ام کلثوم سے منقول ہے
کہ جس شب کہ جناب مجروح ہونیگے یعنی بست و یکم ماہ مبارک رمضان تو میں اُس جناب کے واسطے وقت
افطار ایک طبق میں دو قرص نان جو اور کاسۂ شیر کہ لائی اور نمک پیسا حاضر کیا جب حضرت نماز
سے فارغ ہوئے اور اُس طبق کی طرف نظر کی تو فرمایا کہ ای دختر دو قرص نان میرے
واسطے طبق میں رکہکر لائی ہو مگر تم نہیں جانتیں کہ میں متابعت اپنے بہائی اور ابن عم رسول خدا کی
کرتا ہوں کہ جبتک وہ دنیا سے تشریف لیگئے کبہی اُنکے واسطے اسقدر کہانا حاضر نہیں کیا گیا
ای دختر نیک اختر جسکا دنیا میں کہانا اور پینا اور پوشش خوب ہوگی آخرت میں بہی
کہڑا ہونا اسکا روبرو خدا کے دیر تک ہوگا ای دختر حلال دنیا میں حساب ہے اور حرام دنیا
میں عقاب اور عذاب ہے اور میرے حبیب نے مجہے خبر دی ہے کہ جبرئیل امین
میرے پاس کنجیاں زمین کی لائے اور کہا کہ ای حبیب خدا خداوند عالم آپکو تحفہ سلام
ارشاد کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر تو چاہے تو تمام کوہ ہای تہامہ کو تیرے واسطے سونیکی بنا دوں

اور باوجود اسکے پھر جو کچھ تیرے واسطے ثواب آخرت مقرر ہے اُسمیں سے ذرا کم نہ کیا جاویگا
پس یہ کنجیاں ہیں خزانہائے زمین کی انکو تم لیلو جناب رسول خدا نے فرمایا کہ ای اخی جبرئیل
بعد اسکے پھر کیا ہوگا عرض کی بعد اسکے موت ہوگی فرمایا رسول مقبول نے کہ اگر بعد اسکے
موت ہے تو مجھے طرف دنیا کے کچھ حاجت نہیں ہے دو مجھے اس حال پر کہ ایکروز سیر ہوں
اور ایکروز فاقہ کروں اور جس روز کہ بھوکا ہوں تو دعا کروں اپنے پروردگار سے اور سوال کروں
اُسسے کہ جس روز سیر ہوں تو شکر کروں اُسکا پس جبرئیل نے کہا کہ ای محمد صلعم خدا سے بہتر علی کی
توفیق پائی ہی اے دختر خانہ دنیا خانہ فریب اور خانہ مذلت و خواری ہے اور جو شخص کہ آخرت میں
اپنے آگے بھیجتا ہی وہاں اُسکو پاتا ہے ای دختر بخدا سوگند کہ میں اُسمیں سے نہ کہاونگا جبتک کہ آپ
اُسمیں سے نہ اُٹھا لوگی پس بیٹی نے دودہ اُٹھا لیا آپنے قدری نان و نمک تناول کی اور حمد
و ثنا خدا تیعالی بجا لائے اور پھر اُٹھکر نماز میں مشغول ہوئے اور برابر رکوع اور سجود اور تضرع و زاری
خدا تیعالی کیطرف کرتے رہے اور بار بار اندر سے صحن میں تشریف لاکر جانب آسمان نگاہ کرتے تہے
اور پھر اندر چلے جاتے تے اور کمال اضطراب میں تہے اور تضرع کرتے تھے اور روتے تہے پہر جبوقت کہ
آخر شب تک پڑہی اور سو گئے اور تہوڑی دیر کے بعد پھر ترسان اور خایف بیدار ہوئے اور جامہ اپنا
منہ پر ڈالکر کھڑے ہو گئے اور عرض کی کہ خداوندا برکت دے مجکو اپنے لقا اور ملاقات میں اور
کلمہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کا زبان مبارک پر جاری کیا اور باقی شب نماز
پڑہنے میں بسر کی اور تعقیب میں بیٹھے تہے کہ پہر نیند آگئی اور سو گئی اور پھر ہراسان خواب
سے بیدار ہوئے اور اپنے زنان و فرزندان کو جمع کیا اور فرمایا کہ اس مہینے میں میں تم میں سے
جاونگا اور ابھی میں نے یہ خواب ہولناک دیکھا ہے کہ رسول خدا مجہسے فرماتے ہیں کہ ای ابو الحسن
اب بہت جلد تم ہمارے پاس آؤگے اور تیرے پاس ایک شقی تریں اُمت آویگا اور تیری

داڑھی کو تیرے سر کے خون سے رنگین کریگا اور میں بہت مشتاق ہوں تیری ملاقات کا
اب تو جبار میرے پاس ہوں یہ باتیں سنکر سب اہل و عیال آپکے رونے لگے اور صدائے گریہ بلند ہوی
اُس جناب نے اُنکو رونے سے منع کیا اور قسم دیکر سب کو چپکا کیا اور کچھ نصیحت اور وصیت فرماکر
پھر نماز میں مشغول ہوے اور فرماتے تھے کہ بخدا جھوٹ نہیں سنا ہے مینے رسول خدا سے اور یہی وہ شب
ہے کہ جسمیں وعدہ مجھسے ہوا ہے شہادت پانیکا پھر نماز میں مشغول ہوے اور کہتے تھے
اللهم بارك لی فی الموت یعنی خداوندا برکت دے واسطے میرے بیچ موت کے اور مکرر فرماتے تھے
انا لله وانا الیه راجعون ولا حول ولا قوۃ الا بالله العلی العظیم اور بہت صلوٰۃ بھیجتے
تھے محمد و آل محمد پر ام کلثوم کہتی ہیں کہ مینے جو اضطرار اور قلق اُس جناب کا
تمام اُس شب دیکھا تمام شب مجھے بھی نیند نہ آئی مینے کہا کہ ای پدر عالیقدر کیا سبب کہ آج
کی شب بیقرار ہو اور استراحت نہیں فرماتے فرمایا کہ ای دختر نیک اختر مینے اپنے
تئیں بہت سے جنگوں میں ڈالا مگر کبھی مجھپر رعب و ترس غالب نہیں ہوا مگر آجکی
شب کہ مجھپر نہایت خوف و بیم غالب ہے پھر انا لله وانا الیه راجعون فرمایا ام کلثوم نے
کہا کہ ای پدر بزرگوار تمنے کیوں تمام شب خبر مرگ اپنی ہمکو دی ہے فرمایا کہ ای دختر اجل میری
نزدیک پہنچی اور سب آرزوئیں میری منقطع ہوئیں یہ سنکر ام کلثوم رونے
لگیں جناب امیر نے اُنکو رونے سے منع کیا اور فرمایا کہ جسوقت اذان ہو
تو مجھے خبر کرنا اور پھر نماز میں مشغول ہوے اور جب نماز کا وقت نزدیک پہنچا
تو میں اُس جناب کے پاس پانی وضو کی تجدید کرنیکو لائی آپ نے وضو کو تازہ کیا
اور کپڑے پہنے اور متوجہ ہوئے طرف مسجد کے جب صحن خانہ میں پہنچے
تو مرغابیاں آپ کے سر راہ آئیں اور بازو کھولدیے اور فریاد کرنے لگیں

اُس جناب نے فرمایا کہ اللہ اکبر چند فریاد کرتی ہوئی ہیں کہ پیچھے میرے نوحہ کرینگی فردا صبح قضائے
خدا تعالیٰ ظاہر ہوگی ام کلثوم نے کہا کہ ای پدر عالیقدر آپ فال بد کیوں زبان سے
نکالتے ہیں آپنے فرمایا کہ ای دختر ہم اہلبیت فال بد نہیں لیتے اور فکر بد انکی شان سے نہیں
ولیکن یہ سخن حق تھا کہ جو میری زبان پر جاری ہوا ای دختر میں تجھے اپنی حق کی
قسم دیتا ہوں کہ ان مرغابیوں کو میرے بعد چھوڑ دینا اور اگر انکو رکھو گی تو انکے آب و دانہ کی
خبر رکھنا کہ یہ چند حیوان بے زبان ہیں اور جب دروازہ پر گھر کے پہنچے تو قلادہ دریکہ کمربند میں
اُلجھا اور پٹکا کھلا کر زمین پر گر پڑا ایں اُسکو زمین سے اٹھا کر پھر کمر سے باندھا اور چند شعر پڑھے
کہ جنکا مضمون یہ ہے کہ باندہ اپنی کمر کو واسطے مرگ کے بدرستیکہ مرگ ملاقات کرنیوالی ہے
تجھسے اور جزع نہ کر مرگ سے جس وقت کہ نازل ہو تجھپر اور مغرور نہو ساتھ دنیا کے ہرچند دنیا
ساتھ تیرے موافقت کرے کہ جیسا زمانہ کسیکو ہنساتا ہے ویسا ہی اُسکو رلاتا ہے
پھر فرمایا کہ خداوندا مبارک کر میرے واسطے مرگ کو اور مبارک کر میرے لیے اپنے لقا اور
ملاقات کو ام کلثوم کہتی ہیں کہ جب یہ خبر محنت آثار اُس جناب سے سنی تو مینے کہا کہ واغوثاہ
وا ابتاہ تمام شب آپنے مرنے کی خبر دی فرمایا کہ ای دختر یہ امور علامات اور دلائل میری
مرگ کے ہیں کہ پے در پے ظاہر ہوتے ہیں غرض دروازیکو کھولکر باہر تشریف لیگئے ام کلثوم
کہتی ہیں کہ مینے دوڑ کر امام حسنؑ کو جگایا اور سارا حال اُنسے بیان کیا وہ جناب اپنے پدر
بزرگوار کے پیچھے دوڑے اور اثنا راہ میں آپکے پاس پہنچے اور عرض کی کہ ای پدر بزرگوار
ہنوز شب باقی ہے آپ اسوقت کیوں گھر سے تشریف لائے فرمایا کہ ای نور دیدہ مینے
خواب ہولناک دیکھا ہے جناب امام حسنؑ نے اُسکی کیفیت پوچھی کہ آپنے کیا دیکھا ہے فرمایا
کہ مینے دیکھا کہ جبرئیل کوہ ابوقبیس پر نازل ہوئے اور ایک ٹکڑا پتھر کا اُس کوہ سے لیا اور کعبہ کے

سطح پر جا کر اُس پتھر کو ریزہ ریزہ مثل غبار کے کیا اور ہوا میں اُسکو اڑا دیا اور ہوا نے کوئی
گھر مکہ اور مدینہ میں ایسا نہ تھا کہ جسمیں اُسکے ریزہ کو نہ پہنچایا ہو جناب امام حسنؑ نے پوچھا کہ ای
پدر عالیقدر پھر آپنے اسکی تعبیر کیا تصور کی فرمایا کہ یہ خواب دلالت کرتا ہی کہ باپ تیرا شہید ہو
اور کوئی گھر مکہ اور مدینہ میں نہ رہے کہ جسمیں مصیبت میری داخل نہو امام حسنؑ نے عرض کی کہ
آپ جانتے ہیں کہ یہ واقعہ ہائلہ کب ہوگا فرمایا کہ میرے حبیب رسولخدا نے مجھے خبر دی ہی کہ
کہ میں آخر ماہ مبارک رمضان میں شہید ہونگا ابن ملجم لعین کی ضرب سے شاہزادہ نے عرض کیا
کہ ای پدر عالیقدر جبکہ آپ کو یہ معلوم ہے کہ وہ قاتل آپکا ہی تو آپ اُسکو کیوں نہیں قتل کرتے
فرمایا کہ ای فرزند گرامی قصاص پہلے جنایت اور خطا کے نہیں ہوتا یہ کہکر فرمایا کہ
اے فرزند تو اپنے رخت خواب کیطرف پھر جا جناب امام حسنؑ نے عرض کی کہ ای پدر والا
میں چاہتا ہوں کہ آپکے ہمراہ مسجد میں چلوں فرمایا کہ میں قسم دیتا ہوں تجھے کہ تو پھر جا امام حسن
محزون و مغموم پھرے اور شاہزادہ اور ام کلثوم آپ کی باتیں یاد کرکے روتی تھیں پس
جناب امیر مسجد میں داخل ہوئے تو اُسوقت قندیلیں خاموش ہوگئیں تھیں اور مسجد میں
تاریکی تھی اُس جناب نے چند رکعت نماز کی ادا کیں اور ایکساعت تعقیب میں مشغول
رہے اور پھر دو رکعت نماز پڑھکر بام مسجد پر تشریف لیگئے اور اذان کہی پس کوئی
گھر کوفہ میں ایسا نہ تھا کہ جسمیں آپ کی اذان کی آواز نہ پہنچی ابن ملجم لعین بھی تمام
شب اس فکر میں جاگتا رہا تھا اور اسی امر عظیم میں متفکر تھا کہ قطامہ نے آنکر کہا کہ
جو شخص ایسا ارادہ رکھتا ہو اُسپر خواب حرام ہے اُٹھ اور جا کر علی کو قتل کر
اور آ اور مجھ سے اپنی مراد حاصل کر اُس ملعون نے کہا کہ میں
خوب جانتا ہوں کہ علی کو قتل کرکے اپنی مراد کو نہ پہنچوں گا ❊

ناگاہ آپکی اذان کی آواز سنی اُس ملعونہ نے کہا کہ جلد جا فرصت ہاتھ سے جاتی ہی اور دوسری روایت میں ہے کہ تمام شب ابن ملجم ملعون مع شبیث وردان مسجد میں رہے اور جناب امیر کا انتظار کرتے تھے جب وہ جناب اذان سے فارغ ہوئے تو تسبیح اور تقدیس و تہلیل میں مشغول ہوئے پھر صلوٰۃ اور درود محمد و آل محمد پر بھیجا اور صحن مسجد میں تشریف لا کر جو لوگ کہ مسجد میں سوتے تھے انکو نماز کیواسطے جگایا اور جب ابن ملجم علیہ اللعنۃ کی پاس تشریف لائے تو اُسکو اوندھا سوتے دیکھا آپنے اُسکو جگایا اور فرمایا کہ اُٹھ نماز کیواسطے اور اسطرح نہ سو کہ یہ خواب شیطانی ہے بلکہ دست راست پر سو کہ یہ خواب مومنوں کا ہی اور چت سونا خواب پیغمبروں کا ہے اور اوندھا سونا خواب شیطان کا ہی اور جو تونے قصد کیا ہے قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور اگر تو چاہے تو میں تجھے خبر دوں اور بتاؤں کہ جو تیرے زیر جامہ پوشیدہ ہے یہ فرما کے آپ محراب میں جا کر مشغول نماز ہوئے اور رکوع اور سجود کو موافق اپنی عادت کے طول دیا پس ابن ملجم لعین نے آنکر نزدیک اُس ستون کے کہ جسکے نزدیک وہ جناب نماز پڑھتے تھے کھڑا ہوا اور جب آپنے سر سجدے سے اُٹھایا تو اُس ملعون نے تلوار آپکے سر مبارک پر ماری اور یہ ضرب اُسی جگہ لگی کہ جسجگہ عمرو ابن عبدود نے ضربت لگائی تھی پس فرق مبارک تا بہ پیشانی شگافتہ ہو گیا آپنے فرمایا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم بسم اللہ و باللہ وعلی ملتہ رسول اللہ فزت برب الکعبہ فایز اور رستگار ہوا میں بحق پروردگار کعبہ اہل مسجد نے جو صدا اُس جناب کی سُنی تو سب محراب کیطرف دوڑے اور چونکہ شمشیر کو زہر میں بجھایا تھا تو زہر فوراً آپکے سر میں اور تمام بدن میں سرایت کر گیا اور دیکھا لوگوں نے کہ وہ جناب محراب میں پڑے ہیں اور خاک کو لیتے ہیں اور زخم پر ڈالتے ہیں اور یہ

آیہ تلاوت فرماتے ہیں منہا خلقناکم ومنہا نعیدکم ومنہا نخرجکم تارۃ اخری یعنی زمین سے پیدا کیا ہے ہمنے تمکو اور پھر اُسکی طرف پھیر دینگے تمکو اور پھر اُسی سے باہر لاوینگے تمکو دفعہ دوسری پھر فرمایا کہ آیا امر خدا کا اور سچ ہوا فرمانا رسولخدا کا راوی کہتا ہے کہ پہلے شبث علیہ اللعنۃ نے تلوار فرق مبارک پر لگائی تھی مگر وہ طاق مسجد پر لگی پھر ابن ملجم لعین نے تلوار ماری اور فرق مبارک پر بیٹھ گئی اسوقت زمین کانپنے لگی اور آسمانوں کو لرزہ ہوا اور دریا جوش و خروش میں آئے اور در مسجد کے باہم ٹکرانے لگے پس اُس جناب کو اُٹھا کر ردائے مبارک سر سے باندھی اور وہ جناب خون سر سے لیتے تھے اور ریش مبارک پر ملتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ وہی امر ہے کہ جسکا خدا اور رسول نے وعدہ دیا تھا اور سچ ہوا کہنا خدا اور رسول کا پس اسوقت ایک خروش ملائکہ آسمان سے بلند ہوا اور آندھی سیاہ چلنے لگی اور جبرئیل نے مابین آسمان و زمین کے ندا دی کہ بخدا سوگند خراب ہو گئی اور مسمار ہو گئے ارکان دین کے اور تاریک ہوئے ستارے علم و نبوت کے اور مٹ گئے نشان پرہیزگاری اور گسیختہ ہوئی عروۃ وثقاے الٰہی اور مارا گیا پسر عم محمد مصطفے اور برگزیدہ مجتبے اور شہید ہوا سید اوصیا علی مرتضیٰ اور اسکو شہید کیا نحس ترین اور بدبخت ترین اشقیا نے جناب ام کلثوم نے جو یہ آواز سنی تو اپنے منہ پر طپانچہ مارنے لگیں اور گریبان اپنا چاک کیا اور فریاد واابتاہ وواعلیاً وامحمداہ وواسیداہ کی بلند کی پس جناب امام حسنؑ اور امام حسینؑ صلوٰۃ اللہ علیہما گھر سے نکلکر مسجد کیطرف دوڑے اور مسجد میں آنکر دیکھا کہ آدمی نوحہ اور فریاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ واامام واامیرالمومنینؑ بخدا سوگند کہ شہید ہوا امام عابد کہ کبھی بُت کو سجدہ نکیا تھا اور شبیہ ترین مردم تھا ساتھ رسولخدا کے تب ہر دو صاحبزادوں نے بھی آواز واابتاہ وواعلیاً کی بلند کی اور فرماتے تھے کہ کاش ہمیں موت آتی

یہ روز بد دیکھتے اور جب محراب کے قریب پہنچے تو اپنے پدر بزرگوار کو محراب میں پڑا ہوا دیکھا اور لوگ
چلاتے ہیں کہ آپ اٹھکر نماز پڑھاویں مگر آپ اٹھ نہیں سکتے پس جناب امیرؑ نے جناب امام حسنؑ کو
اپنی جگہ کھڑا کیا کہ شہزادے نے سب کو نماز پڑھائی اور آپ بجا و اشارہ نماز پڑھی اور خون کو
اپنے منہ پر ملتے تھے جب امام حسنؑ نماز سے فارغ ہوئے تو سر مبارک اپنے پدر بزرگوار کا اپنے
دامن میں رکھا اور کہا کہ ای پدر بزرگوار تمنے پشت ہماری توڑی ہم کیونکر تمکو اس حالمیں دیکھیں پھر
جناب امیرؑ نے اپنی آنکھیں کھولیں اور فرمایا کہ ای فرزند گرامی سوائے آج کے دن کے پھر کبھی تیرے
باپ پر غم نہوگا یہ ہیں جد بزرگوار تیرے محمد مصطفےٰ اور خدیجہ کبریٰ اور تیری ماں فاطمہ زہرا
اور حوریان جنت الماوی گرد تیرے باپ کے کھڑی ہیں اور انتظار انکا کر رہے ہیں پس خوش
ہو اور رونا موقوف کر کہ تیرے رونے سے آسمان روتے ہیں اور جب صدائے وحشت انگیز کوفہ
میں مشہور ہوئی تو مرد و عورت گھروں سے نکلکر مسجد میں جمع ہوئے اور دیکھا کہ امیرؑ عرب نے
ردائے سبز سے اپنے زخم کو باندہ رکھی ہے اور سر مبارک دامن امام حسنؑ میں رکھے ہیں اور خون
اسمیں سے ٹپک رہا ہے اور رنگ روئے مبارک زرد ہو گیا ہے اور آسمان کیطرف نظر ہے اور تسبیح
اور تہلیل خدا میں مشغول ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ خداوندا میں سوال کرتا ہوں تجھسے رفاقت
انبیا اور اوصیا اور اعلا درجات جنت الماوی کا پہر وہ جناب بیہوش ہوگئے جناب امام حسنؑ
رونے لگے آنسو شہزادے کے جو روئے انور جناب امیرؑ پر پڑے تو آنکھیں غش سے کھولدیں اور فرمایا کہ ای
فرزند نہ رو کہ تیرے باپ پر کچھ خوف نہیں یہ ہیں رسول خدا جد بزرگوار تیرے اور اور سب بزرگ تیرے
اور میرے آنیکا انتظار کرتے ہیں اور ملائکہ آسمان کی صدائیں درگاہ خدا میں بلند کی ہیں ای فرزند گرامی
تو اپنے باپ پر جزع و فزع کرتا ہے حالانکہ تو بھی زہر ستم سے شہید ہوگا اور بھائی تیرا حسینؑ ساتھ
تیغ ظلم و عدوان کے شہادت پاویگا جناب امام حسنؑ نے عرض کی کہ ای پدر بزرگوار آپ ہمیں فرماتے

کہ یہ حالت آپ سے کسنے کیا فرمایا کہ فرزند یہ وہ یہ عبدالرحمن ابن ملجم علیہ اللعنۃ نے مجھے زخمی کیا ہی اور
اسی ساعت باب کندہ سے مسجد میں داخل ہوتے ہیں مگر ہر دم اثر زہر شمشیر اس ملعون کا اُن جناب کے
بدن میں سرایت کرتا تھا اور کبھی آپ بیہوش ہو جاتے تھے اور کبھی ہوش میں آتے تھے
اور لوگ روتے تھے اور خاک سر پر ڈالتے تھے کہ ناگاہ مسجد کے دروازے سے صدا
بلند ہوئی دیکھا کہ ابن ملجم لعین کی مشکیں باندھے لیے آتے ہیں اور سب اُسپر لعنت کرتے
ہیں اور اُسکے منہ پر تھوکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ای دشمن خدا تو نے یہ کیا کیا کہ امت محمد
کو ہلاک کیا اور بہترین مردم کو شہید کیا اور وہ ملعون چپ تھا اور کچھ نہ کہتا تھا اور حذیفہ
نخعی ننگی شمشیر ہاتھ میں لیے اُسکے آگے آگے تھا اور آدمیوں کے غول کو چیرتا آتا تھا تا انکہ
اُس ملعون کو اُن جناب کے پاس لایا جب نظر جناب امام حسن کی اُس ملعون پر پڑی تو فرمایا
کہ اے ملعون تو نے مارا امیر المومنین کو آیا جزا اسکی کہ تجھے پناہ دی او اوروں پر تجھے اختیار کیا
اور تیرے ساتھ بہت سا سلوک کیا یہی تھی کہ جو تو نے کیا ای بدبخت ترین مردم آیا وہ جناب
بد امام تھے تیرے واسطے وہ ملعون سر نیچے کیے رہا اور کچھ جواب دیا پس صدائے گریہ و نوحہ سے
بلند ہوئی جناب امام حسنؑ نے پوچھا اُس شخص سے کہ جو اُس ملعون کو پکڑ کر لایا تھا کہ اس دشمن خدا کو
کہاں تو نے پایا اور کیونکر اسکو گرفتار کیا اُسنے عرض کی کہ ای مولا میں شب کو میں گھر میں
اپنی زوجہ کے ساتھ سوتا تھا اور بی بی میری جاگتی تھی کہ صدائے قتل امیر المومنین زمین
و آسمان سے اُسکے کان میں آئی اُسنے مجھے بیدار کیا اور کہا کہ تو کیا سوتا ہی کہ امام
تیرے علی ابن ابیطالب شہید ہوئے میں گھبرا کر اُٹھ بیٹھا اور کہا کہ خدا تیرے منہ کو توڑے یہ تو
کیا کہتی ہی امیر المومنین نے کسی سے کیا برائی کی ہی کہ کوئی اُسکو ماریگا وہ خیر خواہ مسلمانوں کا ہی
اور باپ یتیموں کا ہی اور شوہر بیوہ زنوں کا ہی اور کسکو طاقت اور یارا اُسکے قتل پر ہے کہ وہ شیر خدا ہے

اُس عورت نے کہا کہ مینے ایسی آواز سنی ہی کہ کوئی کہتا ہی قتل ہوئے امیر المومنین غرض میں
اپنی تلوار لیکر اور نیام سے اُسکو کھینچکر سراسیمہ گہر سے نکلا اثناء راہ میں اس ملعون کو دیکہا
کہ بہاگا چلا آتا ہے اور چپ و راست دیکہتا جاتا ہے اور خوفناک ہے مینے اس سے کہا کہ وائے
تجہپر تو ایسا کیوں سرگردان ہے اور تو کون ہے اور کہاں جاتا ہی اسنے اپنا نام بدلکر اور ہی
بتا بتایا اور کہا کہ میں گہر سے آتا ہوں اور کام کو جاتا ہوں مینے کہا کہ نماز صبح تونے جناب
امیر کے ساتھ کیوں نہ پڑہی کہا بخوف فوت ہو جانے کام کے مینے پوچہا تونے بہی سنا
صدائے قتل امیر المومنین کو اور تجہے بہی معلوم ہوا کہ وہ جناب قتل ہوئے کہا مینے نہیں سنا مینے کہا
کہ پہر تو اس خبر کو کیوں نہیں تحقیق کرتا کہا میں اپنی حاجت ضروری کیواسطے جاتا ہوں مینے
کہا کہ ای ملعون اس سے زیادہ اور کیا حاجت ضروری ہے کہ یہ خبر ایسے امیر کے قتل کی ہے
کہ وہ امیر المومنین امام المسلمین ہے اور مجہے اسکی ان باتوں پر غصہ آیا اسکو مینے ایک تلوار
ماری یہ بچا گیا ناگاہ ہوا سے اسکا دامن جامہ کا اُڑا اور نیچے اُسکے تلوار دکہائی دی مینے
کہا کہ یہ شمشیر برہنہ تیرے دامن کے نیچے کیسی ہے مگر تو ہی قاتل اُس جناب کا ہی اسنے
چاہا کہ کہے نہیں مگر خدا تعالی نے اسکی زبان پر ہاں جاری کیا پہر مینے اسکے تلوار ماری
اور اسنے مجہے ماری دونوں وار خالی گئے مینے اس سے لپٹ کر تلوار چہین لی اور اسکو گرا کر
اسکی چہاتی پر چڑہ بیٹہا اسمیں اور آدمی بہی میری مدد کو آن پہنچے میں اسکو پکڑ کے یہاں
یہاں لے آیا اور آپکی خدمتمیں حاضر کیا پس جناب امیرؑ اور جناب امام حسنؑ نے فرمایا کہ ہم
حمد کرتے ہیں اُس خدا کی کہ جسنے ہمارے دشمن کو مخذول اور ذلیل کیا پس جناب امام حسنؑ
نے کہا کہ ای دشمن خدا تونے شہید کیا امیر المومنینؑ کو جناب امیر نے کہا کہ ای فرزند
یہ دشمن خدا اور رسول خدا اور دشمن تیرا ابن ملجم ہے کہ خدا تعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے

تیرے باس اسکو حاضر کیا ہی اور جب نظر مبارک جناب امیر کی اُس ملعون پر پڑی تو آواز
ضعیف و نحیف فرمایا کہ ای بدبخت تونے بڑے امر عظیم پر اقدام کیا آیا میں بُرا امام
تہا واسطے تیرے کہ ایسی جزا تو نے مجھے دی آیا میں تم پر مہربان نہ تہا آیا تجھے اوروں
پر ترجیح ندی تہی آیا تجھپر احسان نکیا تہا اور سب سے زیادہ تجھے ندیتا تھا اور سبنے
مجہسے کہا کہ تجھے قتل کریں اور مینے تجھے کسیطرح کا ضرر نہ پہنچایا اور مینے تیری
عطا اور بخشش میں زیادتی کی کیونکہ میں جانتا تہا کہ تو قاتل میرا ہے مگر چاہتا تہا کہ
حجت حق تعالی کی تجھپر تمام ہو ای ملعون خدا تعالی اب میرا انتقام تجھسے لے
اور مینے چاہا تہا کہ شاید تو اپنی گمراہی سے راہ راست پر آجای مگر شقاوت تجھپر غالب
ہوی اور مجھے تو نے قتل کیا وہ لعین رونے لگا اور کہا کہ ای امیر المومنین آیا تم نجات
دیسکتے ہو اُس شخص کو کہ جو مستحق جہنم کا ہو آخر جناب امیر نے امام حسن سے اسکی
سفارش کی اور فرمایا کہ اسکو کھانا اور پینا دینا اور غل اور زنجیر میں اسکو نکرنا اور رفق
و مدارا اس سے کرنا اور جب میں دنیا سے جاؤں تو تم بھی اسکو ایک ضرب مارنا
اور ایک ضرب سے اس سے قصاص لینا اور اسکے بدن کو آگ سے نہ جلانا اور ناک
کان ہاتہ پاؤں اسکے نہ کاٹنا جناب رسولخدا نے فرمایا ہی کہ مثلہ کسیکو نکرو اگرچہ سگ
درندہ ہو اور اگر میں شفا پاؤنگا تو سزاوار تر ہوں کہ اسکو عفو کروں اسواسطے
کہ ہم اہلبیت صاحب کرم و عفو ہیں محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ پس جناب امیر نے کہا کہ
مجھے گھر میں لیچلو پس اُس جناب کو اُٹہا کر گھر میں لیچلے تو سب آدمی گرد آپکے
نالہ و فغاں کرتے جاتے تہے اور قریب تھا کہ ہلاک ہو جائیں جناب امام
حسن بھی روتے جاتے تہے اور کہتے تہے کہ ای پدر مہربان بعد تمہارے ہمارا کون

پڑ رہا ہے اور مصیبت تمہاری مثل مصیبت رسولخدا کی ہی جناب امیر نے شہزادی کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ تر وای فرزند اور دیکھا کہ امام حسن کے رخسارے رونے روتے مجروح ہو گئے ہیں آپنے دست مبارک سے انسو انکی آنکھوں سے پاک کیے اور ہاتھ آپنے دل پر رکھکر فرمایا کہ خدا تیرے دلکو صبر عنایت کرے اور مزد تیری اور تیرے ... کی اس مصیبت میں زیادہ تر کرے اور تیرے اضطراب کو ساکن کرے اور رونا تیرا موقوف کرے اور جزا دے تمکو بقدر تمہاری مصیبت کے پس اس جناب کو حجرے میں قریب محراب کے لیجا کر لٹایا اور جناب زینب و ام کلثوم آپکے روبرو آنکر بیٹھیں اور رو رو کر کہتی تہیں کہ بعد تیرے اطفال اہلبیت کو کون تربیت کریگا اور انکے بزرگوں کی کون حفاظت کریگا ای پدر بزرگوار اندوہ ہمارا تجہیر دراز ہے اور رونا ہمارا کبھی کم نہو گا پس صدا آدمیوں کی حجرہ کے باہر سے اس جناب کے گوش مبارک میں آئی انسو آپکے آنکھوں سے جاری ہوئے اور نظر حسرت سے اپنے فرزندوں کو اور اپنے اہل و عیال کو دیکھتے تھے پھر حسنین کو اپنے پاس بلا کر چھاتی سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا پھر بسبب اثر زہر کے بیہوش ہو گئے جیسے رسولخدا اثر زہر سے کہ آپ کو دیا تھا کبھی ہوش میں آتے تھے اور کبھی بیہوش ہو جاتے تھے پس جب آپ ہوش میں آئے تو امام حسن نے کاسہ شیر آپکے پینے کو دیا اس جناب نے تھوڑا سا پیکر باقی امام حسن کو دیا کہ شیر اس اسیر کو دو کہ وہ پے اور پھر اسکی سفارش کی اور یہی منقول ہی کہ جب ابن ملجم لعین کو قید کیا تو ام کلثوم نے فرمایا کہ ای ملعون تو نے امیر المومنین کو قتل کیا اس لعین شقی ابدی نے کہا کہ میں نے امیر المومنین کو نہیں قتل کیا تیرے باپ کو قتل کیا ہی ام کلثوم نے کہا کہ میں امیدوار ہوں کہ اس زخم سے وہ جناب شفا پاویں اور شقی ازلی نے

کہا کہ اس شمشیر کو میں نے ہزار درہم کو خریدا ہے اور ہزار درہم دیکر زہر کے پانی میں بجھوایا ہے اور
ایسی ضربت میں نے اُسپر لگائی ہے کہ اگر سب اہل زمین پہ قسمت کیجاوے تو البتہ سب ہلاک
ہوجائیں ام کلثوم نے کہا کہ اے ملعون خداتعالی تجھے عذاب دنیا اور آخرت میں معذب
کرے محمد بن حنفیہ نے کہا ہے کہ جب اکیسویں ماہ مبارک رمضان کی ہوئی تو اثر زہر کا
تا بقدم مبارک آنحضرت جناب کے پہنچا اور اُس شب بیٹھکر نماز ادا کی اور ہمکو وصیت فرمائی اور
کلمات تسلی کے ارشاد کیے اور جب صبح طالع ہوئی تو سب کو رخصت دی کہ باہر سے لوگ
مجھے دیکھ جائیں پس آدمی آتے تھے اور اُس جناب پر سلام کرتے تھے اور وہ حضرت
بھی جواب اُنکے سلام کا دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ ایہا الناس جو کچھ تمہیں پوچھنا ہو
اسوقت مجھسے پوچھ لو کہ پھر مجھکو نپاوگے مگر اپنے سوالوں کو مختصر اور سبک کرو پس سنکر
سب آدمی رونے لگے اور خروش کرنے لگے حجر بن عدی کھڑا ہوا اور آپ کی
مصیبت میں چند شعر پڑھے جب وہ پڑھ چکا تو آپ نے اُس سے پوچھا کہ کیا حال ہوگا تیرا
کہ جسوقت تجھے طلب کرینگے اور تکلیف دینگے میری بیزاری کی اور کہینگے کہ تو علی سے
بیزار ہو حجر نے کہا کہ بخدا سوگند کہ اگر مجھے تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کریں یا آگ میں جلا دیں
تو بھی تم سے بیزار نہوں اور بیزاری ظاہر نکروں آپ نے فرمایا کہ تو نے ہر چیز سے توفیق پائی
اے حجر اور خدا تجھے جزای خیر دے اہلبیت کی جانب سے پھر آپ نے تھوڑا سا دودھ
منگواکر تناول کیا اور فرمایا کہ آخر روز ہے میرا دنیا سے اور جب اکیسویں شب ماہ کی
ہوئی تو اُس جناب نے اپنے فرزندوں اور اہلبیت کو بلایا اور سب کو وداع کیا اور
فرمایا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں خیرات اور مبرات اور نیک کام اختیار
کرنے کی اور اُس شب اثر زہر کا آپکے بدن میں تمامتر ظاہر ہوگیا تھا اور

کہا ما پینا چھٹ گیا تھا لب مبارک ذکر خدا میں حرکت کرتے تھے اور قطرات عرق مثل مروارید جبین
مبین سے ٹپکتے تھے اور دست مبارک سے انکو پاک کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول خدا سے میں نے
سنا ہے کہ وقت وفات مومن کے جبین سے بہت عرق ٹپکتا ہے مثل مروارید کے پھر صغیر و کبیر کو جمع
کیا اور فرمایا کہ خدا تعالی تم سب کا ولی اور مالک ہے تم سب کو میں نے خدا کے سپرد کیا سب رونے
لگے امام حسنؑ نے کہا کہ ای پدر بزرگوار ایسی باتیں آپ فرماتے ہیں کہ گویا اپنے سے آپ ناامید اور
مایوس ہوگئے ہیں فرمایا کہ ای فرزند گرامی میں نے ایکروز پہلے اس واقعہ کے تیرے جد امجد رسول
مقبول کو خواب میں دیکھا اور اپنی مصیبت اور آزار کی کہ جو اس امت کے ہاتھ سے پہنچی شکایت
کی آنحضرت نے فرمایا کہ ای علیؑ نفرین کر میں نے کہا کہ خداوندا مجھے بدل اور بہتر عوض اس قوم
بروں اور بدوں اور ظالموں کو مسلط کر اور انکے بدل اس سے اچھے مجھے نصیب کر جناب رسولخدا
نے فرمایا کہ خدا تعالی نے تیری دعا کو قبول کیا کہ بعد تین شب کے تجھے میرے پاس پہنچیگا اب
وہ تین شب گزر گئی ہیں ای حسنؑ تجھے وصیت کرتا ہوں تیرے بھائی حسینؑ کے حق میں تم مجھ سے ہو
اور میں تم سے ہوں اور پھر اور اپنے فرزندوں کیطرف منہ کیا کہ جو غیر جناب فاطمہؑ سے تھے اور
کہا کہ تم حسنؑ اور حسینؑ کی متابعت اور فرمانبرداری کرنا اور کسی امر میں انکی مخالفت نکرنا اور
خدا تعالی تمہیں اس مصیبت میں صبر نیکو عنایت کرے اور آج کی شب میں تم میں سے
جاتا ہوں اور اپنے حبیب محمد مصطفے سے ملحق ہوتا ہوں ای حسن جب میں دنیا سے جاؤں
تو مجھے غسل دینا اور کفن کرنا اور حنوط کرنا اس کافور سے کہ جو جد امجد رسولخدا کیواسطے بہشت سے
آیا تھا اور جبرئیل اُسے لائے تھے اور جب مجھے تابوت میں رکھو تو آگے سے کوئی نہ اٹھانا وہ خود
بخود اٹھیگا تم پیچھے کیطرف سے اٹھانا اور جسطرف تابوت جائے اسیطرف تم بھی جانا اور جس جگہ وہ
ٹھہر جائے اسجگہ کھودنا کہ وہی جگہ میری قبر کی ہے اُسمیں مجھے دفن کرنا بعد ای حسن تم میری نماز

پڑہنا اور سات تکبیریں کہنا کہ یہ سات تکبیر سوا میرے اور سوائے تیری بہا ئی حسینؑ کے اور اُسکے فرزند کے کہ قایم اور مہدی ہی اور زمانہ آخر میں ظاہر ہوگا اور سب پر حرام ہے اور جب نماز پڑہ چکے تو جنازہ کو اُسجگہ سے اُٹہا ئیو اور اُسکے نیچے سے زمین پر سے خاک کو دور کیجیو پس اُسجگہ قبر کہدی ہوئی تیار پائیگا اور ایک تختہ صاف کیا ہوا منقش اُس قبر میں ہوگا کہ اُسکو میرے جد امجد حضرت نوحؑ نے میری قبر کی پوشش کے لیے بنایا ہے پس جلدی مجہے تو اُسمیں دفن کرنا اور سات خشت بزرگ اُسجگہ پاؤگی انکو میری قبر پر چُننا اور انکے صبر کرنا اور پہر ایک خشت کو اُٹہا کر دیکہنا کہ مجہے قبر میں نہ دیکہوگے اسواسطے کہ میں تمہارے جد رسولخدا سے جا کر ملحق ہونگا کیونکہ اگر کوئی پیغمبر مشرق میں مرے اور وصی اُسکا مغرب میں مرتا ہے تو البتہ خدا اسکی روح اور اُسکے جسد کو اُس پیغمبر کی روح اور جسد کے ساتہ جمع کرتا ہی اور پہر جسد کے وہ دونوں جدا ہو جاتے ہیں اور پہر اپنی قبروں میں آجاتے ہیں پہر میری قبر کو خاک سے بہر دینا اور جب صبح ہو تو ایک تابوت اور بنانا اور اُسکو ناقہ پر باندہنا اور کسی شخص کے ہاتہ میں مہار دینا کہ وہ مدینہ کیطرف اُسکو کہینچتا لیجائے تا لوگونکو معلوم ہو کہ اسجگہ میں دفن نہیں ہوا اور بعض روایات معتبرہ میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب امیرؑ نے اپنے فرزند امام حسنؑ کو حکم دیا تہا کہ میری قبر چار جگہ بنانا ایک مسجد کوفہ میں اور ایک رحبہ میں اور ایک نجف میں اور ایک خانہ جعدہ بن ہبیرہ میں تاکہ فرقہ خوارج اور بنی امیہ کو میری قبر کا حال معلوم نہو مبادا ارادہ میرے جسد کے نکالنے کا کریں پہر اُس جناب نے اپنے فرزندوں سے ارشاد کیا کہ عنقریب تمہارے واسطے ہر چہار طرف سے فتنے اور فساد برپا ہونگے

مگر انجام صبر کا نیک ہے پس جبتک خدا تم میں اور تمہارے دشمنوں میں حکم کرے تم مصائب پر صبر کرنا کہ وہ بہترین حکم کرنیوالوں کا ہے اور جناب امام حسینؑ سے ارشاد کیا کہ اے اباعبداللہ تو ہی شہید اس امت کا ہی پس تجھے صبر چاہیے بلاؤنپر اور تقوی و پرہیزگاری اور پہر وہ جناب بیہوش ہو گئے اور جب ہوش میں آئی تو کہا کہ اسوقت رسولخدا اور میرے عم حمزہ اور میرے بہائی جعفر تشریف لائی ہیں اور کہتے ہیں کہ جلد آکہ ہم مشتاق ہیں تیرے پہر اس جناب نے اپنے اہلبیت سے کہا کہ میں تم سبکو خدا کو سونپتا ہوں جلد انکو راہ راست پر رکہے اور دشمنوں کے شر سے بچائی کہ ہمیں عرق جبین مبین پر ظاہر ہوا اور مشغول ذکر خدا ہوئے اور منہ طرف قبلہ کے کیا اور آنکھیں بند کر لیں اور ہاتہ اور پاؤں طرف قبلہ کے دراز کیے اور شہادت ساتہ وحدانیت خدا اور رسالت رسالت پناہ کے دی اور ریاض رضواں کو تشریف لیگئے اور بہی ابن بابویہؒ نے بسند معتبر روایت کی ہی زائدہ بن قدامہ سے کہ اسنے کہا کہ ایک روز میں جناب امام زین العابدینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا آپنے فرمایا کہ میں نے سنا ہے تو ہی واسطے زیارت قبر جناب امام حسینؑ کے جایا کرتا ہی مینے کہا کہ ہاں یا ابن رسول اللہ فرمایا کہ تو کیونکر جاتا ہی حالانکہ تجھے قرب منزلت خلیفہ کے ساتہ حاصل ہے اور وہ راضی نہیں ہے کہ کوئی شخص ہمکو دوست رکہے اور ہمکو انپر فضیلت دے اور ہمارے فضائل اس سے بیان کرے زائدہ نے کہا کہ بخدا میں زیارت امام مظلوم کی نہیں کرتا مگر فقط واسطے رضائی خدا اور رسولخدا کے اور کسیکے غصہ اور خشم سے پروا نہیں کہتا اور میں ایذا اور آزار کو اس راہ میں سہل اور آسان جانتا ہوں آپنے فرمایا کہ واللہ ایسا ہی ہے اور میں تجھے خبر دیتا ہوں اس جناب کی کہ جو میرے نزدیک سخت ہے اور حزن میں لانیوالی ہی کہ جب کربلا میں والد ماجد میرے امام حسینؑ اور فرزند انکے

شہید ہوئے اور حرم محترم کو اُنکے شتران برہنہ پر سوار کر کے جانب کوفہ روانہ کیا اور ہم سب
جنگاہ میں پہنچے اور نظر ہماری کشتوں پر پڑی اور اُنکو خاک وخون میں غلطاں بے غسل
وکفن پڑا ہوا دیکھا تو ایک قلق عظیم اور اندوہ بزرگ نے گھیر لیا انیکہ قریب تھا کہ جان
میری بدن سے مفارقت کر جائے کہ پھوپھی زینب نے یہ حال میرا دیکھکر فرمایا کہ ای بقیہ یادگار
جد وپدر یہ کیا حال ہے کہ میں تجھے ہیں مشاہدہ کرتی ہوں نزدیک ہے کہ تو ہلاک ہو جائے
میں نے کہا کہ ای عمہ کیونکر یہ حال میرا نہو کہ میں اپنے سید اور بزرگ والد ماجد اور بھائی
چچا فرزند وغیرہ کو عریاں خاک وخون میں غلطاں بے گور وکفن دیکھتا ہوں میری
پھوپھی زینب نے کہا کہ جزع وفزع نکر ای فرزند براور کہ اس واقعہ کی خبر مجھے رسولخدا
نے دی تھی اور اسکی خبر دی ہے کہ ایک گروہ آئیگی کہ کوئی اُنکو نہ پہچانیگا اور در میان
آسمان وزمین کے معروف ہیں اور ان اعضای پارہ پارہ کو جمع کرینگی اور ساتھ ابدان
مجروح کے دفن کرینگی اور تیرے پدر شہید کی قبر کا نشان بنائیگی تا کہ نشان قبر ساتھ
مرور ایام ولیالی کے باقی رہے اور پیشوایان کفر واتباع ضلالت محو ومسمار
کرنیمیں نشان قبر کی سعی بہت کرینگے مگر جسقدر ہٹانے میں نشان کی سعی کرینگے
اسیقدر نشان ظہور زیادہ پائیگا پھر فرمایا کہ مجھے خبر اُم ایمن نے دی کہ ایکروز جناب
رسولخدا جناب فاطمہ کے دیکھنے کو تشریف لائے پس جناب فاطمہ حریرہ
تیار کر کے آپکے پاس لائیں اور جناب امیر ایک طبق خرموں کا لائے اور میں
ایک کاسہ شیر کا اور مسکہ لائے پس جناب رسولخدا نے جناب فاطمہ اور
جناب امیر اور حسنین کے ساتھ تناول کیا جناب امیر نے ہاتھ دہلوائے
جناب رسولخدا ان سب کی طرف دیکھکر خوش ہوئے اور آسمان کیطرف

دیکھکر خوش ہوئے اور آسمان کیطرف دیکھکر انکے حق میں دعا کی اور پھر سجدہ شکر میں گئے اور سجدہ میں صدائے گریہ بلند ہوئی اور آب دیدہ جاری ہوئے پھر سر سجدہ سے اُٹھا کر ایک ساعت سر جھکائے رہے اور مثل باران آنسو جاری تھے جب رونے کو اُس جناب کے طول ہوا تو جناب امیرؑ اور فاطمہؑ نے سبب رونے کا پوچھا آپنے فرمایا کہ اسوقت میں تمہارے دیکھنے سے شاد و خرم تھا اور شکر خدا کا کرتا تھا کہ ناگاہ جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ اے حبیب خدا خداوند عالم بعد تحفہ سلام کے ارشاد کرتا ہے کہ ہمنے تیری شادی اور سرور کو جانا کہ جو تجھے اپنے اہل و عیال کے نیک ... ہمنے ... نہیں تمام کیا ہمنے تیرے واسطے نعمت کو اور گوارا کیا تیرے واسطے اس عطیہ کو اسطرح پر کہ انکو اور انکے فرزندوں اور دوستوں اور شیعوں کو تیرے ساتھ بہشت میں اور تجھمیں اور انمیں جدائی نڈالینگے ہم اور ہمنے تجھے کرامت کی انکو بھی کرامت کرینگے مگر تیری امت کے منافقین کے ہاتھ سے بہت سی بلائیں اور مصیبتیں واقع ہونگی در انواع انواع کیطرح سے انکو قتل کرینگے کسیکو تلوار سے کسیکو زہر سے اور ہر ایک کو ہر ایک ناحیہ اور شہر میں قتل کرینگے اور انکی قبریں ایکدوسرے سے دور دور ہونگی خدا تعالٰی نے اس حال کو تیرے واسطے اور انکے واسطے پسند کیا ہے اور انکو اہل سعادت سے گردانا ہے پس حمد کرو تم خدا کی اس چیز پر کہ جس چیز کو خدا نے تمہارے واسطے پسند کیا ہے اور راضی ہو قضائے الٰہی پر پس مینے حمد کی خدا کی اور راضی ہوا اسکی قضا پر جبرئیل نے کہا کہ اے محمد تمہارا بھائی علیؑ مقہور اور مظلوم ہوگا بعد تمہارے اور منافقین امت سے تیرے اسپر غالب آئیں گے اور اسکی خلافت غصب کرینگے اور آخر قتل

کیا جائیگا بدترین خلایق کے ہاتھ سے کوفہ میں اور حسینؑ تیرے مع ایک گروہ
اہلبیتؑ اور ذریتہ تیری سے فرات کے کنارے پر زمین کربلا میں شہادت پائینگے
اور یہ زمین بہترین بقعہاے زمین ہے اور حرمت اُسکی سب زمینوں سے
عظیم تر ہے اور وہ قطعہ بہشت سے ہے اور جس روز کہ وہ شہید ہونگے تو
زمین لرزے میں آئیگی اور قاتل اُسکے قیامت میں عذاب عظیم میں گرفتار ہونگے
اور خدا تعالی اپنی ید قدرت سے قبض روح شہداء کربلا کی کریگا اور بہت سے
ملائکہ آسمان ہفتم سے ظروف زمرد اور یاقوت کے آبحیات بہشت سے بھرے ہوئے
لیکر آئینگے اور اُنکو غسل دینگے اور خوشبو کرینگے اور حلے بہشت کے پہنائینگے اور
ملائکہ صف بصف اُنپر نماز پڑہینگے پھر ایک گروہ کو خدا تعالی برانگیختہ کریگا کہ وہ اُنکو
دفن کرینگے اور اُنکی قبروں کو بلند کرینگے تا لوگ اُنکی زیارت سے مشرف ہوں اور
ثواب پائیں اور رستگار ہوں اور ہر روز و شب آسمان سے ایک لاکھ فرشتے قبر جناب
امام حسینؑ کی حاضر ہوا کرینگے اور اُنپر درود بھیجیں گے اور تسبیح خدا تعالی کی
کرینگے اور استغفار کریں گے خدا سے زیارت کرنیوالوں کے واسطے اور زیارت
کرنیوالوں کے نام اور اُنکے باپ اور یگانوں کے اور شہروں کے نام
عرش پر لکھکر اُنپر مُہر نور کی لگائی جائیگی کہ یہ ہیں زیارت کرنیوالے قبر
بہترین شہید فرزند بہترین انبیا کے اور بروز قیامت اُن مُہروں میں سے
ایک نور ساطع ہوگا کہ آنکھوں کو اہل محشر کے خیرہ کردیگا پھر جبرئیل نے کہا کہ اے
محمد گویا میں دیکھتا ہوں تمکو صحراء محشر میں کہ تم آئے ہو اور میں اور میکائیل تمہارے
دونو جانب اور علیؑ پیش رو ہیں اور بہشت سے فرشتے کہ جنکا عدد سوائے خدا کے

اور کوئی نہیں جانتا ہماری گرد ہیں اور عرصہ محشر میں پھرتے ہیں اور اہل محشر کو دیکھتے ہیں
پس جسکے منہ پر اثر اُس مہر کا دیکھتے ہیں اُسکو ہول قیامت سے نجات دیتے ہین یہ ہے
حکم خدا اور عطائی خدا واسطے زائرین قبر تمہاری اور قبر علیؑ اور حسنینؑ کی اور منافقین
امت ہرچند قبر کی علامت اور نشان کو مٹانا چاہیں گے مگر خدا تعالیٰ اُنکو مجبور کریگا
کہ ایسا کریں پس رسولخدا نے فرمایا کہ سبب میرے اندوہ اور رونے کا یہ ہے کہ جو میں نے بیان
کیا۔ پھر زینب خاتون فرماتی ہیں کہ جب ابن ملجم علیہ اللعنۃ نے میرے پدر بزرگوار کو ضربت
ماری اور اثر مرگ میں نے آنمیں مشاہدہ کیا تو میں نے عرض کی کہ اے پدر بزرگوار ام ایمن نے
ایسی حدیث بیان کی ہے فرمایا کہ اے دختر جو حدیث اُم ایمن نے بیان کی ہے درست ہے
یہ سب چیزیں ہونیوالی ہیں گویا میں دیکھتا ہوں کہ تجکو اور سب عورتوں کو میرے اہلبیت
سے اس شہر میں قید کیا ہے اور ساتھ ذلت اور خواری کے تمکو لیجاتے ہیں اور تم اپنے
دشمنوں سے خایف اور ترساں ہو پس اُسوقت تم صبر کرنا اور شکیبائی کو کام میں لانا بحق
اُس خداوند کے کہ جسنے دانہ کو شگافتہ کیا اور خلق کو پیدا کیا کہ اُسوقت روئے زمین
پر سوائے تمہارے اور تمہاری دوستوں اور شیعوں کے اور کوئی دوست خدا کا نہوگا اور جب
رسولخدا نے یہ حدیث ہمسے ارشاد کی تھی تو فرمایا تھا کہ اس روز شیطان از راہ خوشی کے
پرواز کریگا اور مع اپنے فرزندوں اور یاروں کے روئے زمین پر جولاں کریگا اور کہیگا کہ اے
گروہ شیاطین جو کچھ ہمارا مطلب تھا فرزندان آدم سے ہمکو پہنچے اور انکی ہلاکت کریں
اپنی آرزو پائی اور سب کو مستحق جہنم کا کردیا مگر ایک جماعت قلیل کہ جو دامن اہلبیت
میں چنگل مارنیوالے ہیں پس جسقدر تمسے ہو سکے سعی کرو کہ آدمی اُنکے حق سے شک
میں پڑیں اور آدمیوں کو اُنکی عداوت اور دشمنی پر برانگیختہ کرو اور اُنکی ضرر سے پچائے

آمادہ کرونا خلق میں کفر و ضلالت مستحکم ہوجائے اور کوئی شخص نجات نپاوے اور اُس ملعون نے
اپنے گمان کو اکثر آدمیوں کے حق میں درست کیا تھا اسواسطے کہ ساتھ تمھاری دشمنی کے کوئی
عمل نیک فائدہ نہیں بخشتا - اور تمھاری دوستی اور موالات کے ساتھ کوئی گناہ بغیر کبیرہ کے
ضرر نہیں پہنچاتا زائدہ کہتا ہے کہ جب امام زین العابدینؑ نے اس حدیث کو مجھسے بیان کیا تو فرمایا
کہ اس حدیث کو یاد رکھ

فصل تیسری بیچ بیان غسل اور کفن اور دفن جناب امیرؑ کے

حدیث معتبر میں جناب صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت نوحؑ کشتی میں بیٹھے اور کشتی
خانہ کعبہ پہنچی اور ساتھ شوط گرد کعبہ کے طواف کیا پس خدا تعالی نے حکم کیا کہ اے نوحؑ
کشتی سے نیچے آ اور جسد آدم کو نکالکر کشتی میں رکھ پس حضرت نوح کشتی سے پانی میں
اُترے اور پانی تا بزانو تھا اور اُس تابوت کو کہ جسمین نعش حضرت آدم کی تھی
پانی میں سے نکال کر کشتی میں رکھا جب کشتی مسجد کوفہ پہنچی اور وہاں ٹھہر گئی
تو حضرت نوح نے جسد حضرت آدم کو نجف اشرف میں دفن کیا اور ایک قبر اپنے
واسطے بنائی اور ایک صندوق واسطے مدفن جناب امیرؑ کے تراش کر اپنے پاس رکھا
اور بھی منقول ہے جناب صادقؑ سے کہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کہتے ہیں کہ جب امام حسنؑ
اور امام حسینؑ نے جنازہ جناب امیرؑ کو تیار کر کے پیچھے سے اُٹھایا اور آگے سے فرشتوں نے
اُٹھایا اور نجف اشرف کیطرف لیچلے تو میں بھی پیچھے جنازہ کی بنابر تشیع جنازہ ساتھ
تھے کہ جب جنازہ زمین نجف پر پہنچا تو ایک جگہ اُترا اور امام حسنؑ نے ایک کلنگ زمین پر
مارا قبر کھدی ہوئی تیار نکلی اور ایک تختہ اُسپر ڈھکا ہوا تھا کہ اُسپر یہ
دو سطر لکھی ہوئی تھیں کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ قبر ہے کہ بنایا ہے اسکو
نوحؑ پیغمبر نے واسطے علیؑ وصی محمدؐ کے نو سو برس پہلے طوفان سے جب اُس جناب کو

قبر میں کہا تو صندوق اطہر اُس جناب کا غائب ہو گیا اور معلوم نہوا کہ زمین کے اندر گیا یا آسمان کے اوپر چلا
گیا ناگاہ صدا منادی کی کانوں میں آئی کہ خدا تعالی تمکو صبر نیک کرامت فرمائے بیچ
مصیبت سید تمہارے کے اور حجت خدا کے اوپر خلق کے اور بہی بسند معتبر منقول ہے کہ ابو بصیر
نے جناب امام محمد باقر سے پوچھا کہ قبر جناب امیر کی کہاں ہے فرمایا کہ آدمی اُنہیں اختلاف
کرتے ہیں پہر آپنے فرمایا کہ بیچ قبر نوح کے مدفون ہوئے ہیں پہر پوچھا کہ کسنے آپ کو دفن
کیا ہے فرمایا رسولخدا نے ساتھ ملائکہ بزرگوار عالی تبار اور کاتبان اعمال کے ساتھ روح
اور ریحان بہشت کے اور اسیر احادیث کثیرہ دلالت کرتی ہیں اور بہی روایت میں
وارد ہی کہ ہمراہ جنازہ جناب امیر چار آدمی تھے حسنین اور محمد بن حنفیہ اور عبداللہ بن جعفر
اور شب کو صحرای کوفہ میں دفن کیا ہے اور بخوف خوارج آپکی قبر کا نشان مٹا دیا تہا اور
نشان آپ کی قبر کا کسیکو نہ معلوم ہوتا تہا تا آنکہ جناب امام جعفر صادقؑ نے اپنے اصحاب
کو اُسکا نشان دیا اور بہی روایت میں وارد ہی کہ ایکروز ہارون رشید شکار کے لیے کتے
شکاری اور باز اور چرغ لیکر صحرای نجف میں گیا اور سگ اور چرغ وغیرہ کو آہوؤں پر چہوڑا
ہرن دوڑکر ایک ٹیلے پر چڑھ گئے اور کتے وغیرہ پہر آئے ٹیلے پر نجا سکے تین دفعہ ایسا ہی
اتفاق ہوا کہ جب ہرن ٹیلے سی اُترے تو کتے اُنکی طرف دوڑے اور جب ٹیلہ پر چڑھ گئے
تو کتے پہر آئے ہارون رشید متعجب ہوا اور لوگوں سے اُس ٹیلے کا حال پوچھا کسی نے کچھ جواب
نہ دیا ایک پیر کہن سال نے کہ قبیلہ بنی اسد سی تہا کہا کہ اگر مجہے امان ملے تو میں بتا دوں ہارون
نے کہا کہ تجہے امان ہے اُسنے کہا کہ اس ٹیلہ میں قبر ہے علی ابن ابیطالب کی اور اس سبب جانور
شکاری اُسپر جا نہیں سکتے پس ہارون نے وضو کیا اور ٹیلے پر گیا اور نماز پڑہی اور دعا کی اور چلا گیا
اور بہی روایت کی ہے کہ ابن بلیکان نے جناب صادقؑ سے پوچھا سبب خم ہونے اُس عمارت کا

که سرراه نجف اشرف کے واقع ہے که اسکو بالفعل خانه کہتے ہیں فرمایا که جب جنازه جناب امیرؑ کا
اسکے آگے سے گذرا تو اُسنے میل کی اور منحنی ہوا واسطے تاسف اور حزن کے اُس جناب پر
اور بہی مروی ہے که جس شب روح پرفتوح جناب امیرؑ نے روضه رضوان کو پرواز کیا تو
آواز گریه ملائکه اور آواز گریه و نوحه و مرثیه اجنه کی سب کے کانوں میں آتی تہی اور محمد بن حنفیه
سے منقول ہے که جب جناب امیرؑ کو تختے پر غسل دینے کو لٹایا تو امام حسنؑ غسل
دیتے تہے اور جناب امام حسینؑ پانی ڈالتے تہے اور ملائکه کروٹیں دلاتے تہے اور بو
مشک و عنبر کی جسد مطہر جناب امیرؑ سے آتی تہی اور کافور بہشت سے آپ کو حنوط کیا
اور اُس کافور کی خوشبو سے تمام کوفه اور اہل کوفه معطر اور خوشبودار ہوگئے تہے اور آگے سے
تابوت کو جبرئیل و میکائیل نے اُٹہایا اور پیچہے سے حسنینؑ نے اور جس دیوار اور
درخت اور عمارت کے نیچے تابوت پہنچتا تہا تو وه پئے تعظیم خم ہوجاتا تہا اور جناب امام
حسنؑ روتے تہے اور کہتے تہے که ای پدر بزرگوار پشت ہماری توڑی اور تیری مصیبت
کی شکایت طرف خدا کے ہے اور بہی مشارق الانوار میں مسطور ہے که جب جناب امیرؑ کو قبر میں
رکہا تو دیکہا که ایک پرده سبز قبر پر کہنچگیا جناب امام حسنؑ نے اُس پردے کو اُٹہایا تو دیکہا که
جناب رسالت مآب اور حضرت آدمؑ اور حضرت ابراہیمؑ جناب امیرؑ سے باتیں کرتے ہیں اور
جب پائنتی کیطرف سے پردے کو اُٹہایا تو دیکہا تو فاطمه زہرا اور حوا اور مریم اور آسیه اُس جناب
پر نوحه کرتی ہیں اور بہی روایت کی ہے که ہشام بن عبدالملک نے جناب
امام محمد باقر سے پوچہا که جناب امیر کوفه میں شہید ہوئے تہے غیر شہر کے آدمیوں نے
کس علامت سے آپکے مارے جانے کو جان لیا تہا آپ نے فرمایا که اُس شب طلوع
صبح تک زمین سے جس جگه پتہر کو اُٹہاتے تہے نیچے سے اُسکے خون تازه جوش مارتا تہا

اس علامت سے سب نے آپکے قتل ہونیکا حال جان لیا تھا اسواسطے کہ جس شب ہارون
حضرت موسی کے بھائی نے وفات پائی تھی اور جس شب یوشع بن نون شہید ہوئے
تھے اور عیسے آسمان پر گئے تھے اور امام حسینؑ شہید ہوئے تھے اس روز بھی ہر پتھر کے
نیچے سے خون تازہ جوش مارتا تھا۔ اور یہ بھی منقول ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا کہ
جب مومن مرتا ہے تو چالیس صباح آسمان اور زمین اسپر روتے ہیں اور جب پیغمبر مر جاتا
ہے تو چالیس برس روتے ہیں اور علیؑ جب تو شہید ہوگا تو آسمان و زمین
چالیس برس تجہپر گریہ وزاری کرینگے۔ پس ابن عباس کہتے ہیں کہ جب جناب امیرؑ
شہید ہوئے تو تین روز آسمان سے خون برسا اور ہر سنگ کے تحت سے خون جوش کرتا تھا
اور کتب مخالفین سے بھی یہ امر ثابت ہے اور یہ بھی منقول ہے کہ لشکر فرنگ ایک
جماعت کو اہل اسلام سے قید کرکے اپنے بادشاہ کے پاس لیگئے بادشاہ نے انپر
کفر کو عرض کیا انہوں نے انکار کیا بادشاہ نے روغن زیت گرم کراکے سبکو اسمیں
ڈالدیا کہ وہ سب جلکر ہلاک ہوئے مگر ایک شخص کو انمیں سے چھوڑ دیا تاکہ مسلمانوں کو
انکے ہلاک ہونیکی خبر کرے اثنار راہ میں اس شخص کو صحرا میں ایک جگہ آواز گھوڑوں
کے پاؤں کی آئی اس شخص نے جو پیچھے مڑکر دیکھا تو اپنے رفیقوں کو دیکھا اسنے کہا کہ تم
سب کو میرے روبرو روغن زیت میں ڈالکر جلادیا تھا تم کیونکر زندہ ہوگئے انہوں نے کہا
ہم نعمتوں خدا میں تھے کہ ناگاہ منادی نے ندا دی کہ شہدا و صحرا و دریا اب
علی ابن ابی طالب شہید ہوئے تم سب اسکی نماز کے واسطے حاضر ہو سو اب
ہم اسپر نماز پڑھکر آئے ہیں اور اپنی قبروں میں جاتے ہیں اور یہ بھی منقول ہے
روز شہادت جناب امیر [illegible] آدمیوں کی بلند مثل اس روز سے کہ رسولخدا نے

دنیا سے مفارقت کی تھی کہ اُس حالمیں حضرت خضرؑ بصورت پیر مرد کے آئے اور روتے
تھے اور کہتے تھے کہ آج خلافت پیغمبری کی منقطع ہوئی پس جس گھر میں کہ جناب
امیر تھے اُسپر کھڑے ہوکر کہا کہ خدا رحمت کرے تجھے اے ابو الحسن تو تھا کہ اسلام
تیرا سب سے زیادہ تھا اور ایمان تیرا خالص تھا اور یقین تیرا سب سے سخت تر تھا
محافظت تیری واسطے رسولخدا کے سب سے بیشتر تھی اور مناقب اور فضائل تیرے
سب سے زیادہ تھے اور درجہ تیرا سب سے بلند تر تھا اور قرابت تیری رسولخدا کے
ساتھ سب سے زیادہ تھی اور شبیہ ترین مردم تھا ساتھ رسولخدا کے سیرت اور
طریقہ اور اطوار اور گفتار اور کردار میں اور مرتبہ تیرا اُس جناب کے نزدیک سب سے
زیادہ تھا اور سب اصحاب پیغمبر اور مسلمانوں سے قوی تر تھا اور مردانہ جہاد میں جاتا تھا
اور سب ڈرتے تھے اور ساتھ حق کے قیام کیا تو نے جسوقت اور ونے سستی
کی اور طریقہ رسولخدا کا پیدا ہو گیا تو جسوقت کہ ہر ایک اصحاب ایک ایک راہ پر گئے
اور خلیفہ بحق اُسکا تھا بے تنازع اور حق کو بیان کیا جسوقت اور بیان کرنیسے
عاجز تھے اور اگر سب تیری متابعت کرتے تو ہدایت پاتے غرض اسیطرح کے
کلام بہت سے بیان کیے **فصل چوتھی** بیچ بیان احوال ابن ملجم علیہ اللعنہ و
العذاب کے۔ احادیث معتبرہ میں جناب امام محمد باقر اور امام جعفر صادق
سے منقول ہے کہ پے کنندہ ناقہ صالح ازرق ولد الزنا تھا اور قاتل
امیر المومنین کا ولد الزنا تھا اور قبیلہ مراد کہتے تھے کہ ہم ابن ملجم علیہ اللعنہ کے
باپ کو نہیں پہچانتے اور اُسکا نسب نہیں جانتے اور قاتل حسین کا ولد الزنا تھا
اسواسطے کہ قتل نہیں کرتا پیغمبر اور اولاد پیغمبروں کو مگر اولاد زنا اور جب

ابن ملجم علیہ اللعنہ کو جناب امام حسنؑ کے روبرو لائے تو اُس ملعون نے کہا کہ مینے خدا سے عہد کیا تھا کہ تیرے باپ کو
قتل کرونگا لیس مینے اپنے عہد کو پورا کیا اگر چاہو معاف کرو اور چاہو قتل کرو اگر عفو کروگے تو مین جاکر معاویہ
کو قتل کرونگا اور اُسکے شر سے تمکو نجات دونگا اور پھر تمہارے پاس آجاؤنگا جناب امام حسنؑ نے فرمایا کہ
نہیں مین تجھے ابھی جہنم میں بھیجتا ہوں پس تیغ فرماکر ایک ہاتھ اُسپر مارا کہ دو ٹکڑے ہوگیا اور ایک روایت
میں ہے کہ جب ابن ملجم کو جناب امام حسنؑ کے پاس لائے تو اُس ملعون نے کہا کہ ای حسن میں چاہتا ہوں کہ کچھ بات
تمہارے کان میں کہوں آپنے فرمایا کہ ای ملعون تو چاہتا ہے کہ میرے کان دانتوں سے کاٹے میں تیرے کہنے کو
قبول نہیں کرتا ابن ملجم نے کہا کہ ای حسن بخدا سوگند کہ اگر میرے پاس کان لاتے تو البتہ میں تمہارا کان
کو جڑ سے اُکھاڑ لیتا اور ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن جعفر نے امام حسنؑ سے التماس کیا کہ اس ملعون کو
مجھے دیدو آپنے اُس ملعون کو اُنکے سپرد کیا عبداللہ نے سیخیں گرم کرکے مثل سیل سرمہ اُسکی آنکھوں میں
میں کھینچا اُس ملعون نے کہا کہ تبارک خلق الانسان من علق ای برادر رسولؐ تو نے امیل گرم سرمہ
میری آنکھوں میں کھینچے پھر عبداللہ نے حکم کیا کہ ہاتھ اور پاؤں اسکے کاٹو مگر اُسنے کچھ نہ کہا اور
جب اُسکی زبان کے کاٹنے کا حکم دیا تو جزع اور فزع کرنے لگا لوگوں نے کہا کہ ای ملعون تیرے
ہاتھ پاؤں کاٹے گئے جب تو تو نے جزع و فزع نکی زبان کے کٹنے میں تنی جزع کرتا ہے اُسنے کہا
کہ مین زبان کے کٹنے سے جزع نہیں کرتا ولیکن مکروہ جانتا ہوں ایک ساعت دنیا میں رہنے کو
اور چاہتا ہوں یاد خدا کرنیکے لیے پس زبان اُسکی قطع کی اور آگ میں اُسکو جلا دیا۔ آخوند ملا
محمد باقر صاحب مجلسی جلاء العیون میں فرماتے ہیں کہ روایت سابقہ اصح و اقوی ہے اور یہی
منقول ہے کہ جب ابن ملجم کو گرفتار کرکے جناب امیرؑ کے روبرو لائے اور اُس جناب نے فرمایا کہ ای ملعون تجھے
کیا شے باعث ہوئی کہ تو نے ایسا فتنہ دین میں ڈالا اُس ملعون نے کہا کہ مینے اپنی تلوار کو چالیس روز
تیز کیا اور دعا کی کہ بدترین خلق کو اس تلوار سے مارے اُس جناب نے فرمایا کہ او ملعون دعا تیری

مستجاب ہوئی اور تو کہ بدترین خلق ہے اسیطرح تلوار سے مارا جائیگا پس فرمایا کہ امام حسن علیہ السلام سے فرمایا کہ جب میں
دنیا سے جاؤں تو اس ملعون کا اسی تلوار سے قصاص لینا اور یہی قطب راوندی نے ابن شہر آشوب
او علی بن عیسیٰ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ ایکروز مسجد حرام میں بیچ مقام ابراہیم کے آدمی جمع ہوئے ابن وقار
راوی کہتا ہے کہ میں نے باعث انکے جمع ہونیکا پوچھا تو کہا کہ ایک راہب مسلمان ہوگیا ہے جب میں نزدیک
آیا تو ایک مرد پیر کو میں نے دیکھا پشمینہ پہنے اور کلاہ پشمینہ سر پر رکھے برابر مقام ابراہیم کے بیٹھا ہے
میں نے جو اس سے حال پوچھا تو کہا کہ میں کنار دریا پر صومعہ رکھتا تھا ایکدن میں اپنے صومعے میں دریا کو دیکھ
رہا تھا کہ ناگاہ میں نے دیکھا کہ ایک مرغ مانند کرگس ہوا پر سے نیچے آیا اور ایک پتھر پر دریا میں پانی
سے باہر بیٹھا اور قی کی ربع انسان اسکے حلق سے نکلا اور پھر اڑ گیا اور غائب ہوگیا اور بعد ایکساعت کے
پھر آیا اور ایک ربع اور اگلا اور پھر اڑکر غائب ہوگیا اور پھر بعد ایکساعت کے آنکر تیسرا ربع اگلا اور پھر اڑ گیا
اور پھر ایک ساعت کے بعد آنکر چوتھا ربع بھی اگلا وہ چاروں ربع آپسمیں ملکر ایک آدمی بنگیا مجھے کمال
تعجب معلوم ہوا کہ پھر وہ جانور آیا اور اسنے ربع کو جدا کرکے نگل گیا اور اڑ گیا غرض اسیطرح اسنے چار
دفع میں چار ٹکڑے اسکے کرکے کھا گیا اور چلا گیا مجھے افسوس آیا کہ میں نے اس مرد سے کیوں نہ پوچھا کہ تو کون ہے تھوڑی
دیر کے بعد پھر وہ جانور آیا اور چار دفع میں مثل سابق اسکو قے کردیا اور پھر وہ ایک آدمی بنگیا میں دریا کی کنارے پر گیا
اور اس سے پوچھا کہ تو کون ہے اسنے کہا کہ وہ شخص ابن ملجم ہے میں نے پوچھا کہ تو نے ایسا کیا عمل کیا ہے کہ جسکے
سبب سے تو اس عذاب میں مبتلا ہوا اسنے کہا کہ میں نے علی ابن ابیطالب کو قتل کیا ہے اس سبب خدا تعالیٰ نے اس
مرغ کو مجھپر مسلط کیا ہے کہ یہ عذاب مجھپر کرتا ہے اور قیامت تک اسیطرح عذاب کیا کریگا اور دوسری روایت میں
ہے کہ استخوان اس ملعون کے ایک گڑھے میں ڈالدیئے کہ آدمی ہمیشہ اس گڑھے میں سے آواز نالہ و فریاد کی سنتے تھے
اور یہی منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ جب مجھے معراج میں لیگئے اور آسمان پنجم پر پہنچا تو صورت علی
ابن ابیطالب کی دیکھی میں نے کہا کہ اے اخی جبرئیل یہ صورت کیونکر ہے جبرئیل نے کہا کہ اے محمد ملائکہ نے پروردگار عالم

سے عرض کی کہ اے پروردگار عالم دنیا میں تو آدمی علی ابن ابیطالب کی ہر صبح و شام زیارت سے مشرف ہوتے ہیں اور انکی
روے انور پر نظر کرکے سعادت حاصل کرتے ہیں وہ حبیب ہے حبیب تیرے محمد مصطفے کا اور خلیفہ اور وصی
اُنکا ہے پس ہمکو بھی متمتع اور بہرہ مند کر ساتھ نظر کے اُنکی صورت منور پر پس خداے تعالے نے انکی صورت انور
مقدس سے پیدا کیا ایس ملائکہ صبح و شام اُس صورت کی زیارت سے بہرہ مند ہوتے ہیں پس جناب صادق فرماتے ہیں کہ جب
ابن ملجم نے سر مبارک پر ضربت لگائی تو اثر اُس ضربت کا اُسی ساعت اُسی جگہ اُس صورت میں ظاہر ہوا پس ملائکہ
ہر صبح و شام اُس صورت کو دیکھا ابن ملجم پر لعنت کیا کرتے ہیں اور جب امام حسین شہید ہوئے تو ملائکہ زمین
پر آئے اور جسد قدس اُس جناب کو آسمان پر لیگئے اور پہلو میں اُس صورت جناب امیر کے رکھدیا اور جب ملائکہ
زیارت جناب کو جاتے ہیں اور جناب امام حسین کو خاک خون میں آلودہ دیکھتے ہیں اور یزید اور ابن زیاد و غیرہ
قاتلان پر لعنت کرتے ہیں راوی کہتا ہے کہ جب جناب صادق نے یہ حدیث بیان کی تو فرمایا کہ یہ علم مکنون اور
مخزون ہمارے سے ہی چاہیے کہ اُسکو روایت نکرے مگر واسطے اُس شخص کے کہ جو قابل اور لائق اور اہل اسکا
ہو اور بھی مروی ہے کہ ایکروز جناب امیر المومنین نے فرمایا کہ جب میرا انتقال ہوگا تو ایک شتر سوار حاضر ہوگا
نقاب منہ پر ڈالے اور وہ مجھے غسل دیگا اور کفن کریگا اور تابوت میں رکھیگا پس چاہیے کہ حسن اکیلا مجھپر نماز پڑہے
اور اُسکے بعد حسین بہر تابوت کو میرے صحن خانہ میں رکھنا تاکہ فرزند اور رنگا فی مجھے وداع کریں جب اعرابی تابوت
کو شتر پہ باندھے اور روانہ ہو تو تم بھی شتر کے ساتھ سوار ہو کر روانہ ہونا اور جسجگہ وہ شتر بیٹھے اُسجگہ میری
قبر کو کھودنا اور مجھے دفن کرنا غرض جب اُس جناب نے رحلت کی تو موافق فرمودہ جناب امیر کے شتر سوار آیا
اور آپکو غسل و کفن دیا اور شتر پر رکھکر تابوت کو لیچلا تو صاحب زادے بھی اُسکے ہمراہ ہوئے راہ میں حسنین نے
اُس اعرابی سے پوچھا کہ تجھے قسم ہے اُس خدا کی کہ جسنے صالح پیغمبر اور اُسکے ناقہ کو پیدا کیا کہ تو
نقاب کو رُخ سے اُٹھا جو ہیں اُس عرب نے نقاب منہ سے اُٹھائی تو روح مطہر جناب امیر المومنین
کی ہے کہ جسد مطہر کو اپنی جانب قبر لیے جاتے ہیں۔ تمت بالخیر

نتیجهٔ فکر فضائل مآب کمالات اکتساب قدوة الصالحین زبدة العارفین
ماہر لطائف خفی و جلی مولانا و مقتدانا جناب مولوی السید
روشن علی صاحب دام افضاله و مد ظله

حرف	مصرعه	حرف
د	در سه مسعود و روز فرخ و ہنگام نیک	ک
ش	شد فراغ از ختم طبع معجزات مرتضی	ی
ج	حبذا آن نسخهٔ آیات عرفان و یقین	ن
ر	رشحهٔ کلک جلیلی فاضل باقر علی	ی
ا	از جناب مهتمم ناگه رسید ایما مرا	ا
خ	خواستم تعمیل مر از طرز و اسلوب جدا	ا
س	سال ہجری در تلفظ ہم عیان دارد وقوع	ع
د	در حصول شاہد مقصود سرگرم تلاش	ش
ا	استعانت گاه میکردم باستاد خرد	د
ن	ناگهان ملهم ز روی جزم گفتا کای شریف	ف
	جمع سازی گر ز اعداد سر ہر مصرعی ۳	
	در شش اشعار حرف آخر از ہر مصرعے	
	سن فصلی بر تو گردد آشکارا بالیقین ۱۲۹۲	
	از چهار اشعار باقی ہم بدین طرز و قیاس	

حرف	مصرعه	حرف
ج	چون بفضل خالق علام و عون کردگار	ر
ک	کز مصنف نام او دارد فضائل اشتہار	ر
ع	عارفان راه حق را شد متین و استوار	ر
د	در فرادیس جنان جایش دہد پروردگار	ر
ت	تا نویسم سال تاریخش که باشد یادگار	ر
ک	کاندران مطلوب یابی ہم نہان ہم آشکار	ر
ن	نیز از روی جمل اعداد نقش آری در شمار	ر
س	سر بجیب فکر بودم مضطر و بس بیقرار	ر
گ	گاه میبودم ندائے غیب امیدوار	ر
ی	یک ہزار و سه صد و یکسال و ہشت از مه نگار ۱۳۰۲	ر
	ہم ز سال عیسوی یابی نشان ای ہوشیار ۱۸۸۵	
	جمع سازی پس بطور ابجد اعداد شش بار	
	نیز سال بنگله را دریاب از آن بی اعتذار ۱۲۹۲	
	فارسی سن بی گمان حاصل شود انجام کار ۱۲۵۴	

و سنه

چون بار دوم فضائل مرتضوی
تاریخ سنین کے ز روئے دانش

گردید بنور طبع چون مه ساطع
بنوشت شریف ذوالفقار قاطع
۱۳۰۲